UNIVERSAL
LIBRARY

OU_224712

UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلۂ تراجم عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن

# جدید تدریس

مرتبۂ

سرجان اڈیمس - ایم - اے - ال ال ڈی

مترجمہ

محمد سجاد مرزا - ایم - اے (کنٹب)

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی
حیدرآباد دکن

# THE NEW TEACHING

EDITED BY

JOHN ADAMS, M.A., B.Sc., LL.D.,

PROFESSOR OF EDUCATION IN THE UNIVERSITY OF LONDON,
AUTHOR OF "THE STUDENTS' GUIDE," ETC.

*THIRD EDITION*

HODDER AND STOUGHTON
LIMITED LONDON

سلسلۂ تراجم عثمانیہ ٹریننگ کالج حیدرآباد دکن

# جدید تدریس

مرتبہ

مرجان اڈیمس - ایم - اے - ال ال ڈی

مترجمہ

محمد سجاد مرزا - ایم - اے (کنٹب)

مطبوعۂ دار الطبع سرکار عالی
حیدرآباد دکن

# فہرست مضامین


| ابواب | مضامین | صفحات |
|---|---|---|
| باب اول | جدید تدریس از ایڈیٹر .... .... .... | ۱ |
| باب دوم | انگریزی ,, .... .... .... | ۳۸ |
| باب سوم | جدید غیر زبانیں از لوئی - ڈے گلیھن ایم - اے .... | ۷۴ |
| باب چہارم | السنۂ قدیم - یونانی اور لاطینی زبانیں از ڈبلیو - ایچ - ڈی راؤس ایم - اے - اٹ - ڈی وغیرہ .... | ۱۳۲ |
| باب پنجم | سائنس از پروفیسر ٹی - پرسی نن - ایم - اے - ڈی - یس سی | ۱۶۲ |
| باب ششم | ریاضی از جیمس اسٹرائن - ایم - اے - بی - یس - سی | ۲۰۷ |
| باب ہفتم | جغرافیہ از جیمس فیرگریف ایم - اے - ایف - آر - جی - یس .... .... .... | ۲۴۶ |
| باب ہشتم | تاریخ ( الف ) از یم - ڈبلیو کیٹنگ ایم - اے - ڈی - ایس - سی .... .... | ۲۸۳ |
| | تاریخ ( ب ) از یوجین لوئی ھیلك بی - اے - ایف - آر - ھسٹ - ایس .... | ۳۰۱ |
| باب نہم | (الف) موسیقی از پرسی - سی - بك یم اے ڈاکٹر موسیقی.... | ۳۱۹ |
| | ( ب ) تحتانیہ مدارس میں موسیقی از جان - ای بورلینڈ ڈاکٹر موسیقی .... .... | ۳۳۹ |
| باب دہم | نقش کشی اور فن لطیفہ از یچ - بیرٹ کارپنٹر .... | ۳۴۷ |
| باب یازدہم | دستی کام از جارج یف جانسن - ایم - اے .... | ۳۶۶ |
| باب دوازدہم | جسمانی تربیت از کے - ایم کیمبل یف - سی - ٹی - بی - ایف - آر - جی - ایس .... | ۳۸۶ |
| | سوئیڈی نظام کی تائید میں از مس میورئل ایچ اسپالڈنگ | ۴۰۲ |
| باب سیزدہم | مضامین خانہ داری از مس یم - ای - مارسڈن .... | ۴۰۹ |
| باب چہاردہم | تجارتی مضامین از فرڈ چارلس - بی اے .... | ۴۳۳ |

# تمہید

اصول و فن تعلیم پر جو سلسلہ تراجم نواب مسعود جنگ بہادر مرحوم کے زمانہ نظامت تعلیمات میں شروع ہوا اور میرے پیشرو مولوی خان فضل محمد خان صاحب یم - اے کے دور میں جاری رہا - یہ ترجمہ بھی اُس کی ایک کڑی ہے - چند سال قبل تک ممالک محروسہ سرکار عالی کے مدارس تعلیم المعلمین میں صرف مڈل کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام تھا - جس میں مدارس تحتانیہ کے لئے ٹرینڈ معلمین تیار ہوتے تھے - اسی اعتبار سے اصول و فن تعلیم پر صرف گنتی کی چند کتابیں اردو زبان میں تھیں جن کی حیثیت محض مبادیات کی سی تھی لیکن جب حضور پر نور بندگانعالی کی علم پروری اور معارف نوازی سے جامعہ عثمانیہ کی تاسیس ہوئی اور اعلیٰ ترین تعلیم کا ذریعہ بھی اردو زبان قرار پائی تو قدرتی طور پر ایسے مدرسین کی ضرورت محسوس کی گئی جو اپنے مخصوص فن کی تربیت اردو میں پا کر اسی زبان میں ثانوی مدارس کے نصابی مضامین کی تعلیم بھی دے سکیں - چنانچہ مدرسہ تعلیم المعلمین بلدہ کی تنظیم ازسرنو کی گئی اور پہلے میٹرک اور رفتہ رفتہ ایف - اے کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام بھی اس میں ہوا اور آج کل خدا کے فضل سے وہ ایک درجہ اول کا کلیۃ المعلمین بن گیا ہے جو بی - اے کامیاب اساتذہ کی ٹریننگ کا انتظام بھی کرتا ہے -

ان مقاصد کے حصول کے لئے اردو زبان میں اصول و فن تعلیم کی مستند کتابوں کے ترجمے ناگزیر تھے چنانچہ اب میٹرک اور ایف - اے کامیاب اساتذہ کے لئے اس

فن کے ہر نصابی مضمون کے لئے ایک مستند انگریزی کتاب ترجمہ کرائی گئی ہے مترجمین کا انتخاب زیادہ تر ٹریننگ کالج کے اساتذہ ہی میں سے کیا گیا ہے اور حسب ضرورت دوسرے ماہرین فن سے بھی مدد لی گئی ہے۔ اصطلاحات کا ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سررشتہ تالیف و ترجمہ کی مدد سے ہوا ہے اور ان سب کتابوں کی طباعت کا انتظام دفتر نظامت تعلیمات کی طرف سے کیا گیا ہے غرض کہ اب زبان اردو فن معلمی پر بھی اعلیٰ معیار کے تراجم کا سرمایہ دار بن گئی ہے۔ فی الوقت ان کتابوں کی اشاعت صرف ممالک محروسہ سرکار عالی کی حد تک ہے۔ لیکن عنقریب وہ زمانہ آنے والا ہے جب اعلحضرت سلطان العلوم کے دست مبارک کا روشن کیا ہوا چراغ سارے ہندوستان میں بھی اُجالا کردیگا اور اُردو عام طور پر ذریعہ تعلیم ہوگی اور اسوقت علوم و فنون کے دوسرے شعبوں کی طرح اصول و فن تعلیم پر بھی ہماری یہ کتابیں دوسروں کے لئے دلیل راہ بنیں گی آنے والے مورخین سرزمین دکن کی طرف اشارہ کریگے اور بتائیں گے کہ اسی منبع سے عہد عثمانی میں یہ سوت پھوٹی تھی۔

میں ارباب دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ۔ جملہ مترجمین کتب خصوصاً مولوی سجاد مرزا صاحب پرنسپل عثمانیہ ٹریننگ کالج بلدہ کا ممنون ہوں کہ سب کی مشترکہ کوششوں سے یہ کام جو بظاہر کار دشوار تھا سرانجام ہوا فقط

سید محمد حسین جعفری

ناظم تعلیمات

# باب اول

## جدید تدریس

### از آیڈیٹر

ہمیں چاہے ہر قسم کے الفاظ کے ساتھ 'جدید' کی صفت چسپاں کرنیکا اور جدید دینیات، جدید سیاسیات اور جدید نفسیات کہنے کا عام رواج پسند نہ ہو، ہم میں سے بعض طعنہ زن یہ ثابت کرکے لطف اُٹھائیں کہ یہ اصطلاح جب کہ پامال مضامین کے لئے استعمال ہوتی ہے تو کبھی بھی تو کوئی نئی بات ظاہر نہیں کرتی اور جتنی باتیں بھی قدیم تر باتوں سے زیادہ مختلف بتلائی جاتی ہیں، حقیقتاً وہ سب کی سب جوں کی توں ہوا کرتی ہیں۔ تاہم اس صفت کے عام استعمال کی کوئی وجہ ہونی چاہئیے اور یہ نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم دریافت کریں کہ بھلا تدریس سے اس کا کیا تعلق ہے؟ جدید تدریس کوئی چیز بھی ہے یا نہیں۔ چاہے بحث طلب رہے۔ لیکن صرف اس واقعہ سے کہ اس کے متعلق غور و خوض کیا جا رہا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ کم از کم اس کی کچھ خواہش ضرور ہے، جب کبھی لوگ موجودہ صورت حال سے تھک جاتے ہیں تب ہی کسی نئی بات کا خیال کرتے ہیں۔ یہ بھی سچ ہے کہ اس قماش کی بھی طبیعت ہوتی ہے جو محض تغیر کی خاطر ہی تغیر چاہتی ہے۔ بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اس سے ترقی نہیں کر رہے ہیں جب تک کہ وہ اپنے اطراف و اکناف میں خوب ردو بدل نہ کرتے رہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بدرجۂ آخر ترقی کا نتیجہ بالضرور تغیر ہوتا ہے، لیکن اس کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ یہ تغیر ایسے ڈرامائی طریقہ کا ہو کہ عوام کے مذاق کی تشفی ہو سکے۔

خوش قسمتی سے ہمارا پیشہ کسی زبردست داخلی تغیر کے خدشہ سے محفوظ ہے - ہماری کمزوری عام طور سے اس کے برعکس خیال کی جاتی ہے اور مدرسین بحیثیت مجموعی تغیر کے مخالف شمار ہوتے ہیں - بلحاظ پیشہ ہم قدامت پسند ہیں - ہم تغیر کے عجیب و غریب دیوتا کی پوجا کرنے کے عادی نہیں ہیں ، ہماری زیادہ خواہش یہی رہتی ہے کہ ہم اپنے پرانے طرز ہی پر چلیں ، لیکن اسی کے ساتھ ہمارے پیشہ کے ضمیر میں تھوڑی بہت حساسیت ہے ، ایک ایسی حساسیت جو پیشہ میں اصلاحات کے اضافہ کی مناسبت سے کم ہوتی نظر ہی نہیں آتی - ہم میں اکثر تازہ ترین طریقوں کو استعمال کرنا چاہتے ہیں اور نوجوان مدرسین تو بہت زیادہ اس کے شائق ہیں کہ "جدید ترین تعلیماتی ترقی کے سینہ بہ سینہ چلیں" ( ہم اس جملہ کے استعمال کی اجازت چاہتے ہیں جو صداقت نامہ جات لکھنے والوں کو بہت مرغوب خاطر ہے ) یہ ہمیشہ نئی چیز کی تلاش میں رہتے ہیں - اور ان کی ابتدائی زندگی میں بعض دفعہ ایک حیرت انگیز سلسلہ جلد جلد تغیرات کا ہوا کرتا ہے ، بعض اوقات اس کا نتیجہ وسواس اور یاس ہوا کرتا ہے ہر تازہ ترقی گذشتہ سے ایسی بڑھی چڑھی نظر آتی ہے کہ رفتہ رفتہ کم عمر مدرس خود اپنی ترقی سے اس لئے گھبرانے لگتا ہے کہ موجودہ چمک دمک ماسبق کے کارنامہ کو ماند کر دیتی ہے - اس کو اس پریشان کن مسئلہ سے دوچار ہونا پڑتا ہے کہ اگر میرے سابقہ طریقے موجودہ سے کمتر درجہ کے ہیں تو کیا آئندہ کے معیار کے مقابلہ میں موجودہ گھٹیا نہ ثابت ہو جائینگے - اسکے بعد یہ وسوسہ پیدا ہوتا ہے ! کہ کیا میں واقعی ترقی کر رہا ہوں یا یہ کہ بغیر آگے بڑھے الٹ پھیر کر رہا ہوں ؟

ایک ایسے مدرس کو بطور مثال لیجئے جو اپنی پینتالیس برس کی عمر میں اس نتیجہ پر پہونچتا ہے کہ میرے ابتدائی طریقے ناقص تھے - اور بتدریج ان سے ایک ایسا طریقہ

معلوم کر لیا جو اگر بالکل تشفی بخش نہ سہی لیکن بڑی حد تک قابل اطمینان ہے - اب یہ قدرتی امر ہے کہ یہ خواہش ہو کہ وہ اپنی دریافت دوسروں کو بتلائے جو کہ اس منزل پر ہیں جب کہ خود اُس نے ناقص طریقے استعمال کئے تھے - کم عمر مدرسین ایسے مدرس سے پریشان ہو جاتے ہیں جب کہ وہ حقیقتاً ان سے ایماندارانہ سلوک کرنا چاہتا ہے - لیکن اُن کو یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اپنی ترقی کی ہر منزل پر اس تجربہ کار مدرس کو وہی احساس رہا ہے جو کہ اب بھی اس کو اپنی موجودہ اور اپنی سابقہ فنی حالت کے متعلق ہے وہ ہمیشہ ایک ایسے طریقہ کے حاصل کرنے کی امید میں رہا ہے جو کہ واقعی تشفی بخش ہو - اس کو فنی کمال کا خواب دیکھنا نصیب نہیں ہوتا لیکن اس کی امید میں رہنا پڑتا ہے بہ الفاظ دیگر انسان ایک جاندار اور صحت مند بروزی عضویہ ہے - کسی خاص منزل پر اس کے طریقے اُس منزل کی حد تک مناسب حال ہوتے ہیں - اور وہ کسی طرح بھی ہمیشہ کے لئے ان طریقوں سے مطمئن نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ خود بھی برابر ترقی کرتا رہتا ہے - اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ پینتالیس برس کی عمر کا طریقہ قطعاً اس طریقہ سے بہتر ہے جو پچیس برس کی عمر میں تھا - لیکن استعمال کنندہ کی حد تک وہ بہتر ضرور ہے - اس میں بیشک وہ قطعی طور پر بہترین بھی ہو سکتا ہے - اور ان دنوں میں خصوصاً ایسا ہونا بھی چاہیئے جب کہ طریقوں کا سمجھ بوجھ کر مطالعہ کیا جاتا ہے - اور ترقی پذیر مدرسین ایک دوسرے سے سیکھنے کے لئے آمادہ ہیں اور ہمارے تعلیمی رسالوں سے ہر قسم کی امداد حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں - تاہم بہر صورت وہ طریقہ جو اس نے دانشمندانہ تجریب اور تجربہ سے حاصل کیا ہے اس کے لئے بہترین ہے - بہر حال نوعمر مدرس کو اپنی گذشتہ خامی یا آئندہ کی مہارت سے پست ہمت نہ ہونا چاہیئے - کیونکہ وہ خود برابر ترقی کرتا چلا جا رہا ہے - نقطۂ نظر اور طریقوں میں

تبدیلیاں مدرس کی زندگی میں فنی قوت کی دلیل ہیں - انسان بے حرکت نہیں رہ سکتا - ہر تبدیلی جیسے ہی واقع ہوتی ہے یہ بتلاتی ہے کہ وہ اپنے ماحول پر اثر پذیر ہو رہا ہے - اپنی اور اپنے شاگردوں کی ضروریات کے لحاظ سے اس میں ترمیم کر رہا ہے اور درحقیقت اس کا کردار ایسا ہے جو کہ باصحت عضویہ کا ہونا چاہئیے - وہ شخص جو کہ چند معتبر طریقوں سے ابتداء شروع کرتا ہے اور میکانی یکسانیت کے ساتھ اپنے پیشہ کی زندگی کے پورے دور میں اُن پر عمل پیرا رہتا ہے عملاً بہت جلد ترقی سے نابلد ہو جاتا ہے - چاہے اس کے طریقے ابتداء میں اچھے ہوں اور آخر وقت میں برے بھی ثابت نہ ہوں لیکن اگر ابتداء میں وہ ٹھیک بھی رہے تو آخر زمانہ میں اس کے پوری طرح سے مناسب حال نہیں ہو سکتے - ہم کو زمانہ کے ساتھ بدلتا رہنا چاہئیے - لیکن یہ صرف تغیر کے لئے خصوصاً جب کہ تغیر محض تغیر کی خاطر ہو - کوئی دلیل نہیں ہے - اپنے اجداد کی طرح چلنے کی بجائے بعض اشخاص ممکن ہے چوپایہ کی طرح چلنے کو ترجیح دیں مگر اس قعر میں گرنے سے پہلے مدرس کے لئے بہتر ہے کہ وہ اپنی فنی قوت سے اُسی وقت مشتبہ ہو جائے جب کہ وہ یہ دیکھے کہ وہ اپنے طریقوں کی تنقید اور ترمیم کرنے سے جی چرانے لگا ہے -

انفرادی طور پر مدرس کے لئے جو بات صحیح ہے وہی بحیثیت مجموعی پورے پیشہ کے لئے بھی درست ہے ہر نسل اپنی خاص ضروریات کی مناسبت سے طریقے اختیار کرتی ہیں - اس میں شک نہیں کہ تبدیلیاں جو وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہیں ہمیشہ اختراعات کا باعث نہیں ہوتیں حقیقت تو یہ ہے کہ بعض ہمارے ہمعصر مورخین تعلیم خاص طور پر یہ فخریہ کہتے ہیں کہ ہمارے تازہ ترین انکشافات برسوں پہلے کے ماہرین فن کے مجوزہ ہیں - تاریخ طب بتلاتی ہے کہ معالجہ کے طریقوں کا ایک ایک دور ہوا کرتا ہے - یہی بات

ہم تاریخ تدریس کے متعلق کہہ سکتے ہیں - لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ حقیقتاً کوئی ترقی نہیں ہوئی - جب کبھی کوئی پرانا طریقہ پھر آموجود ہوتا ہے تو اس کا استعمال اعلیٰ زاویہ نگاہ سے کیا جاتا ہے - چاہے ہم نے اتنی ترقی نہ کی ہو جتنی کہ کرنی چاہیئے تھی - لیکن بہت کم نقاد اس سے انکار کرینگے کہ ہم نے افلاطون اور ارسطو کے زمانہ کے مقابلہ میں طریقہ ہائے تدریس میں قطعی ترقی کی ہے -

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا مضمون جدید تدریس ہے نہ کہ جدید تعلیم اس میں شک نہیں کہ ان دونوں کو علٰحدہ نہیں کیا جاسکتا - یہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ ہم بلا اس عمل کے جس کو اصطلاح میں تدریس کہتے ہیں تعلیم دیں - لیکن یہ ناممکن ہے کہ تدریس بغیر تعلیم انجام پاسکے - ہم معلومات پہونچا ہی نہیں سکتے جب تک کہ کسی قدر سیرت میں ترمیم نہ کردیں اور اسی حد تک تعلیم نہ دیدیں لیکن کسی موقع پر یہ بہت ہی مناسب ہے کہ ہم اپنی توجہ معلومات پہونچانے تک محدود رکھیں اور سردست تعلیمی اثرات پر غور نہ کریں - مثلاً - اس کتاب میں ہمارا تعلق نصاب مدرسہ کے مختلف مضامین کی تدریس سے ہے اس لئے ہم معانی کے خواستگار ہو سکتے ہیں اگر اس وقت مختلف مضامین کی تعلیمی قدر سے بحث نہ کریں - تاہم مؤلفین جہاں کہیں موقع ہوگا طریقے بیان کرتے ہوئے تعلیمی اثرات ظاہر کردینگے - مؤلفین کا مدعا یہ ہے کہ ممکنہ تفصیل اور صحت کے ساتھ اُن حقیقی حالات کا ذکر کریں جن کے تحت ان مضامین کی تدریس ہوتی ہے جن کا بیان اُنہوں نے اپنے ذمہ لیا ہے - بلحاظ ماہرین وہ اپنے مضامین کی جدید ترین ترقیوں کی تفصیل دیتے ہیں اور خاص طور پر مادی معاونین - کتابیں - ہمہ قسم کے آلات بتلاتے ہیں جن سے کہ کمرۂ جماعت میں کام لیا جاسکتا ہے ہر ماہر بے شک اپنے مضمون کے طریقوں سے بحث کریگا جو کہ جدید تدریس کا ایک پہلو

ہوگا - لیکن اس خیال سے کہ اعادہ اور تراکب نہ ہو یہ ضروری ہے کہ یہاں اُن عام خصوصیات کو یکجا کر دیا جائے جسکی بناء پر ہم "جدید تدریس" کا ادعا کرتے ہیں - اس کتاب کے اکثر ناظرین ایک یا اس سے زائد مضامین میں دلچسپی لینگے اور یقینی اُنہی ابواب کو ملاحظہ کریں گے جہاں ان کا بیان ہے - لیکن تمہید کے طور پر ناظرین کو تدریس کی اُن تمام خصوصیات پر غور کرنا چاہیئے جو ہمارے آج کل کے مدارس میں پائی جاتی ہیں - جب وہ اپنے خاص مضامین پڑھینگے تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان خصوصیات کی بہت سی امثلہ پیش کر دی گئی ہیں -

تو کیا جدید تدریس بھی کوئی چیز ہے ؟ کیا آج کل کے مدارس کے کام میں ایسے نمایاں رجحانات موجود ہیں جن کی بناء پر ہم یہ اصطلاح استعمال کرنے کے مجاز ہو سکتے ہیں ؟ اب یہ بتلانیکی کوشش کیجائیگی کہ اِن دونوں سوالات کا جواب اثبات میں ہے -

اول تو یہ کہ اس پیشہ میں خود شعوری آگئی ہے - ہر فرد کا تجربہ ہے کہ ایک وقت آتا ہے جبکہ وہ اپنی جانچ آپ شروع کرتا ہے اور دوسروں سے اپنا مقابلہ کرنے لگتا ہے تاکہ یہ محسوس کرلے کہ وہ خود ایک علٰحدہ ہستی یا نفس رکھتا ہے - ہر فرد کے لئے ایسے وقت کا تعین مشکل ہے - جب کہ اس کے نفس میں شعور پیدا ہونے لگتا ہے اور یہی مشکل افراد کے اجتماع - مثلاً کسی پیشہ میں بھی ہے - لیکن بہت سے آثار ایسے ہیں جن سے یہ دعوی ثابت ہوتا ہے کہ اسوقت پیشۂ مدرسی نے اپنی اجتماعیت کا احساس پیدا کرلیا ہے یا پیدا کرنے والا ہے - جبکہ نیشنل مدرسین کی قومی انجمن اور ہیڈ ماسٹروں کی کانفرنس ایک ہی لمحہ وجود میں آئے تو وہ عمل شروع ہوگیا - جس کا نتیجہ موجودہ نیچرس رجسٹریشن کونسل ہے اور جو کسی حد تک دوسو پچاس تعلیمی انجمنوں کے اغراض کو منعکس کرتی ہے جن کے نام رسالہ جورنل آف ایجوکیشن کی سالانہ فہرست میں

شائع ہوا کرتے ہیں - اسوقت پہلے سے بہت زیادہ یہ پیشہ اپنے وجود سے باخبر ہے - اس میں استحکام ہوگیا ہے - اس میں پیشہ کا جوش وخروش ہے - اس نے اپنے کو خود اپنے قابو میں کرلیا ہے تاکہ دیکھے کہ وہ خود کیا کرسکتا ہے -

معاشی اور معاشرتی پہلو سے یہ سب کچھ درست ہے - لیکن فنی لحاظ سے بھی یہ کچھ غلط نہیں ہے - ایک طرف مدرسین تحتانیہ طریقہ کے تنگ نظریہ سے بالاتر ہو رہے ہیں جس نے ابتک ان کو جکڑ رکھا تھا - دوسری طرف مدرسین ثانویہ فن کی معقولیت کے ممکنات کو ان فطرتاً کمزور طریقہ ہائے کار کے مقابلہ میں ہمدردی سے سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں جن سے انکے پیشرو تشفی حاصل کرنے پر فخر کرتے تھے -

اس نئی روح کا ثبوت اُن کثیر انجمنوں کے اعداد سے ملتا ہے جو محض اس غرض سے قائم کی گئی ہیں کہ مختلف شعبوں کی تدریس کے سائنسی مطالعہ کو ترقی دیں - تقریباً ہر مضمون کے لئے جسے نصاب مدرسہ میں جگہ ملی ہے ایک خاص انجمن ہے اور جب ہم تدریس سے متعلقہ کانفرنسوں کی بہتات کے ساتھ ان کا شمار کرتے ہیں تو ہم کو یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم نے اس مبحث کے لئے لاجواب بحث تیار کرلی ہے کہ اس پیشہ کو بہترین معنوں میں شعور حاصل ہوگیا ہے - ممکن ہے یہ کہا جائے کہ ہم نے ضرورت سے زیادہ ثبوت دیدیا اور خصوصاً تدریسی کانفرنسوں کے مرض کے مدنظر اس پیشہ کو باشعور برے معنوں میں بھی کہا جاسکتا ہے - اس الزام سے بچنے کے لئے کچھ بے حیائی کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ سب کے سب مدرسین کانفرنسوں کے عادی نہیں ہیں - درحقیقت شہادت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثر مدرسین اپنے پیشہ کے فنی پہلو کی ترقی کے لئے زحمت اُٹھانے کے لئے تیار نہیں ہیں - جیسے ہی یہ تربیت سے یا گر پڑ کر اپنی ابتدائی جماعتوں میں تجربہ حاصل کر کے اپنے کام کی عملی تفصیل رتھوڑے بہت

حاوی ہو جاتے ہیں تو اس کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھے رہتے ہیں - اور تمام عمر اپنے ذرا سے جمع شدہ فنی سرمایہ پر بسر کر دیتے ہیں - زیادہ دہین یا یوں کہیے کہ زیادہ شعوری اقلیت ہی نت نئے کام کرتی اور فنی انجمنیں اور کانفرنسیں چلاتی ہیں - اس بات کے اعتراف میں پس و پیش نہ ہونا چاہیئے کہ یہ واقعہ کہ کوئی مدرس اس جیسی کتاب کا مطالعہ کرتا ہے اس کا ثبوت ہے کہ وہ شعوری اقلیت سے تعلق رکھتا ہے - لاپروا اکثریت کے احساسات کو ٹھیس لگانے سے بچنے کے لئے کچھ زیادہ حکمت عملی کی ضرورت نہیں ہے - کیوں کہ ان صفحات کا اُن کی نظروں سے گزرنے کا بہت ہی کم احتمال ہے - یہ باعث اطمینان ہے کہ اقلیت ہی ترقی کے ڈھب کا تعین کرتی ہے - وہ جو کچھ بھی کرنے کا تصفیہ کرتی ہے - اس سے عام تحریک کی رہبری ہوتی ہے - اور آج کل مدرسین اپنے طریقوں میں اصلاح بالکل اُن جلسوں اور کانفرنسوں کے نتائج کی بنا پر کرتے ہیں جن میں وہ شریک تک نہیں ہوتے اور نہ اُن میں دلچسپی ہی رکھتے ہیں - انجمن ساز اور کانفرنس باز مدرسین کے گروہ پیشہ کے نقطۂ ترقی ہیں - اُن کی جدوجہد کا احسان ہے کہ جملہ طبقۂ مدرسین میں ترقی کا خمیر اُٹھنے لگا ہے - ہمارے لئے اہم بات یہ ہے کہ کثرت سے اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ مدرسین ایک طبقہ کی حیثیت سے اپنے کام کی تکنیت Technique پر اس طرح غور کرنے لگے ہیں کہ اس کی سابق میں نظیر نہیں ملتی -

تعجب یہ ہے کہ مدرسین میں اپنی آپ جانچ کی مقبولیت کا نتیجہ یہ نکلا کہ موجودہ تدریس کی مقدار کی اہمیت کے بارے میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے - ہمارے پیشہ کے زیادہ غور و فکر کرنے والے اراکین میں اسباب سے یہ بینی ہے کہ ہم ضرورت سے زیادہ تدریس کر رہے ہیں یہ احساس شروع ہو گیا ہے کہ مدارس میں ہم کو اس خیال کا جنون سا ہے کہ

"خود بخود کچھ نہ ہوگا" اور ہم کو برابر تدریس کرتے رہنا چاہیئے - معمولی زندگی میں بھی ایسے اشخاص کی بہتات ہے جن کو پروفیسر ریلے "خشک مفسرین" "Dull, explanatory persons" کہتے ہیں جو کبھی بھی نہیں سمجھتے کہ اپنی اکتا دینے والی تفسیروں کو کب ختم کریں اور مدارس میں عموماً یہ عیب بہت زیادہ ہے - لہذا یہ اُمید افزا علامت ہے جب کہ مدرسین صحت مند غفلت "Wholesome neglect" کے موافق گفتگو کرتے ہیں گو اس مزاحیہ جملہ سے یہ دھوکہ ہوتا ہے کہ زیادہ تدریس کا علاج صرف مدریس ہی کی مسدودی ہے - جس بات کی حقیقتاً ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ تدریس کے اثرات کو عمدگی سے استعمال کیا جائے - خصوصاً مدرسین اور شاگردوں کی اضافی مصروفیات پر نظر ثانی کی جائے - جدید تدریس میں اس کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ شاگرد کو بمقابلہ سابق زیادہ کام کرنا چاہیئے یہ اولیٰ اصول خود اُن کے عام مطالبات سے ظاہر ہو جاتا ہے - جن کو مصلح تعلیم کہنے کا رواج ہو گیا ہے -

عوام اس پر بہت زور دیرہے ہیں کہ شاگردوں کو اختراعیت کی تربیت دی جائے - یہ شکایت ہے کہ طلبہ جو مدارس سے تعلیم پاکر نکلتے ہیں وہ غالباً احکامات کی کافی عمدگی سے تعمیل کرتے ہیں * - لیکن ان میں نہ تو ذاتی قوت فیصلہ ہوتی ہے اور نہ نئی بات کے پیدا کرنے یا ہدایات میں ترمیم کرنے کا ایسا مادہ ہوتا ہے جس کے لحاظ سے غیر متوقع طور پر متبدلہ حالات کا تشفی بخش طریقہ پر مقابلہ کر سکیں اس خارجی اعتراض کے ساتھ فنی نقاد اس پر برابر زور دیرہے ہیں کہ شاگردوں کے ساتھ محض تحصیل کنندگان کا سابرتاؤ نہ کرنا چاہیئے بلکہ مدرسہ کے کام میں اُن کی شرکائے کار کی حیثیت بنانا چاہیئے

---

* گو اس کے اعتراف سے بھی انکار ھے - جیسا کہ آجروں کی اس شکایت سے ظاھر ھے جو کہ انھوں نے لندن کونٹی کونسل کو کی ھے بہت ھی کم ثانویہ تعلیم کی ایسی لڑکیاں ھیں جو معمولی ھدایات سمجھتی ھیں یا مراسلت ھی کر سکتی ھیں -

ہم سے کہا جاتا ہے کہ زیادہ بوجھ خود طلبہ ہی پر ڈالنا چاہئے - اُن کو زیادہ سے زیادہ اپنی تعلیم کا خود ذمہ دار بنانا چاہئے - اس میں نقص نکالنے کی کوشش بیکار ہے - کیونکہ وہ بھی قطعاً اس کو مانینگے جو ہمارے مدارس کے حقیقی کام سے بخوبی واقف ہیں کہ اس نقطہ نظر کی عملاً زیادہ عزت کی جاتی ہے گو خارجی نقاد اس سے پورے واقف نہیں ہیں - تذکرۃً یہ کہنا نامناسب نہو گا کہ اس زمانے کے زیادہ باخبر مدرسین کو ایک یہ مرحلہ طے کرنا پڑتا ہے کہ اخبارات اور تقاریر کے ذریعہ اُن کو ایسے امور کے انجام دینے کے لئے ڈانٹا جاتا ہے جو کہ وہ برسوں سے کرتے چلے آرہے ہیں -

طریقۂ ذمہ داری کی کامیابی میں اس ابتدائی مشکل سے رکاوٹ ہوتی ہے کہ طلبہ کی بڑی تعداد کچھ نہیں حاصل کرنا چاہتی - خارجی نقاد عموماً اس طرح سے خامہ فرسائی کرتے ہیں کہ شاگردوں کی طبعیت بدل گئی ہے اور اب وہ روتے جھینکتے مدرسہ نہیں جاتے عوام کی تعلیم میں روز افزوں دلچسپی طلبہ کے طرز پر اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہ سکی لیکن ابتک اتنا اثر نہیں ہوا ہے کہ انسان کی شبہ بی طبعیت ہی بدل جائے بعض دفعہ یہ فرض کر لیا جاتا ہے کہ طلبہ مدرسہ کے انصاب سے ممکنہ فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور جس بات کی ضرورت ہے وہ صرف یہ ہے کہ مدرسین کو اس کا یقین ہو کہ کم عمروں کو حسب دلخواہ عمل کرنیکی آزادی دینا ضروری ہے - تجربہ کار مدرس یہ جانتا ہے کہ اُس کا زیادہ وقت اُن ذرائع کے اختیار کرنے میں صرف ہوتا ہے جن کے ذریعہ وہ شاگردوں میں مدرسہ کے کام میں عملی حصہ لینے کا شوق پیدا کرتا ہے اگر یہ صحیح بھی ہو تب بھی جدید طریقے قدیم طریقوں سے بالکل جدا ہیں ترقی پذیر مدرس اب ایسا طرز اختیار نہیں کرتا جیسا کہ کوئی طلبہ پر اپنی شخصیت کا اثر جمانے کے لئے کرتا ہے - اور نہ اُن میں ایسے معلومات ٹھونس نے کی کوشش کرتا ہے جن کو

وہ اہم تصور کرتا ہے وہ یہ مانتا ہے کہ اُس کے اکثر شاگرد کام کرنا نہیں چاہتے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس کا مسئلہ یہ ہے کہ شاگردوں کو اس ڈھب پر لایا جائے کہ کاہلی سے مکدر ہوں اور کام سے مانوس - وہ اسی لحاظ سے مدرسہ کے تمام کام کی ترتیب دیتا ہے اور اس عمل سے ایمل بوترو صاحب کے عتاب کی زد میں آتا ہے - جو ماحول کی ایسی کاٹ چھانٹ سے سخت ناراض ہیں جو بالراست ذرائع سے وہی نتائج پیدا کرتے ہیں جو سابق میں راست ذرائع سے حاصل ہوا کرتے تھے - تدریسات کی بوترو صاحب علانیہ حقارت کرتے ہیں ( ملاحظہ ہو اُن کی کتاب کا دیباچہ ) -

ہر بات قدیم تعلیم کی طرح صاف سیدھی ہونی چاہیئے - اور ان سب ترکیبوں سے احتراز کرنا چاہیئے جو طباع ماہرین تدریسات اپنے شاگردوں کے علم کے بغیر اُن کی سیرت سازی میں کام میں لاتے ہیں - مدرس کو اس بات سے زیادہ پریشان نہ ہونا چاہیئے - کیونکہ بہت ہی کم عمل مدرس کو اس قسم کے کام کرنے کا موقع ہے یا وقت ملتا ہے - لیکن اس کو یہ حقیقت یاد رکھنی چاہیئے کہ ہماری جدید تدریس واقعاً شاگردوں کی انفرادی فعلیت کو جنبش دینے کے لئے بالراست ذرائع اختیار کرنے کی ضرورت کی معترف ہے -

چاہے کوئی ذرائع اس امر کے حصول کے لئے ہوں کہ شاگرد اپنا کام آپ کرے جدید تدریس کا اصول یہ ہے کہ مدرسہ کے لئے شاگرد کے نقطۂ نظر اور خصوصیات کا لحاظ رکھنا ضروری ہے - ڈاکٹر اسٹان لے ہال کے غیر محتاط الفاظ کے بموجب جدید تدریس میں اصغاریت ( Paidocentric ) ہو گئی ہے - یعنی یہ کہ وہ اپنی دلچسپی کو ترجیحاً شاگرد کے مضامین مطالعہ کے بجائے خود اُس پر منعکس کرتی ہے - اس بارے میں کوئی غلطی نہ ہونی چاہیئے - تدریس میں تخصیص کا رواج اسباب کی قوی شہادت ہے کہ تدریس کے مواد مضمون پر عبور حاصل کرنے کے لئے توجہ کی جاتی ہے - اور کسی زمانہ

میں بھی مضمون پر عبور کی اچھے مدرسین میں ایسی وقعت نہ تھی جیسی کہ اب ہے۔ لیکن علم کی اس وقعت کا توازن اب بہ طریقہ استحضار اس طرح ہو جاتا ہے کہ عمل میں تضیع وقت اور کوشش کی انتہائی کمی ہو جاتی ہے۔ اس کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ آخر الامر ہر مضمون کو شاگرد کے نہ کہ مدرس کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ اب تک جو کچھ بھی دلچسپی طریقوں میں تھی اس کا آغاز مدرس اور اس کے مطالعہ کے درمیانی تعلق سے ہوا کرتا تھا۔ ہر بات اس کے نقطہ نظر سے دیکھی جاتی تھی۔ اب تو کتابیں خاص طور پر شاگرد کے نقطۂ نظر سے لکھی جانے لگی ہیں*

اس میں شک نہیں تحقیقات کا یہ شعبہ۔ یہ دریافت کہ انفرادی شاگرد پر کیا اثر ہوتا ہے۔ بہت ہی ابتدائی منزل میں ہے۔ ہم کو ابھی بہت کچھ یہ معلوم کرنا ہے کہ شاگرد ان باتوں کو کس نظر سے دیکھتا ہے۔ لیکن مسئلہ صاف طور پر واضح کر دیا گیا ہے اور اس کی اہمیت بھی تسلیم کر لی گئی ہے اس لئے نتائج صحیح طور پر جدید تدریس کی فعلیت پر اثر ڈالے بغیر نہیں رہ سکتے۔ واقعہ تو یہ ہے کہ عمل بھی شروع ہو گیا ہے کیونکہ ولاجی کالی فورنیا کے پرنسپل کارل ایچ نیلسن کی رپورٹ ایک طریقہ کا تذکرہ کرتی ہے جس کے بموجب (۴۵) منٹ کا ایک گھنٹہ ہر پندرھویں دن مخص اس غرض سے مخصوص کر دیا جاتا ہے کہ شاگردوں کو اس بات کی ہدایات دی جائیں کہ وہ اپنے مضمون کا کس طرح مطالعہ کریں جس سے وہ کسی حد تک واقف ہو چلے ہیں پرنسپل نیلسن کا بیان ہے کہ مدرسین کا عموماً رجحان یہ ہے کہ وہ اس مخصوص گھنٹہ کو بھی معمولی طور پر مضمون پڑھانے کے لئے ایک زائد گھنٹہ تصور کرتے ہیں لیکن صاحب موصوف نے مدرسین کو اس جدید نقطہ نظر کی اہمیت کا احساس

* See *The School Review* (Chicago) for March 1917.

کرا دیا ہے اور وہ وفاداری کے ساتھ اُن کے خیال کے بموجب عمل کرتے ہیں اور شاگردوں کو اس نئے انتظام سے اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ شکایت نہیں کرتے حالانکہ اُس سے ہر روز ایک (۴۵) منٹ کے گھنٹہ کا اضافہ ہو جاتا ہے کیونکہ ہر مضمون باری باری سے ہوتا ہے۔

انفرادی شاگرد کی ضروریات پر ایسی خائر توجہ کا لازمی نتیجہ۔ ہے کہ جدید تدریس کو طریقۂ جماعت بندی کے متعلق نیا طرز اختیار کرنا چاہیئے۔ کیا ہم جماعتی تدریس اور انفرادی توجہ کو جس کے لئے مطالبہ ہے یکجا کر سکتے ہیں ایک غیر ملکی* نقاد ہم کو بحث کے لئے ابتدائی موقع دیتا ہے۔ جب کہ وہ کہتا ہے کہ انفرادی نقطہ نظر سے مدرسہ کا وجود صرف اسی وجہ سے ہے کہ ہر طالب علم کے لئے فرداً فرداً مدرس بہم پہونچانا ممکن نہیں ہے۔ پہلی بات تو یاد رکھنے کی یہ ہے کہ یہ رائے تدریس سے متعلق ہے نہ کہ تعلیم سے۔ اس کے وسیع معنوں میں ہم انگریزوں کی روایتی تعلیم کی خوبی درحقیقت جماعتی طریقہ میں ہے جس کی "ڈے ہوز" غالباً مذمت کرتے ہیں۔ ہمارے عام مدارس کی بڑی خصوصیت جماعتی کام ہے۔ جس کے لئے گروہ بندی ضروری ہے مدرسہ انگریزوں کے طریقہ تعلیم کے لئے لازمی ہے ہمارے ثانویہ مدارس کی حد تک جماعتی کام جو نظم تعلیمی کا جوہر ہے تدریس کی حد تک صورت مجبوری سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ جماعت ایک اقتصادی حل ہے جو مدرس کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اتنی کثیر تعداد پر قابو پا جائے۔ جس کا بصورت دیگر انتظام مشکل ہے۔ عام طور پر جماعت کو صرف افراد کا اجتماع خیال کیا جاتا تھا۔ ہر فرد سے انفرادی طور پر برتاؤ ہوتا تھا گو بنظر سہولت ان سب کو ایک کمرہ میں یکجا رکھا جاتا تھا۔

* Dr. Fr. de Hovre, *German and English Education* (1917), p. 39.

گو ثانوی مدارس میں یہ ممکن تھا کہ انفرادی شاگردوں کو علیحدہ علیحدہ اکائیاں تصور کیا جائے ابتدائی مدارس کی بڑی جماعتوں میں یہ ضروری ہو گیا تھا کہ وہاں اجماعی تدریس کی جائے۔ جماعت اکائی ہو جاتی تھی اور ہر شاگرد کو جیسا بھی ہو سکے اپنے کو عام اسکیم میں جمانا پڑتا تھا۔ اس کی خامیاں ظاہر ہیں لیکن اس کا نتیجہ کچھ ایسا برا نہ تھا۔ زیر بار مدرس کو یہ خیال ہوتا ہے کہ سب باتیں خانگی اُستاد کے موافق ہیں۔ عمل تدریس میں انفرادی ہر طالب علم تک رسائی بہترین طریقہ ہے اور خانگی مدرس اس طریقہ کو معلوم کر لینے اور اس پر عمل کرنے کی آزادی رکھتا ہے۔ برخلاف اس کے جماعت کا مدرس ایسے عمل پر مجبور ہے کہ جس سے اوسط کی ضروریات پوری ہوں۔ اکثر اساتذہ اس بات کو ماننے کے لئے تیار ہیں کہ جملہ حالات میں جماعت بدرجہ آخر ایک سمجھوتہ ہے۔ یعنی یہ کہ ہم کو کم از کم ایک حد تک فرد کو گروہ کے لئے قربان کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس سے جماعتی تدریس کے چند مسلمہ فوائد سے قطع نظر کی جاتی ہے۔ مقابلہ سے جو تہیج ہوتا ہے اس کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ تعلیم سے ہوا ہے نہ کہ تدریس سے گو یہ ایک ایسی بات ہے کہ ان دونوں کے حدود کو ایک دوسرے سے جدا کرنا بڑا مشکل ہے بہرصورت حقیقت ہے کہ جماعتی مدرس کو ایک سے زائد طلبہ سے دوچار ہونے کے باعث اپنے استحضار میں تبدیلی کرنی پڑتی ہے تاکہ مواد کو ایک سے زیادہ نقطۂ نظر سے پیش کرے اور خاص طور سے وسیع پیمانہ پر توضیحات بہم پہونچائے۔

بدیں وجہ کہ جماعت کا کند ذہن حصہ سبق کو اچھی طرح سمجھ سکے۔ ذہین کے مقابلہ میں زیادہ سامان کی ضرورت ہے اور اس حد تک یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ ان کی حد تک جماعتی طریقہ نقصان دہ ہے۔ لیکن ذہین شاگرد پہلے استحضار کے

وقت کچھ سمجھ گئے ہوں مگر اس سے یہ یقینی نتیجہ نہیں نکلتا کہ مزید توضیح اور مثال ضائع ہوگی - ختم سبق پر غبی ترین شاگرد مواد پر اقل ترین قابو حاصل کر لیتے ہیں جو تشفی بخش تصور ہو سکتا ہے تو ذہین تر کو بہت زیادہ معلومات حاصل ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کو اسی بات کو مختلف نقاط نظر سے دیکھنا پڑتا ہے اور وہی بات ان کے سامنے مختلف قسم کے توضیحات کے ساتھ پیش ہوتی ہے - ان کے تجربہ میں اضافہ ہوتا ہے - کیونکہ وہ پیشکردہ مواد کو اپنا بنا لیتے ہیں اور غبی صرف اسقدر مواد بنا سکتے ہیں جو کہ ان کی خاص ضروریات کی تکمیل کرتا ہے - مثلاً مدرس چار مختلف مثالیں بتلاتا ہے - ان میں ایک دو غالباً غبی کی سمجھ میں آجائینگی - اور باقی ماندہ پر کچھ اثر نہ کرینگی - برخلاف اس کے ذہین پر ہر مثال کچھ نہ کچھ اثر کریگی اور اسی مناسبت سے ان کے معلومات میں اضافہ ہوگا -

علاوہ برایں ہم کو یہ امر فراموش نہ کرنا چاہئیے کہ عقلی پہلو میں بھی اجتماعی احساس ایسا ہی نمایاں اور موثر موجود ہے یا ہو سکتا ہے جیسا کہ ورزشیات میں ہے - جماعتی احساس کے ساتھ ساتھ گروہی احساس بھی ممکن ہے - اس میں شک نہیں کہ تحصیل علم کا کام انفرادی ہوتا ہے - ہر ایک کو بذات خود تحصیل علم کرنا پڑتا ہے - تاہم ہوشیار مدرس کو بار بار ایسے مواقع ہاتھ آتے ہیں جب کہ جماعت میں بحیثیت اکائی کچھ جوش پیدا کیا جا سکتا ہے - استاد اور شاگرد کے اعمال میں عقلی جھلک نظر آتی رہتی ہے - جماعتی شعور ابھارا جاتا ہے اور حقیقی اجتماعی کام ہوتا ہے اس سے یہ ہوتا ہے کہ جہاں کہیں تعداد اسقدر کم ہو کہ شاگردوں کے ساتھ انفرادی عمل ہو سکے تو ایک ہوشیار مدرس کبھی کبھی جماعتی احساس کو بھڑکاتا ہے اور شاگردوں کے ساتھ اجتماعی اکائی کا سا برتاؤ کرتا ہے - جدید تدریس کی یہ خصوصیت

ہے کہ ان دونوں طرز عمل - انفرادی اور جماعتی میں امتیاز کرنے اور ان دونوں کیلئے گنجائش نکالے -

اول ترین درجہ میں یعنی مانٹیسوری نظام میں اجتماعیت اقل ترین ہے - غالباً یہ ایسا ہے جیسا کہ ہونا چاہئے بشرطیکہ ہم کو گروہی کام کے محاذ ی چلنا ہے - کیونکہ تجربہ نے بتلایا ہے کہ تھوڑی پختگی حاصل ہونے کے بعد ہی طلبہ یکجھتی عمل کے قابل ہوتے ہیں جس میں فرد اپنے ساتھیوں میں گھل مل جاتا ہے - لیکن ڈاکٹر مانٹیسوری غالباً زیادتی کرتی ہیں - جب کہ وہ دعویٰ کرتی ہیں کہ اُنہوں نے جماعتی تعلیم کی موت کی گھنٹی بجادی ہے - اس کی توثیق بھی کی گئی - اس میں شک نہیں کہ ان کے طریقہ تعلیم میں اجتماعیت بہت کم ہو جاتی ہے - ابتدا میں بالخصوص اس کو عملاً نظر انداز کر دیا گیا تھا لیکن نقاد اسے خوبی کے بجائے خامی تصور کرتے ہیں - یہ بتلایا جاتا ہے کہ مدرسہ کی تعلیم کے سب سے بڑے فائدہ سے بچے محروم ہو جاتے ہیں اگر ان کو بالکل انفرادیت کے اصول پر تربیت دیجائے - ممکن ہے کہ بالک گھر ( کنڈرگارٹن ) میں مجموعی فعلیت بہت زیادہ ہو لیکن مانٹیسوری مدرسہ میں اب اور اس سے قبل بڑی کمی رہی ہے - درحقیقت کسی بھی طریقہ تعلیم سے اجتماعیت کو بے دخل کرنا جب کہ ایک کمرہ میں جمع شدہ گروہ سے سابقہ ہونا ممکن ہے - قطار میں چلنا - گانا اور ناچنا جز زندگی ہیں جب کہ بچوں کو ایک ساتھ تعلیم دیجائے - مانٹیسوری کے پیرو اجتماعی کام کی ضرورت اور قیمت کا اعتراف کر رہے ہیں - اور بعد کی تحریرات میں خود مانی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ان کی مجوزہ مشقوں میں اس کا پورا موقع ہے -

مخصوص جب کھیلوں کے تذکرہ میں ان کا بیان ہے کہ یہ مشق قطعی طور پر سماجیت کو ترقی دیتی ہے - اور بڑھ چڑھ کر یہ دعویٰ کر بیٹھتیں ہیں کہ "کوئی اور سبق یا کوئی

اور صورت" یہ بات پیدا نہیں کر سکتی اس اجارہ کے مطالبہ کو تسلیم کئے بغیر نقاد خندہ پیشانی سے اس بات پر رضامندی ظاہر کر سکتا ہے کہ اس کھیل میں تمام اراکین سماج کا باہمی متحدہ ایضاح عام مقصد کے حصول کے لئے موجود ہے - یہ ظاہر ہے کہ اجتماعیت کا اعتراف تعلیمی نقطۂ نظر سے کیا گیا ہے اور یہ بالکل ممکن ہے کہ ڈاکٹر مانٹیسوری جماعت کو تدریسی اکائی کے لحاظ سے قابل اعتراض تصور کریں درحقیقت روسو، فروبل اور دیگر متعدد اشخاص کی طرح وہ تدریس کو کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتیں - ایسے تمام نظامات میں جن کا اصول یہ ہے کہ شاگرد - معلم یا معلمہ کی نگرانی میں اپنی آپ تعلیم حاصل کرے - جماعت کی گنجایش نہیں ہے - تاہم ماہرین بالک گھر بچہ کی انفرادیت اور خود سعی پر زور دیتے ہوئے جماعت کو تدریسی اکائی کے لحاظ سے قائم رکھتے ہیں - لیکن اس خیال سے کہ انفرادی اور اجتماعی کام میں مطابقت ہو ان کا یہ کہنا ہے کہ جماعت چھوٹی ہونی چاہیئے - اس سے قدرتاً یہ خیال ہوتا ہے کہ مانٹیسوری نظام کے بموجب اور زیادہ چھوٹی جماعت ہوگی - لیکن ایسا نہیں ہے -

لندن کی ایک معلمہ کو جسے لندن کی کونٹی کونسل نے ڈاکٹر مانٹیسوری کے تحت روما میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے امداد دی تھی چند سوالات اس غرض سے دئے گئے تھے کہ وہ ممکن ہو تو جوابات بہم پہونچائے - ان میں سے ایک سوال یہ تھا - مانٹیسوری کی معلمہ اگر موثر کام کرنا چاہے تو اس کے سپرد کتنے طالب علم کئے جا سکتے ہیں ڈاکٹر صاحب کا جواب حیرت انگیز تھا - انہوں نے بیان کیا کہ ایک مددگارہ کی مدد سے (مددگارہ سے مراد مددگار معلمہ سے نہیں بلکہ ایسی کم عمر عورت - مادرانہ انداز کی عورت سے ہے جس کے بارہ میں ہم بہت کچھ سنتے رہتے ہیں - جو بچوں کی جسمانی ضروریات کی دیکھ بھال کر سکے ) - ایک معلمہ پینتالیس بچوں کے گروہ کے کام کو

تشفی بخش طریقہ پر انجام دیسکتی ہے - اس تعداد کے متعلق مانٹیسوری کی معلمات سے جو مصروف بکار ہیں بحث کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ عام طور پر وہ اسے مناسب خیال کرتی ہیں حالانکہ میں نے یہ احتیاط کی کہ ان کو یہ نہ معلوم ہو کہ تعداد کا اندازہ اعلیٰ ترین ذریعہ سے حاصل کیا گیا ہے - اس سوال پر کہ معلمات مانٹیسوری بمقابلہ معلمات فروبل اتنی زیادہ تعداد کو کیسے جائز رکھتی ہیں - یہ دل چسپ جواب ملا کہ تعداد کم ہو تو مانٹیسوری مدارس میں بچوں کو ایک ہی عمل کی ترغیب ہوتی ہے - یعنی ایک دوسرے کی تقلید کرتے ہیں درحقیقت بچے جماعتی اسپرٹ کو ترقی دینے اور ایک سماجی اکائی بننا چاہتے ہیں -

انفرادی جداگانہ کام کرنے والے طلبہ کی تعداد کا غیر متوقعہ اندازہ جس کا ایک نگران کار ذمہ دار ہو سکتا ہے مدرسہ کے اوپر کے طبقہ میں مانٹیسوری نظام کی توسیع سے بڑا اہم تعلق رکھتا ہے - ایسی توسیع کی تائید مسٹر نارمن میکمن نے بہت جوش سے اپنے مضمون "جماعت میں خود تعلیم کا ایک نیا طریقہ" میں کی ہے - خود اپنے مضمون السنہ جدید میں اُنہوں نے یہ معلوم کیا ہے کہ مدرسہ کے گھنٹہ میں عملی کام کے لئے جو وقت طلبہ کو انفرادی طور پر دیا جاتا تھا مضحکہ خیز طور پر ناکافی تھا - اس لئے اُنہوں نے جماعتوں کو طلبہ کی جوڑیوں میں تقسیم کر دیا جو یکے بعد دیگرے آپس میں ایک دوسرے کے شاگرد اور استاد بنتے تھے - دو قسم کی کتابیں دیجاتی ہیں - ایک معلم کی کتاب اور دوسری شاگرد کی - لڑکے ایک دفعہ ایک کتاب اور دوسری دفعہ دوسری اپنے کام کی نوعیت کے لحاظ سے استعمال کرتے ہیں - اس خیال سے ہیبت ہوتی ہے کہ مدرسہ کے باہمت طلبہ کا جوڑا فرانسیسی تلفظ کی کیا گت بناتا ہوگا لیکن اُس طریقہ میں امداد باہمی کی قدیم اسکیم کے ممکنات موجود ہیں - دوسرے مضامین ایسے ہیں جہاں اس طریقہ میں

تلفظ کے سے خطرات کم ہیں اور یہ ماہرین ہی تصفیہ کر سکتے ہیں کہ اُن کے مفوضہ شعبہ جات میں اس طریقہ پر کس حد تک عمل کیا جا سکتا ہے۔

تدریس میں حصہ داری کا پورا مسئلہ ہمارے موجودہ جماعتی تدریس کے طریقہ کے متعلق چند اہم سوال پیدا کرتا ہے۔ بحالت موجودہ بے شک ہمارے جماعتی کام کے یکساں نتائج کی تائید میں بہت کچھ توہمات ہیں مدرسین کو یہ نصب العین قائم کرنے کی ترغیب ہوتی ہے کہ ان کے تمام شاگرد ایک ہی قسم کا کام بالکل ایک ہی طریقہ پر کریں۔ اور یہ رجحان ابتدائی مدارس میں بہت زیادہ نمایاں ہے کیوں کہ وہاں محنت بچانے کے انتظامات نہایت ہی ضروری ہیں۔ اب بھی رٹائی کا خیال جاگزیں ہے اور پہلے تو بالکل چھایا ہوا تھا۔ حرکتیں اعداد کے لحاظ سے کی جاتی تھیں۔ خطاطی کے سبق کے آغاز میں بعض دفعہ اعداد دس تک پہونچ جاتے تھے۔ ہر عدد ایک ایسی حرکت بتاتا تھا جو آخر کار کاپیوں میں سیاہی سے پہلی شکل بنوا دیتا تھا۔

تمام شاگردوں پر قلموں کی گرفت بالکل ایک ہی طریقہ پر لازم تھی ایسی یکسانیت کی خواہش کے حقیقت میں دو اسباب تھے گو یہ مدرسین کے دماغوں میں علٰحدہ حیثیت سے واضح نہ تھے۔ وہ یہ ہیں

۱۔ جماعتی نظام کی بہ سہولت انجام دہی کی ضرورت۔

۲۔ مدرسہ کا ہر کام کرنے کے لئے بہترین طریقہ معلوم کرنے کی ضرورت۔

اول الذکر ضرورت آج بھی ایسی ہی ہے جیسی کہ پہلے تھی۔ ہر ایسی بات جو مدرس تضیع وقت اور چپقلش میں کمی کرنے کے لئے کرے چاہے اس سے شاگردوں کی آزادی میں خلل واقع ہو قابل قدر ہے۔ امریکہ کے مدرسین کی ایک مجلس میں سنجیدگی

سے اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ آیا شاگردوں کو مدرسہ کی موسیقی کے ہو جب چلتے ہوئے اپنی نشستوں کی طرف جانا چاہیئے۔

وہاں ایسے نازک دماغ موجود تھے جنھوں نے یہ کہا کہ ایسا جبر بچوں کی خوداظہاری میں مخل ہو کر سخت نقصان پہونچائیگا۔

انگلستان میں کم ازکم ایسا معاملہ ناقابل بحث سمجھا جائیگا۔ اگر بحث کی گنجایش بھی ہو تو ہمارا رجحان معقول یکسانیت کی طرف ہے۔ جب کہ کوئی خرابی پیدا نہو۔ مثلاً مدرس کسی جماعت کے لیے (قواعد یا جامٹری کی) کوئی مشق مقرر کر دیتا ہے۔ اگر جماعت پوری طور پر اس کے قابل نہو تب بھی مدرس کو یہ حق ہے کہ اپنے شاگردوں کو ایک ہی کام کرنے کے لیے مجبور کرے کیونکہ اس قسم کی یکسانیت عمل سے کام کرانے میں سہولت ہوتی ہے۔ اگر ہر شاگرد کو حسب منشا، طریقہ پر نتائج نکالنے کی اجازت دیدی جائے تو ممکن ہے کہ خوداظہاری کو تقویت پہونچے۔ لیکن یہ ایسی نہو گی کہ مدرس کی زائد محنت اور اس کی جانچ کے طریقہ میں خلل اندازی کا معاوضہ ہو سکے۔ البتہ جہاں کہیں ممکن ہو شاگردوں کے رجحانات کا ضرور لحاظ کرنا چاہیئے۔ اس سے ہم دوسری صورت سے قریب تر ہو جاتے ہیں۔ جس پر کہ یکسانیت کے دعوے کا انحصار ہے۔ یہاں ہم ایسی نوبت پر آن پہونچتے ہیں جس کو ماہر کا "مغالطہ" کہنا مناسب ہو گا۔ ہم سب میں کسی خاص طریقہ سے کام کرنے کی عادت کا میلان موجود ہے جب کہ ہم خاص مہارت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر اوقات ہمارا طریقہ حقیقت میں بہترین ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ ہم یہ ایضاح سے ثابت بھی کر سکتے ہیں۔ جب یہ حالت ہو تو ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم اپنے شاگردوں سے اپنے ہی طریقہ پر عمل کرنے کے لیے اصرار کریں۔ مگر اکثر ہم کو یہ لالچ

ہوتا ہے کہ شاگردوں سے اپنے طریقہ پر صرف اس لئے عمل کرائیں کہ ہم اس کو خود پسند کرتے ہیں - اور یہ جانتے ہیں کہ اس سے تشفی بخش نتائج پیدا ہوتے ہیں - ہم وائلن اور پیانو کے استاد کے طریقہ سے واقف ہیں جو کہ اپنے نئے شاگرد کو سب سے پہلے یہ کہتا ہے کہ وہ خود بتائے کہ ان آلات کو کس طرح استعمال کرتا ہے - اور اس کے بعد یہ ہدایت دیتا ہے کہ اب تک جو کچھ بھی سیکھا ہے وہ سب بھول جائے - اور صحیح طریقہ کی ابتدا، پر شروع سے عمل کرے - کسی نے کہا ہے کہ ذہین مدرس کے لئے سخت ترین سبق یہ ہے کہ ذہین شاگرد کو ذاتی ذہانت کا کس طرح موقع دے - کسی شاگرد کو کسی خاص قسم کی مشق کرانا - محض اس لئے کہ مدرسہ کی اس میں سہولت ہے اور اس میں بذاتہ کوئی خرابی نہیں ہے - جائز ہو سکتا ہے لیکن کسی شاگرد کو کسی خاص طریقہ پر عمل کرنے کے لئے مجبور کرنا جو کہ وہ ایسے طریقہ کے مقابلہ میں ناپسند کرتا ہے جس کو حقیقتاً بہتر یا کام میں باعث سہولت نہیں ثابت کیا جا سکتا تعلیمی نقطۂ نظر سے ناجائز ہے - جدید تدریس شاگرد کا یہ حق تسلیم کرتی ہے کہ وہ چند معقول حدود میں حسب منشاء طریقہ سے اپنا کام کر سکتا ہے -

بحیثیت مجموعی جدید رجحان یہ ہے کہ ایک ایسا طریقہ اختیار کر لیا جائے جو کہ اِس نمونہ سے مختلف نہیں ہے جو اعلیٰ ترین طرز کے پبلک اسکول کا مدرس جماعت میں مناسب خیال کرتا ہے - ان حدود کے اندر جن کا ذکر ہو چکا ہے قدیم تحتانیہ مدارس کا تصور تحتانیہ مدارس میں بھی ناموزوں شمار ہوتا ہے - اور جو مسئلہ رہ جاتا ہے وہ یہ ہے کہ کس حد تک انفرادی تدریب اور جماعتی تدریس میں سمجھوتا کیا جا سکتا ہے تعجب یہ ہے کہ مانٹیسوری کے موئیدین اور پبلک اسکول کے مدرسین کا تجربہ ایک ہے - دونوں زیادہ تر انفرادی تدریب کرتے ہیں گو دوسرے شاگردوں کی موجودگی

ہیں - جو اس وقت پوری طرح مصروف نہیں رکھے جاتے - اور دونوں صورتوں میں شاگردوں کا یہ رجحان ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو بوقت ضرورت حقیقی جماعت کی اکائی بنالیں - مدرس اعلیٰ مگر مختصر جماعت میں اکثر اوقات شاگردوں سے فرداً فرداً کام لیتا ہے اور باقی ماندہ کی بھی بے شک دیکھ بھال ہوتی ہے اور ہمیشہ خفیف سا اجتماعی جواب عمل ہوا کرتا ہے مدرس ایک حد تک جماعت کی فرد کے ذریعہ تدریس کرتا ہے - وقتاً فوقتاً خصوصاً جب کہ مدرس کی اہم شخصیت ہوتی ہے پرزور اجتماعیت پیدا ہوا کرتی ہے جس کا اظہار جلد جلد باہمی سوال و جواب سے ہوتا ہے - معمولی جماعتی تدریس میں دراصل ہمیشہ اجتماعی جواب عمل کا سلسلہ سا ہوتا ہے یعنی یہ کہ باری باری سے جماعت میں ایک قسم کی اتمامی اور بے اتمامی ہوتی رہتی ہے - جس کا بعض دفعہ مدرس جان بوجھ کر انتظام کرتا ہے - مثلاً ریاضی کے اصول کا ایضاح تختہ سیاہ پر کرتا ہے اور اس کے بعد اپنے شاگردوں کو مشقوں پر لگا دیتا ہے پہلا عمل اتمامی ہے اور دوسرا بے اتمامی - لیکن یہی معمولی جماعتی تدریس میں بھی ہوتا ہے - جب کہ مدرس کا یہ خیال ہوتا ہے کہ جماعتی رنگ تمام وقت چھایا ہوا رہے -

بلاشک یہ کبھی بھی بالکل مفقود نہیں رہتا لیکن اس میں ردوبدل ہوتا رہتا ہے اور سمجھدار مدرس ایسی تبدیلیوں کی شناخت میں کوتاہی نہیں کرتا -

جدید تدریس کا رجحان یہ ہے کہ دونوں قسم کی تدریس (انفرادی اور اجتماعی) کا قطعی طور پر اعتراف کرلے اور انفرادی پر ذرا زیادہ زور دے - آج کل یہ بحث طلب ہے کہ آیا پرانے اسکاچی محلہ کے مدرسہ کے طریقہ کو اختیار کرلینا خالی از خطرہ ہے - جس کے بموجب ایک کے بعد ایک شاگرد مدرس کے میز کے پاس آتا اور کچھ انفرادی کام کرکے اپنی جگہ پر واپس ہو جاتا تھا تاکہ اپنا مطالعہ اپنی ذمہ داری پر کرتا رہے -

نظام ماہرین کا ارتقاء ایک حد تک تحتانیہ مدارس میں بھی اس قسم کے مبالغہ آمیز انفرادی تدریس کو بے ضرورت کر دیگا۔ مستقبل میں غالباً جماعتی نظام ایسا ہی ہو جائیگا۔ جیسا کہ اب ثانویہ مدارس میں ہے۔ لیکن بے اتمامی گھنٹے بڑھ جائیں گے اور یہ ممکنات میں سے ہے کہ اس اختلاف کو ارادتاً قبول کر لیا جائیگا۔ یعنی دونوں مدرس شاگرد بے اتمامی کے گھنٹہ کی اتمامی میں تبدیلی یا اس کے برعکس عمل سے واقف رہیں گے۔

جماعتی تدریس کی نوعیت کے متعلق نظریہ کی تبدیلی کا اہم اثر یہ ہوگا کہ درسی کتب میں ترمیم ہوگی۔ ایک ایسا زمانہ تھا جب کہ کثیر مدرسین کی حد تک درسی کتاب بہت سے مضامین کے پہلو پر حاوی تھی اسکی حیثیت ایک سند کی تھی۔ اور مدرس اس کی شرح کرنے والا شمار ہی نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ وہ خود اپنے کو بھی یہی تصور کرتا تھا۔ مثلاً قانون یا السنہ قدیم کی اصل کتابوں کی طرح مدرس کا کام یہ تھا کہ درسی کتب میں جو کچھ ہے وہ شاگردوں کو سمجھا دے چاہے مضمون ریاضی ہو یا سائنس یا تاریخ۔ اکثر اوقات مدرس ممتحن بن جاتا تھا اور اس کا فرض یہ دریافت کرنا تھا کہ آیا شاگردوں نے مقررہ کتب کے مواد پر عبور حاصل کر لیا ہے۔ والدین کو ایسی شکایت کا موقع تھا جو حقیقت سے کچھ دور بھی نہیں تھی کہ شاگرد گھر پر یا کم از کم اوقات جماعت کے بعد مطالعہ کیا کرتے ہیں اور مدرس جو کچھ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا مطالعہ ٹھیک بھی ہوا ہے یا نہیں۔

بیسویں صدی کی ابتداء میں ناگزیر ردعمل یہ ہوا کہ درسی کتب کی قوت میں کمی کر دیگئی مدرس خود اپنی تدریس پر مجبور کیا گیا۔ اس کو اپنا سامان آپ فراہم کرنا پڑا۔ اور درسی کتب کا استعمال محض امداد نہ کہ سند کے طور پر ہونے لگا۔ بعض

اوقات تو حقیقتاً ایسا انقلاب ہوا کہ درسی کتب کو خارج ہی کر دیا گیا۔ مثلاً تاریخ کی تدریس میں مدرس سے یہ توقع کی گئی کہ وہ اپنا مواد خود مہیا کریگا اور شاگردوں کے سامنے اس کے استحضار کی صورت ملا جلا سبق اور لکچر ہو گا۔ ہر شخص جو پیشہ ور کی طبیعت سے واقف ہے متوقع ہوتا ہے کہ زیادہ تر جھکاؤ لکچر کی طرف ہو گا۔ اس لئے ہمیں متعجب نہ ہونا چاہیئے کہ معترض نے بھی پلٹا کھایا اور کہنے لگے قدیم حالات میں شاگرد گھر پر سبق یاد کرتے اپنے مدرس کو سناتے تھے اور اب مدرسین گھر پر سبق یاد کر کے اپنے شاگردوں کو سناتے ہیں۔ عملاً اس تبدیلی کی غیر معمولی نوعیت نوٹ کی کاپیوں نے چھپا رکھی تھی۔ جب مدرس اپنا سبق سناتا تھا تو شاگرد زیر نگرانی نوٹ لکھتے تھے۔ اور اس طرح پر ہر طالب علم خود اپنی ایک درسی کتاب تیار کر لیتا تھا۔ اس ہونڈے اور ناخوشگوار بیان سے یہ تبدیلی مشکل سے ترقی معلوم ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک بہت بڑی ترقی کی علامت تھی درسی کتاب کے مواد کو میکانی طریقہ سے ازبر کر لینا ایک بات ہے اور زندہ شخص کی تدریس سے کسی مضمون کی تحصیل اور مجسمہ معلومات کا صاف صریح اندراج ایک دوسری بات ہے۔

اس میں شک نہیں کہ تدریس کی نوعیت اور نوٹ لکھنے کے طریقہ پر سب کچھ منحصر ہے۔ ایک معمولی مدرس غالباً درسی کتاب کے استعمال سے زیادہ اچھا کام کرے گا۔ بہ نسبت خود اپنی ایک عارضی درسی کتاب تیار کرنے کے جو کہ بعد میں گھس گھسا کر شاگردوں کی قلمی درسی کتاب بنیگی۔ اس کے برخلاف بڑی حد تک یہ ایک مثالی طریقہ ہے کہ قابل مدرس اپنے دماغ کے قرنبیق میں سے مواد مضمون کو گزار کر شاگرد کے دماغ کے قرنبیق میں منتقل کرے اور سب سے آخر میں وہ صاف اور شفاف ہو کر شاگردوں کی نوٹ بک میں نمودار ہو۔

نوٹ لکھنے کے معاملہ میں مدرس دو خطروں میں پھنسا ہوا ہے - اگر وہ شاگردوں کو اس کی اجازت دیتا ہے کہ اپنی قوت تمیزی سے کام لیں اور جو مناسب خیال کریں لکھ لیں تو بڑا اندیشہ ہے کہ نوٹ واقعات کی غلطیوں سے پر ہونگے اور قطعی طور پر نہ مواد باترتیب رہیگا اور نہ صحیح منظرہ پر نظر آئیگا - اس کے برخلاف اگر مدرس ترتیب مقرر کردے اور صورت کا تعین کردے تو اندیشہ ہے کہ شاگرد اس طریقہ کے متوقعہ اساسی فائدہ سے محروم ہو جائیگا جو کہ خود سعی اور اختراعیت کی ہمت افزائی کا باعث ہے - بذات خود یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں ہے - فن تدریس کے استاد یسوعی عرصہ قبل نوٹ لکھائی کے حسن و قبح پر تفصیلی بحث کر چکے ہیں ان کا آخری تصفیہ نوٹ لکھانے کے خلاف تھا - اور موجودہ زمانہ کے مدرس کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ ان کے تصفیہ کی اہمیت محسوس کرے یہ - یقینی ہے کہ اس زمانے کے نوٹ ان نوٹوں جیسے نہیں ہیں جو کہ یسوعیوں کے پیش نظر تھے - درسی کتب کی افراط نے اس مسئلہ کو آسان کر دیا ہے کہ جدید مدرس درسی کتب میں ترمیم کرے یا بالکل ہی ان کا استعمال چھوڑ دے -

عام طور پر مصنف کے طرز کے لحاظ سے دو قسم کی درسی کتابیں ہیں ایک سلسلہ صرف مواد مضمون کے نقطہ نظر سے لکھا جاتا ہے - مصنف اپنے مواد کو بہترین منطقی ترتیب کے ساتھ پیش کرتا ہے - اس کو اپنے واقعات اور ان کے باہمی اور پورے مضمون سے تعلقات سے کام ہوتا ہے - اس کو اس بات سے بالکل غرض نہیں ہوتی کہ کتاب کے پڑھنے والے پر کیا اثر ہوگا - مدرس کو اس کا خیال رکھنا چاہیئے - دوسرے اس خیال کو پیش رکھتے ہیں کہ کتاب کو ایسے طالب علم پڑھینگے جو کہ تھوڑے بہت خود بھی معلومات رکھتے ہیں اور بس - جو کہ اوسط درجہ کی دماغی استعداد رکھتے ہیں - جو کہ کم و بیش معلوم شدہ حالات میں کام کرتے ہیں یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کی درسی کتاب میں مواد مضمون کی منطقی

تربیت کا خیال رکھنا پڑیگا لیکن ایسی کتابوں کا مصنف منطقی باقاعدگی کو ضروریات استحضار کے لئے قربان کرنے کیلئے تیار رہتا ہے اس لحاظ سے ان دو اقسام میں بیشمار مدارج ہیں ایک طرف تو مضامین پر ایسا سلسلہ ہے - جس میں پڑھنے والے کی نوعیت یا اس کی ضروریات کا بالکل خیال نہیں کیا گیا ہے - دوسری طرف علم آموز طرز کی کتاب ہے جو بالکلیہ پڑھنے والے کے نقطۂ نظر سے لکھی گئی ہے - اور بجز کتاب اور کوئی معاون نہیں ہے -

آخرالذکر کتاب میں مصنف اسم حاضر کی صورت اختیار کر کے مطالعہ کنندہ کو راست خطاب کرتا ہے - مدرسہ کی باقاعدہ درسی کتاب میں ایسا شاذ ہوا کرتا ہے - لیکن روز افزوں رجحان اس طرف ہے - آج کل درسی کتابیں جس قدر بھی ہوسکے بذات خود طالب علم کی مدد کرتی ہیں - اور یہ دیکھ کر دلچسپی ہوتی ہے کہ مصنفین مواد مضمون کو بعض دفعہ اس طور پر استعمال کرتے ہیں کہ طالب علم کی مدد ہوجاتی ہے - لیکن مدرس کے حدود میں خلل نہیں پڑتا - اس بات کی تشریح کسی خشک لاطینی قواعد اورٹی - کے آرنالڈ صاحب کی تصنیف "ہنری کی ابتدائی لاطینی کتاب" کے مقابلہ سے ہوتی ہے جس پر یہ ہمدردانہ مطمح درج ہے "وہ تحصیل علم کے ہمت شکن صعوبتوں سے بچالیا جائیگا" یہ چھوٹی سی کتاب اپنی آپ شرح ہے - اور ایک محنتی طالب علم کے لئے جو واقعی تحصیل علم کا مشتاق ہو "خود آموز" کا کام دے سکتی ہے جس چیز کی ضرورت ہے وہ صرف مشقوں کی شرح ہے - تاہم مدرس اس قسم کی کتاب کو عمدگی سے بطور درسی کتاب استعمال کرسکتا ہے - بشرطیکہ وہ مل آف دی فلاس کے مسٹر اسٹلنگ کی طرح تعصب نہ رکھتا ہو - جو اس کی ضرورت ہی نہیں خیال کرتے تھے کہ "ہمت شکن صعوبتیں" دور کیجائیں -

واقعہ یہ ہے کہ معمولی طالب علم کے لئے ایسی کتاب کی تصنیف ممکن نہیں ہے جو مدرس کو بے ضرورت کر دے۔ حقیقی مسئلہ یہ ہے کہ طالب علم کے اغراض کے مدنظر مدرس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح اٹھایا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ شاگرد جتنا مدرس پر کم بھروسہ کریں بہتر ہے مدرس اس وقت کامیاب تصور ہوتا ہے جب کہ وہ اپنی عمدہ تیاری سے شاگردوں کو اس قابل بناتا ہے کہ اس کی ضرورت ہی نہ سمجھیں۔ تھیکری نے کہیں بیان کیا ہے کہ عشق کا پہلا اصول یہ ہے کہ عاشق اپنے کو معشوق کے لئے لابدی بنادے۔ تدریس کا پہلا اصول اس کے بالکل برعکس ہے۔ درسی کتاب کا استعمال مدرس کے طریقوں میں سب سے اہم طریقہ ہے جس کے ذریعہ وہ شاگرد کو اس قابل کرتا ہے کہ اس کے بغیر کام کر سکے۔

قیمت میں کمی روز افزوں کثیر حجمی اعمال درسی کتاب کی ممکنہ ترقی کی نہج کا ایضاح ہیں۔ ہر ذکی مدرس خود اپنی ایک ذیلی درسی کتاب بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ ایک ایسی کتاب کا انتخاب کرتا ہے جس میں اس کے منشاء کے مطابق سب سے زیادہ مواد دیا ہوا ہے اور پھر خود اپنی بیاضوں سے اس کی تکمیل کرنا شروع کرتا ہے۔ اس کے بعد کی منزل میں درسی کتاب بالکل ترک کر دیجاتی ہے اور زبانی تدریس اور ایضاح کی تکمیل بیاض کے فراخ دل استعمال سے کی جاتی ہے۔ اس میں بڑی محنت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن زیادہ ترمیکانی قسم کی۔ آئندہ یہ ہونا چاہیئے کہ نئے طرز کی درسی کتاب مکرر استعمال ہونے لگے۔ جس میں ایسا لوچ ہو کہ مختلف مدرسین کی ضرورتیں پوری ہو سکیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ درسی کتاب میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہوں۔

(۱) ایسے نوٹ جو ایک ذہین شاگرد تشفی بخش سبق کے دوران میں لکھتا ہے۔

(۲) وہ مواد جو تختہ سیاہ پر دوران سبق میں لکھا جاتا ہے۔

(۳) وہ مواد جو مدرس اپنے شاگردوں کے لئے ضروری خیال کر کے فراہم کرتا ہے۔ بعض جوشیلے مدرسین آج کل بہ اقساط ایسی ضخیم درسی کتاب تیار کر لیتے ہیں کہ نصاب کے اختتام پر ہر طالب علم کے پاس ایک درسی کتاب ہو جاتی ہے جو اس کے لئے خاص اہمیت رکھتی ہے۔ جب یہ تجویز کی جاتی ہے کہ ایسی کتاب کو عام درسی کتابوں کی طرح طبع کر دیا جائے تو صاف اور معقول جواب یہ ملتا ہے کہ گو یہ نہایت عمدگی سے مرتب کنندہ مدرس کی ضروریات پوری کرتی ہے۔ لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرے مدرسین کی بھی تشفی ہوگی اس سے کیا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہر مدرس اپنی اپنی کتاب تیار کرتا جائے اور اس میں اضافہ کرتے رہنے کی مصیبت اٹھاتا جائے؟ جنگ سے پہلے کے نرخوں کے وقت ایسی اسکیم ناقابل عمل نہیں تھی کیوں کہ بہت ہی کم صرفہ سے ہر شخص ایسی درسی کتاب طبع کرا سکتا تھا اور شاگرد کو اس کی خریدی پر مجبور کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ایسی قیمت پر جو مشکل سے اتنی ہوتی جتنی کہ اب کسی ایسی بڑی کتاب کے لئے طلب کی جاتی ہے۔ جس میں بہت سا مواد ایسا ہوتا ہے جو مدرس کے نزدیک ضروری نہیں۔

طباعت میں مکرر ارزانی ہونے تک غالباً مختلف مضامین کیلئے درسی کتاب کا ڈھانچہ ضروری ہوگا۔ جس میں مضمون کے اہم اجزا ہوں گے اور اس کے ساتھ سادے کاغذ ہوں گے جن پر شاگرد مبینہ اور باترتیب نوٹ نقل کر لینگے۔ اس قسم کی کتاب خشک ہڈیاں یعنی مضمون کا ڈھانچہ مہیا کرے گی۔ مدرس کا یہ کام ہوگا کہ گوشت و پوست فراہم کرے اور متعلقہ رگ و ریشہ کی وافر فراہمی کو بھی نہ بھولے۔ علاوہ بریں مدرس کو یہ ذمہ داری لینی چاہیئے کہ وہ اس میں روح پھونکے گا۔ موجودہ درسی کتاب تو بے جان ہے ہی۔ لیکن اس کی اور مختصر جانشین میں تو جینے کے آثار بھی نہوں گے۔

ہر مضمون میں کم از کم کیا ہونا چاہیئے اس کا تصفیہ بہت مشکل ہوگا ماہرین میں ہم جوشیلے مباحثوں کا تصور کرسکتے ہیں لیکن ان میں ایسا جوش شاید نہ ہو - جیسی کہ ہماری خواہش ہے - جدید تدریس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہم جو مضامین مدارس میں پڑھاتے ہیں ان کی تدریس کے فنی پہلوؤں میں دلچسپی بڑھتی جاتی ہے - مضامین کی انجمنوں کا وجود ——— انجمن انگریزی - انجمن تاریخ - انجمن السنہ جدید - اور طویل فہرست کی باقی ماندہ ——— اس زمانہ کی ایک بہت ہی امید افزاء علامت ہے - معیاری درسی کتب کے مواد کے متعلق ماہرین کے جھگڑوں سے ڈرنے کے بجائے تمام مباحث سے جو کرائے جاسکتے ہیں - ہم کو خوش ہونا چاہیئے - مضامین کی انجمنوں کا قدرتی اور مفید فریضہ معیاری مجلہ کے متن اور صورت یا اپنے شعبہ کی شاخ * کے کسی مجلہ کا تعین کرنا ہوگا - غالباً نتائج ابواب میں منقسم ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک اپنے موئیدین کی ضروریات کے مطابق ایک درسی کتاب پیش کرے گا - یہ کسی حالت میں بھی افسوسناک نہ ہوگا کیونکہ غالباً یہ ممکن ہوگا کہ ایک ایسی مختصر مگر جامع درسی کتاب کیلئے اتفاق ہوجائے - جس میں کہ ہر مختلف طرز کا اساسی مواد شامل ہو - اسطرح پر ہر شعبہ کو اقل ترین مستند متن اور تفصیلی کتب کے انتخاب کا موقع جس میں عام نقطہ نظر کی نیابت ہوگی حاصل ہوجائیگا - اس میں شک نہیں اب بھی چند ایسے مدرسین ہونگے جن کی ضروریات عام درسی کتابوں سے پوری نہ ہوسکیں گی اور ان کو گذشتہ کی طرح پھر اپنی ضخیم بیاضوں سے کام لینا ہوگا اس سے کچھ ہرج نہ ہوگا - اس قسم کے اشخاص اپنی تدریس کے شعبہ کی نقطہ ترقی کی نشوونما کرتے ہیں اور ان کا اثر مسلمہ کتابوں میں جان قائم رکھنے میں مدد دیگا - کیونکہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مقررہ کتابوں پر مقررہ مدت

---

* انجمن السنہ قدیم کا کام اپنے مضمون کی اصطلاحات کو ایک معیار پر لانا ہے -

کے بعد نظر ثانی ضرور ہوگی تاکہ وہ پیشہ کی ارتقائی رائے سے موافقت کر سکیں جدید تدریس کی ایک نمایاں خصوصیت بحر اٹلانٹک کے دوسرے کنارے پر بمقابلہ انگلستان زیادہ ترقی کر چکی ہے - وہ ہمارے نتائج تدریس کی جانچ کے موجودہ طریقوں سے بے اطمینانی ہے یہ خارجی امتحانات ہی کا معاملہ نہیں ہے - ان سے بے اطمینانی کوئی نئی بات نہیں ہے - اگر یہ ہی نقطہ زیر تنقیح ہوتا تو ہم کو اپنے انگریز مدرسین کی کم دلچسپی کے بجائے بمقابلہ امریکن زیادہ دلچسپی کا دعوے کرنا پڑتا - سوال یہ نہیں ہے کہ دوسرے لوگ ہمارے کام کے بارے میں کیا خیال کرتے ہیں بلکہ یہ کہ اسکے متعلق ہماری خود کیا رائے ہے ؟ مدرسین اپنے کام کے نتائج کے عام اثرات سے مطمئن نہیں ہیں - ان کو ایک ایسے معیار کی خواہش ہے جس سے جانچ ہو سکے - اصطلاحی زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ خالص مفروضی معیار سے غیر مطمئن ہیں - اور موضوعی معیار کی تلاش میں ہیں - میں اس مبحث پر کم و بیش فلسفیانہ نظر ڈال چکا ہوں *

اس زمانہ کے بعد مدرسہ کے معمولی مضامین کی جانچ سے متعلق بہت کچھ عملی ترقی ہو چکی ہے - اب ہمارے پاس قابلیت کے موضوعی پیمانے حساب، خطاطی، قرأت، املاء انگریزی انشاپردازی، نقش کشی، استعداد زبان دانی کے لئے ہیں، یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں ہے کہ حساب جیسے مضمون کے لئے اس کے ابتدائی عمل کے متعلق معیاری آزمائشوں کا سلسلہ کس طرح پر وضع کیا گیا ہے - لیکن خطاطی کی حد تک اور خصوصاً جب پروفیسر تھارنڈائک ہمارے لئے معیاری نمونوں کا سلسلہ پیش کرتے ہیں جس سے کسی خط کی بھی جانچ ہو سکتی ہے تو ہم بہت ہی شک و شبہ میں پڑ جاتے ہیں - سب سے پہلے یہ کہنا مشکل ہے کہ کون سے معیاری نمونے ہیں - اور اس کے بعد

---

* صدارت نامہ شعبۂ تعلیم برٹش ایسوسی ایشن

یہ کہنا مشکل ہے کہ ان نمونوں کی پیش کردہ خطاطی کے کون سے نمونوں سے مطابقت ہوتی ہے۔ ہر انفرادی صورت میں عام تاثر کا عنصر شامل رہتا ہے۔ اس "عام تاثر" کو معیاری بنانے کے لیے، پروفیسر تھارنڈائک نے خطاطی کے ایک ہزار بہترین اور بدترین نمونے امریکہ کے تین اعلیٰ ترین درجہ کے پبلک اسکولوں سے حاصل کیے، اور ان کو چالیس معلمین کے حوالہ کیے، جن کو وہ قابل ممتحن تصور کرتے تھے۔ ان سے یہ کہا گیا تھا کہ وہ الگ الگ کام کر کے اِن نمونوں کو حسن و قبح کے لحاظ سے گیارہ درجوں میں ترتیب دیں اور خوبصورتی اور وضاحت کی خصوصیات کا میل تصفیہ کن سمجھیں۔ گیارہ درجے اس لیے رکھے گئے تھے کہ اس سے قبل کی آزمائشوں میں یہ دیکھا گیا کہ عام طور پر نمونے اتنے ہی درجوں میں تقسیم ہوا کرتے ہیں۔ ہر ممتحن کا فرض تھا کہ وہ چار مرتبہ نمونوں کو ترتیب دے اور ہر ترتیب کے بعد سب نمونے ملا دیے جاتے تھے۔ چار نتیجوں کا اوسط ہر نمونہ کا درجہ مقرر کرنا تھا۔ مثلاً اگر کسی کو درجہ چار میں دو دفعہ جگہ ملے۔ ایک دفعہ درجہ (۵) میں اور ایک دفعہ درجہ (۶) میں تو اس کا اوسط درجہ (۴،۷) قرار دیا جاتا تھا۔ اس کے بعد چالیسوں ممتحنوں کے نتائج کو یکجا کیا گیا اور اس کا اوسط نکالکر ہر نمونہ کے درجہ کا آخری فیصلہ کیا گیا۔

اس کے بعد طرازی نمونوں کے انتخاب کا نتیجہ یہ ہوا کہ پندرہ مدارج قرار دیے گئے۔ چار سے لیکر اٹھارہ تک — جو پیمانہ تھارنڈائک بناتے تھے۔ بعض مدارج میں پیمانہ کا ایک سے زائد نمونہ ہوتا ہے۔ (درجہ (۱۶) میں مثلاً چار ہیں) کیونکہ نمونے گو ایک ہی قیمت کے ہوتے ہیں۔ لیکن طرزیں بہت اختلاف رکھتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے کہ ایسے مدرسین جو ان کو استعمال کریں ان کو ایک ایسا نمونہ انتخاب کرنے کا موقع رہے جو کہ اس سے ملتا جلتا ہو۔ جس کی کہ وہ پیمانہ سے جانچ کرنا چاہتے

ہیں - اس مفروضہ سے (جس کا ہم کو اختیار ہے) کہ لائق ممتحنین، ایماندار اور اپنے کام میں دلچسپی رکھنے والے تھے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اس طرح پر ایک موضوعی پیمانہ کے قریب ہیں - اس میں شک نہیں کہ یہاں بھی عادتی اعتراض ہوسکتا ہے - اس اسکیم میں اس مفروضہ کو قبول کرنا پڑتا ہے کہ جب ہم کو بہت سے نمونوں سے سابقہ پڑے تو غلطیاں ایک دوسرے کے اثرات کو زائل کر دیتی ہیں - ہم کو اس کا پورا یقین نہیں ہے - اس لئے نتیجہ قابل بھروسہ نہیں ہوسکتا - تاہم پیمانہ ایک اطمینان بخش معیار کے قائم کرنے کا پہلا زینہ ہے - خطاطی کا پیمانہ استعمال کرنے میں بہت مشکل ہے - لیکن جب کہ سوال ہو کہ ایسے پیچیدہ امور مثلاً انگریزی انشا پردازی کے لئے پیمانہ بنایا جائے اور اس کو استعمال کیا جائے تو تقریباً ناامیدی ہو جاتی ہے انشا پردازی کے معیاری نمونوں کا پیمانہ اس قطعیت کے ساتھ نہیں استعمال کیا جا سکتا جیسے کہ خطاطی یا حساب کے لئے - اگر مدرس کو اس ترتیب سے بھی اتفاق ہو جو کہ پیمانہ ہیلی گاس کے دس نمونوں میں کی گئی ہے تو وہ مشکل سے اطمینان قلب کے ساتھ کسی کی انشا پردازی کو ان دس میں مناسب جگہ پر رکھ سکے گا - بہت سی باتوں پر غور کرنا پڑتا ہے - اور اگر قابل جانچ نمونہ کی ایسی تحلیل لازمی ہو کہ معیار کے ہر پہلو سے ضروری مقابلہ ہو سکے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ نمونہ پر اتنا وقت اور دماغ پاشی کرنے کے بعد ضروری رائے ایسے پیچیدہ پیمانہ کے استعمال کے بغیر ظاہر کی جا سکتی تھی - تاہم یہ ہوا کرتا ہے کہ چند مقابلوں کے بعد دماغ قطعی فیصلہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے اور گو ہر نمونہ تحلیل کرنا پڑتا ہے عمل میں ہر مرتبہ سہولت بڑھتی جاتی ہے - پیمانہ کی زیادہ قیمت درحقیقت یوں ہو جاتی ہے کہ اس سے مدرس کے دماغ کی یہ تربیت ہوتی ہے کہ وہ بعض کم و بیش مقررہ اصولوں سے

جانچ نے لگتا ہے - اور جیسا کہ تھارن ڈائک کہتے ہیں مدرسین کے دماغوں میں ایک ذہنی معیار قائم ہوجاتا ہے - جس سے روزمرہ مدرسہ کے معمولی ترین کاموں کی جانچ میں بھی کام لیا جاسکتا ہے -

یہ معقول تنقیدی طرز عمل - جدید تدریس کی ایک نمایاں خصوصیت ہے - اور عام محصلات اور استعداد طلبہ دونوں سے متعلق ہے - پروفیسر الفریڈ بینے نے مدرسہ کے مواد مضمون اور طالب علم کی ذہانت کے معیار کے لئے خاص ڈرامائی ابتداء کی جب کہ انہوں نے "تدریب کے فوری جانچ کنندہ" اور ذہانت کا میٹری اسکیل بنالیا - ان دونوں کی معترضین نے خوب خبر لی ہے - اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ بینے نے اعتراضات کا کئی جگہ موقع بھی دیا ہے جیسا کہ ہر رائڈ کیا کرتا ہے - گو اس کا کام ایسا انوکھا نہیں ہے جیسا کہ بعض دفعہ بیان کیا جاتا ہے آخر الامر اس کا "فوری جانچ کنندہ" ایک اصول کا امتحاناً اور ارادی استعمال ہے - اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ہے - اور قطع نظر اچھائی یا برائی - یہ کئی برس سے انگریزی اور اسکاچی تعلیم کے ضوابط میں نافذ ہے ان کی کتاب ( Barem de Instruction ) کا نام سننے سے بہت قبل برطانوی ضوابط کے معیار پوری طور پر نافذ تھے اور ان سے موضوعی حوالہ کی ابتداء ہوگئی تھی - وہ لوگ جن کا مدارس سے کوئی تعلق نہ تھا لڑکوں کے بارے میں تیسرے معیار یا پانچویں معیار کا ذکر کرنے کے عادی ہوچلے تھے جیسے کہ اس سے ان کے محصلات کا قطعی درجہ ظاہر ہوتا تھا معیار (Standard) کو معیار کہلانے کا حق حاصل ہوگیا تھا -

بمقابلہ محض تحصیل ذہانت کے بارے میں بینے جدت کے قریب تر تھا اور گو اس کے پیمانہ کا معترضین نے مذاق اڑایا ہے - اس کو کم از کم ایک قابل عمل مقابلی

معیار قائم کرنے کے لئے کوشش کرنے کا فخر حاصل ہے - اس کی کمزوری اس میں تھی کہ اس نے اپنے کو بہت ہی کمزور بنیادوں پر رکھا - کثیر تعداد جو کہ امریکن اسکیموں کا اہم عنصر ہوا کرتی ہے غیر موجود تھی - تجریہ کنندگان اور زیر تجریب اطفال کی تعداد کو ضرب دیکر ہم غلطی کو بالکلیہ دور نہیں کر سکتے لیکن معمولی مدرس قطعی طور پر ایسی تحقیقاتوں کو ترجیح دیتا ہے - جن کی بنیادیں بہت وسیع ہوں اس کو شاید یہ خبر نہیں ہے کہ تجریب کنندگان تعداد کے معاملہ میں بمقابلہ تجریب کی فنی مہارت دو مخالف کیمپوں میں تقسیم ہیں - اور اگر وہ اس سے واقف بھی ہے تب بھی بلاشبہ وہ تعداد ہی پر پورا بھروسہ کرے گا - تعداد پر اعتقاد بہت عام ہے - اور یہ قوی ہو جاتا ہے - اگر مقدار کو حسابی ضابطہ کے ذریعہ ظاہر کیا جائے -

جدید تدریس کے موضوعی معیار کے لئے خواہش کی بہت زیادہ تشفی مختلف مسائل کے ارتباط سے ہو جاتی ہے - جس سے مدرسین اپنی حسابی قوت سے جو ان کے پس پشت ہے مدرسہ کے مختلف مضامین اور ان کی تدریس کے طریقوں کا مقابلہ کرتے ہیں - سیدھا سادھا مدرس بھی اسپیرمین کا فٹ رول ( Foot Rule ) استعمال کر سکتا ہے مگر وہ پریشان ہو جائیگا - اگر اس سے یہ کہا جائے کہ اس کو مستند مان نے کے لئے دلائل پیش کرے اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ایسے ضابطہ کے استعمال میں خدشہ ہے کیونکہ سیدھے سادھے لوگ آسانی سے ایسی چیزوں کو مکمل و ناقابل خطا سمجھنے لگتے ہیں - جو کہ حسابی علامتوں میں لکھے جاتے ہیں -

بعض دفعہ یہ فراموش کر دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مواد حساب داں کو دیا جاتا ہے وہ انسانی ذہن فراہم کرتا ہے جس میں غلطی کے امکانات ہیں - اس میں شک نہیں کہ ضابطہ درست کام کرتا ہے - اور نتائج پیش کرتا ہے جو کہ مہیا کردہ مواد کے لحاظ سے

صحیح ہوتے ہیں۔لیکن خود مواد کی جانچ کی ضرورت ہے۔ آخرالامر ہم انسانی عنصر کو زائل نہیں کر سکتے۔ ذاتی تاثر کو اقل ترین درجہ پر لایا جاسکتا ہے۔ لیکن ہم اس سے بالکل پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ اسی کے ساتھ ارتباطی ضابطوں نے ایسا عمل جاری کر دیا ہے جو کہ بحث طلب معاملات کے تصفیہ کے لئے بہت ہی کارآمد ہے۔ اس تیقن سے دماغ کی حالت ایسی ہو جاتی ہے کہ معاملات مدرسہ کے لئے نیا طرز اختیار کرنے کی ترغیب ہوتی ہے اور جدید تدریس کے لئے ایسی فضاء پیدا ہوتی ہے جو اس کو قدیم تدریس سے بالکل جدا کرتی ہے۔

اس وقت تک ہم جدید تدریس کے ایسے پہلوؤں پر غور کر رہے تھے جن کو عموماً پیشہ کا کثیر حصہ اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ اب اس کی ضرورت ہے کہ ایسے الزام کو رد کیا جائے جو عام طور پر عائد کیا جاتا ہے کہ موجودہ رجحانات ایسی تدریسات کی تائید میں ہیں جن کو حقارت سے "بے دم" کہا جاتا ہے۔ بہت سے مدرسین طلبہ کے کام میں زیادہ سہولت پیدا کرنے سے بہت خوف زدہ ہیں انفرادی شاگرد کے لئے خاص مراعات۔ مشکلات اور غلط فہمیوں کا اندفاع مدرسہ کی جماعت کے ہر رکن کے حقوق کا اعتراف یہ سب ہم سے کہا جاتا ہے کہ نامرد بناتے ہیں۔ پیشہ کے چند سربرآوردہ اس خیال کی طرف مائل ہیں کہ جدید مدرس طلبہ کا لاڈ کرتی ہے۔ کوشش کرنے کی ترغیبات مٹا دیتی ہے اور ان کے لئے پھولوں کی سیج بچھا دیتی ہے۔ لیکن دراصل ایسا خدشہ نہیں ہے "شاہ راہ" آج بھی ایسی ہی ناممکن ہے۔ جیسی کہ یہ قدیم ضرب المثل اپنی جوانی میں تھی۔ ہمارے شاگردوں کو جاندار بنانے کیلئے ہمیشہ کافی مشکلات رہینگی۔ یقینی امر یہ ہے کہ مصنوعی مشکلات کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسی کہ اسٹیپل چیس اور گولف کے کھیلوں میں پیدا کی جاتی ہیں۔ اور نہ یہی ضروری ہے کہ

موجودہ مشکلات کو برقرار رکھا جائے - ہمارے ہاں کے بے معنی ناپوں کو قائم رکھنے کے لئے بار بار اور بظاہر نہایت سنجیدگی سے یہ کہا گیا ہے کہ ان سے بہترین تربیت زحمت طلب باتوں - مثلاً (۵ ½) اور (۳۰ ⅓) سے ہوتی ہے -

جب سب مصنوعی مشکلات دور ہو جائینگی تب بھی ہمیشہ ایسے تکلیف دہ عناصر باقی رہ جائینگے جو کہ ہمارے شاگردوں کے ارادے اور قوت کو پوری طرح مشق دینگے - جب کم عمروں کو مطالعہ کرنا سکھا دیا جاتا ہے اور اسی طرح تضیع سعی سے بچنا معلوم ہو جاتا ہے تب بھی بہت سی جائز مشکلات کا انبار باقی رہ جاتا ہے - جسکو کوئی نہیں دور کرسکتا - اگر ہمارے نصاب مدرسہ کے راستہ میں خدشات اور نشیب و فراز نہوتے تو ہم کو شاید خدا کے متعلق والٹیر کی تجویز پر عمل کرنا پڑتا اور ہم انہیں ایجاد کر لیتے لیکن تحصیل میں مشکلات کی کبھی بھی کمی نہوگی -

جدید تدریس میں دلچسپی کو جو مرتبہ دیا گیا ہے وہ پرانے مدرسین کے پیش اماموں کے لئے ہمیشہ اشتباہ کا باعث ہے - وہ پوچھتے ہیں - تدریس کو کیوں دلچسپ بنایا جائے اِن کا بیان ہے کہ دنیا ایسی نہیں بنائی گئی ہے کہ اس میں ہر چیز لوگوں کی دلچسپی کے لئے ہو - اور اس لئے یہ بہتر ہے کہ مدارس کم عمر طلبہ کو غیر دلچسپ امور کا مقابلہ کرنے کا عادی کریں تاکہ جب وہ دنیا میں قدم رکھیں تو ان مشکلات کے لئے تیار رہیں - جو انہیں پیش آئینگی لیکن دنیا کے متعلق یہ بیان بالکل درست نہیں ہے وہی لوگ جو خودکشی کے لئے تیار ہیں یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ دنیا دلچسپ نہیں ہے - لوگ چاہیں تو اسے ناخوش گوار کہہ سکتے ہیں - لیکن یہ بالکل مختلف بات ہے اس میں شک نہیں کہ دنیا میں ہمکو بہت سی ایسی باتیں کرنی پڑتی ہیں جن میں ہمکو دلچسپی نہیں ہوتی - لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہماری زندگی غیر دلچسپ ہے - بالکل یہی

بات مدرسہ میں ہے - اپنی دلچسپی کی خاطر ہمکو بہت کچھ کرنا پڑتا ہے - جس کو صحیح طور پر بے گاری کام کہتے ہیں - جدید تدریس بیگاری کام کو مسرور کرنے کی اور نہ ہر چیز کو دلچسپ بنانیکی کوشش کرتی ہے - اس کا مدعا یہ ہے کہ مدرسہ کی پوری پڑھائی کو بامعنیٰ کرے - ذہین طلبہ کے ایسے سوالات کا جواُن کے دل میں ہیں جواب دے اوران سے کمتر درجہ کے طلبہ کے دماغوں کے سامنے یہ تجویز کرے "یہ سب کچھ کس لئے ہے" جدید تدریس طلبہ کو نئی کوشش سے آزاد نہیں کرتی - بلکہ محنت سے کام کرنے کے لئے ہمت بڑھاتی ہے - بے گاری کام سے پیچھا چھڑانے کی سعی نہیں کرتی بلکہ اس کو معنی دار کرکے اور مدرسہ میں اکتساب اور دنیا میں زندگی کے پورے عمل سے اس کا تعلق واضح کرکے اس کو قابل برداشت بناتی ہے -

# باب دوم

# انگریزی

از

ایڈیٹر

---

غالباً انگریزی کی جدید تدریس کی نمایاں خصوصیت اسبات کا اعراف ہے کہ مادری زبان کے لئے بھی راست طریقہ ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ غیر زبانوں کے لئے۔ عام طور پر ہمارے مدارس میں انگریزی کی تعلیم کی تاریخ کے تین مدارج رہے ہیں۔

۱ - اولاً انگریزی پڑھائی ہی نہیں جاتی تھی۔ یہ سمجھ لیا جاتا تھا کہ جب کوئی طالب علم مدرسہ آتا ہے تو وہ اتنی انگریزی جانتا ہے کہ آسانی سے اپنے استاد اور ساتھیوں سے تبادلہ خیال کر سکے لیکن خود اس کی زبان دانی میں اضافہ کے واسطے کوئی کوشش نہیں کی جاتی تھی۔ درحقیقت کچھ عرصہ بعد رجحان اس کے برعکس ہو جاتا تھا۔ مادری زبان کے استعمال پر قیود عائد کئے جاتے تھے کہ لاطینی زبان کو نقصان نہ پہونچے۔

۲ - رفتہ رفتہ یہ معلوم کر لیا گیا کہ السنۂ قدیم کی خوبیاں ظاہر کرنے کیلئے طالب علم کیلئے خود اپنی زبان کے متقدمی معلومات کی زیادہ ضرورت تھی۔ لہذا انگریزی پر بھی تھوڑی توجہ ضمنی حیثیت سے کی جانے لگی۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا انگریزی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کا برتاؤ کرنے کی ضرورت کو عام طور پر تسلیم کیا جانے لگا۔ لیکن مجوزہ طریقوں پر ان کا بہت اثر تھا جو کہ یونانی اور لاطینی کے لئے مناسب خیال کئے گئے تھے۔ مادری زبان کو قواعد کے ذریعہ اُن زبانوں کی طرح پڑھایا جاتا تھا جن کی قواعد اساسی طور پر اس سے مختلف تھی۔

۳ - رفتہ رفتہ یہ محسوس کیا جانے لگا کہ اگر انگریزی کو بحیثیت ذریعۂ تبادلۂ خیالات سکھانا ہے تو پھر قواعد سے اس کی بہترین ابتدا نہیں ہوسکتی - درسی کتب کے اس دعوے پر کہ "انگریزی قواعد انگریزی زبان کا صحیح لکھنا اور بولنا سکھاتی ہے" شک وشبہ کا اظہار ہونے لگا - لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ جو بہت اچھی انگریزی بولتے اور لکھتے ہیں وہ ان میں سے نہیں ہیں جو قواعد کو عمدگی سے جانتے ہیں - اور اس روز افزوں احساس نے کہ آسان اور صحیح ذریعۂ تبادلۂ خیالات کی ضرورت ہے - اس خواہش میں اضافہ کر دیا کہ انگریزی کی تدریس ایسے راستہ پر ڈالی جائے کہ جس سے بہت ہی کفایت کے ساتھ مطلوبہ نتیجہ نکل سکے -

بلحاظ حالت - انگریزی لازمی طور پر تمام مضامین مدرسہ میں سب سے زیادہ اہم نہیں تو اہم ترین مضامین میں سے ایک ضرور ہے - مسٹر ایچ - جی - ولز تو اس حد تک کہہ جاتے ہیں کہ مدرسہ کا ضروری فرض باہمی ربط کے دائرہ کو وسیع کرتا ہے - یہ محض ضمنی ہے (جہاں تک کہ مدرسہ کی تعلیم کا تعلق ہے) یا زیادہ سے زیادہ بعد کی بات ہے کہ چوڑے چکلے تدریجی انسان کو شہری بنانے کا خیال کیا جائے یا کم از کم اُس کی اس قسم کی تربیت میں مدد دیجائے - * یہ ظاہر ہے کہ مادری زبان باہمی ربط کے لئے سب سے مقدم اور بالکل راست ذریعہ ہے - اس لئے یہ مدرس کے اوزاروں میں درجہ اول ہے - یہ امر غیر متوقعہ نہیں تھا کہ ابتدا میں اس اوزار کے تیز کرنے کا طریقہ وہی رہا ہے جس سے مدرسین اپنے کام کے باعث واقف تھے - اور بات تو یہ ہے کہ قواعد کا مطالعہ کرنے میں کوئی غلطی بھی نہیں تھی - † جب تک کہ اُس کو چند حدود میں اور نصاب مدرسہ کے مناسب درجہ میں جائز رکھا جائے - وہ بذات خود

* *Mankind in the Making*, p. 214.

† How many teachers know the meaning of such terms as Gnomeology, Monology, Epoage, and Senteology? Fortunately no English

نہایت ہی عمدہ مضمون مدرسہ ہے - جیسے ہی طلبہ زبان کا ضروری تجربہ بحیثیت ایک کارآمد نظام - چالو کاروبار حاصل کرلیتے ہیں - تو وہ اس قابل ہوجاتے ہیں کہ اس کو کم و بیش سائنسی طریقہ سے دیکھیں - مدرسہ کی زندگی کے مقابلتاً آخری درجہ تک کے مطالعہ کا التواء ابتدائی نفسیاتی حقیقتوں کا ایک زبردست اعتراف ہے جو اصول قواعد تدریس میں شامل ہے -

جدید تدریس کا خاص رجحان ان کوششوں میں مضمر ہے جو انگریزی قواعد کی تدریس کا ارتباط دوسری قدیم اور جدید زبانوں کے ساتھ کرنے کے لئے کی جارہی ہیں مشترکہ کمیٹی برائے یکسانیت و سادگی اصطلاحات قواعد نے جس کے اراکین انجمن ہائے صدر مدرسین صدر معلمات - مددگار مدرسین - مددگار معلمات اور انجمن السنۂ قدیم - انجمن السنۂ جدید اور انجمن انگریزی کے نمائندے ہیں - ایک رپورٹ شائع کی جس کو عام طور پر مہتممان اور مدرسین نے پسند کیا اور ممکن ہے کہ تدریس قواعد کے انتظامات پر اس کا بہت اچھا اثر ہو - قدیم وضع کی خشک اور میکانی قواعد کی رٹائی کے احیاء کے لئے کوئی تجویز نہیں ہے لیکن جدید مدرسین یہ محسوس کررہے ہیں کہ قواعد کے مطالعہ کی گنجائش ہے اس لئے یہ زیادہ مناسب ہے کہ جو وقت اس پر صرف ہو اسکا بہترین مصرف ہونا چاہئے اور نتائج بہت ہی مفید طریقہ پر کام میں لانے چاہئیں - مشترکہ کمیٹی اس پر زور دیتی ہے کہ انگریزی کی قواعد کا مطالعہ غیر زبانوں کے قواعد کے ڈھانچہ کے دیباچہ کا کام دے - ابتک ہر زبان کی قواعد کو بالکل جدا سمجھا گیا ہے - اور طالب علم کو اتنی ہی قواعدیں یاد کرنی پڑیں جتنی کہ

---

teacher is likely to be able to tackle successfully the following problem from a seventy-year-old text-book on Grammar: "Now monologise the following exercises exactly according to the preceding specimen. Be particular to give the doctrine especially of the cordiction of the agnomeclads."

اُس نے زبانیں سیکھیں - ایک مشترکہ طریقہ سے جسکی مدد پر متوازی درسی قواعدیں ہوں اب مدرس اس قابل ہوگیا ہے کہ ہر نئی زبان کے لئے حصول شدہ سرمایہ کام میں لائے جو آغاز کردہ زبانوں کے مطالعہ نے جمع کر دیا ہے - ظاہر ہے کہ انگریزی قواعد اس منار کی بنیاد ہے - اور جدید تدریس بے چینی سے موجودہ قواعد انگریزی کے استحضار میں ایسی نظر ثانی کرانی چاہتی ہے کہ مزید زبانوں کے مطالعہ کیلئے موثر تیاری ہو سکے - مشترکہ کمیٹی اس تحریر کے وقت ایسی زبردست کوشش کر رہی ہے کہ اس کی مجوزہ اصطلاحات کو عام طور سے قبول کر لیا جائے تاکہ یہ انگریزی کی تدریس اور دوسری زبانوں کی تدریس کے ارتباط کے عمل میں پہلا زینہ بن سکے -

انگریزی میں جدید تدریس کی اسپرٹ کی وضاحت اس سلسلہ مضامین میں ہوتی ہے جو "انگریزی کی دوبارہ دریافت (The Rediscovery of English) پر اخبار ٹائمز کے تعلیمی ضمیمہ میں شائع ہوے اور یہ بلا شبہ بہت ہی جلد کتاب کی صورت میں نکل آئینگے -

گو انگریزی کی جدید تدریس یہ تسلیم کرتی ہے کہ اکتساب زبان کا واحد طریقہ اس کا ہشیاری سے استعمال ہے - مسئلہ یہ رہ جاتا ہے کہ مدارس کس طرح اس کے استعمال سے بہترین فائدہ اُٹھا سکتے ہیں -

اول تو یہ کہ دو صریح طریقے ہیں جن میں زبان کام میں آتی ہے - زبانی اور تحریری - زبانی کی پھر دو شاخیں ہو سکتی ہیں - تقریر اور مطالعہ - کم از کم ابتدائی منزل میں مدرسہ میں قرأت کو آواز سے متعلق سمجھا جاتا ہے - کیوں کہ عموماً اس کا مطلب یہ آواز بلند پڑھنا ہوتا ہے - لیکن اسی مقام پر جدید تدریس اپنی ایک بہت ہی کارآمد تجویز کرتی ہے - اس کی یہ شکایت ہے کہ مدارس میں قرأت کے صرف ایک پہلو پر توجہ کیگئی ہے - اور تقریری طریقہ کے جس پر کہ عمل کیا جاتا ہے برے نتائج

ہوتے ہیں۔ جب کہ طالب علم قرأت کو اکتساب علم یا کتابوں سے تبیج حاصل کرنے کا ذریعہ بناتا ہے۔ انگریزی کی جدید تدریس کی نمایاں خصوصیت ابتدائی منازل میں ''خاموش قرأت'' کی ہمت افزائی ہے۔

قرأت میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ابتدائی منازل کے بارے میں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صوتی یا صوتیاتی طریقے کی تحریک بالکل نئی ہے * مدرس کے نظم ونسق پر پرانے قسم کی درسی کتابیں ابجدی۔ صوتی۔ صوتیاتی اور دیکھو، بولو طریقوں کی اضافی خوبی کی تفصیل کی بحثوں سے بھری پڑی ہیں۔ جدید مدرسین نے مکرر یہ سوال اٹھایا ہے کہ آیا تقریری طریقوں سے قرأت کی ابتداء ہونی چاہئیے۔ عمل قرأت کی نفسیات سے متعلق تازہ تحقیقات اس نظریہ کی تائید میں ہیں۔ کہ قرأت میں آوازیں نکال کر ابتداء کرنے سے خاموش قرأت میں لبوں کے حرکات اور حنجرہ کے اعصابی تناؤ سے جو اِن آوازوں کے اظہار سے وابستہ ہیں جن کی مطبوعہ الفاظ نیابت کرتے ہیں طلبہ پابند ہو جاتے ہیں۔ مدرسین سخت پریشان ہیں کہ اس خامی کو کیسے دور کریں۔ دیکھو، بولو طریقہ بھی کچھ ہاتھ نہیں بٹاتا کیوں کہ اس میں بھی الفاظ کے نام لئے جاتے ہیں۔

جدید تدریس اس بارے میں اپنا راستہ ٹٹول رہی ہے۔ منجملہ اور تجاویز کے ایک یہ ہے کہ ہم کو انگریزی پر اپنے حملہ کا آغاز قرأت کے بجائے تحریر سے کرنا چاہئیے۔ یہ حجت کی جاتی ہے کہ فنون کی ترقی میں تحریر کسی نہ کسی صورت میں قرأت سے پہلے وجود میں آئی کیوں کہ ہم اس وقت تک پڑھ ہی نہیں سکتے جب تک کہ کچھ لکھا ہوا نہ ہو۔

لیکن ایسے نظامات بھی (مثل مانٹیسوری) جو پڑھنے سے پہلے لکھنا سکھاتے ہیں لبوں کی حرکات اور دیگر تناؤ کے میلان سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ چاہے ہم الفاظ کو لکھ کر سیکھیں

* The learned in such matters refer the origin of phonic methods of teaching reading to a certain Ickelsamer to whom is attached the date 1534.

ما ان کو چھپا ہوا دیکھ کر - ہم کو آواز نکالنے کی ترغیب ہوتی ہے کیوں کہ ہم کو کسی حالت میں بھی الفاظ کے نام لینے ہیں - یہی بات راست ترین طریقہ میں ہے - یعنی وہ طریقہ جس سے الفاظ کو واقعی کسی چیز سے جس کی وہ نیابت کرتے ہیں - یا ان کی تصویر سے تلازمہ کر کے یاد کیا جاتا ہے - واقعہ یہ ہے کہ ابتدائی منازل میں یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ الفاظ کا نام لینے سے احتراز کیا جاسکے - اس لئے مدرسین ان حالات سے بہترین فائدہ اٹھانے کے لئے اس بات کے اعتراف پر مجبور ہیں کہ قرأت کو بدرجہ اولیٰ آواز کے ساتھ سکھایا جائے اور آگے چل کر اس کی ضرورت ہے کہ مطبوعہ صفحہ سے جلد مطلب اخذ کر لینے میں مہارت حاصل کی جائے جسے اصطلاحاً "خاموش قرأت" کہتے ہیں - یہ ایک ایسا معاملہ معلوم ہوتا ہے جس میں ابتداءً سیڑھی لگانے کی ضرورت ہوتی ہے چاہے بعد میں اُس کو نکال دیا جائے - تکلیف دہ سیڑھیوں کو دور کرنے کا بہترین طریقہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مطبوعہ عبارت کا جلد مطلب سمجھنے میں مہارت پیدا کی جائے - ان وجوہ سے جدید تدریس خاموش قرأت کی رفتار پر بہت زیادہ توجہ کر رہی ہے یہ دریافت کرنے کے لئے تجربے کئے جا رہے ہیں کہ مقررہ حصہ کو معمولی طالب علم کتنے عرصہ میں پڑھ لیتا ہے - اور آزمایشیں کی جا رہی ہیں کہ یہ معلوم کیا جائے کہ پڑھے ہوئے صفحات کا مواد کس حد تک ذہن نشین ہو گیا ہے یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ بعض اہم مسائل موجود ہیں اور ان میں سے ایک جو اہمیت میں کسی طرح کم نہیں ہے سطحی قرأت ہے (Skimming) -

دوسری طرف یہ مان لیا گیا ہے کہ یہ آواز قرأت اپنی آپ قدر و قیمت رکھتی ہے کیونکہ قرأت محض مطلب اخذ کرنے کے واسطے ہمیشہ استعمال نہیں کی جاتی ہے اس لئے آوازوں کے استعمال جدید طریقوں میں اہم مرتبہ رکھتے ہیں - اس میں شک

نہیں کہ اس وقت بہت سی باتیں پراگندہ حالت میں ہیں - لیکن کم از کم یہ خواہش موجود ہے کہ صوتیات کی تدریس کا ایسا انتظام کیا جائے کہ اس کے مطالعہ سے تمام وقت فائدہ حاصل ہوتا رہے اب تو بلا شبہ بہت زیادہ تضیع ہے - اکثر طلبہ قرأت کو کم و بیش پیچیدہ صوتیاتی رسم خط کے ذریعہ سیکھتے ہیں اور جیسے ہی کہ پڑھنے میں مہارت حاصل ہو جاتی ہے اس کو ترک کر دیتے ہیں - رفتہ رفتہ انگریزی کی اعلیٰ جماعتوں میں ایک دوسرا صوتیاتی رسم خط زبان کی آوازوں کے متعلق بتلایا جاتا ہے - عمدہ منظم مدارس میں بھی رسم خط غیر زبانوں کے مطالعہ میں استعمال ہوتا ہے لیکن سب مدارس عمدگی سے منظم نہیں ہیں اور یہ ممکن ہے کہ طلبہ کو دو قسم کے صوتیاتی علامات - ایک انگریزی دوسرے فرانسیسی سے اُلجھنا پڑے - بعض دفعہ کوئی طالب علم ایسا بدقسمت بھی ہوتا ہے کہ اس کو علامات کے ایک اور نئے سلسلہ سے سابقہ پڑتا ہے جب کہ وہ مختصر نوٹ سیکھتا ہے - یہ ظاہر ہے کہ جدید تدریس اس پیچیدہ تضیع اوقات کو جائز نہیں رکھ سکتی - اس لئے ہمیں تعجب نہیں ہوتا جب کہ ہم ایسی کوششیں دیکھتے ہیں کہ اس مضمون میں (Notation) علامات کی کسی اسکیم سے ہم آہنگی پیدا کی جائے تاکہ مطالعہ کی ہر منزل کی اس سے تشفی ہو سکے - ابتدائی صوتیاتی علامتیں جو کمرۂ صبیاں میں استعمال ہوتی ہیں کیوں نہ اسی نظام کا جز ہوں جو بعد میں اعلیٰ انگریزی اور جدید السنہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے - بحالت موجودہ ایسوسی ایشن فونے تیک انٹرنیشنل کی علامتیں کثرت سے پائی جاتی ہیں اور استعمال ہوتی ہیں - یہ کیوں نہ ہمارے تمام مدارس میں نافذ کر دی جائیں - ممکن ہے کہ ان میں چند ترمیمیں کرنی ضروری ہوں گی تاکہ ان سے جدید مطالبات کی پوری طرح تشفی کی

جاسکے - لیکن نتائج زائد محنت کا مساوی معاوضہ ہوں گے - ترقی پذیر مدرسین - بے شک کچھ آگے بڑھکر یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ واقعی ایک جامع نظام علامات اختراع کرنا چاہیئے تاکہ مختصر نویسی اور معمولی زبانوں کی تدریس دونوں کی ضروریات پوری ہو جائیں * اسی میں ترقی کے بہت زیادہ امکانات ہیں ، اور اغلب یہ ہے کہ عنقریب انگریزی ، السنۂ جدید اور مختصر نویسی کی تدریس میں وقت اور محنت کی کفایت میں خصوصیت سے اضافہ ہوگا :

انشاپردازی کی تدریس کے متعلق جدید تدریس کی خصوصیت یہ ہے کہ بندش الفاظ کے بجائے مواد پر زیادہ زور دیا جاتا ہے ، یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ محض مواد یا ہیئت عبارت پر تنہا توجہ نہیں کی جاسکتی یہ دونوں ایک دوسرے سے بالکل جکڑے ہوے ہیں ، اور ان کو جدا کرنے کی کوشش ہی بیکار ہے ، مگر اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ گذشتہ میں زیادہ زور طرز عبارت پر دیا جاتا تھا اور مواد کو بذاتہ کچھ زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی تھی ، اپنے زمانہ میں مضمون نگاری کے لئے جو طریقے استعمال کئے جاتے تھے اُن کے متعلق لاک کی تنقید ملاحظہ فرمائیے " اور غریب لڑکا جو ایسی باتوں کے لئے معلومات چاہتا ہے جن کے متعلق وہ گفتگو کرنا چاہتا ہے اور جو صرف وقت اور مشاہدہ کے ذریعہ حاصل ہوسکتے ہیں اس کو اپنی جد - کو بالائے طاق کرنا پڑتا ہے ، اس کو ایسی باتیں کہنی پڑتی ہیں جن کے متعلق وہ

* For example, Professor Findlay and Mr. W. H. Bruford have just (end of 1917) published a pamphlet called *Sound and Symbol,* in which they describe a piece of research carried on at Manchester in the correlation of sounds with the various notations, in particular the correlation between shorthand script and the symbols of the International Association. They adopt the Oxford Shorthand as the most suitable for their experiments, but for the teacher of English the important point is not the particular script adopted but the possibility of a unification of the various methods of correlating sound and symbol.

کچھ نہیں جانتا، یہ ایک قسم کا مصری ظلم ہے کہ ایسے لوگوں کو اینٹ بنانے کا حکم دیا جائے جن کے پاس کوئی مال مصالح نہ ہو، چنانچہ ان عام حالات میں عموماً غریب بچے اعلیٰ جماعتوں کو اس درخواست کے ساتھ جاتے ہیں کہ للہ ہمیں کچھ باتیں بتلاؤ جو زیادہ معقول ہیں یا مضحکہ خیز، اس کا تصفیہ آسان نہیں ہے۔" *

جدید تدریس نے عملاً یہ اساسی اصول قبول کرلیا ہے کہ انشاء پردازی کے سبق میں طالب علم کی مثالی حالت یہ ہے کہ وہ کچھ کہنے کی خواہش کرے، طالب علم کی جب یہ حالت ہو جائے تو گویا فتح حاصل ہوگئی ہے، جب وہ کچھ کہنا چاہتا ہے تو کہنے کا طریقہ خود معلوم کرلے گا، اور مدرس کا یہ کام ہے کہ اس کے طریقہ اظہار کی اصلاح کرے، واقعہ یہ ہے کہ طالب علم کے نقطۂ نظر سے مواد پر زور دینا چاہیئے اور مدرس کے نقطہ نظر سے ہیئت (طرز) پر توجہ مرتکز کرنی چاہیئے ہم نے یہ معلوم کرلیا ہے کہ جدید تدریس کے اساسی اصولوں میں سے ایک مدرسہ کے ہر قسم کے عمل میں فوری مسلمہ مقصد کے خیال کا رواج ہے یہ اصول انشاء پردازی کے سبق سے زیادہ کسی اور میں پورا ظاہر نہیں ہوتا جب طالب علم کا قطعی مقصد یہ ہوتا ہے کہ اسے سمجھا جائے تو وہ اپنے اظہار کے لئے ممکنہ کوشش کرتا ہے اور چوں کہ اس کا دماغ ان خیالات میں محو ہوتا ہے جن کو وہ ظاہر کرنا چاہتا ہے تو وہ خود شعوری سے حیران نہیں ہوتا جو کہ عموماً طریقۂ اظہار میں محویت کا جز ہے۔ اخلاق کی طرح انشاء پردازی میں ہم کو ایسا دماغ چاہیئے جو اپنے نفس سے بھی فرصت رکھے اور یہ اسوقت عمدگی سے ہوسکتا ہے جب کہ مواد مضمون نمایاں مرتبہ رکھے، اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تقریری اور تحریری انشاء پردازی تمام ان مضامین میں موجود ہے جو طالب علم مدرسہ میں پڑھتا ہے اور اس سے ایک جھگڑے کی کہانی کی

* *Thoughts on Education*, § 171.

ابتدا، ہوتی ہے جو ایسا مسئلہ پیدا کر دیتی ہے جس سے جدید تدریس اب بھی دست و گریبان ہے۔

مدرسہ کے نصاب میں تدریس انگریزی کے دو بڑے مقاصد ہیں۔

۱۔ طلبہ کو ایسا تیار کرنا کہ زبان کا استعمال معمولی بات چیت کا ذریعہ ہو سکے یعنی اس لحاظ سے انگریزی کے ساتھ ایک اوزار کا سا برتاؤ کیا جاتا ہے۔

۲۔ کلچری مواد کے ذخیرہ کی فراہمی یعنی اس لحاظ سے انگریزی کی ترقی کم و بیش اسی کی خاطر ہوتی ہے اور متن پر زور دیا جاتا ہے، انگریزی ادب اس میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے، درحقیقت لارڈ ایوبری نے ہمارے لئے "چھری کا نٹا مطالعہ" اور ایسے "کلچری مطالعہ" میں فرق بتلا دیا ہے، جس کا کوئی اچھا نام نہ ہونے سے ہم اس کو "طعامی مطالعہ" کہہ سکتے ہیں، بلاشک بلحاظ اس پہلو کے جس پر کہ زور دیا جائے انگریزی "چھری کا نٹا مطالعہ" یا "طعامی مطالعہ" ہے، جہاں تک انگریزی کا چھری کا نٹا مطالعہ سے تعلق ہے یہ مدرسہ میں ہر مدرس کا معمولی کام ہے چاہے وہ کسی مضمون کا ذمہ دار ہو، ایک حد تک مدارس میں اس کا اعتراف بھی کیا جاتا ہے، یعنی دوسرے مضامین کے مدرسین (اختصار کی خاطر ہم ان کو غیر انگریزی کہیں گے) اس ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں کہ انگریزی اوزار خوب تیز کیا جائے کیونکہ وہ اور مضامین میں کام آتا ہے لیکن بدقسمتی سے اس معاملہ میں اپنی ذمہ داری کو قبول کرنے سے احتراز کرتے ہیں،

امریکہ میں ایک سبق آموز جنگ ہوئی۔ تقریباً ربع صدی گزری کہ غیر انگریزی اساتذہ نے شکایت کی کہ نصاب میں مادری زبان کے لئے بہت زیادہ وقت دیا جاتا ہے اور دعویٰ کیا کہ انگریزی دوسرے مضامین کی تدریس سے خود آجائیگی۔ یہ حجت کیگئی کہ جس چیز کی واقعی ضرورت ہے وہ زبان کے اور مضامین کے مطالعہ کے دوران

میں لکھنے اور بولنے کے لئے کافی مشق اور اسی کے ساتھ انگریزی ادب اور طرز تحریر کے لئے محدود فنی تعلیم و تربیت ہے نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی کے لئے وقت کم کر دیا گیا برسوں گزر گئے اور غیر انگریزی مدرسین کی نسل آموجود ہوئی جسکو پرانی حجتیں اور دعوے معلوم نہ تھے لیکن یہ جانتی تھی کہ طلبہ کی انگریزی ایسی نہ تھی جیسی کہ ہونی چاہیئے اس نے شکایت کرنی شروع کی۔ نظام اوقات کی جانچ سے معلوم ہوا کہ انگریزی کے مدرسین کو جو وقت دیا جاتا ہے اس کے لحاظ سے جو کچھ ہوا ہے اس سے زیادہ توقع نہیں کیجا سکتی۔ تب یہ نادر ترکیب نکالی گئی کہ ہر مشق جو طالب علم کرے اس کو دو نقاط نظر سے دیکھا جائے ایک تو اس خاص مضمون کے لحاظ سے۔ دوسرے انگریزی کے اعتبار سے، تجویز یہ تھی کہ نباتات یا تاریخ کے مدرسین کو سب سے پہلے تاریخ یا نباتات کے نقطۂ نظر سے مشق کی جانچ کرنی چاہیئے اور اس کے بعد ترمیم و اصلاح کیلئے انگریزی کے مدرس کے حوالہ کرنی چاہیئے، انگریزی مدرسین نے مدرسہ کی مشقوں کی دو حیثیتوں کے اعتراف کو پسند کیا لیکن تمام مدرسہ کے باقی ماندہ اسٹاف نے بیگار بن نے سے انکار کر دیا اس سے ایک ایسا مزہ کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے جس کے دونوں پہلوؤں پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے ماہر نباتات کہہ سکتا ہے کہ اس کا کام انگریزی پڑھانا نہیں ہے، وہ یہ کہکر انکسار ظاہر کرسکتا ہے کہ انگریزی پڑھانے کے قابل ہی نہیں ہے لیکن اس دلیل کو یوں رد کیا جاسکتا ہے کہ اس سے اتنی ہی انگریزی کی دیکھ بھال مطلوب ہے جو کہ نباتاتی واقعات صاف طور پر ظاہر کرسکے آخر الامر اس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ سائنس خود عمدہ ساختہ زبان ہے، اس کے برخلاف اس سے یہ توقع نہیں کیجا سکتی کہ وہ قواعد، املا، اور طرز تحریر سکھائیگا تاہم ان معاملات کے متعلق غیر انگریزی مدرسین کا طرز بہت کچھ کرسکتا ہے، بعض تو گلیلیو کا سا پُرخطر طرز

اختیار کرتے ہیں اور حقارتاً یہ واضح کر دیتے ہیں کہ ان کو ان معاملات سے کوئی سروکار نہیں غیر انگریزی مدرسین سے ان معاملات میں جو اخلاقی امداد کی خواہش ہے وہ صرف اسی قدر ہے کہ وہ نیلی یا سرخ پنسل سے غلطیاں بتلا دیں، طالب علم کو اس کا احساس کرایا جائے کہ انگریزی کی غلطیاں ہر جگہ نہ کہ صرف انگریزی کی جماعت میں قابل گرفت ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایک لحاظ سے وہ اس واقعہ کی اہمیت امتحان کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں، کیوں کہ اس میں انگریزی ایک دو دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ باعث برکت ثابت ہوتی ہے، امیدوار کو ہر مضمون جس میں امتحان لیا جاتا ہے، انگریزی (زبان) کا صلہ ملتا ہے، اچھی انگریزی مواد مضمون کی کمی کی بہت زیادہ تلافی کرتی ہے، تحریری امتحان میں عمدہ انگریزی اور کمزور تاریخ یا نباتات کا مجموعہ امتحان کے اغراض کے لحاظ سے عمدہ تاریخ یا نباتات اور کمزور انگریزی سے بہتر ہے۔

گو امریکہ کے مدرسین انگریزی نے اپنے ساتھیوں کی خواہشات کو رد کر دیا تاہم ان کی تجویز کی تائید میں بہت کچھ کہا جا سکتا ہے خصوصاً اگر انگریزی کے مدرسین کی تعداد میں اضافہ کر کے زائد کار کی انجام دہی کا انتظام کر دیا جائے، اس کا مفید نتیجہ یہ ہوگا کہ انگریزی ایک خاص مقصد سے مضمون کی خاطر لکھی جانے لگے گی اور محض پیشکشی مواد کا خیال جاتا رہے گا شعبۂ انگریزی کا کام یہ ہے کہ انگریزی کو انگریزی کی حیثیت سے پڑھائے اور اس طرح پر عمل اظہار کو باشعور کرے، ایک لحاظ سے مشقوں کی ایک دوسرے ہی نقطۂ نظر سے تیاری میں تھوڑا فائدہ ہے گو اس میں شک نہیں کہ طالبعلم جو کچھ بھی لکھتا ہے اسے اگر کبھی نہ کبھی انگریزی مدرس نے جانچنا تو طالبعلم کی تحریر پر اس کا لازمی اثر ہوگا۔

انگریزی کی مسلمہ وسعت کو برقرار رکھتے ہوئے جدید تدریس کی نمایاں خصوصیت تقریری انشاء کی اہمیت ہے، قدیم اسکیمات میں ہمیشہ انشاء سے مطلب تحریری کام ہوا کرتا تھا، اب اس مضمون میں تقریر و تحریر دونوں شامل ہیں، تقریری انشاء اب مدارس میں ابتدا ہی سے شروع کر دی جاتی ہے گو ہمیشہ اس نام سے معروف نہیں ہوا کرتی، ایسا مواد فراہم کیا جاتا ہے جس میں سوال در سوال ہو سکیں اور ان کے جوابات کبھی طالبعلم دے اور کبھی مدرس، ایسے مکالموں میں دلچسپی الفاظ اور جملوں کی بناوٹ پر مرتکز نہیں ہوتی بلکہ مواد مضمون سے متعلق رہتی ہے۔ تصاویر پیش کی جاتی ہیں اور ان پر گفتگو ہوتی ہے دلچسپ اور جمت طلب عنوانات کی جانچ کی جاتی ہے اور ان پر بحث ہوتی ہے، نسبتاً آسان مسائل تجویز کئے جاتے ہیں اور مدرس اور طلبہ مل جلکر ان کو حل کرتے ہیں، * لازمی طور پر طلبہ مدرسین کا طرز اختیار کرتے ہیں کیونکہ تقلید کے باعث وہ اچھی گفتگو کرنے کی بہترین کوشش کرتے ہیں، بہرحال وہ مواد مضمون کی خاطر گفتگو کرنے کے عادی ہو جاتے ہیں اور اپنے آپ کو قابل فہم بنا لیتے ہیں، یہ ظاہر ہے کہ مدرس کو بعض دفعہ غلط عبارت درست کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن اس میں احتیاط برتنی چاہئے اور کسی صورت میں بھی اسے اسباق میں صحت

---

* مثلاً یہ سوال کیا جاتا ہے: کوئلہ (پتھر) کے ڈھیروں پر جو کھلی جگہ ہوتے ہیں ان کے مالک سفیدی کیوں پھیرتے ہیں؟ فوری جواب یہ ہو سکتا ہے کہ چونہ کرنے سے کوئلہ خراب نہ ہوگا لیکن تحقیق سے واضح ہے کہ اندرونی جگہ کے مقابلہ میں بیرونی جگہ کوئلہ زیادہ خراب نہیں ہوتا، ایک طالبعلم نے کہا "خوش نمائی کے لئے" لیکن باقی ماندہ نے کہا کہ کوئلہ کا ڈھیر کسی حالت میں بھی خوش نما نہیں بنایا جا سکتا، کھلی جگہ کوئلہ رکھنے پر زور دیا جائے تو بعض دفعہ اصل وجہ نکل آتی ہے یعنی چوری سے حفاظت، اگر کوئلہ نکالا جائے تو ایسا نشان پڑ جاتا ہے جو اپنی کہانی آپ بتا دیتا ہے۔

اغلاط کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیئے ، بجز مواد مضمون ہر بات ضمنی تصور کرنی چاہیئے ، جیسے جیسے سبق ہوتا جائے طلبہ کو ترغیب دینی چاہیئے کہ وہ کم و بیش یکے بعد دیگرے سوالات کریں اور یہ بات توجہ میں بتدریج تبدیلی کرکے کسی طالبعلم کے مضمون کے کسی جزء کے بارے میں زیادہ تفصیلی بیان پوچھکر حاصل کی جاسکتی ہے اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر جملہ مکمل ہو اس کی اصلاح یوں ہوسکتی ہے کہ مواد کے متعلق شبہ ظاہر کیا جائے ، جب کبھی کوئی جملہ غلط یا غیر مکمل ہو ، پرانے توہم میں کہ طلبہ ہمیشہ اپنے جواب مکمل جملوں میں ادا کریں یہ نقص ہے کہ ان کو غیر فطری طریقہ اظہار کی تحریص ہوتی ہے ۔ اچھی انگریزی میں ہم مکمل جملوں میں سوالات کا ہمیشہ جواب نہیں دیتے ، لیکن مکمل جملوں کا ضبط ایک اور اہم نقص رکھتا تھا اور وہ یہ کہ صرف بندش الفاظ پر توجہ کی جاتی تھی حالاں کہ مواد ہی صرف طلبہ کے لیے باعث دلچسپی ہوتا ہے ۔

اس مباحثی طریقہ سے جس میں مدرسین و طلبہ دونوں حصہ لیتے ہیں ، قدرتی طور پر ہر طالب علم کو ہر دو دفعہ زیادہ گفتگو کرنے کا بتدریج زیادہ موقع ملنے کے باعث ذاتی استحضار کی مشق ہوتی ہے ۔ طالب علم سے کسی چیز کی تعریف ، عبارت کی شرح ، اور کہانی پوچھی جاتی ہے ، ان میں سے آسان ترین قصہ گوئی ہے ، کیوں کہ وقت کا عنصر ترتیب مواد میں بہت زیادہ مدد ہوا کرتا ہے ، لیکن جدید تدریس کے علم بردار محض بیان سے مطمئن نہیں ہیں ان کا مطالبہ ہے کہ حقیقی تسلسلی استحضار ہو ، مثلاً مسٹر ایچ کالڈول کوک اپنے ننھے آدمیوں سے * ( تمام دنیا جانتی ہے کہ مدرسہ پرس ( انگلستان ) کے تیرہ برس سے کم عمر کے لڑکے کو ننھا آدمی

---

1. *The Play Way*, pp. 80 ff.

کہتے ہیں) ہر ایسے مضمون پر جس سے لڑکوں کو دلچسپی ہو دس منٹ کا لکچر کراتے ہیں، ان کا دعویٰ ہے کہ ان کے اس طریقہ سے لفاظی کی ترغیب نہیں ہوتی گو ان کم سن لکچراروں کے طرز پر ان کے ساتھی سخت اعتراض کرتے ہیں، مواد مضمون کی حد تک دلچسپی رہتی ہے اور کوئی چیز بھی جو اس میں مخل ہو (مثلاً کھکارنا، دوہرانا، بیقاعدہ ترتیب، ابہام) اس پر فوراً سختی سے لعن طعن کیا جاتا ہے۔

گو طریقہ لکچر جس کی طلبہ مشق کرتے ہیں ابھی ابتدائی حالت میں ہے، طریقہ ڈرامائی قابل تعظیم قدامت رکھتا ہے، لیکن اس میں ترمیم کی جارہی ہے تاکہ موجودہ ضروریات کا مکتفی ہوسکے صحیح لب ولہجہ کے ساتھ ایسے الفاظ کا دوہرانا جو کسی دوسرے نے تیار کئے ہوں تربیت اظہار میں مدد دیتا ہے، دوسرے کا سوانگ بھر کر کم سن اداکار الفاظ کی وقعت معلوم کرتا ہے اور ان کو ایسے اجزا نہیں سمجھتا جیسے کہ مدرسہ کی مشق کی کتاب میں خیال کرتا ہے، لیکن جب اس کو خود واقعات کی مناسبت کے لحاظ سے جذبات کے اظہار کے لئے الفاظ ڈھونڈنے پڑتے ہیں تو طالب علم قطعاً محض عبارت دوہرانے کے طریقہ کے مقابلہ میں ترقی کرنے لگتا ہے، مسٹر کانڈول کوک تو اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ طلبہ خود اپنے لئے ڈراما لکھیں۔ لیکن انشاء کی زبانی تدریس کو برقرار رکھتے ہوئے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جدید تدریس طلبہ سے کسی تاریخی واقعہ کا ڈراما کراکے، اور ان اشخاص کی نسبت میں از خود موزوں الفاظ فراہم کراکے مشق کراتی ہے، یہ کم و بیش منضبط طریقہ انشاء کی بہترین مشق کا باعث ہے، توجہ واقعہ کے حالات پر مرکوز ہوتی ہے، طالب علم دل و جان سے سوانگ بھرتا ہے، عبارت آرائی کو بھول جاتا ہے اور جو خیال میں آئے کہہ جاتا ہے شعور نفس کی منزل سے پہلے یہ مشق مفید ہوتی ہے لیکن اس کے بعد اس سے نخوت پیدا ہونے کا اندیشہ ہے گو

اس میں بھی ایک فائدہ یہ ہے کہ طالب علم زبان کی قوت کا بہت ہی افادی نقطۂ نظر سے مطالبہ کرنے لگتا ہے۔

جب ہم تقریری اور تحریری انشاء کے تدریس کے طریقوں کا موازنہ کرنے لگتے ہیں تو ہم کو ان دونوں میں ایک قسم کی مخالفت کا خیال ہونے لگتا ہے ان دونوں کو ایک دوسرے کا حریف نہ بنانا چاہیئے بلکہ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ یہ ایک دوسرے کے مدد و معاون ہیں۔ اب ہم ایسی طریقہ تعلیم کی عملی تحقیقاتوں سے دوچار ہوتے ہیں جو کہ جدید تدریس کی بہترین خصوصیات ہیں سنہ ۱۹۱۲ء جولائی میں بمقام شیکاگو پروفیسر کلاپ نے نیشنل ایسوسی ایشن کے سامنے ایک مضمون پڑھا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایلنائس ایسوسی ایشن نے ان کے چند ایسے بیانات کی جانچ کرنے کا ارادہ کر لیا جو تدریس انشاء میں اصلاح و ترقی سے متعلق تھے، صاحب موصوف نے کہا تھا کہ پڑھائی کی محنت شاقہ جس کے بارے میں عام شکایت ہے موزوں زبانی مشقوں کے ذریعہ کم کر دی جا سکتی ہے، اور یہ بھی کہا کہ اس سے نتائج بھی بہتر ثابت ہوں گے، نہ صرف اس لئے کہ تربیت وسیع اور زیادہ عملی ہوگی بلکہ فن خطابی پر زیادہ توجہ ہونے لگے گی،

تصفیہ یہ ہوا کہ پہلے سال کی دوسری میقات میں کئی مدارس فوقانیہ دو بالکل مختلف قسم کے انشاء کے نصاب نافذ کریں، ایک گروہ صرف تحریری انشاء کرے، اور دوسرا دو ثلث تقریری اور ایک ثلث تحریری، میقات کی ابتداء، وسط اور اختتام پر تمام فریقوں کے سب طلبہ کا تحریری امتحان لیا جائے اور ان کی بیاضات مدرس متعلقہ کو درجہ بندی کے بعد ممتحنین کی کمیٹی کے پاس روانہ کر دیجائیں مدرسین کو بھی تاکید تھی کہ وہ اس تجربہ سے متعلق تفصیلی کیفیت پیش کریں، تمام

مدارس کے لئے یہی تجویز تھی اور تیس مدارس میں سے جنھوں نے یہ تجربہ اپنے ذمہ لیا تھا تئیس نے اس کی تکمیل کی اور کیفیت پیش کی، نتائج اس بحث کی تائید میں ہیں کہ مدارس فوقانیہ میں تقریری مشق کے لئے بہت زیادہ وقت دینا چاہئے، مخلوط کام کے فریق میقات کے اختتام پر بلحاظ خیالات، قوت، آزادی اور دلچسپی تحریری فریقوں سے بہتر تھے ان کی قواعد اور بلاغت کی استعداد مقابلتاً اچھی تھی، جچے اور تنقید ہی میں وہ کسی طرح کم نہ تھے اور خطابی میں بڑھے ہوئے تھے، اس زمانہ میں تحریری فریق کی خطابی میں تنزل ہو گیا تھا، کمیٹی یہ سفارش کرنے پر مجبور ہوئی کہ تقریری مشقوں کو طبقہ فوقانیہ کے چہارسالہ نصاب میں مستقل طور سے شامل کر لینا چاہئے، سال اول میں دو ثلث مضامین زبانی ہوں اور باقی کے دو سالوں میں ایک ثلث۔ یہی کمیٹی کارپردازان مدارس کو ہدایت دیتی ہے کہ ہر روز زبانی کام کے لئے فی ہفتہ فی طالب علم پانچ منٹ محفوظ کئے جائیں *

تقریری انشاء کی اہمیت کے اعتراف کے بعد ہی اکثر اساتذہ ابتدائی منازل میں زبانی کام کا زیادہ موقع دیتے ہیں اور آخری زمانہ میں تحریری کام پر بھروسہ کرتے ہیں لیکن جو بات کہ کام کی نوعیت ہی کی طرح اہم ہے وہ نتائج کی نوعیت ہے تقریری انشاء سے شگفتگی اور قوت پیدا ہوتی ہے، یہ تحریری کام کی بہترین معاون ہے لیکن کسی طرح بھی اسکی جگہ نہیں لیکن اس سے ایک خاص طرز کی نشو ونما ہوتی ہے اور بالخصوص ایک جداگانہ ذخیرۂ الفاظ فراہم ہوتا ہے، پہلا سبق جو انگریزی کے مدرس کو سیکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ اس کے شاگرد الفاظ کے تین ذخیرے، پڑھائی، لکھائی اور تحریر

---

* ملاحظہ ہو تجربہ ایلناس بہ انگلش جورنل (شیکاگو) ماہ اپریل سنہ ۱۹۱۴ع

رکھتے ہیں تحتانیہ مدرسہ کی ابتدائی منزل میں بات کا ذخیرہ ہوتا ہے، رفتہ رفتہ پڑھائی کا ذخیرہ جمع ہونے لگتا ہے اور آخر کار طالب علم تحریر کا ذخیرہ حاصل کر لیتا ہے، اونچی جماعتوں میں پڑھائی کا ذخیرہ ان تینوں میں سب سے زیادہ اور بات کا ذخیرہ کمترین ہوتا ہے، یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ ذخیرے خلط ملط ہیں، پڑھائی کے ذخیرہ میں تقریباً وہ سب الفاظ ہوتے ہیں جو باقی دو میں ہیں، بعض الفاظ ایسے ہیں کہ سوائے با محاورہ گفتگو کے مشکل سے استعمال ہوتے ہیں یہ معہ ان الفاظ کے جو روزمرہ کی زندگی اور معمولی گفتگو کے لئے ضروری ہیں بات کا ذخیرہ بناتے ہیں، ظاہر ہے کہ جب ہماری گفتگو مجلسی ( Formal ) ہو جاتی مثلاً عام تقاریر یا قضی مباحثوں کے مواقع پر تو بات کا ذخیرہ تحریر کے ذخیرہ کے قریب تر ہو جاتا ہے، خطوط نویسی بات کے ذخیرہ اور تحریر کے ذخیرہ کے درمیان ایک کڑی کا کام کرتی ہے، کیوں کہ ہم خطوط میں روزمرہ کے محاورے استعمال کرتے ہیں، لیکن ہم باضابطہ تحریر میں ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو بھولے سے بھی معمولی گفتگو میں نہ بولینگے، طالب علم کی پڑھائی کے ذخیرہ میں وہ سب الفاظ ہوتے ہیں جن سے وہ واقف ہوتا ہے، ہر وہ لفظ جو وہ بولتا یا لکھتا ہے اس کے مطالعہ میں آسکتا ہے، لیکن ایسے بہت سے الفاظ ہوتے ہیں جو اس کے مطالعہ میں آتے ہیں، لیکن ان کو بولنے یا لکھنے کا اسکو خیال بھی نہیں آسکتا بعض شکایات کہ پبلک اسکول کے طالب علم کا ذخیرہ بہت کم ہوتا ہے، اس وجہ سے ہیں کہ اس فرق کو نظر انداز کیا جاتا ہے، وہ بات کے ذخیرہ کو پیش نظر رکھتے ہیں اور شاکی طنزاً یہ کہتے ہیں کہ - (Rippin' rotten, putrid) جیسے الفاظ طالب علم کی زبان سے غور و فکر کے بعد نکلتے ہیں، واقعہ یہ ہے کہ دوران مطالعہ میں طالب علم کثیر الفاظ سمجھتا ہے جو کہ وہ لکھتے وقت استعمال نہیں کرتا اور

اسی طرح بہت سے ایسے الفاظ ہوتے ہیں جو لکھتا ہے لیکن بالکل نہیں بولتا، ہم ایسے لڑکے کو کیا سمجھیں گے جو معمولی گفتگو میں لفظ (Nevertheless) استعمال کرے تاہم مضمون نگاری میں اس کا استعمال ایک معمولی بات ہے۔

انگریزی کے مدرس کا اہم کام طالب علم کے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ کرنا ہے، لڑکا بات کا ذخیرہ لے کر مدرسہ آتا ہے جس کو تدریس انگریزی کے مسئلہ کا معطیہ سمجھنا چاہیئے، یہ گھر ملتا ہے، اس لئے مدرس کے نقطۂ نظر سے ایک اور ذخیرۂ الفاظ کی تقسیم کا خیال آتا ہے، گھر اور مدرسہ کے ذخیرۂ الفاظ میں بعض دفعہ بہت فرق ہوتا ہے ایسے طلبہ جو تعلیم یافتہ گھرانوں سے آتے ہیں ان کے دونوں ذخیرے یک سے ہوتے ہیں، لیکن مختلف حالات میں بہت فرق ہوتا ہے، اور جب کہ کوئی مقامی بولی ہوتی ہے تو دونوں ذخیرے بالکل جداگانہ ہوتے ہیں خاص حالات میں مدرسہ کی بات کا ذخیرہ چند بنیادوں پر قائم کیا جاتا ہے اور اس کا تشفی بخش طریقہ استعمال ہے، طلبہ بات چیت سے بولنا سیکھتے ہیں یہی حال پڑھائی کے ذخیرہ کا ہے، اس میں اضافہ کرنے کا بڑا ذریعہ یہ ہے کہ طلبہ سے وسیع مطالعہ کرایا جائے، عام طور پر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تحریر کا ذخیرہ مطالعہ سے بذریعہ عمل انتخاب حاصل ہوتا ہے، طالب علم کبھی کوئی ایسا لفظ استعمال نہ کریگا جو اس کے مطالعہ میں نہ آیا ہو۔

جدید تدریس کسی اور معاملہ میں قدیم تدریس سے اتنا اختلاف نہیں رکھتی جتنا کہ تحریر کے ذخیرہ الفاظ کی تحصیل میں رکھتی ہے، قدیم اساتذہ الفاظ کی فہرستوں پر بہت زور دیتے تھے، وہ خزینۂ الفاظ، باغِ الفاظ، دشتِ الفاظ مرتب کرتے تھے وہ الفاظ کے ساتھ وہی عمل روا رکھتے تھے جو ماہر نباتیات پودوں کے

مجموعہ کے ساتھ رکھتا ہے، اپنے دوراد بار میں رحم دل" کامی نی" اس نے بھی مشقوں کا ایک سلسلہ معہ فرہنگ تیار کیا اور یہ شیخی ماری کہ ایک بھی لفظ مشقوں میں دوبارہ نہیں آیا ہے ہمارے جدید مدرسین نے یہ سکونی نظریہ ترک کر دیا ہے اور سب کا خیال ہے کہ طلبہ الفاظ کو ان کے استعمال کے مشاہدہ سے اور خود استعمال کر کے سیکھیں اب ہم الفاظ کے لئے لغت یا قاموس کی تلاش نہیں کرتے، ہم اپنے کو ان ہی الفاظ تک محدود رکھتے ہیں، جن کے استعمال سے ہم واقف ہیں۔

یہ سچ ہے کہ کپلنگ کہتے ہیں کہ جب وہ بحیثیت مصنف نام آوری حاصل کر رہے تھے اس وقت انہوں نے صفات کے لئے لغت کو کریدڈالا تھا، لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ انہوں نے لغت کو اس طرح استعمال کیا جس طرح کوئی جاہل شخص انسائیکلو پیڈیا کو پڑھتا ہے کہ معلومات حاصل کرے جن سے وہ نابلد ہے، کپلنگ نے لغت کو ایسے صفات کی یاد تازہ کرنے کا ذریعہ بنایا جن سے وہ مانوس تھا اور ان کا انتخاب ان کے معنوں کے ساتھ تجربہ کی روشنی میں کیا، غیر زبان کے مدرسین لغت کے انگریزی اور غیر زبان کے حصہ کے استعمال کے شدت سے مخالف ہیں اور جدید تدریس اس کا استعمال اس شرط کے ساتھ جائز رکھتی ہے کہ طالب علم انگریزی اور غیر زبان کی لغت کا کوئی لفظ نہ لے گا جو کہ اس نے اسی زبان میں استعمال ہوتا نہ دیکھا ہو، ایک دقیانوس مصنف ( Issac Habrecht ) سنجیدگی سے بیان کرتا ہے کہ اگر حضرت نوح کی کمان سے معائنہ کا موقع ملے تو بڑی آسانی سے تمام عالم کے حیوانات کا علم حاصل ہوسکتا ہے، ہماری جدید تدریس کا اعتقاد ہے کہ حیوانات کے مشاہدہ کا واحد صحیح طریقہ یہ ہے کہ ان کا انہیں کے قدرتی گردونواح میں مطالعہ کیا جائے، ذخیرہ الفاظ میں اضافہ بہت سے مختلف

مصنفین کی تصنیفات کے مطالعہ سے کرنا چاہیئے نہ کہ کسی ایک لغت کے مجموعہ کے عجائب خانہ سے۔ لغت کا استعمال صحت اور وضاحت کے لئے ہونا چاہیئے اور اس لحاظ سے غالباً جدید تدریس اس کو کافی طور پر استعمال نہیں کرتی، تحریری انشاء کی طرح تقریر میں بھی جدید تدریس اپنے مقصد کو پیش پیش رکھتی ہے، طلبہ کو اب خیالی باتیں لکھنے کے لئے نہیں کہا جاتا مثلاً ایسے عنوانات جیسے موت، موسم، جرأت، نہیں دیئے جاتے، کوشش یہ کی جاتی ہے کہ طلبہ اپنی تحریر کا ایک خاص مقصد کبھی اور کسی خاص فرد یا گروہ کو خطاب کریں، چنانچہ اکثر خطوط لکھوائے جاتے ہیں، اور جب کبھی حقیقی طور پر خط لکھوانے کا موقع ملتا ہے تو واقعی یہ اچھی چیز ہے، فرضی خط لکھنے میں ہمیشہ نقص رہتا ہے، کیونکہ حالات کے تقاضہ سے یہ ماننا پڑتا ہے کہ کوئی شخص موجود ہے حالانکہ طالب علم کو معلوم ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے جدید تدریس میں طالب علموں کی باہمی خط و کتابت مستحسن خیال کی جاتی ہے اور اکثر یہ ترکیب کی جاتی ہے کہ طالب علم آپس میں کسی ایسی بات پر بحث کریں جس سے ان کو دلچسپی ہے اس میں شک نہیں کہ زید (جونسن) کے لئے یہ زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگا کہ وہ دوسرے ڈسک پر جھک کر عمر (بنسن) سے باتیں کرے، لیکن اس سے کمتر درجہ کی بہترین چیز یہ ہے کہ سب کچھ ضبط تحریر میں آجائے طلبہ کے نقطۂ نظر سے بھی کم از کم مدرسہ میں جو تشفی بخش باتیں ہوا کرتی ہیں ان میں یہ بہترین ہے، جماعت میں جو کچھ ہوا اسپر رائے زنی بہترین قسم کی مشق ہے، کیونکہ طلبہ کو یہ خواہش ہوتی ہے کہ جو کچھ ہوا ہے اس کے متعلق وہ اپنی رائے ظاہر کریں، کسی تقریر کا خلاصہ جو طلبہ کو دیا جائے زیادہ دلکش نہیں ہوتا، لیکن اس میں یہ خوبی ہوتی ہے کہ اس کا تعلق کسی واقعہ سے ہوتا ہے۔ تاہم واقفیت کی ایسی ضرورت نہیں ہوتی جیسی کہ مقصد اور مطلب کی

ہوا کرتی ہے، بالکل خیالی تحریرات کم سن افراد کو بہت مرغوب ہوتی ہیں، کیوں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ ان کی سمجھ بڑھ رہی ہے، حالانکہ جو واقعات بیان کئے گئے ہیں ان کے بابت یہ علم ہے کہ وہ کبھی وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ یہ سچ ہے کہ وہ قصہ جو کم سن مؤلف گھڑ رہا ہے کم از کم ایک قسم کی کچھ نہ کچھ حقیقت ظاہر کرتا ہے، افسانہ نویسی میں ایک بڑا لطف یہ ہے کہ حقیقی علم میں کمی کے باعث جو قیود عائد ہو جاتی ہیں ان سے یہ آزاد ہوتا ہے طلبہ اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ وہ "جو جی چاہے لکھ سکتے ہیں" بہرحال دانشمند مدرسین اس آزادی کو ایک ناممکن امر کی اجازت دیکر محدود کر دیتے ہیں، اور باقی کے متعلق یہ اصرار کرتے ہیں کہ معمولی قوانین قدرت کے بالکل مطابق ہو، مثلاً اگر طالب علم سے یہ کہا جائے کہ وہ "ٹرا موے کے گھوڑے کے خیالات لکھے تو اس کو اس بات کا حق ہے کہ وہ یہ فرض کرلے کہ چوپایہ باتیں کرتا ہے، لیکن جتنے واقعات بیان کئے جائیں وہ ایسے ہونے چاہئیں کہ انسان کی سمجھ اور حقیقی زندگی کے مطابق ہوں۔

گو ہر جماعت میں ہمیشہ چند ایسے طالب علم ہوتے ہیں جو کافی عمدگی سے قصہ گھڑ لیتے ہیں، لیکن اکثر کو تھوڑی بہت مدد کی ضرورت ہوتی ہے، چنانچہ قصہ گوئی کی کامیاب ترین مشق یہ ہوا کرتی ہے کہ قصہ کا ایک جز طلبہ کو بتلایا جائے اور باقی کی ان سے تکمیل کرائی جائے، تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ ابتدائی اور درمیانی حصہ بتلا کر آخری حصہ نکلوایا جائے۔

یہ ثابت ہو چکا ہے کہ درمیانی اور آخری حصہ دیدیا جائے تو معمولی طالب علم کو بڑی مشکل ہوتی ہے؛ تاہم ان دونوں کا خاص مدعا ہے، اور دونوں طالب علم کی توجہ کو نسبتاً زیادہ حالات میں کسی خاص مسئلہ پر مبذول کرنے میں ممد ہیں، اور جبکہ

حل کی نوعیت کے انتخاب میں اس کو کافی آزادی دیدی جاتی ہے تو اس کو مسرت ہوتی ہے، بعض قصے دراصل نہایت ہی اثر انگیز ہوتے ہیں جب کہ آدھے بیان کیے جاتے ہیں۔ توضیح کی خاطر مدرس کا صرف فرینک اسٹاکٹن کی مشہور کتاب لیڈی اینڈ ٹائیگر (The Lady and the Tiger) کا لڑکیوں کی کسی اونچی جماعت میں پڑھ دینا کافی ہے اس سے ان پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ انجام کے متعلق اپنے خیالات ظاہر کرنے کے واسطے قلم کے لیے وہ بے قرار ہو جاتی ہیں۔

اس قسم کی تحریرات کے لیے گو باقاعدہ تدریس نہیں کی جاتی کہ طرز عبارت کیلیے کون سے اصولوں پر عمل کیا جائے، لیکن ہر موقع پر مدرس طالب علم کو یہ احساس کراتا ہے کہ قصہ کی غرض پوری نہیں ہوتی اگر ناظرین کے دل میں کسی بات کے متعلق شک وشبہ رہ جائے یا کہ خود قصہ کسی معقول سوال کا جواب نہ دے سکے۔ مواد پر تمام وقت ضمنی طور پر زور دیا جاتا ہے، لیکن طرز اور مواد میں ایسا گہرا تعلق ہے کہ مواد کی خوبی طرز پر توجہ کیے بغیر ظاہر نہیں ہو سکتی، ایسا وقت بھی آتا ہے جب کہ محض طرز پر توجہ کرنی لازمی ہوتی ہے، اس کی پوری ضرورت آخری منزل میں محسوس ہوتی ہے لیکن مدرسہ میں اس کا ابتدا ہی سے بتدریج خیال رکھا جاتا ہے، ابتدائی منازل میں کبھی کبھی طرز کے لیے مشقیں دیجا سکتی ہیں، لیکن یہ اسی حالت میں کیا جائے جب کہ مواد خود مدرس فراہم کرے مواد بذاتہ زیادہ دلچسپی نہ رکھے۔

اس مقصد کے لیے قدیم مدرسین شرح کرایا کرتے تھے، اب کوئی ہوشیار مدرس شرح کرا کے بہت موثر نتائج حاصل کر سکتا ہے لیکن وہ ایسی ہی عبارتیں انتخاب کریگا جو ایک طرز سے دوسرے طرز میں تبدیل کی جا سکیں لیکن اکثر یہ ہوتا ہے کہ مشق اچھی نہیں ہوتی اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ اگر عبارت کا طرز نہایت عمدہ ہے، جیسا کہ قدیم

مشقوں میں ہوا کرتا تھا تو طالب علم زیادہ سے زیادہ یہی کر سکتا ہے کہ عمدہ زبان کو کمتر درجہ کی زبان میں کر دے موزوں الفاظ کا اصول شرح کی مشقوں میں ہوا ہو جاتا ہے، شرح کا حقیقی فائدہ ترجمہ کی مشق سے حاصل ہو سکتا ہے گو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ ایسی صورت میں اس سبق کی تحصیل نہیں ہو سکتی جو ہمیشہ مادری زبان کی قابل قدر عبارت کی تحلیل سے ہوا کرتی ہے بدیں وجہ ایک اور قسم کی شرح بھی قابل اعتراض ہے وہ یہ کہ گھٹیا انگریزی زبان کی عبارت کی شرح کرائی جائے، سب سے اونچی جماعتوں میں اس "خوف ناک مشق" کا استعمال بہت ہی شاذ و نادر مواقع پر ہو سکتا ہے تاکہ کسی خاص تنقید کی وضاحت ہو سکے لیکن ہم بسا اوقات یہ دیکھتے ہیں کہ خود طلبا، کے کام ہی میں غلطیوں کی کافی مثالیں مل جاتی ہیں، غالباً بہترین قسم کی شرح یہ ہوتی ہے کہ کسی ایسی مقامی زبان کی بیانیہ عبارت کو اچھی انگریزی میں کرائیں جسکی اتنی اہمیت ہو کہ عزت کی نظر سے دیکھی جا سکے اور ساتھ ہی روزمرہ کی انگریزی سے اتنی مختلف ہو کہ طرز بیان کے بدلنے کا پورا موقع مل سکے۔

تحریری انشاء کی صحت کا جب مسئلہ پیش ہوتا ہے تو جدید تدریس ماضی کے کولھو کے بیل کے طریقہ کے بالکل خلاف نظر آتی ہے جو کہ محنتی مدرسین کی کئی نسلوں کو ستاتا رہا ہے، تحریراً "اصلاح" دینے پر ناک بھوں چڑھائی جاتی ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ خود طالب علم کو اس کا بندوبست کرنا چاہئے، مدرس کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ وہ رسمی نشانات کی ایک فہرست احتیاط سے تیار کرے جو کہ مطبع کے پروفس کی علامتوں کے نمونہ پر ہو اور طالب علم کو اپنے پروفس آپ دیکھنے کا موقع دے، کلیفورنیا کی یونیورسٹی میں جہاں کہ طالب علم کتب اور آلات کے لئے ایک اتحادی بانہی گودام چلاتے ہیں، کاغذ کے پلندے جن پر انشاء کی جاتی ہے، ان کے ساتھ تقریباً چالیس

رسمی اصلاحی انشانات کا ایک تختہ ہوتا ہے تاکہ شاگرد اور اُستاد دونوں کو کم سے کم زحمت ہو، یہ سچ ہے کہ اس کے بعد بھی یہ اصولی سوال اٹھایا جائے کہ کیا انشاء کی صحت کرنی چاہیئے؟ بعض مدرسین کا خیال ہے کہ تحریر زیادہ اہم ہے اور چند ماہ میں طالب علم خود اس قابل ہو جاتا ہے کہ اپنے مضمون کو خود درست کرلے، مثلاً میہ سے ایک ملاقاتی مدرس باضابطہ طور پر طلبہ کے لکھے ہوئے مضامین چار پانچ مہینہ اپنے پاس رکھتے ہیں اور اس کے بعد اصلاح اور تنقید کے لئے واپس کیا کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ اس طریقے سے زیادہ سیکھتے ہیں بہ نسبت مدرس کی نہایت ہی محتاط اصلاح سے جیسی کہ کی جاتی ہے۔

جدید تدریس اس انتہا پسند طریقے کے لئے بالکل تیار نہیں ہے۔ لیکن اس تجویز سے زیادہ اچنبھا بھی نہیں ہے، وہ اعتراف کرتی ہے کہ وقت کا عنصر صحت کے مسئلہ کی جان ہے، اور جلدی اور دیری دونوں میں کوئی نہ کوئی خاص فائدہ ضرور ہے، اس میں شک نہیں کہ انشاء کی تکمیل کے بعد ہی جتنی صحت کر دی جائیگی اتنی ہی زیادہ صحت میں دلچسپی پیدا ہوگی، طالب علم کو وہ مشکلات بخوبی یاد رہتی ہیں جو لکھتے وقت اسے پیش آئی تھیں اور اس واسطے مدرس آئندہ کے کام کے لئے جو کچھ اس کی رہبری کرتا ہے اسکی قدر کی جاتی ہے، اسی باعث بعض مدرسین طلبہ میں گھومتے رہتے ہیں جبکہ وہ مصروف بکار ہوں اور انہوں نے جو جملے لکھ لئے ہیں ان کے متعلق دبی زبان سے بحث مباحثہ کرتے ہیں، اس کے برخلاف اتنا کافی وقت گزر جائے کہ طلبہ اپنا لکھا بھول جائیں تو وہ اپنی مشقوں کو بالکل نئی نظر سے دیکھ سکتے ہیں، اپنی اصلاح آپ کرنے کے لئے قطعاً دیری کا طریقہ مناسب ہے، عقلمند مدرس ان دونوں طریقوں کو حتی المقدور ملا جلا کام میں لائیگا، لیکن ہر صورت میں اس کا بار طلبہ ہی پر عائد

کرے گا، اس کا فرض طلبہ کا بار کم کرنا نہیں ہے، بلکہ کام پر لگانا ہے، علاوہ بریں غیر اصلاح کردہ مشقوں کے ڈھیر لگانے کا طریقہ ناقابل التفات ہے، مشقوں کے ایک حصہ کی احتیاط سے اصلاح اس سے کچھ ہی بہتر ہے، طالب علم کا یہ حق ہے کہ اس نے جو کچھ لکھا ہے اس کی جانچ اور معائنہ ہوگا، اس کا یہ ضروری نتیجہ نہیں ہے کہ مدرس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ وقت صرف کرے گا، جس بات کی ضرورت ہے وہ صرف یہ ہے کہ طالب علم کو یہ احساس دلایا جائے کہ مشقوں کی اہمیت ہے اور یہ ایک اچھے طریقے کا جز، ہیں، کسی اور بات سے طالب علم کو اپنے تحریری کام کی اہمیت اس سے زیادہ واضح طور پر معلوم نہیں ہوتی جتنی کہ اس کی اصلاح پر وقت صرف کرنے سے ظاہر ہوتی ہے،

اب قدر و قیمت کا مسئلہ رہ جاتا ہے کن اصولوں پر مدرس پیش کردہ کام کا درجہ مقرر کرے؟ کیا کوئی ایسا معیار ہے جس سے انفرادی کام کی جانچ کی جاسکے؟ اکثر مدرسین بالکل صدق دل سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ ان کے خیال میں ایسا کوئی معیار موجود نہیں ہے، جدید تدریس اس بات کے ماننے میں پس و پیش کرتی ہے اور ایک ایسے پیمانہ کے لئے کوشش کر چکی ہے جس سے تحریری انشاء کی جانچ ہو سکے، یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کامیابی ہو چکی ہے، ایک پیمانہ جو موجد کے نام کے لحاظ سے ہلیگاس (Hillegas) کہلاتا ہے دس نمونہ کی تحریرات پیش کرتا ہے اور مدرس سے توقع کیجاتی ہے کہ وہ کسی ایک تحریری انشاء کا ان سے مقابلہ کریگا، اور اس کے بموجب درجہ مقرر کریگا، لیکن کوئی بھی تجربہ کار مدرس ایسی مدد سے کوئی امید نہیں رکھتا، مختلف نکات جن کا خیال رکھنا پڑتا ہے اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ مقابلہ ناممکن العمل ہے، اول تو یہ دس نمونے ہر قسم کی انشاء پر حاوی ہیں اور مدرس کو

ممکن ہے کہ بیانیہ انشاء کا درجہ منطقی سے مقابلہ کر کے مقرر کرنا پڑے اس مشکل کو دور کرنے کے لئے ہاروارو نیوٹن (H. Newton) ایجاد کیا گیا، اس میں چار الگ الگ پیمانے ہیں، اور ہر ایک چار قسم کی انشاء کے مماثل ہے جو کہ امریکہ کے مدارس کے آٹھویں درجہ میں مستعمل ہیں یعنی ذکریہ، بیانیہ، منطقیہ، عرضیہ، ہر ایک معیاری نمونہ کے ساتھ تنقید ہوتی ہے، جس میں انشاء کی خوبیاں اور خرابیاں بتلا دیجاتی ہیں اور مقابلہ کر کے یہ بھی واضح کر دیا جاتا ہے کہ اس کو کیوں دوسرے نمونہ سے کم یا اس سے زیادہ درجہ دیا گیا ہے ہلیگاس (Hillegas) کے پیمانہ سے یہ بہتر ہے اور مزید تحقیقات سے زیادہ مفید نمونے فراہم ہو سکتے ہیں یہ سب کچھ بہت خوب ہے، لیکن اختتام وقت کے بعد مدرسین اپنی قوت تمیز مقامی حالات سے واقفیت اور طلبہ کی استعداد پر بھروسہ کرینگے، جدید تدریس موضوعی معیار کی قدر کرتی ہیں جہاں کہ اس کا استعمال ہو سکے اور اس کے لئے کوشش کی قدر کرتی ہے جیسے کہ مسئلہ انشاء میں۔ جہاں یہ ممکن نہیں ہے، بہر حال یہ نہایت ہی ضروری بات نہیں ہے کہ ہم انشاء کی اس نوعیت کے لحاظ سے درجہ بندی کریں، ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ طلبہ کو اس قابل کریں کہ وہ اپنی مادری زبان کو موثر طریقہ سے استعمال کریں، درجہ بندی صرف اس لئے اہم ہے کہ اس سے خاص طور پر ہماری توجہ ایسے امور کی طرف ہو جاتی ہے جو ان کے کام میں ممکن ہے ہماری نظر سے بچ جائیں، کسی پیمانہ کا بنانا اور اس کا استعمال کرنا ہر مدرس کے لئے ایک اچھی مشق ہے، چاہے کارآمد پیمانہ بن سکے یا نہیں، طلبہ مدرس کے کام سے فائدہ اٹھا لیتے ہیں،

انگریزی ادب کے بارے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قدیم اور جدید تدریس میں زبردست فرق یہ ہے کہ اصل کتابوں کے بجائے کتابیں پڑھنے کے بجائے خود اصل کتابیں پڑھائی جانے لگیں ، کتب کی تعداد جن پر کہ انگریزی ادب مشتمل ہے اتنی کثیر ہے کہ یہ تعجب نہیں کہ مدرسین اس سے تھرا گئے ، اور ایسی درسی کتب کو پناہ گاہ بنالیا جن میں ان کا نچوڑ تھا ، نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی ادب کے بجائے طلبہ تاریخ انگریزی ادب کا مطالعہ کرنے لگے ، انہوں نے کم و بیش چند مصنفین کے حالات اور ان کی تصنیفات کا کچھ خاکہ معلوم کرلیا ، کمزور مدرسین نے بڑی مستند کتابوں کے مضامین کے خلاصوں تک اپنے کو محدود رکھا لیکن جو زیادہ جری تھے انہوں نے اپنے طلبہ کو اصل کتابوں کے اقتباسات سے مانوس کیا جیسے کہ یونیورسٹی کالکچرار کیا کرتا ہے ، کتب اقتباسات کا استعمال کیا گیا ، لیکن عموماً یہ اتنی مختصر ہوتی تھیں کہ کوئی اچھا اثر نہ پڑسکا ، معمولی ادبی ریڈر (Literary Reader) کو زیادہ ترقی کردہ مدرس نے ناقص ٹھیرایا اور ایسی عمدہ کتابیں جیسی کہ چیمبر کی انگریزی ادب کی انسائیکلو پیڈیا سے کافی فائدہ نہیں اُٹھایا

ایک یا دو مستند عبارتوں کے تفصیلی مطالعہ پر زیادہ بھروسہ کیا گیا ، لیکن تفصیلی مطالعہ میں مبالغہ جائز رکھا ، تیس صفحہ کی کتاب شائع کی گئی جو تمہید ، شرح وغیرہ کے ساتھ اصل کی دس گنی ضخیم ہوگئی تھی ، طریقۂ تعلیم کی تاریخ میں اس سے زیادہ مسرت بخش کوئی چیز نہیں ہے ، جیسی کہ یہ ہے کہ برانگیختہ مدرسین نے جو حقیقی طور پر ادبی مذاق رکھتے تھے انہوں نے اس ضرورت سے زیادہ بھاری کتابوں کی مذمت میں آفت مچادی بے ضرورت شرح کی درسی کتب کے طویل دور حکومت کی وجہ یہ ہے کہ ہر شخص ان سے ادب کی تدریس کرسکتا تھا اور کوئی بھی امتحان لے سکتا تھا ،

میکانی مدرسین اور ان سے زیادہ میکانی متحنین نے آپس میں مل کر اس مضر طریقے کو عرصہ تک قائم رکھا حالانکہ اس کے نقصان دہ اثرات کا بہت قبل انکشاف ہو چکا تھا اور عام طور سے ان کا اعتراف بھی ہو چکا تھا، ہمیں شرح نویسوں کی دیرپا مخالفت پر اتنا تعجب نہیں ہوتا جب کہ ہم جدید تدریس کے راستہ میں مشکلات دیکھتے ہیں جو بالکل معقول طریقے پر چلنے کی کوشش کرتی ہے، مسئلہ یہ ہے کہ طلبہ سے خود ہوشیاری اور جوش سے مطالعہ کرایا جائے۔ کوئی بھی تھوڑی بہت سختی سے کم و بیش بد شوق طالب علم سے چند "واقعات" رٹوا لے سکتا ہے، لیکن انگریزی ادب کے مطالعہ کے عمل میں طالب علم کو شوق و دلچسپی سے حصہ لینے کے لئے تیار کیا جائے تو ہم کو غیر معمولی مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے جدید تدریس *"ستائش" (Appreciation) کے تحت اس سے بحث کرتی ہے، ہم کسی طالب علم کو ایسی عبارت جسے ہم نہایت ہی عمدہ سمجھتے ہیں زبانی یاد کرنے کے لئے کہہ سکتے ہیں، لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ اگر ہم اس کو حکم دیں کہ وہ اس کو پسند بھی کرے تو مضحکہ خیز ہوگا ستائش کی حد تک اکثر اوقات مدرس کی یہ گت ہو جاتی ہے جو جاکوٹاٹ نے طنزاً مدرس کی تعریف میں بیان کی ہے کہ وہ "جو اپنے ہاتھ ملتا ہوا پھرتا ہے اور طلبہ سے کہتا رہتا ہے کہ کیا تم نہیں سمجھے؟ کیا تم نہیں سمجھے؟"

تاہم یہ مسئلہ لاینحل نہیں ہے مدرس کے اختیار میں چند قوتیں ہیں چند جائز اور چند ناجائز، غالباً سب سے زیادہ ناگوار چیز کسی مشکل صفحہ کے زیر ین حاشیہ کی یہ باریک عبارت ہوا کرتی ہے کہ "اس عبارت کی عمدگی ملاحظہ ہو" تشفی بخش مدد سے

* Cf. *The Lesson in Appreciation*, by Dr. F. H. Hayward, 1915. The sub-title is *An Essay on the Pedagogies of Beauty*, as it includes many other subjects besides English Literature, but the teacher of English will find it greatly to his advantage to read what Dr. Hayward has to say.

ناامید ہو کر طالب علم کا یہ رجحان ہوتا ہے کہ اس اقتباس کے بارے میں مخالفانہ رائے قائم کرے جو اس کی ستائش کے لئے پیش کیا گیا ہے لیکن جب استاد خوش الحانی سے کوئی عبارت پڑھکر سناتا ہے تو اثر آفرینی اپنا کام کر جاتی ہے اور بڑے زور سے یہ خواہش ہوتی ہے کہ اپنے ساتھی کے مقابلے میں اپنی بدمذاقی ظاہر نہ ہو جائے اس طرح پر کم و بیش ایمانداری سے یہ کوشش ہوتی ہے کہ ایسی چیز کو بھی پسند کیا جائے جو حقیقتاً زیادہ دل کش نہیں ہے، مختلف طلبہ اس میں شک نہیں ہے کہ دوسرے ہی معنوں میں ردعمل کرینگے لیکن جماعت کی اکثریت مدرس کے نقطہ نظر کو کم و بیش قبول کرلے گی چاہے وہ خلاف مرضی ہو، اب یہ ماننا پڑے گا کہ مدرس کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ اثر آفرینی کا بالکل ہی استعمال نہ کرے، وہ چاہے یا نہ چاہے لیکن کسی خاص عبارت کے متعلق اس کا طرز عمل ایمائی ہوتا ہے، اندیشہ یہ لگا رہتا ہے کہ وہ اپنے طرز کو اتنا واضح نہ کردے کہ طالب علم کا طرز عمل بناوٹی نہ ہو جائے۔

جس بات کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ طالب علم کا خود عمل مصنف کے الفاظ کے تہیج سے ہو، مدرس اپنے جائز حدود میں ہے جب کہ وہ کسی عبارت کو اس طریقہ سے پیش کر رہا ہے کہ طالب علم کی معلوم کردہ استعداد اور قابلیت کو زیادہ سے زیادہ متاثر کرے، مدرس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے لئے زمین تیار کرے اور منتخبہ مصنف کو خاطر خواہ تخم ریزی کا موقع دے، وہ اس کا بھی دعویٰ کرسکتا ہے کہ اگر وہ یہ ظاہر کردے کہ اس عبارت کو وہ کس نظر سے دیکھتا ہے تب بھی کوئی مضائقہ نہیں، گو بعض دفعہ اس پر اعتراض کیا جاتا ہے، لیکن اس کو یہ واضح کر دینا چاہیئے کہ طالب علم کا تصفیہ اسی بات پر منحصر ہو کہ خود اس پر کیا اثر ہوا نہ یہ کہ مدرس پر کیا اثر ہوتا ہے، مثال کے طور پر یہ ظاہر کرنے کے لئے مقابلہ قدیم

تدریس جدید تدریس کے نقطۂ نظر سے جائزہ تیاری کیا ہے، میں مندرجہ ذیل یادگاری عبارت اسٹیونسن کے مضمون میں سے درج کرتا ہوں جو کہ دی انگلش جورنل (شکاگو) ماہ فروری سنہ ۱۹۱۴ ع میں شائع ہوا تھا "ہم دی لیڈی آف دی لیک پڑھ رہے تھے اور اس روز کا سبق (Canto V) کے ابتدائی اشعار تھے * یہ بڑا دماغ سوز سبق تھا، اشعار کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے گئے، الفاظ کے بعد دیگرے خوردبیں سے دیکھے گئے اور گرامر کے تعلق لفظی یا استعاری استعمال، تحقیقی معنی، اور عبارت میں ان کی موزونیت کے لحاظ سے جانچے گئے میرا خیال ہے کہ مجھے اس مشق میں ایک خاص انداز میں لطف آیا لیکن مجھے اپنی پریشانی یاد ہے جب کہ یہ سبق ختم ہو گیا اور مجھے یہ احساس ہوا کہ یہ سب کچھ ہونے کے بعد میں یہ جاننا چاہتا تھا کہ آخر ان اشعار کا مطلب و مدعا کیا ہے، عرصہ بعد مجھے یہ بھی یاد ہے کہ مجھے جب کہ خود پڑھانا پڑا تو میں نے کس ولولہ سے یہ معلوم کیا کہ ان اشعار کے کیا معنی ہیں اور فوراً اس بات کی کوشش کرنے لگا کہ کس طرح پر میں اپنی جماعت کی ایسی مدد کروں کہ وہ ان کا آسان مطلب سمجھ جائے اور ان کے پڑھنے سے از خود وہ لطف اٹھائے جس سے میں محروم ہو گیا تھا، میں نے ان سے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے اپنی کتاب الٹ دیں اور ایک ایسے مسافر کا تصور کریں جو کہ اندھیری رات میں ایک دہشت ناک پہاڑی ملک میں اپنے راستہ سے بھٹک گیا ہے، اس کو راستہ

---

* "Fair as the earliest beam of eastern light,
When first, by the bewilder'd pilgrim spied,
It smiles upon the dreary brow of night,
And silvers o'er torrent's foaming tide,
And lights the fearful patch on mountain side,
Fair as that beam, although the fairest far,
Giving to horror grace, to danger pride,
Shine martial Faith, and Courtesy's bright star,
Through all the wreckful storms that cloud the brow of War.

دکھائی نہیں دیتا اور ڈر یہ ہے کہ دوسرا قدم ایسا نہ پڑے کہ اس کو نیچے زور شور سے بہتے ہوئے چشمہ میں گرا دے، ایسے تھکے ماندے اور خستہ دل کے لئے دنیا میں سب سے زیادہ خوش کن اور خوش نما منظر کیا ہو سکتا ہے؟ ہر روز کی روشنی کی پہلی جھلک؟ بیشک، یہ خوب ہے لیکن شاعر کہتا ہے کہ اس سے زیادہ بھی کوئی چیز خوب ہو سکتی ہے اب اپنی کتابیں دیکھو اور مجھے بتاؤ کہ وہ کیا چیز ہے! فوجی ہمت اور اخلاق کا چمکتا ستارہ! سپاہی کا وعدہ، سپاہی کا وعدہ اس قصہ میں کہاں ہے؟ رادرک ڈھونے وعدہ کیا ہے کہ فرنجیمس کی کانٹوگل فورڈ تک رہبری کرے گا، شاعر سپاہی کے وعدہ کا کس سے مقابلہ کرتا ہے! مشرق کی روشنی کی پہلی کرن کی خوبصورتی سے جو کہ تھکے ہوئے مسافر کو دکھائی دیتی ہے اچھا اب چلو اشعار پڑھیں اور ان کو پڑھتے وقت ہم کو حتی الامکان اس کی کوشش کرنی چاہیئے کہ شاعر کے احساسات کا اظہار کریں،،

چاہے ہم انفرادی عبارتوں کی حد تک جو عام طور پر بطور نمونہ کام دیں کامیابی حاصل کریں، لیکن انگریزی ادب کے وسیع میدان پر دوران مدرسہ میں عبور حاصل کرنے کی بنیادی مشکل باقی رہ جاتی ہے، لازمی طور پر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ضروری ہے کہ اس کی تکمیل کریں؟ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم اسی حد تک رہیں جو کہ طالبعلم کی استعداد کے اندر ہے اور مضمون کے معینہ وقت میں ہو سکتا ہے؟ جدید تدریس میں بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عام طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ طالبعلم جو سولہ یا اٹھارہ سال میں مدرسہ چھوڑتے ہیں ان کو تمام انگریزی ادب کی وسعت کا تصور ہونا چاہیے گو اس میں شک نہیں کہ ایسی صورت میں ہم کو کئی ادوار میں محض نمونوں پر اکتفا کرنا پڑے گا اور منتخبہ دور یا ادوار کے لئے وسیع مطالعہ پر زور دینا پڑے گا،

جدید تدریس طالبعلم کی انفرادیت کو انگریزی ادب کے مطالعہ میں محدود کرنے کے زبردست خدشے کا اعتراف کرتی ہے ، لیکن اسی کے ساتھ بعض ادوار کو بالکل نظر انداز کر دینے کے لئے آمادہ نہیں ہے ، اس وجہ سے وہ کچھ اطمینان اس بات سے حاصل کرتی ہے جس کو وہ چرائی ( Browsing ) کہنا پسند کرتی ہے ، یہ وہ اصطلاح ہے جو کہ ہم آوردہ مطالعہ کے لئے استعمال کرتے ہیں جب کہ اس کا بہتر پہلو ہمارے پیش نظر رہتا ہے ، دوران نصاب میں طالب علم کو درجہ کی ترقی کی مناسبت سے اس بات کی اجازت ہوتی ہے کہ وہ جو بھی چاہے پڑھے ، جب تک کہ اس کا انتخاب مدرس کے مجوزہ مصنفین میں سے ہے - زیادہ منچلے طلبہ کو ہر ہفتہ کتب خانہ میں چند ( گھنٹوں ) کے لئے جھوڑ دیتے ہیں اور اجازت دیتے ہیں کہ وہ حسب منشاء مطالعہ کریں ، ایسی آزادی کی تائید میں بہت کچھ کہا جاسکتا ہے بشرطیکہ طلبہ بھی مضبوط اور منچلے ہوں ، لیکن اکثر مدرسین کا خیال ہے کہ چرائے ( Browsing ) میں بھی روک تھام کی ضرورت ہے ، بہر حال یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایسے طلبہ کے مطالعہ کی وسعت میں کمی ہے جو کہ انگریزی ادب کی تمام کتابوں پر دسترس رکھتے ہیں جو کہ جدید مدرس کی جانچ میں پوری اترتی ہیں ، اس قسم کی اضافی چرائی ( Browsing ) سے طلبہ اپنے مدرسہ میں اپنی طبیعت کے مطابق مطالعہ کر سکتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جماعت میں ادب سے متعلق عام سوالات کرنے سے عموماً یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپس میں طلبہ ہر تساخ کے بابت توضیحات کر سکتے ہیں -

اس میں شک نہیں کہ اس بات کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ چرائی مدرسہ میں منضبطہ کی جاسکتی ہے ، لیکن بیرونی چرائی مدرس کے اختیار میں نہیں ہے کم از کم روزینہ مدارس میں تو ان کے قابو سے باہر ہے ، یہاں ایک آنہ والی کتابوں کا خوفناک مسئلہ

نمودار ہوتا ہے، اس قسم کا مطالعہ ردی کتابوں سے بالکل جدا رکھنا چاہیئے ایک آنہ والی کتابیں محض ہیجان انگیز اور احمقانہ ہوتی ہیں، ان کا ضرر اتنا مثبتی نہیں ہوتا جتنا کہ منفی ہوتا ہے، ان سے درحقیقت کوئی خاص ضرر نہیں ہو سکتا، لیکن وہ بہتر کتابوں کی جگہ لے لیتی ہیں، جدید تدریس نے اسبارے میں کوئی قطعی رائے نہیں قائم کی ہے، بعض ایسے مدرسین ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ بہ آسانی یہ بتلا سکتے ہیں کہ اُن کے طلبہ میں کون اس قسم کی کتابیں پڑھتے ہیں اور یہ مذموم اخلاق کی وجہ سے نہیں بلکہ وسیع ذخیرہ الفاظ کی خاطر، اس کے علاوہ ایک آنہ والی کتابوں کے بھی مدارج ہیں، سب کچھ کہنے کے بعد اس نوع میں (Treasure Island) بہترین ہے، اور استاد کی (Sherlock Homes and Green Mantle) اسی قسم کی ہیں جیسی کہ شاگرد کی (Alone in the Pirates' Lair, Caradoc the Briton) (Dick Turpin and Wild Boys of London) کی طرز کی کتابیں جھوٹر کر جو کہ بطور خود بد اخلاق ہونے کے باعث قابل ملامت ہیں، سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کیا تجسس انگیز کتب مطالعہ کی عادت ڈالنے اور اعلیٰ ادب کی رہبری کرنے کے لئے بھی جائز نہ رکھی جائیں؟ سب کو جھوٹر رسکن کو ان دہشتناک کتب کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے، کیوں کہ اس کی یہ تعلیم ہے کہ ہم کو اپنے جمالیاتی استحسان میں صادق ہونا چاہیئے اور یہ کہ ہم کو عوام کی تربیت کے لئے ان کی استعداد کے مطابق مواد پیش کرنا چاہیئے اور وہ مواد اس سے ذرا بہتر ہونا چاہیئے جو کہ وہ خود اپنے لئے تلاش کریں، مدافعت میں نظریہ اعادۂ دور بھی پیش کیا جاتا ہے اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ایک آنہ والی دہشتناک کتابیں ایک ایسی منزل کا نشان دیتی ہیں جس پر سے ہم کو اعلیٰ منازل کے لئے گزرنا پڑتا ہے،

چرائی کی تائید میں ایک زبردست دلیل یہ ہے کہ اس سے مقررہ مطالعہ کے خلاف جو احساس ہوا کرتا ہے اس کا انسداد ہو جاتا ہے، عرصہ ہوا ایک ادبی تقریب میں ایک مشہور مصنف نے اس مسئلہ سے بحث کرتے ہوئے کہ یہ کیا بات ہے کہ جدید مصنفین غیر فانی قدما کے مقابلہ میں کافی کامیابی کا موقع رکھتے ہیں، یہ، کہا کہ جب تک قدما کا مدارس میں مطالعہ کیا جائے گا جدید کے مطالعہ کرنے والوں میں کمی نہیں ہوگی، کتب خانوں میں چرائی جہاں کہ بہت زیادہ جدید کتب آنے نہیں پائیں، اسوجہ سے نہیں کہ وہ کمتر درجہ کی ہوتی ہیں بلکہ ابھی ان کی باری نہیں آئی ہے بہترین ذریعہ قدما کو موقع دینے کا ہے۔ بعض دفعہ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ چند ایسے زبردست مصنفین ہیں کہ مدرس کے لڑکے جبر کئے بغیر ان کو چھوتے بھی نہیں، بہت ہی جدید قسم کا مدرس اس کا یہ جواب دے گا کہ اس بات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایسے مصنفین طلبہ کی عمر کے لحاظ سے ناموزوں ہیں، زیادہ محتاط سمجھوتہ کے لئے تیار نظر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چرائی کے فوائد میں یہ ہے کہ ایسی کتابیں جو بذات خود دلچسپ ہوتی ہیں اور وہ جن میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے مدرس کی حاشیہ آرائی اور توضیح کی ضرورت ہوتی ہے علیحدہ علیحدہ ہو جاتی ہیں، لیکن عموماً یہ سچائی کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ جدید تدریس یہ جانتی ہے کہ اس قسم کا ادب موجود ہے، جو مدرسہ کے طلبہ کی عمر کے لئے مستقلاً ناموزوں ہے کیونکہ اس کے سمجھنے کے لئے زندگی کے ایسے تجربہ کی ضرورت ہوتی ہے جو کہ اس عمر میں ناممکن ہے، ایسے پرانے خیال سے ہمدردی نہیں ہے کہ طلبہ کو مستند عبارتوں سے جو کہ ان کی سمجھ سے باہر ہیں، محض اسوجہ سے روشناس کرایا جائے کہ جب ان میں تمیز آجائے تو ان کے پاس کافی مواد رہے، بیشک یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ طلبہ پورا مطلب سمجھے بغیر بھی کتابوں کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں، جو چیز

ممنوع ہے وہ اس قسم کی کتاب ہے جو کہ مدرسہ کے زمانہ میں بالکل دلچسپ نہیں معلوم ہوتی، کوئی لڑکا (Don Quixote) کی بعض عبارتوں پر قہقہہ لگا کر یا (Lilliputians) پر عش عش کر کے اپنے والدین کی تمام خراب کر سکتا ہے اور ان کتابوں کے پورے معنی آیندہ کے لئے چھوڑ دیتا ہے، اس طرح ہمارے شعراء کا کلام بھی ابتدائی منزل میں محض خوش الحانی اور سطحی مطلب کی خاطر پڑھا جا سکتا ہے، لیکن بعض کتابیں طلبہ کیلئے بالکل دلچسپ نہیں ثابت ہوتیں، اور ان کو ان کا مطالعہ کرانا جدید تدریس کی تجویز کا جز نہیں ہے۔

جدید تدریس کے عندیہ کی تعریف اس سے بہتر نہیں ہو سکتی جو کہ مسٹر نوول اسمتھ * نے ادبی مطالعہ کی بحیثیت جز تعلیم مختصراً تعریف کی ہے۔

۱ متمدنہ زندگی کے لئے شخصیت کی تیاری۔

۲۔ پاک اور لازوال لذت کے لئے مستقل ذریعہ کی فراہمی

۳۔ عمل تعلیم میں طالب علم کی فوری لذت۔ سر بورن کے صدر مدرس جدید تدریس کو اس طرح قدیم ماخذ سے متعلق کر دیتے ہیں اور ٹرانیو (Tranio) کے شاگرد کے فرائض انجام دیتے ہیں جس کا مقولہ "پڑھو جو تم کو سب سے زیادہ متاثر کرے" اب اصول تعلیمی کے درجہ پر پہونچا دیا گیا ہے،

---

* *The Cambridge Essays on Education*, p. 105.

# باب سوم

## جدید

### غیر زبانیں

از

اوئی ۔ ڈے گلیہن ایم ۔ اے

اس سے تعجب ہوتا ہے کہ ہمارے معلمین عقل سلیم کے حقوق کا طریقہ ہائے تعلیم میں اعتراف کرنے سے کیوں اتنے ہٹتے رہتے ہیں ۔ کس قدر گہرے نظری تعصبات اُن اشخاص کو دور کرنے پڑے جو عقل سلیم کے دعوے کے حامی تھے ۔ کتنی مرتبہ ایسی اصلاحیں جو عقل سلیم کے نام سے پیش کی گئیں ۔ ایسی دلائل سے رد کر دی گئیں کہ وہ "تعلیمی" نہیں ہیں بلکہ محض "انتظامی" ہیں ۔

میرے خیال میں تدریس کے کسی اور شعبہ میں اتنی شدت سے اختلاف نہیں ہوا اور نہ انتظامیت کے محدود تصور کا اس کے وسیع تصور کے ساتھ ایسا تباہ کن تصادم ہوا جیسا کہ جدید زبانوں کی تدریس میں ۔ درحقیقت یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب تک کہ سائنس عقل سلیم کی مدد کو نہ آگیا اور اُس کو ایسے دلائل سے ہتھیار بند نہ کر لیا ۔ جس سے وہ اس قابل ہوئی کہ شورہ پشت علما کا انہیں کے میدان میں یعنی اصول تعلیم میں ان کا مقابلہ کر سکے ۔ اس وقت تک یہ بات پیدا نہ ہو سکی کہ موثر طریقہ سے عقل سلیم کا یہ منشاء ظاہر کیا جا سکے کہ تحصیل زبان میں بدرجۂ اولیٰ زبان کا سمجھنا اور مروجہ زبان کا بولنا شامل ہے جو کہ تحصیل کنندہ کو اس لائق بنائے کہ وہ

ادب کو سمجھے اور اس سے ایسا ہی لطف اندوز ہو۔ جیسا کہ وہ اپنی مادری زبان سے ہوتا ہے۔

گوئن، ویاٹورس، پال پسیز، وڈگرس، جیسپرسن، پامگرنس اور ایسے ہی رہبروں کی طویل فہرست مستحق شکریہ ہے۔ جنھوں نے گذشتہ اُنیسویں صدی کے آخری ربع حصہ میں اس تحریک کے لئے مردانہ جدوجہد کی جس کے باعث جدید غیر زبانوں کے مدرسین چاہے ان کا طریقہ کار کچھ ہی ہو اس تحریک پر عمل کرنے کا اعتراف کرتے ہیں اور انگریز جو کہ اصطلاحی نام پر جان دیتے ہیں ایسی تدریس کا مطالبہ کر رہے ہیں جو "طریقۂ راست" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے باوجود جدید زبانوں کی تدریس کے مصلحین جو مدرسین اور مضمون کے کمتر درجہ کے باعث مجبور اور بہت زیادہ عدم تعاون کی وجہ سے پریشان تھے جو کہ نہ صرف ثانویہ اور جامعاتی تعلیم میں تھا بلکہ ایک مدرسہ کی جماعت جماعت میں تھا۔ اور یہ افسوس ناک نتیجہ "آزادی مدرس" کی قدیم روایت کا ہے جس کی ہم بجا طور پر قدر کرتے ہیں ان کی تحریک کی رفتار اور بھی سست ہو جاتی اگر ان کی کوششوں کا جدید اصولوں کے ساتھ توارد نہ ہوتا۔ جن سے گذشتہ پچیس برس میں پورے فن تعلیم میں انقلاب برپا ہو گیا ہے۔ ان اصولوں کی ہم دو موٹی تقسیمیں کر سکتے ہیں :—

نصاب اور طریقہ کار عمر سے تناسب طلبہ کی استعداد اور ضروریات۔ فرد پر مزید توجہ کر کے طالب علموں میں اپنی آپ تربیت کرنے کی عادات کا باقاعدہ قیام تاکہ استاد اور شاگرد میں ایسا تعاون ہو جائے جو کہ بذات خود انفرادی فکر کی تربیت کرے۔ کیونکہ یہی بالکلیہ مفید مطالعہ کی پہلی شرط ہے۔

میرا مقصد یہ ہے کہ اُن صفحات میں جدید زبانوں کی جدید تدریس کا ایک عام تذکرہ کروں اور ان کے اصول و عمل کی نمایاں خصوصیات کو اس طرح ظاہر کروں

کہ ایک مکمل اور موزوں صورت پیش ہوسکے یہ ظاہر ہے کہ مکمل صورت ان مدارس میں بھی نظر نہیں آتی جو جدید تدریس پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں - اور اس نئے مرکب کے اجزاء کے تناسب میں اختلاف مدرسہ - مدرسہ - مدرس، مدرس میں مقامی حالات اور مدرسین کے خبط اور بیشمار دوسرے اسباب کے باعث ہے - توازن اور تعاون تمام مدارس میں مشکل مسائل ہیں - اور اکثر و بیشتر مدارس میں ان کا حل ممکن نہیں ہے، مثال کے طور پر وقت ہی کو لیجئے - اب بھی بہت سے مدارس ہیں جو کہتے تو یہ ہیں کہ وہ جدید تدریس کے پیرو ہیں لیکن یہ نہیں مانتے کہ قدیم طرز کے لحاظ سے جو وقت مقرر تھا اس میں اضافہ کی ضرورت ہے - یا اس سے بدتر یہ بات ہے کہ موجودہ مسلمہ اصول پر عمل نہیں کرتے کہ غیر زبان کی تدریس میں گہرا مطالعہ لازمی ہے *

اس قسم کی لازمی شرائط کو میں اپنے بیان میں فرض کرلونگا اور اس کے ساتھ یہ بھی :—

کارگزار مدرسین † یعنی ایسے مدرسین جو نہ صرف اپنے مضمون پر حاوی ہیں بلکہ طبعی طور پر مطلوبہ خصوصیات رکھتے ہیں اور اس کام کیلئے تربیت پاچکے ہیں -

---

* زبان اول کی بنیادیں مضبوط ہوجانے سے قبل کوئی زبان دوم شروع نہیں کرنی چاہیئے اور کم از کم طبقہ تحتانیہ میں اس کے روزمرہ اسباق نہ ہونے چاہئیں چاہے وہ کتنے ہی مختصر ہوں تاکہ ایک ہی قسم کے تاثرات تازہ ہوتے رہیں کیونکہ اس کی حاملی اور سمعی اعضاء کیلئے بہت ضرورت ہے -

† ان کی افسوسناک کمی ہے اور باقی رہے گی جب تک کہ باقاعدہ تربیت پر زور نہ دیا جائیگا از جامعہ کے نصاب برائے السنۂ جدید از مدرسین السنۂ جدید کے مشاہدات میں ایسی تبدیلی نہ کردی جائے گی جو اس شعبہ کے لئے بہترین دماغوں کو اپنی طرف مائل کرسکیگی -

اوران کے پاس موزوں طلبہ ہیں - ایسے بھی طلبہ ہوا کرتے ہیں جو کہ تشفی بخش طور پر غیر زبان حاصل ہی نہیں کر سکتے ، موزوں آلات ، متوسط تعداد کی ہم قابلیت جماعتیں - معقول تعاون نہ صرف زبان کے نصاب میں بلکہ دوسرے مضامین کے ساتھ بھی - معقول خارجی امتحانات اختتام پر نہ کہ دوران نصاب میں -

میرے لئے سب سے بہتر یہ ہوگا کہ میں ایسی زبان کے نصاب کا انتخاب کروں جو غیر زبان اول کے مطالعہ کے لئے ترتیب دیا گیا ہے اور ہمارے مدارس میں عموماً یہ فرانسیسی ہے - اس سے قدرتاً طریقہ کے مکمل بیان کا موقع ملیگا خصوصاً اس کے ابتدائی مدارج کا جو کہ اس لحاظ سے بہت اہم ہیں کہ ان سے صحیح دماغی کی تربیت ہوتی ہے - کم و بیش یہ کیا جا سکتا ہے کہ نصاب شش سالہ ہے یعنی دس سے سولہ سال تک اس کے بعد دو دو سال کے تین مدارج ہیں -

تحتانیہ ، وسطانیہ اور اعلیٰ *

جدید زبانوں کی جدید تدریس کو کئی ناموں سے موسوم کیا گیا ہے :—

---

* نصاب کی مدت کو برسوں میں بتلانا مشکل ہے کیوں کہ مختلف مدارس میں اور مختلف ملک کے حصوں میں اختلاف ہے - مسٹر کلاوڈ زلے ، بیریسٹن اپنی قیمتی رپورٹ میں جو لندن کونٹی کونسل کے لئے لکھی گئی ہے باقاعدہ نصاب کی مدت پانچ سال بتاتے ہیں عمر ۱۱-۱۲-۱۶-۱۷- کئی مدارس میں اور غالباً اس ملک کے بچوں کی اکثریت کے لئے صرف چار سال ہے جو جرمنی اور فرانس کے مقابلہ میں بہت کم ہے بعض میں خصوصاً ابتدائی درجہ شامل کرلیا جائے تو ایک طالب علم جو ۱۶ تا ۱۷ برس کی عمر میں ترک مدرسہ کرے تو چھ سات برس زیر تعلیم رہ سکتا ہے بہرحال یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ملکی ضروریات کے لحاظ سے اقل ترین مدت (جامعہ کے لئے تیاری کو نظر انداز نہ کرتے ہوئے) چھ سال ہونی چاہیئے اور اوسط تعلیم پانچ یا چھ گھنٹہ فی ہفتہ کی ضرورت ہے اور یہ وہ چیز ہے جو اس وقت تقریباً مفقود ہے -

قدرتی طریقہ ، وجدانی طریقہ ، جدید طریقہ ، اصلاحی طریقہ ، ترکیبی طریقہ ، گوئین طریقہ ، برلز طریقہ ، کلامی طریقہ ، راست طریقہ ، منظم طریقہ ۔

ایسے ناموں کی خامیاں ظاہر ہیں لیکن میری رائے میں "راست" میں یہ فائدہ ہے کہ وہ کم و بیش صاف طور پر غیر زبان کی تدریس کے معقول طریقہ کی نمایاں خصوصیت ضرور ظاہر کرتا ہے یعنی یہ کہ ایسا طریقہ جو طالب علم کو زبان - تقریری اور بامحاورہ تحریری - دونوں پر واقعی اتنا حاوی کر دیگا جتنا کہ وہ اپنی مادری زبان پر ہے اور جو فرق ہوگا وہ اس کے مرتبہ میں نہ کہ اس کی نوعیت میں ۔

مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ غیر زبان کی حد تک بھی وہی راست تعلق تجربہ اور اظہار میں قائم ہو جائے جو مادری زبان میں ہوا کرتا ہے ، بالفاظ دیگر ہم کو اپنے شاگردوں میں وہ جبلی اور ناقابل سہو لسانی حس (Sprachgefuhl) کی نشوونما کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے جو ہر قاعدے ، گرامر اور لغت سے بالاتر ہے اور اس کی بنیاد متذکرہ تجربہ اور اظہار کے راست تلازم پر ہے - اور وہی زبان کے لئے ایک قابل اعتماد رہبر ہے چاہے اس کا استعمال بول چال کے لئے ہو یا انشاء کے واسطے یہ مقصد بدرجہ اولی لسانی ہے اور محض اسی وجہ سے یہ غیر زبان کے مطالعہ کے کلچری اور انسٹیٹی مقاصد کے حصول میں مدد دیتا ہے جو کہ جدید تدریس اپنے پیشروؤں کی طرح سب سے زیادہ اہم خیال کرتی ہے ۔

اب یہ "لسانی حس" یہ راست تلازم جس کے ہم خواہاں ہیں اپنی جڑیں بول چال کی زبان میں رکھتی ہے - لہذا اپنے مقصد کے حصول کا سب سے زیادہ موثر طریقہ یہ ہے کہ شاگردوں کو غیر زبان کے سننے اور بولنے کا ہمیشہ موقع دیا جائے اور خصوصاً ابتدا میں جلد جلد مکالمے کرائے جائیں اور محاوروں کو بنیاد اور جہاں تک ممکن ہو ذریعہ تدریب قرار دیا جائے ۔

"اول بات چیت دوم لکھائی پڑھائی" یہ ہمارا مطمح ہے - مثالی طریقہ حقیقتاً تقریری طریقہ ہے -

یہ ایک ایسی بات ہے جہاں سائنس غیر زبان کی تدریس میں مدد کرتا ہے - نفسیاتی تحقیقات کے نتائج نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اکتساب زبان میں سمعی تاثرات اور حرکی فعلیات کا اہم حصہ ہے (یعنی سننے اور بولنے کے اجتماعی جسمانی تجربات) بمقابلہ غیر زبان کے تدریس کے قدیم طریقہ کے جو زیادہ تر بصری تجربہ پر بھروسہ رکھتا تھا جو لکھے ہوئے الفاظ سے حاصل ہوتے تھے تقریری طریقہ نے دو اور دماغی تلازم کی اپنے لئے خدمات حاصل کر لئے ہیں - یہ سب کچھ نہیں ہے - لسانی حس جس کا میں نے ذکر کیا ہے وہ حس جو خیال اور اظہار میں صحیح مطابقت کرتا ہے - بڑی نزاکت کے ساتھ زندہ زبان کے محصلے اور سماعت کے جسمانی تجربہ سے وابستہ ہے اور جسمیں اعادہ کے زور سے آوازوں کے چند گروہوں اور بعض جسمانی، دماغی اور اخلاقی تجربات میں راست تعلق پیدا ہوتا ہے

اس سے ہم مثالی طریقے کے ایک دوسرے نمایاں اصول پر پہنچ جاتے ہیں جس کا پہلے تعین تقریری اصول کی طرح متذکرہ مقصد کے لحاظ سے ہوتا ہے - اصول دوم یہ ہے کہ بیان کردہ تجربہ اور اظہار میں راست تعلق قائم رکھنے کے لئے کسی مقابلی آواز کی مداخلت نہیں ہونی چاہئے - بالفاظ دیگر جس لمحہ زیر بحث تجربہ کا صریح امکان ہو مادری زبان کو خارج کر دینا چاہئے *

* اس قطعی حکم کی صراحت کی ضرورت ہے - اس سے ایک مطمح نظر اور آخری مقصد ظاہر ہوتا ہے صرف خبطی ہی یہ دعوی کرینگے کہ غیر زبان کے اسباق میں مادری زبان کا استعمال ہی نہ ہونا چاہئے - غالبا برلز اسکول میں ایسا کیا جاتا ہے لیکن عملاً اس میں بہت کچھ فرق پڑجاتا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو

بقیہ صفحہ (۸۰) پر

یعنی عملی طور پر نئی زبان کی اشکال ترجمہ کے ذریعہ حاصل کرنی ممنوع ہیں اگر ہمارے شاگرد عادتاً ترجمہ کے طریقوں کو نئی زبان کے اشکال کی تحصیل اور مشق میں استعمال کریں تو ان کو قدرتی طور پر ترجمہ کرنے کا خیال ہوگا جب کہ وہ بعد میں ان کو سنینگے یا پڑھیں گے یا خود استعمال کرینگے - اس کے برخلاف اگر ہم احتیاط سے ترجمہ کو تحصیل اور مشق سے خارج کردیں تو ان کو "راست تعلق" کی عادت پڑجائیگی جس سے انہیں سننے اور پڑھنے میں "فوری سمجھنے" اور جو دل میں ہو اس کو "فوری ظاہر کرنے" کا خیال ہوگا بشرطیکہ یہ ان کے زبان کے ذخیرہ کے حدود میں ہو دوسرے الفاظ میں نئی زبان کے مواد کی تحصیل کے ذرائع ایسے ہی درست

---

حاشیہ صفحہ (۷۹)

استاد اس کا استعمال نہ کرنیکی کوشش کرے یا اس کو صرف اس وقت استعمال کرے جب کہ واقعی ضرورت ہو اہم نکتہ یہ ہے کہ ترجمہ کی عادت پڑ جانیکا کوئی امکان نہ پیدا ہونے دینا چاہیئے۔ اور اس سلسلہ میں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس خدشہ کو دور کرنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ غیر زبان کے محاورہ اور خیال کے اظہار میں مادری زبان کی مداخلت intervening نہ رہے نہ کہ با لفاظ دلچسپ مسٹر کرکن اس کی نگرانی Supervening جو کہ قطعی طور پر دور نہیں کیجا سکتی اور وہ اکثر اوقات مفید بھی ہو سکتی ہے کیوں کہ اس سے یہ پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ راست تعلق صحیح بھی ہوا یا نہیں

یہ ظاہر ہے کہ نئے مواد کی تعبیر میں مادری زبان کا دخل دور کرنا بہت مشکل ہے اور گو اکثر مدرسین اس امر پر متفق ہیں کہ تمثیل اور محاکات کے عمل سے مادری زبان کو خارج کردینا چاہیئے لیکن تعبیر کی حد تک آراء میں بہت اختلاف ہے - بعض یہ چاہتے ہیں کہ مادری زبان کو کام کے اس جز سے بالکل ہی علحدہ کردیا جائے - دوسرے یہ کہتے ہیں کہ اس کا آزادانہ استعمال درست ہے یا کم سے کم سمجھ کی جانچ کے لئے موزوں ہے جب کہ احتیاط سے ترجمہ کر کے تعبیر کردیگئی ہو لیکن بڑی حد تک تمام اصلاح پسند مدرسین متفق ہیں کہ سمجھانیکے لئے سلسلہ وار ترجمہ کا پرانہ طریقہ ترک کردینا چاہیئے جس سے غیر زبان کا متن انگریزی میں (مادری زبان میں) پڑھنے کی

بقیہ صفحہ (۸۱) پر

ہونے چاہئیں جیسے کہ مادری زبان کے ہوا کرتے ہیں اور مادری زبان کو تجربہ اور اظہار کے درمیان ایک باقاعدہ کڑی بنا کر ان دونوں کو علیحدہ نہ رکھنا چاہیئے

اس طرح راست طریقہ نہ صرف اپنے مقصد بلکہ اس کی تحصیل کے ذرائع کے لحاظ سے بھی موزوں ہے *

لیکن طریقہ تعلیم کا ایک تیسرا اصول بھی ہے جو اس خیال کا نتیجہ ہے کہ بچہ کو غیر زبان کی تحصیل میں اسی طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے جو کہ اس نے اپنی زبان حاصل کرنے کے لئے اختیار کئے اور یہ ہمارے پہلے اصول سے بہت قریبی تعلق رکھتا ہے جو یہ ہے کہ بات چیت کو لکھنے پڑھنے پر ترجیح ہونا چاہیئے۔ جملوں سے بچہ بولنا سیکھتا ہے یا کم از کم الفاظ کے مجموعوں سے جو کہ گویا جملہ بناتے ہیں۔ ہم "حس گروہ" میں غور کرتے ہیں۔ واحد لفظ لغوی نہ کہ نفسیاتی اکائی ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہماری زبان کی اکائی جملہ ہے "لفظ نہ تو گفتگو بھی نہیں ہو سکتی۔"

---

حاشیہ صفحہ (۸۰)

عادت پڑتی ہے اور وہ بھی خراب ترین زبان میں۔ اسی طرح گرامر کی تدریس میں بھی بہت اختلاف ہے بعض جیسپرسن سے اتفاق کرتے ہیں کہ اس میں بھی مادری زبان کو رفتہ رفتہ ترک کیا جا سکتا ہے دوسروں کا یہ اصرار ہے کہ ایسے مجرد مضمون میں وضاحت کے لئے اس کا استعمال ضروری ہے۔ میرا تجربہ یہ ہے کہ جیسپرسن صحیح ہے اور وہی مدرسین جو مادری زبان کو ہر کام کے جملہ اجزاء سے بالکلیہ خارج کرنیکی کوشش کرتے ہیں اور جماعتی کروں میں طلبہ کے میل ملاپ میں بھی اس کو جائز نہیں رکھتے ان بے شمار نازک آزمائشوں سے واقف ہو جاتے ہیں۔ جن سے یہ نصب العین کارکردگی میں کوئی فرق پڑے بغیر حاصل ہو سکتا ہے۔

* موسیو رمے لازیو یو پاینٹیک اے پالیمنٹر میں کہتے ہیں:۔ راست طریقہ اپنی تعریف کے لحاظ سے خود ایک راست زبان کی علامت ہے جس میں کہ مادری زبان کا واسطہ نہیں ہے کیا ایسی اصطلاح جو فرانسیسی منطق کے لحاظ سے مکمل ہے ہمارے لئے تشفی بخش ثابت نہیں ہو سکتی؟

ان تینوں اصولوں کو ہماری پوری تدریس میں اثر انگیزی اور رہبری کرنی چاہیئے اور یہ ایک کسوٹی ہے جس سے ہم کو تدریس یا مطالعہ سے متعلق کسی بھی طریقہ یا ترکیب کی جانچ کر کے اس کو منظور یا نامنظور کرنا چاہیئے - لیکن ابتداء ہی میں ہم ایک عملی مشکل سے دو چار ہوتے ہیں مادری زبان کی مشق میں صحیح عادات کی نشوونما قدرتی طریقہ ہونے کے باعث زیادہ تر لاشعوری شعوری طور پر ہوتی ہے اور ماحول کی مہربانی سے یہ تقریباً ایک مسلسل عملی حیثیت رکھتی ہے -

یہ ناممکن ہے کہ مدرسہ میں ایسے ہی موافق حالات پیدا کر دیے جائیں جیسے کہ مادری زبان کی تحصیل میں ہوتے ہیں - ہم زیادہ سے زیادہ اس کام کے لیے ایک ہفتہ میں چھ اسباق کی توقع کر سکتے ہیں اور ساتھ ہی مقامی "مرکز زبان" کی بہت ہی تیز ترقی اور متواتر مداخلت کے مقابلہ کے لیے تیار رہنا پڑتا ہے - کیا یہ ہمارے اصول کے مطابق عمل کرنے کے واسطے مہلک نہیں ہے ؟ نہیں اور اس وجہ سے :— بچہ جب فرانسیسی ( غیر زبان ) شروع کرتا ہے تو وہ ایسا ذرا سا محض ہیجائی حیوان نہیں رہتا جیسا کہ اپنی مادری زبان سیکھتے وقت تھا - وہ اپنی مختلف قوتوں کو سوچ سمجھکر اور شعور کے ساتھ کام میں لانے لگتا ہے اور اس میں تخیل اور استعجاب دونوں موجود ہوتے ہیں - لہذا اگر ہم نے کسی طرح اس میں فرانسیسی (غیر زبان) کے بولنے کی بہت زیادہ خواہش پیدا کر دی تو ہمارے پاس کام لینے کا ایسا مواد موجود ہے جو بہت کچھ وقت بچانے میں مدد دیگا - شاگرد کے ارادہ و استدلال کو کام میں لاکر اور قدرت کے موقتی طریقہ کو باترتیب اور مکمل صورت دیکر ہم سے یہ ممکن ہوگا کہ ہم مقابلتاً کم وقت میں اتنا کام - "ترجمہ ترجمہ تجربہ*" - گفتگو میں ٹھونس دیں جو کہ بچپن میں اسی دماغ نے مہینوں میں کیا

---

* مقولہ گوئین ملاحظہ ہو صفحہ (۹۰)

اس کے برخلاف بچہ کے صوتی اعضاء اس وقت بھی نرم رہتے ہیں اسکے تاثرات شگفتہ اوراس کے لاشعوری دماغی اعمال پہلے کی طرح تیز ہوتے ہیں - ان سب کے یہ معنیٰ ہیں کہ تقلید کرنے اور حفظ کرنے میں کوئی مشکل نہیں ہے مختصر یہ کہ ہم نے بچہ کو بہت ہی وقت پر اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے - تاکہ اپنے طریقہ سے تعلیم کا اعلیٰ ترین مقصد حاصل کرسکیں یعنی شعوری اور لاشعوری فعلیتوں کا استدلال اور جبلت کا اتحاد باہمی -

اب یہ سمجھنے کیلئے زیادہ غور کی ضرورت نہیں ہے کہ تینوں اصولوں کا استعمال جن کا ذکر ہو چکا ہے مطالعہ زبان کے تصور کی پوری نئی ترتیب پر مجبور کرتا ہے - اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ غیر زبان میں مثل مادری زبان - اس کے استعمال کی قوت نتیجہ خیز مشاہدے اور آثار مظہر کی ترتیب کی شرط ہے نہ کہ اس کا حاصل - یہ ایک اور مثال جدید تعلیمی اصلاح کے اصول کو زندہ کرتی ہے :—

خاص ، عام کے - مقرون مجرد کے - اصول عمل کے قبل ہونا چاہئے -

اس میں شک نہیں کہ قدرت کے مادری زبان کے سکھانے کے طریقہ کے مقابلہ میں ہمارے طریقہ سے بہت بڑا فرق ہوگا - اس میں کئی سال لاشعوری طور پر آئندہ کے شعوری مشاہدہ اور ترتیب کے لئے مواد جمع کرنے میں صرف ہوتے ہیں اور اس زمانہ میں بھی جیسا کہ ہر ایک جانتا ہے شعوری "استخراج" بہت جلد شروع ہو جاتا ہے - لیکن ہمارے نصاب کے لحاظ سے دونوں عمل ہر قدم پر ہوں گے ہر قدم پر زبان کے "خاص" محاوروں کا اکتساب تقلید اور اعادہ کے ذریعہ ہوگا جس کے بعد ہی عام قوانین کا استخراج رہبری اصولوں کا کام دیگا یعنی علم کے لئے پک ڈنڈی راستے بن جائینگے - بالفاظ دیگر قدرت کا طریقہ ہمارے لئے ایک اثر انگیز راہ نما

ہے نہ کہ پختہ کار رہبر - اپنے مطلب کی وضاحت میں ایک مثال سے کرونگا بچہ پڑھنے سے پہلے روانی سے بات چیت کرتا ہے - ہمارے طلبہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں - لیکن ابھی وہ بہت ہی کم بات کر سکتے ہیں - لیکن اصول کی پابندی کی جاتی ہے اور یہ نہ صرف تحصیل کی پہلی منزل تحریر کی علامت بتلانے سے قبل بلکہ نصاب کی تکمیل کے دوران میں بھی یہ احساس کرادیا جاتا ہے اور اس پر زور دیا جاتا ہے کہ زبان ایک آواز ہے اور ہر لکھی ہوئی یا چھپی ہوئی چیز میں زبان کی آوازیں مضمر ہیں - یا افعال کی گردان پر غور کیجیے ہمارے طلبہ کو ترغیب دیجاتی ہے کہ ابتدا ہی سے عام نتائج نکالنے کی کوشش ہر قدم پر فعل کے استعمال کی ضرورت کی مناسبت کے لحاظ سے کریں - پہلی مثال کا تعلق صرف آوازوں سے ہے یعنی Je, tu, il (elle) (فرانسیسی) - اسم - صیغۂ حال میں بعد آئیں تو بھی اپنی صورت نہیں بدلتے اور nou, vou اور کے بعد آخر میں ons اور ez لگائے جاتے ہیں آگے چل کر جب ہجہ کی تحصیل کی جاتی ہے تو دوسرے قواعد معلوم ہوتے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس -

غیر زبان کی ساخت اور استعمال کے متعلق قواعد کی استخراجی تدریس پر ہمارا چوتھا اصول مشتمل ہے اور باقی تین جن کا میں ذکر کر چکا ہوں ان سے عمل میں طریقہ کا تعین ہوتا ہے بشرطیکہ ہماری خواہش میں تسلسل اور استحکام ہو -

اس لحاظ سے غیر زبان کی تدریس کی خوبی دیکھی جائے تو زبان کے دو پہلو ظاہر ہوتے ہیں - ایک جمالیاتی دوسرا سائنسی اور ان میں ہر ایک ڈسپلن اور خود ضبطی کی خصوصیات کا حامل ہے -

طریقہ تعلیم کے ان چار اصولوں کی پابندی - اس دوہرے ڈسپلن پر عمل نصاب کی مزید تفصیلی توضیح میں فرض کر لیے جائینگے جس کی اب میں ابتدا کرتا ہوں

تلفظ - قبل اس کے کہ ہم باقاعدہ زبان کا نصاب شروع کریں ایک ایسا مسئلہ ہے جس پر غور کرنے کے لئے مجبور ہیں - ہمارا پہلا فرض ہے کہ ہم بچوں کو بات چیت کرنا سکھائیں اس لئے غیر زبان ان کے سامنے بحیثیت آواز پیش ہونی چاہئیے اور ہم کو لکھنے اور پڑھنے کی طرف اسی وقت قدم اٹھانا چاہئیے جب کہ غیر زبان کے محاوروں کو بات چیت کی آوازیں نہ کہ لکھے ہوئے الفاظ سمجھنے کی عادت اچھی طرح پر قائم ہو جائے اس سے یہ مطلب ہے کہ ابتدائی منزل کا پہلا حصہ بالکلیہ تقریری ہونا چاہئیے - لیکن تلفظ کیلئے کیا ہوگا؟ مطالعہ کا ہر روز تلفظ کی عادت کو زیادہ پائیدار کرے گا چاہے وہ برا ہو یا بھلا - لہذا ابتدا ہی سے ہمارا یہ مدعا ہونا چاہئیے کہ تلفظ بالکل صحیح ہو -

اس کا احساس نہایت ضروری ہے کہ صحیح تلفظ سکھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ ہم محض نقالی پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں - جس کی کان سے جانچ ہوتی ہے بلکہ ہم کو چاہئیے کہ تلفظ فن صوتیات کے نتائج کے معقول استعمال سے سکھائیں یعنی ہمارے شاگردوں کو یہ سکھانا چاہئیے کہ بات چیت کی آوازیں کیا ہیں - ان کو کس طرح ادا کیا جائے اور کان کی جانچ کے ساتھ اس تعمیری قوت کا اضافہ کیا جائے کہ غور و فکر کے بعد حلقی اعضاء سے کن خاص حالات میں کونسی آوازیں نکالی جاسکتی ہیں - یہی ایک طریقہ ہے جس سے اس جبلی رجحان کو جو غیر تلفظ کو مادری زبان میں جذب کرا دیتا ہے روکا جاسکتا ہے *

---

* یہ ایک ایسے طریقہ کی مثال ہے جو تدریس کے معقول طریقہ سے قدرت کے لاشعوری عمل کو باقاعدہ کرتا ہے اور ان کو باشعور کر کے تعلیمی بنا دیتا ہے علاوہ برایں جسمانی ورزش مثل بسانی آوازیں بچوں کے مشاہدہ اور تحلیل کے لئے بمقابلہ تجربہ قواعد زیادہ دلچسپ ہے - یہ کام دماغی عمر کی مناسبت سے کیا جاتا ہے

صوتیات کا آغاز ابتدائی سبق ہی میں ہوگا اور یقینی طور پر مادری زبان ہی میں دیا جائیگا یہ ظاہر ہے کہ اس قدر مختصر مضمون میں یہ ممکن نہیں ہے کہ صوتیاتی تعلیم کی شرح کیجاسکے ہمارے مدارس میں مختلف طریقے رائج ہیں لیکن یہ عام طور سے تسلیم کیا جاتا ہے کہ تلفظ کی تدریس کسی اصولی طریقہ پر ہونی چاہئیے بعض مدرسین صوتیاتی رسم خط کا کم یا بالکل ہی استعمال نہیں کرتے۔ اور شروع سے معمولی ہجوں کا ایسی آوازوں سے تعلق پیدا نہیں کرتے جو صوتیاتی اصول پر بتائی گئی ہیں اور صوتیائی ابجد کی علامات سے ہر آواز کو بہ آسانی علٰحدہ کر دیا گیا ہے بعض صوتیاتی ابجد محض پڑھائی کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ لیکن شاگردوں کو لکھنے نہیں دیتے اور شروع ہی سے یا صوتیات کے ساتھ ہی (Nomic) رسمی ہجے رائج کر دیتے ہیں بعض جن میں میں بھی شامل ہوں یہ خیال کرتے ہیں کہ کم و بیش ایک طویل مدت جب کہ لکھائی اور پڑھائی بالکل ہی صوتیاتی رسم خط میں ہو۔ جماعت میں صحیح تلفظ سکھانے کا واحد موثر ذریعہ ہے۔ اس طریقہ عمل کے خلاف اس بیان کے قطع نظر کہ یہ غیر ضروری ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ اس کا فیصلہ مماثل حالات میں خاص اہتمام کئے بغیر تجربہ کر کے معلوم کی جاسکتی ہے عموماً یہ اعتراض کئے جاتے ہیں کہ اس میں بہت وقت ہوتا ہے اور طلبہ کے رسمی ہجے بگڑ جاتے ہیں۔ اس کے متعلق میرا یہ جواب ہے اور جیسا کہ میں ثابت کر دکھاؤنگا کہ جو بھی وقت صرف ہوتا ہے اس کا اچھا مصرف ہوتا ہے اور تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ دوسرا اعتراض واقعات کے خلاف ہے جب کہ صوتیاتی کی رسمی ہجے میں منتقلی بتدریج اور باقاعدہ ہوتی ہے واقعہ تو یہ ہے کہ میں نے انگریزی کی بابت یہ سنا ہے کہ صوتیاتی اصول کے مطابق تربیت یافتہ انگریز طلبہ کے ہجے حقیقتاً ان سے بہتر ہوتے ہیں جنھوں نے کہ اس قسم کی تربیت حاصل نہیں کی ہے۔ صوتیاتی رسم خط کے اہم فوائد

کی یوں تفصیل کی جاسکتی ہے :—

اول - اس کی تائید میں سب سے زبردست دلیل یہ ہے کہ مطالعہ کی ابتدائی منزل میں وہ زبان کے تقریری پہلو پر توجہ مبذول کراتا ہے جب ہم یہ چاہتے ہیں کہ شاگرد کی توجہ اور استدلال کی قوتیں تجربہ اور اس کے آوازوں کے ذریعہ اظہار میں درست تلازم پیدا کرنے میں مشغول رہیں صوتیاتی رسم خط سے ہم کو یہ بھی فائدہ ہے کہ ہم اہم تدریس کے اہم اصول ''ایک وقت میں ایک چیز'' پر عمل کرسکتے ہیں * کیونکہ وہ ہم کو لکھنے پڑھنے میں سہولت دینے کے علاوہ تلفظ کو بچے سے الگ کرکے تقریری لفظ پر ترجیح قائم رکھنے کے لیے درحقیقت ایک موثر ذریعہ ہے۔ اس ترجیح کے مدنظر یہ بہت ہی اہم ہے کہ ابتدا ہی سے دوران مطالعہ میں تحریر کے دونوں پہلوؤں یعنی صوتیاتی اور رسمی میں فرق کرنے کی عادت پر زور دیا جائے۔

دوم - صوتیاتی رسم خط سے شاگرد کا دماغ مجبور ہوتا ہے کہ آواز کی تحلیل کے عمل میں سے گزرے لیکن جب مواد میں اضافہ ہونے لگتا ہے تو پھر یہ ناممکن ہوجاتا ہے کہ ہر دفعہ تقریری جانچ کی جاسکے۔

سوم - اعادہ - رٹنے یا تلفظ کی مشق کی اغراض کے لیے صوتیاتی رسم خط فونوگراف کے بعد مدرس کا بہترین بدل ہے اور فونوگراف کے استعمال میں بھی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ صوتیاتی رسم خط ہی کی پابندی بہتر ہے۔

---

* مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ صوتیاتی تربیت کوئی ابتدائی منزل نہ ہوگی جو تحصیل اور استعمال زبان کی پیش خیمہ ہوگی ابتدا ہی سے بغیر روزمرہ کی آواز کی مشق صوتیاتی اور لسانی مشق ساتھ ہوگی جس کا انحصار بول چال کی زبان پر ہوگا اور ہر آواز کا مجموعہ یا گروہ صوتیاتی اجزا میں تحلیل کر دیا جائے گا۔

چہارم۔ صوتیاتی ابجد کا استعمال بذریعۂ املا نویسی جو جماعت کے تلفظ کی جانچ کے لئے کیا جاتا ہے اس کی زیادہ تعریف نہیں ہوسکتی جتنی جماعت بڑی ہوگی اتنی ہی جانچ مشکل ہو جائیگی۔ ہر شاگرد کو زیادہ سے زیادہ مشق دینے کے لئے کام میں بہت زیادہ ہم آوازی کی ضرورت ہے اور اس میں شک نہیں کہ مدرس غلطیوں کی گرفت میں ایسا ہی مشاق ہو جاتا ہے جیسے کہ سازندہ ساز بجانے والوں سے۔ صوتیاتی املا نویسی میں ہر شاگرد اپنے آپ پکڑا جاتا ہے۔

پنجم۔ مجھے یہ بھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ صوتیاتی رسم خط کا ایک اچھا اثر یہ ہوتا ہے کہ خود مدرس بھی تلفظ کے معاملات میں بہت باخبر رہتا ہے اور ہم سب بخوبی جانتے ہیں کہ اس کی کتنی ضرورت ہے۔

لیکن صوتیاتی رسم خط کی سب سے بڑی خوبی جس کا بہت کم لوگ احساس رکھتے ہیں۔ اُس کا وہ استعمال جسکو ہم "خود املا نویسی" کہہ سکتے ہیں۔ اور جو بالخصوص ابتدائی منازل میں رسمی ہجے کی روشناسی کے بعد کام آتی ہے۔ یہ کہنا بے ضرورت ہے کہ اس منزل کی ابتدائی حالت ہی میں یہ بہت ضروری ہے کہ ہم اپنے شاگردوں کو ہجے کے مشاہدہ کی تربیت دیں اور اس مقصد کے لئے درسی کتب کے ہر نئے حصہ میں جو کہ گھر پر اعادہ کے لئے دیا جائے ہجوں کی مشق کرائیں۔ لیکن یہاں مدرس کو ایک بڑی مشکل سے دوچار ہونا پڑتا ہے اگر شاگردوں کو انہیں کے حال پر چھوڑ دیا جائے تو وہ ہجے یاد کرنے کے لئے ہمیشہ بہترین ذرائع استعمال نہیں کرتے علاوہ برایں ان کا رجحان یہ ہوتا ہے کہ کان کی بجائے آنکھ سے کام لیں اور حروف کے انگریزی نام استعمال کریں۔ اب اگر ان کے پاس اصل کی صوتیاتی عبارت ایسی ہو جو گھڑے جاسکیں اور اُن سے کہا جائے کہ رسمی ہجے یاد کرنے کے بعد اس عبارت سے اپنے

آپ املا نویسی کریں اور دوسرے روز خود کی ہی اصلاح کردہ بیاض معائنہ کے لئے پیش کریں تو اُن کو استادی ہدایات کہ رسمی ہجے کا انحصار تلفظ پر رکھیں جس کو صوتیاتی عبارت ظاہر کرتی ہے۔ پورا کرنے کی بہت ترغیب ہوتی ہے بیشک طلبہ کو غیر اصلاح کردہ غلطیوں کی پاداش میں سزا ملنی چاہیئے۔ اور ان سے پورے کام کی توقع رکھنی چاہیئے اور یہ بھی کہ وہ الفاظ کے فرانسیسی (غیر زبان) نام استعمال کرینگے۔ میں اس کو تعلیمی نقطۂ نگاہ سے فائدہ مند تصور کرتا ہوں اور یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ راست طریقہ، کی اہم خصوصیت ہے ہم کو اپنے شاگردوں پر مختلف طریقوں سے بھروسہ کرنا پڑتا ہے اور یہ مناسب ہے کہ ان کو اس سے مطلع کردیا جائے اور ہماری حد تک بلکہ مناسب تر تو یہ ہے کہ خود ان کی ذاتی حد تک جو ذمہ داری ان پر عائد ہوتی ہے اس کا احساس کرایا جائے

ابتدائی منزل۔ سلسلے اور اسباق الاشیاء۔ اب ہم نصاب کی طرف رجوع ہوتے ہیں جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں جلد سے جلد صوتیاتی منزل ہی میں شروع ہو جانا چاہیئے ہمارا مقصد "اظہار خودی" یا "ترجمۂ تجربہ" کی قوت ہے اس لئے ہم کو تدریب کے حدود۔ ابتدائی منزل کا لسانی مواد۔ مقرر کرنے میں پس و پیش نہیں ہوسکتا اس کو بلحاظ تعریف بچہ کے حدود کے مماثل ہونا چاہیئے۔ ہمارے شاگردوں کو غیر زبان میں کہنے سننے کی ہمت کرنا چاہیئے یعنی کسی خاص تجربہ کے لئے غیر زبان کے محاورے دوہرانے چاہئیں۔

دس برس کی عمر کے اوسط درجہ کے بچہ کا لسانی مواد یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ جذبات کا اظہار

۲۔ اشیاء کا نام اور صراحت

۳- افعال اور تحسسات کا اظہار جو جانچ کے بعد مختلف طبعی افعال اور تحسسات (واقعات) کے سلسلوں سے متعلق معلوم ہوں اور جو ایک لازمی تربیت میں نمودار ہوں یعنی تاریخ واری۔ اور وہ اس طرح سے کہ ان میں منطقی تربیت حسی یا تجربا تی تربیت کے بالکل مطابق ہوتی ہے۔

زبان کی سلسلہ واری تقسیم کے لئے ہم جی اِن مرانسوا گوئن کے رہین منت ہیں جس کی مشہور لیکن بھڑکانے والی کتاب "فن تدریس اور مطالعۂ السنہ"

ہر لسانی مدرس کو پڑھنا چاہیئے۔ میرے خیال میں وہ پہلا فرد ہے جس نے زبان کے معروضی اور موضوعی پہلوؤں میں اس لحاظ سے فرق بتلایا کہ آیا وہ گفتگو کرنے والے کے احساس کا اظہار ہے یا صرف مشاہدہ کا آلہ بیان۔ اور وہ بالقصد اپنے "سلسلوں" کے ساتھ موضوعی زبان سے محاورے لیکر ان کی ایک طرح سے برابر شرح کرتا چلا گیا یہ وہ بات ہے جسکو قواعد داں بالکل نظر انداز کر دیا کرتا ہے۔

حفظ کرنے کے اغراض کی خاطر گوئن کے "لسانی سلسلے" غیر زبان کے اکتساب کے لئے ایسے عمدہ ہیں کہ ان کی تعریف میں مبالغہ نہیں ہوسکتا *

---

* یہ گوئن کا سلسلہ پمپ پر ہے جو پانی کے عام عنوان کے تحت ہے۔ اس سلسلہ کا عام مدعا پمپ سے پانی لانا ہے اور اس کی پھر تین ضمنی تقسیمیں کر دیگئی ہیں

۱ پمپ تک جانا
۲ پانی پمپ کرنا
۳ پھر باورچی خانہ کو پانی لانا

ان کی یوں تفصیل ہوتی ہے (وقفوں سے اقدام ظاہر ہوتے ہیں جو اختصار کی خاطر چھوڑ دیے گئے)

۱ ملازمہ بالٹی کو دستہ سے پکڑتی ہے۔ وہ بالٹی کو اٹھاتی ہے۔ وہ باورچیخانہ کی طرف جاتی ہے۔ وہ دروازہ کھولتی ہے ..... وہ بالٹی کو پمپ کے منہ کے نیچے رکھتی ہے۔ وہ بالٹی کے دستہ کو چھوڑ دیتی ہے

بقیہ صفحہ پر (۹۱)

مختلف فعلیتوں کی لازمی ترتیب۔ مدعائے عام کے پیش نظر "خاص ذرائع"۔ ان فعلیتوں کیلئے افعال کا اٹل طریقہ۔ الفاظ۔ اسمات۔ ضمائر۔ صفات، حروف جار۔ حروف تمیز کو اپنے گرد جمع کر لیتا ہے۔ جن میں ہر ایک کے معنے میں متن کی وجہ سے غلطی نہیں ہوسکتی اور آخر میں ان میں سے اکثر کا بعد کی فعلیتوں میں بالکل قدرتی اور لازمی اعادہ ہے۔ یہ سب حافظہ میں متعلقہ لسانی اصولوں۔ یعنی ذخیرۂ الفاظ۔ گردان اور ترکیب نحوی کو اقل ترین کوشش سے اقل ترین وقت میں جمادیتی ہے۔ علاوہ براین ہم گوئن کے مشکور ہیں کہ اس نے کلام کے اجزاء کے مراتب کی اصلاح فعل کو سب سے برتر قرار دیکر کی اور انشائی (Stylistic) اور لسانی نفسیات کی بنیاد ڈالنے میں اسبات پر زور دیکر مدد کی کہ الفاظ کے صحیح معنی اور درست استعمال۔ گرامر اور لغت سے نہیں بلکہ مکمل جملوں کے بامعنی متن سے معلوم ہوتے ہیں جو کہ کل کے جز ہوا کرتے ہیں*

---

حاشیہ صفحہ (۹۰)

ب۔ وہ اپنے ہاتھ کو بڑھاتی ہے۔ وہ پمپ کے دستہ کو پکڑ لیتی ہے .....
پمپ میں پانی چڑھتا ہے۔ اس کی ٹوٹی میں سے نکلتا ہے۔ وہ بالٹی میں گرتا ہے....
وہ برابر بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ بالٹی بھر جاتی ہے ملازمہ پمپ کا دستہ چھوڑ دیتی ہے

ج۔ ملازمہ بالٹی کی طرف جھکتی ہے۔ وہ بالٹی کا دستہ پکڑتی ہے۔ وہ اپنی پیٹھ پمپ کی طرف موڑتی ہے۔ وہ پمپ سے دور ہوتی ہے۔ وہ باورچیخانہ کو جاتی ہے وہ بالٹی رکھ دیتی ہے ..... Durianx, Study of French

مندرجہ ذیل کتب گوئن کے سلسلہ واری طریقہ کے باقاعدہ استعمال کے اچھے نمونے ہین جو فرانسیسی سیکھانے کے لئے تیار کئے گئے ہیں

اور سوان اور بیٹی کے مختلف سلسلے جو جی فلپ اینڈ سنس نے شائع کئے ہیں

* مطالعہ زبان کے اس تصور کا نام ہے جس میں زبان کے ماخذ کا باقاعدہ مطالعہ بحیثیت ذرائع اظہار نہ کہ گرامر کے آثار مظہر۔ اولین مقصد اور ہدایتی اصول ہوتے ہیں۔

لیکن ہم گوئن کی طرح حیات کے تجربہ کو سلسلوں میں جکڑنے کی کوشش نہیں کرینگے اور یہ اس لئے نہیں کہ یہ ناممکن ہے بلکہ اس واسطے کہ وہ ناممکن العمل اور بہت ہی خشک ہوگا۔ کیا ہم کو اپنی جماعت کے فرش۔ چھت۔ دیواروں وغیرہ کے نام رکھنے کے لئے عمارت کی تعمیر کا انتظار کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ گوئن کے اس مقولہ کی کون تائید کریگا کہ بچہ کے کل تجربات سلسلوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہم میں کون ایسا ہے جس نے دو تین برس کے بچہ کو اپنی انگلی سے یہ بتاتے ہوئے نہیں دیکھا کہ وہ آدمی، چڑیا۔ کتا، کرسی وغیرہ؟ مختصر یہ کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جن کے بارے میں بلا لحاظ تسلسل افعال گفتگو کرنا اور ان کو کل کا جز خیال کرنا یا کسی منطقی گروہ یا خاندان کا رکن سمجھنا جو کہ کسی عام عنصر مثلاً جگہ۔ استعمال یا ماخذ سے متحد ہو ایک قدرتی امر ہے۔

لہذا عقلمندی ہوگی اگر سلسلوں کے دوش بدوش اسباق الاشیاء کو اس کے وسیع ترین معنوں میں جگہ دیجائے۔

۱۔ افعال کے سلسلے جو الفاظ میں ظاہر کئے جائیں۔

۲۔ اشیاء کا نام۔ تفصیل اور ان کی تعریف اور

۳۔ ذاتی تحسسات کا اظہار مثلاً بذریعہ محاورات زبان یعنی عادتی ذریعہ جسکو وسیلہ ہم اپنے شاگردوں کو ایسا ضروری مواد بہم پہنچاتے جس سے وہ اپنی "اجنبی روح" تعمیر کرسکیں

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ عملاً اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ ہم یہ فوراً کہہ سکتے ہیں کہ "موضوعی زبان" یا کسی تحسسات کا اظہار ابتدائی منزل میں اپنی آپ دیکھ بھال کریگا۔ بشرطیکہ اس کو کمرہ جماعت اور دوران سبق میں اس کی مستحقہ جگہ ملے اور خصوصاً جیسا کہ حاشیہ صفحہ (۷۹) میں سفارش کی گئی ہے۔ اگر مدرس پہلے ہی

سے غیر جماعت میں طلبہ سے گفت وشنید کا معمولی ذریعہ بنانے کا تہیہ کرلے۔

درس میں کسی نہ کسی وقت شور وغل یا ذاتی تحسسات کا اظہار محل ہو تو سمجھدار مدرس حقیقی تدریس کو متاثر ہونے دیگا اور حکمت عملی سے ایسا ذخیرۂ الفاظ فراہم کرلے گا جو تمام طلبہ سمجھ سکیں اور ان کے استعمال کے لئے استعداد اور ان کی "انفعالی" سے 'فعلی' ذخیرہ میں منتقلی طلبہ کی مختلف قوتوں پر منحصر رہیگی۔

اس امر کا انکشاف دلچسپ ہے کہ اس موضوعی زبان کو غیبی طلبہ بھی ایسی آسانی سے حاصل کرلیتے ہیں گویا کہ وہ مادری زبان ہی ہے اور اس کی غالباً وجہ وہ خاص طرز ادا ہے جو اُنکے لئے استعمال کی جاتی ہے مثلاً خدا کی پناہ (Goodness Gracious) ارے پیارے (Oh Dear) جانے بھی دو (Hang it) اس سے زیادہ زوردار جملہ ہائے استفہامیہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ یہی حال تمام جملہ ہائے استفہامیہ کا ہے چاہے ان کا تعلق تعریف وتوصیف خدمت، رنج وخوشی سے ہو یا کہ احکامات اور ممنوعات سے۔

سلسلوں پر مکرر غور کیا جائے تو یہ صاف ظاہر ہوگا کہ وہ افعال کی تدریس کا جو گردانوں کے آثار مظہر کا سب سے اہم جزء ہیں اور جن کی ابتدائی منزل میں تحصیل ہونی چاہیئے بہترین آلہ ہیں۔ ہم ان کو کسی اصول پر منتخب کرکے ترتیب دینگے؟ میں نے جو کچھ کہ اوپر بیان کیا ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہم کو دو باتوں کو ملا جلا دینا چاہیئے۔ بچہ کے تجربہ کے حدود کے اندر رہنا چاہیئے اور اسی کے ساتھ سلسلوں کی ایسی ترتیب کرنی چاہیئے کہ ان میں استخراج کے لئے ایسا ضروری مواد موجود رہے جس کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔

اس مسئلہ کے حل میں عقل سلیم کو رہبر بنانا چاہیئے یہ ظاہر ہے کہ ہمارا اصول انتخاب بدرجہ اولیٰ سلسلوں کی یا انفرادی افعال کی فطریت اور افادیت کے لحاظ سے ہونا چاہیئے۔

اس کے مدنظر طلبہ کو تمام گردانوں سے فوراً واقف کرانے کی مشکل سے ہمیں دوچار ہونا پڑتا ہے اور جیسے ہی وہ کسی قابل ہوجائیں ان کو معکوس فعل استعمال کرنا پڑیگا اور ایسے بھی جن کا مصدر شروع یا آخر جز لفظ پر زور دینے سے بدل جاتا ہے۔ کیا یہ خبط نہیں ہے؟ اور جیسے ہی وہ چل نکلینگے ان کو کہنا ہوگا (Je vais) میں رکھتا ہوں (Nous allons) ہم جاتے ہیں ((Il va)) وہ ہے (Ils vont) وہ ہیں۔ کیا ہم اس سے نازک دماغوں کو ناقابل برداشت پریشانی میں مبتلا نہیں کر رہے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ پریشانی تو ہمارے لئے ہے جو کہ گرادنوں کے قاعدے سے واقف ہیں۔ ہم کو اپنے طلبہ کا نقطہ نظر اختیار کرنا چاہیئے اس ثبت پر افعال کی اشکال کا مقابلہ اور اُن کی ترتیب ان کا کام نہیں ان کو چاہیئے اپنے حافظہ میں صرف تنہا گروہ الفاظ یا ایسے جملے جو کوئی خاص عمل ظاہر کرتے ہیں جو ان سے یا کسی اور سے ہوا ہے اور ان مختلف گروہ احساسات کا آپس کا تعلق جو شکل کے لحاظ سے نہیں بلکہ مواد کے باعث ہو محفوظ کرلیں۔ اور یہ اس حد تک کہ اکثر وہ بلا امداد گردانوں میں مماثلت بھی نہ پہچان سکینگے جو کہ بالکل ہی صاف نمایاں ہوں۔ نئی آوازیں چاہے وہ ہمیں کیسی ہی باقاعدہ یا بے قاعدہ معلوم ہوتی ہوں طلبہ کے حافظہ پر ان کے تحسسات کے تعداد اور شگفتگی کی مناسبت سے نقش ہوجاتی ہیں اور ان کا لوازمہ بن جاتی ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ہمارے اصول دوم یعنے صوری یا گرامر کے اصول انتخاب کے لحاظ سے ہم اپنے سلسلوں کو اس طرح ترتیب دینگے کہ ان میں گردانوں کے اہم قاعدوں کی مثالیں ہوں گی تاکہ ہم اپنے طلبہ سے ان پر عبور حاصل ہوجانے کے بعد۔ مابعد سلسلوں سے قاعدے استخراج کرائیں۔

اس میں شک نہیں کہ مدرس کو اختیار ہے کہ سلسلوں کے اس آلہ کو کئی طریقوں سے ترتیب دے اور استعمال کرے - یہ کسی نہ کسی صورت میں مرمہ فرانسیسی نصابوں میں نظر آتا ہے - لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ ہم ابتدائی منزلوں میں اس سے اتنا فائدہ نہیں اٹھاتے جو کہ ممکن ہے اور یہ نہ صرف ذخیرۂ الفاظ کے واسطے بلکہ زبان کی اِنشائی اسکیم (Stylistic Scheme) کی بنیاد کے لئے بھی جو کہ ہمارے منشاء کے بموجب معزول شدہ ملکہ قواعد (گرامر) کی جگہ لی گئی ہے -

اب چونکہ فعل کے ساتھ لفظ بولا جائیگا - اس لئے ہمارا "مواد" تیار ہے اور جماعت کے کمرہ کی وسعت اس کی حد ہے - لیکن یہ وسعت بادی النظر میں جو دکھائی دیتی ہے اس سے بہت زیادہ ہے - بالخصوص اگر ہم مزعومیت کو اپنی مدد کے لئے طلب کریں تو وہ اتنی کافی ہے کہ روزمرہ کے استعمال کے جملہ افعال اس میں سما سکتے ہیں ایسا اساسی اور ہمہ گیر سلسلہ وضع کرنا باعث سہولت ہے جو کہ اسکیم کی سنگلاخ بنیاد کا کام دے اور جس سے کوئی بھی رفتہ رفتہ تمام افعال - مثبتی، استفہامی، منفی، منفی استفہامی کی گردان ان کے اہم ترین صیغوں، حال، ماضی، مستقبل میں معہ صیغہ امر کی تدریس کرسکے ایسے سلسلوں کے لئے افعال کے تسلسل کا انتخاب کرنا چاہیئے جو کہ قدرتاً ہر روز ظہور میں آتے رہتے ہیں تاکہ کلمہ اور فعل کا تلازم آگے چلکر خود بخود ہو جایا کرے اس کو میکانی بن نے سے روک نے کیلئے متعدد تدابیر ہیں - مثال کے طور پر جگہ پر کھڑے ہونے اور پھر وہیں بیٹھ جانے کے دو اعظم ترین نقاط کے درمیان بہت سے افعال ہو سکتے ہیں - اس سے ایک اوّلی سلسلہ کی ترتیب کی جاسکتی ہے اور اس کے بعد اس میں بلا قید بہت سی تبدیلیاں کرلیجا سکتی ہیں - فرض کیجئے کہ ہم اوّلی سلسلہ کے لئے ایک دو طلبہ کی مثال لیتے ہیں

جو کہ نقشہ صوت کی طرف علامات صوت بتلانے کے لئے جائے ہیں جو کہ دوسرے طلبہ جماعت دوہرا رہے ہیں اور ان کی اپنی نشست پر واپس ہونے تک جو کچھ بھی ہوا ہے۔

مناسب یہ ہے کہ ابتدا ہی سے ایسا سلسلہ مکمل صورت رکھے اور چونکہ ہر سلسلہ کو بلا قید گھٹایا بڑھایا جاسکتا ہے اس لئے کوئی مشکل بھی پیش نہیں آسکتی۔

لیکن یہ نہایت ہی ضروری ہے کہ ابتدائی منزل میں جس قدر بھی ہوسکے ایک ساتھ کام ہونا چاہیئے تاکہ طلبہ کو معینہ وقت میں زیادہ سے زیادہ مشق کرائی جائے اور کمزور طلبہ میں خود اعتمادی پیدا کی جائے اکثر سلسلے وقت واحد میں ایک دو طلبہ ہی سے بہ سہولت کرائے جاسکتے ہیں۔

اب ہم ان متضاد و عاوی کو کس طرح متصالف کریں؟ "سوال وجواب" کا آلہ اس مشکل کو حل کرتا ہے اور مدرس طالب علم اور جماعت کی مثنی مکالمہ میں قدرتی طریقہ ہو جاتا ہے اور آگے چل کر دوران نصاب میں معلوم سے نامعلوم کی طرف لیجانے کا محفوظ ترین ذریعہ بن جاتا ہے اور ہر ایک کو دلچسپی کے ساتھ مشغول رکھتا ہے۔

ایسے "سلسلہ تختہ سیاہ" کو چار افعال سے شروع کیا جاسکتا ہے۔

| | |
|---|---|
| Nous nous levons, | ا |
| Nous Sortons de nos bancs, | ب |
| Nous rentrous dans nos bancs. | ج |

مدرس بعد کی ترتیب بتلاتا جائے مثلاً ا Nous nous asseyons: Sevez-vou اور ہر دفعہ پوچھے - Que faites vous ب اور ج کے درمیان ہر طالب علم مدرس کے حکم کی تعمیل میں تختہ سیاہ کی طرف جاتا ہے اور اوپر جو آوازیں بتلائی گئی ہیں ان کی نشاندہی کرتا ہے۔

رفتہ رفتہ ہم پورا سلسلہ احکامات اور جماعت کے ایک ساتھ جوابات سے مکمل کرلیتے ہیں۔

| حکم | سوال | جواب |
|---|---|---|
| برائے ایک طالبعلم | | |
| Leve-toi | Que fais-tu | Je me leve |
| Sors de ton banc | .. | Je sors de mon bance |
| Va a l'estrade, etc. | .. | Je vais a l'estrade |
| برائے دو طلبہ | | |
| Levez-vous | Que faites-von | Nous nous levons |
| Sortez de vos banc | .. | Nous sortons de nos banc |
| Allez a l'estrade | .. | Nous allons a l'estrade |

جب یہ سادہ مشق اچھی طرح سے ہوجائے تو ہم مدرس کے سوال میں دوسرے ضمائر شریک کرسکتے ہیں مثلاً

Que fait-il (elle) ?

اور طالب علم کے سوال میں

Que fais-je?

یا دو طالب علموں کے جواب میں

Que faisous-nous?

سب سے آخر میں یہ مثلثی مکالمہ ہوجاتا ہے :—

مدرس (جماعت سے)

Pierre, leve toi Que fais tu

طالب علم (on mousieur) que fais je

Pierre-Je me leve. Eh bien, camarades

جماعت - (مدرس سے)

Tu te leves, Eh bien, monsieur
(on mes enfants) que fait cet eleve?

مدرس - ( جماعت سے ) ll se leve.

اسی طرح تمام افعال کو استعمال کیا جاتا ہے - ہم اس طرح سے سوال و جواب کا باقاعدہ نظام ترتیب دے لیتے ہیں جو ایک سانچہ کی طرح ہوتا ہے جس میں ہم کسی بھی سلسلہ افعال کو ڈھال لے سکتے ہیں - یہ امر قابل لحاظ ہے کہ اس طریقہ میں کس قدر لوچ ہے حالانکہ وہ قواعد کے شکنجہ میں پھنسا ہوا ہے اجزاء کو مختلف طریقہ پر تقسیم کیا جاسکتا ہے صرف ایک سوال جواب کافی ہوتا ہے لیکن دو یا تین بھی ہو سکتی ہیں - آخر الامر جیسے ہی طلبہ سوالات ( Que fais tu ) اور ( Que fais je ) سے واقف ہو جاتے ہیں جو دیگر سوالات کی ابتداء ہو سکتے ہیں جن میں فعل کی سوالیہ شکل ایسے جملوں میں استعمال ہوتی ہے جو خود شروع میں سوالیہ شکل رکھتے ہیں مثلاً ( Vas-tu a l'estrade? On vas-tu ) اس سے معلوم ہو گا کہ ایسے سوالات قدرتاً ضمار en اور y کے استعمال کے لئے اور اسی طرح ان کی بھی جو مماثل صورت رکھیں رہنمائی کرینگے مختلف افعال سے متعلق مختلف سوالات ہمارے لئے تجاویز کا ایسا خزانہ فراہم کر دیتے ہیں جو ان سلسلوں کو میکانی اور بے معنی مشق بن نے سے روکتے ہیں - طلبہ کو نئے افعال آسانی سے یاد کرانے کے لئے بہت ہی کم استخراجات کی ضرورت ہوگی - مختصر یہ کہ یہ سلسلوں کی اسکیم جو کہ گوئن کے سلسلوں سے اخذ کی گئی ہے - افعال کی گردان کی تدریس کے لئے بہترین آلہ ہے - جب حال کی تفہیم اثباتی - استفہامی اور منفی کی اشکال میں ہو جائے تو مستقبل کا آغاز اس سوال سے کیا جائیگا ( Que feras demain )

اور مکالمی ماضی اس سوال کے جواب سے (Qu'as-tu fait hier?)
لیکن اس سے بہت قبل - بلکہ تختہ سیاہ کے سلسلوں کے اختتام سے پہلے اور اس کے نمونہ پر ہم طلبہ کی مدد سے مدرسہ اور کئی لاتعداد سلسلے بنانے شروع کر دینگے اور طلبہ مجبور کیے بغیر جماعت کے کمرہ کو مکالمہ گاہ بنا لینگے روزمرہ زندگی کے طبعی سلسلوں کی نمائندگی کے لیے بہت معمولی اداکاری کی ضرورت ہے مثلاً صبح اٹھنا اور کپڑے پہنا - کپڑے بدلنا اور سیر کے لیے جانا - کھانا کھانا - مدرسہ کو پیدل جانا - یوم مدرسہ - خرید و فروخت - خطوط نویسی - کھیل کود وغیرہ - اور ایسے سلسلے جو عملاً بلا مزعومیت کہیں بھی کیے جا سکتے ہیں مثلاً پیام - سلام - آزاد انشا کی یوں ابتدا ہو سکتی ہے - سلسلوں کے طریقہ کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ طلبہ کو زبان کے سانچوں پر قابو حاصل ہوتا ہے جن کا استعمال وہ ذاتی تجربہ کی بنا پر کرتے ہیں -

لیکن اسباق الاشیاء کا کیا حال ہے ؟ پرانے طریقہ کے اسباق الاشیاء جو مادری زبان میں دیے جاتے تھے بدنام ہو گئے ہیں - اور اس کی وجہ بلا شک یہ ہے کہ ان کو نمائشی اور سخت رسمی رنگ گھیرے ہوئے تھے - لیکن میں یہ بتلا چکا ہوں کہ غیر زبان کے نصاب میں یہ کس قدر قدرتی اور آسان ذریعہ طلبہ کے ذخیرۂ الفاظ کے اضافہ کیلئے ہیں - یہ بہت سی اشیاء کے نام سکھاتے ہیں جن کا سلسلوں میں بتلانا زحمت طلب یا طول طویل ہوتا ہے یا عرصہ تک ملتوی رکھا جاتا ہے - اس کے علاوہ مانوس رسموں کے ذہن نشین اور اعادہ کرانے کا بہترین ذریعہ ہیں - کیوں کہ یہ ظاہر ہے کہ ان اسباق الاشیاء کو اس طرح ترتیب دینا چاہیئے کہ وہ منطقی کل بن جائیں اور رسموں کے ذخیرہ کی ترتیب بہترین اور قدرتی طریقہ سے کرنے دیں - یعنی

یہ کہ ایسی ترتیب بلحاظ معنی ہوسکے جو کہ ابتدائی اور درمیانی منزلوں میں لفظ کے گروہوں پر حاوی ہو جائے - علاوہ برایں اسباق الاشیاء - اعداد حروف ربط - ضمائر صفات ضمیری اور ان سے متعلق ترکیب اور حالت کے قواعد کے سیکھنے اور استعمال کرنے کے لئے آسان ترین ذریعہ ہیں - ان میں سے بعض مثلاً صفات کی گردان اور اسمات کی تذکیر و تانیث میں تقسیم، زبان کے ان آثار سے متعلق ہیں جن کے لئے احتیاط اور مشق کی ضرورت ہے اور یہ ایسے ہیں جن کے مماثل انگریزی میں نہیں ہیں - اس لئے زبان کے متعلق بالکل علٰحدہ تخیل پیش کرتے ہیں - یہ بعض محاورے سکھانے کے کام بھی آئینگے جو کہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے واقعات یا افعال کے سلسلوں میں قدرتی طور سے نہیں آتے مثلاً il, y a, on se sert de, cela (sert a cela se compose de) اور یہ صیغہ جات تفصیل کی مشق کا موقع دینے کے علاوہ الحاقات la اور Ci اور متعلقہ جملوں کا استعمال کراتے ہیں - آخر میں اسم کے گروہ قدرتی اور لازمی طور پر مترادف الفاظ کے مطالعہ کی طرف رہبری کرینگے جو کہ طرز تحریر کا اہم ترین حصہ ہیں -

اس طرح ہمارے طلبہ آسان تعریفیں کرنا اور جو دیکھا ہو اسکو بیان کرنا سیکھ لیتے ہیں اور یوں نئی باتوں کو پرانی باتوں کے ذریعہ ظاہر کرنے کے عمل کی داغ بیل ڈالتے ہیں - جو کہ نہایت ہی ضروری ہوتی ہے جب کہ زبان کا نیا مواد جو اس کے تجربہ (فعل، اشیاء، تصاویر) سے نہیں بلکہ محض تصور کے ذریعہ چھپے ہوئے الفاظ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے -

ہمارے اساسی اصولوں کی تعمیل میں ان اسباق الاشیاء کی ترتیب اس طور پر

ہونی چاہیئے کہ بچہ کے طبعی تجربوں کے حدود کے اندر رہے اس کے علاوہ اسباق جامع ہوں نہ کہ تفصیلی یہ بچہ کی زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھیں لیکن اس کے ہر قسم کے تجربہ کو پوری طرح بیان کر کے اس کو اکتانہ دیں جیسا کہ بعض طریقہ راست کی تصاویر میں ہوا کرتا ہے - یہ زیادہ بہتر ہے کہ تصاویر کے بیشمار سلسلے ہوں اور ان میں سے ہر ایک کوئی ایک خصوصیت واضح کرتا ہو - جیسے کہ پیرس کے دو ناشروں آرمنڈ کالن یا ناتھن نے (Lecons de chose) میں کیا ہے - ایک اور اہم خوبی ان کی تائید میں یہ ہے کہ ان میں فرانسیسیت ہے - راست مطالعہ زبان میں مقامی رنگ کو نظر انداز کرنا ایسا ہی غیر ضروری ہے جیسا کہ غیر منطقی ہے - اسباق الاشیاء میں سلسلوں کی طرح تدریب کا طریقہ - معلم اور تعلیم میں واسطہ - سوال و جواب ہے - اور اس میں بھی بیشک سلسلوں کی طرح ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ اکتساب زبان کا انتہائی نقطہ حاصل ہو جاتا ہے یعنی خود اظہاری اور ہمارا فرانسیسی "بچہ" اس احساس سے مسرت حاصل کر رہا ہے کہ وہ چند حدود میں اکیلا چل پھر سکتا ہے - معلوم شدہ اشیاء حقیقی یا تصویری کی نئی ترتیب اور تنظیم اس کا کافی موقع دیتی ہیں -

اس وقت تک میں نے صرف اس مسئلہ سے بحث کی ہے جس کو تدریس کی ریٹرک کی ہڈی کہہ سکتے ہیں - اس کے دو اہم ذرائع ہیں جن کی مدد سے بچہ کو "مواد" (ذخیرۂ الفاظ اور اشکال قواعد دونوں) پر حاوی کیا جا سکتا ہے اور جو کہ ہم چاہتے ہیں بالکل اس کے قابو میں ہو - تاکہ "تجربہ کا ترجمہ" ہو سکے لیکن کام کا یہ جز چاہے کیسا ہی مسرت خیز ہو لیکن حقیقت میں بڑا مشکل ہے - اس سے طبیعت اُکتا جاتی ہے یعنی یہ کہ کام کے اس جز سے جس میں بالکل صحت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - صحت کا یہ سوال جھگڑے

کا ہے پرانے زمانہ میں مجرد قواعد - صرف ونحو کی صحت کے لئے کوشش کی جاتی تھی اور اس وقت بھی یہ بجز بہت ہی اچھے طالب علموں کے عام طور پر حاصل نہیں ہوتی تھی اور شاذونادر ہی قواعد کے ایسے معلومات کا استعمال زبان میں ہوتا تھا - اصولاً قواعد کی صحت کا ابتداء سے ہر بات میں لحاظ رکھا جاتا تھا یہ عالم کا نصب العین ہوتا تھا جس کا اثر بلکہ مضر اثر بچہ پر پڑتا تھا -

اب ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک قسم کی صحت ضروری ہے - صحت محاورہ و تلفظ جس کا حصول اس سے زیادہ اہم ہے اور قطعی طور پر بچہ کے لئے زیادہ موزوں ہے ہم اسی قسم کی صحت کی کوشش کرتے ہیں اور اسی لئے ہم کو شروع ہی سے ہر ایک چیز کے متعلق بات چیت کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے - پڑھائی - تیاری کے کمرہ میں بھی یہ آواز ہونی چاہیئے گو آواز بہت ہی کم نکالی جائے - ہر قسم کی لکھائی اصولاً املانویسی ہے - کیا اس کی آواز صحیح ہے ؟ یہ پہلی اور آخری جانچ ہونی چاہیئے لیکن صرف یہی ایک جانچ کافی نہیں ہے - جب میرے (انگریز) شاگرد املے کی وہی غلطیاں کرتے ہیں جو کہ فرانسیسی بچے کرتے ہیں تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں ہے -

قواعد کی صحت لازمی طور پر دوسرے درجہ پر ہونی چاہیئے - اس کے حصول کے لئے ہمارا بہترین طریقہ غلطیوں کے مواقع سے ہلوتہی ہے - طلبہ کو اطمینان رہنا چاہیئے یعنی ان کو تمام وقت یہ محسوس کرنا چاہیئے کہ وہ کچھ نہ کچھ اچھی طرح جانتے ہیں اس پر وہ بھروسہ کرسکتے ہیں جس کا وہ ہمیشہ حوالہ دے سکتے ہیں جس طرح کہ قدیم زمانہ میں اسم اور فعل کی گردانوں کا حوالہ دیا جاتا تھا - نمونہ کے سلسلوں اور اسباق الاشیاء کے متعلق بھی ان کو ایسی ہی قطعیت اور اطمینان احساس ہونا چاہیئے جیسا کہ صوتیات

اور علامات صوتیات کے متعلق رکھتے ہیں ان کو طلبہ کے لئے ایک مقررون قواعد بنا دینا چاہیئے جو کہ جانچ کے لئے ان کی جوتی کے تلے رہیں اس کے علاوہ ان کی روح کے لئے یہ اچھا ہے کہ وہ کچھ ایسا کام رکھ چھوڑیں جس کے متعلق طلبہ کا یہ خیال ہو کہ وہ غلطی کئے بغیر پورا کر سکتے ہیں اور یہ کہ ان سے ایسی ہی توقع بھی کی جاتی ہے

لیکن جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں - یہ ہمارا بیگار کا کام ہے - ہمارا "مصادر رٹنا" اور گو اس میں اور قدیم زمانہ کے مصادر کی رٹائی میں بہت بڑا فرق ہے - راست طریقہ کے کم محنت طلب کام اور قدیم مشقوں اور ترکیبوں میں بے انتہا فرق ہے

اس منزل پر گیت اور لوریوں کا گانا اور دہرانا مطالعہ زبان کا اہم اور دلچسپ حصہ ہے - ہر شخص جانتا ہے کہ راگ الفاظ کے یاد رکھنے میں کتنی مدد دیتا ہے اور غلط تلفظ کا پتہ لگانے اور صحیح تلفظ حاصل کرنے کے لئے گانے سے زیادہ بہتر کوئی دوسری چیز نہیں ہے

لیکن یہ سب کچھ نہیں ہے - ہر شخص جو سن یا دیکھ چکا ہے وہ طلبہ پر اس جاں فزا اثر کی شہادت دیگا جو بعض دفعہ دوران سبق میں خلل ڈال کر طلبہ کو اسی زبان کا جو کہ وہ اس وقت سیکھ رہے ہیں کوئی سادا گیت دل بھر کر گانے دینے سے ہوتا ہے اور یہ ماننا پڑتا ہے کہ ایسے گیتوں سے طلبہ میں بڑی حد تک یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ زبان مطالعہ کی کوئی مردہ شئے نہیں ہے بلکہ حقیقی اور جاندار ہے *

بہت سی فرانسیسی لوریوں میں کھیل ہوتے ہیں - یا وہ کوئی قصہ بیان کرتی ہیں یا کوئی ایسا مکالمہ جس کے لئے اداکاری کی گنجایش ہوتی ہے - لہذا ان میں

* ڈاکٹر پامگرن

بعض سے۔ سوال و جواب کے اسی طریقہ کے بموجب جس سے سلسلوں اور اسباق الاشیاء کے ذریعہ طلبہ واقف ہو چکے ہیں۔ ہم ابتداء میں ضمائر۔ حاضر۔ مخاطب۔ غائب کے لحاظ سے یا جیسا موقع ہو چھوٹے بیانات ترتیب دے سکتے ہیں یا تذکرے کر سکتے ہیں۔ یا ہم بعض مناظر کی ترتیب "طبعی سلسلوں" کے مقابلہ میں زیادہ ڈرامائی کر سکتے ہیں۔ جن سے ہمارے طلبہ بلا کوشش غیر زبان کی اونچی نیچی آوازیں اور وہ سب کچھ جس پر منطقی یا جذباتی تلفظ مشتمل ہے سیکھ جاتے ہیں اور بلکہ حرکی یا تلفظی زور بھی جو کہ بہت ہی اہم اور نہایت ہی مشکل ہوتا ہے خصوصاً آخر الذکر انگریزوں کے حلقوں کے لئے۔ اس قسم کا کام نئے اور کارآمد ذخیرۂ الفاظ سے مانوس جملے بنانے کے مواقع مشق کے لئے پیش کر کے "آزاد انشاء" کا آغاز کرتا ہے جو کہ بلاشک تقریراً اور مدرس کی مدد سے ہونا چاہیئے اس کے بعد پڑھائی یعنی قرأت ہے۔ قرأت برائے لذت۔ جو کہ طریقہ راست کی خوش کن خصوصیت ہے۔ ایک بہت ہی آسان کتاب چن لی جاتی ہے جو کہ جماعت کے معیار سے ذرا کم ہی ہوتی ہے اور ممکن ہو تو اس میں عمدہ تصاویر ہوتی ہیں اور یہ صرف قصہ کی خاطر پڑھی جاتی ہے اور بلاشک اس کا ترجمہ نہیں کیا جاتا البتہ بجز ایسے مواقع کے جب کہ معنی صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نئے الفاظ اور محاورے پر توجہ کی جاتی ہے لیکن ان کی مشق نہیں کرائی جاتی۔ خاص مقصد یہ ہوتا ہے کہ اعظم ترین رفتار معقول لطف کے ساتھ حاصل ہو جائے زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا ہے کہ ہر واقعہ کے بعد مواد پر چند آسان سوالات کر لئے جاتے ہیں یہ "تیز پڑھائی یا وسیع مطالعہ" ہے جو کہ مصلحین اس لئے تجویز کرتے ہیں کہ اس میں دو باتیں ہیں اس سے ایک قسم کا عام اعادہ ہو جاتا ہے اور زیادہ مطالعہ کی ترغیب بھی ہوتی ہے یہ ظاہر ہے کہ ابتدائی منزل میں

یہ جماعت کے کمرہ میں مدرس کی راست نگرانی میں اور بہ اواز بلند ہونا چاہیئے

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ زبان کے نصاب کی دو حصوں میں تقسیم - عمیق جس کو دہرا کر پوری طرح جذب کر لیا جائے اور خود "اظہاری" اور "آزاد انشاء" کے لئے ابتدائی کوششوں کا مواد بن جائے اور "وسیع" یعنی تیز پڑھائی معہ متعلقہ گفتگو جو مستعمل کتاب کے بلاحوالہ بھی ہو سکتی ہے بشرطیکہ قابل مدرس ہو جس کو یہ معلوم ہو گا کہ مستعمل کتاب کے لسانی مواد کے مختلف حصوں کو کس طرح کام میں لائے اور اس سے بڑھکر یہ کہ سلسلوں کی کمی کو جن کی تعداد بھی کم ہے پورا کر کے ان میں کیوں کر اضافہ کرے - بذات خود میں اس لئے مطالعہ کا مواد ایک الگ کتاب یا یادداشت کی بیاض میں رکھنا پسند کرتا ہوں (بہترین تو یہ ہے کہ ایک کتاب ہو جو حسب ضرورت صفحہ بہ صفحہ فراہم کر کے تیار کی جائے) تاکہ طلبہ پر ابتدائی منزل کی تقریری خصوصیت اچھی طرح پر واضح ہو جائے جس کے لئے پہلے قابل انجذاب مواد عام طور پر تقریراً پیش ہونا چاہیئے اور اس کی مطبوعہ یا تحریری یادداشت حافظہ اور حوالہ کے اغراض کے لئے کام آنی چاہیئے -

**وسطانی منزل** | مختصر قصہ - بچوں میں ایک اور جبلت ہے جو ڈرامائی جبلت سے بہت ہی ملتی جلتی ہے - یعنی ان کا قصہ کے لئے اشتیاق - - بالخصوص صیغہ ماضی میں بیان ہوتا ہے اور ہم اس کو جس قدر جلد شروع کر دیں اتنا ہی بہتر ہے اس سے روشناسی ابتدائی منزل کے آخری زمانہ میں ہونی چاہیئے -

مختصر قصہ کی بنیاد - سوالات کی بھرمار جن سے کسی فعل کے سلسلوں کے یکے بعد دیگرے افعال یا کسی گیت یا نظم کے مسلسل واقعات یا اسباق الاشیاء میں بیانات کی ترتیب سے پڑ جاتی ہے - سلسلہ وار جوابات کو سوالات سے جدا کرنے کے بعد

جیسی بھی صورت ہو بیان یا ذکر کی ترتیب صیغہ میں کی جاتی ہے -

یہ ظاہر ہے کہ ہمارے دونوں آلہ تدریب - سلسلوں اور بیانات کی علٰحدگی غیر طبعی ہے لیکن فرانسیسی کی تعلیم میں یہ صیغہ حال کی بنیاد رکھنے کے لحاظ سے بہت ہی ضروری ہے تاکہ ذکر اور بیان کے ماضی کا نہایت ہی اہم فرق ظاہر ہو جائے کیوں کہ اس کا طالب علموں کو سکھانا زیادہ مشکل اس لئے بھی ہے کہ ہماری زبان انگریزی میں اس کا مترادف نہیں ہے -

ہمیں چاہئیے کہ صیغہ حال کے وقت ہی اپنے سلسلوں میں دوران فعل یا اس کی استقراری حالت میں ایسے سوالات شروع کر دیں -

Qua-t-il a la main?
Que va-t-il faire
Pourquori fait-il cela?
etc.

اور یہ بتلائیں کہ ان سوالات کے جوابات اسباق الاشیاء کے ہی دائرے میں داخل ہیں

لیکن ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ حقیقی قصہ گوئی پر آجائیں - اس لئے ابتدائی منزل کے اختتام سے پہلے ہم یہ ضروری خیال کرتے ہیں کہ مستقبل کے علاوہ یا محاورہ ذکر کا صیغہ (Passe indefini or compose) اپنے اصول کے مطابق کہ ہر بات کا انحصار فقروں حقیقت اور انفرادی حس ارتسامات پر ہو - ہم یہ کرتے ہیں کہ خود طالب علموں سے سلسلہ فعل کا قصہ کہتے ہیں اور پھر یہی ان سے کہلواتے ہیں جب کہ وہ خود مثلاً ایک روز قبل کر چکے ہیں - ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جس طرح حقیقی حس

ارتسام حال کی یاد تازہ کرتا ہے اسی طرح ماضی کے حس ارتسام کی ذہنی نمائندگی سے ماضی ناتمام قصہ سن نے والوں کے اس بار بار کے سوال سے یاد آنا چاہیئے کہ

Et puis? qu'est-ce que tu as fait ensuite?
Qu'est-ce qu'il a fait? qu'est ce qui est arrive?

اس عمل سے جب کہ اس کا استعمال اسباق الاشیاء کی ماضی کی تعریفوں اور بیانات کے لئے کیا جائے تو مندرجہ ذیل سوالات کے جواب میں صیغہ ناتمام نکل آئیگا

Qu'est-ce qu'il y avait sur l'image que nous avous regardee hier? Can etait tel objet? Que portait-it? etc.

بیشک ہم یہ ضرور کرینگے کہ دو صیغہ جات ماضی ناتمام اور ناتمام کو ایسے سلسلوں میں یک جا کر دیں جنہیں ہم نے ایسا بنایا ہے کہ وہ سلسلہ میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں اور ذکر میں (جو سوال وجواب سے اخذ کر دیا جائے) جب مانوس مناظر اور قصص کا گیتوں میں اظہار کیا جائے تو یہ بتلایا جائے کہ حال میں جو پہلے سوالات کئے گئے ان کے جواب میں ناتمام آتے ہیں - خصوصاً جب کہ فعل رک گیا اور بیانات اور تشریحات کا باعث ہوا -

Ou se tenait le professeur a ce moment la?
Pourquoi as-tu pris celvi-la?
Quel torchon as-tu pri's pour effacer tou nom?

سوال خود مطلوبہ صیغہ بتا دیتا ہے اور اس طرح غلطی کا امکان ہی نہیں رہتا (بجز ایسی صورتوں کے جب کہ جواب ذیلی جملہ میں ہوتا ہے)

یوں مسلح ہونے کے بعد ہمارے طلبہ "مختصر قصہ" کے لئے تیار ہو جاتے ہیں جو کہ اب ہماری باقاعدہ تدریب کا کم سے کم وسطانی منزل میں اہم آلہ بن جاتے ہیں -

پہلے پہل مناسب ہے کہ ایسے قصے منتخب کئے جائیں جو کہ مسلسل تصاویر کے

ذریعہ پیش کیے جاسکیں یا اگر ان کو مدرس اداکاری کے ذریعہ سوانگ بھر کے تلائے تو قصہ کے مختلف مدارج (Moment) نمایاں کر دینا چاہئیے۔

ایسے مدارج کے سلسلے قصہ کا خاکہ یا شکل وصورت ہوں گے (فرانسیسی اس کو (Le Plan) کہتے ہیں - اوران کو صیغہ حال میں دیکھا جائیگا۔

طویل اذکار سے پہلے خاکہ پر کافی عبور حاصل کرلینا چاہئیے اور اس میں شک نہیں کہ اس کو زبانی پیش کیاجائیگا - اور طالب علموں کی توجہ ہر تصویر کے اہم حصہ پر یا منظر کے "درجہ" (moment) پر منعطف کرائی جائیگی - اسبات کی احتیاط رکھنی چاہئیے کہ تذکرہ کے ضروری افعال پر زور دیا جاتا رہے اور وہ جو واقعات کے سلسلوں کو ظاہر کرتے ہیں ان میں اور ایسے افعال میں جو صرف تذکرہ کی خاطر استعمال ہوے ہیں فرق بتلایا جائے - دوسرا قدم پلان یا خاکہ کی وضاحت مکمل تذکرہ کی صورت میں بصیغہ حال ہے اسکو (Le Development) یا توضیح کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ توضیح کو سب سے پہلے مدرس پڑھتاہے اور بشرط ضرورت سمجھاتا جاتاہے (طلبہ کی بیاضات الگ رکھدی جاتی ہیں) اوراس کے بعد طلبہ پڑھتے ہیں مدرس طلبہ کو احتیاط سے یہ بتلاتاہے یا از خود معلوم کرنے میں مدد دیتا ہے کہ توضیح کے عمل کی نوعیت کیاہے - خاکہ میں کون سے سوالات تھے جن کے جوابات دئے گئے ہیں قصہ کا بند تیار کرنیکے لئے قصہ گوئی میں کیا کیا کرنا پڑتا ہے - اس کے بعد اذکاری افعال جن پر افعال کا ڈھانچہ مشتمل ہے خاکہ کی طرح محض بیانیہ افعال سے مختلف ہیں مختصر یہ کہ یہ انشاء کا بھی ایک سبق ہوجاتا ہے - کیوں کہ قصہ کے مختلف اخزاء پر توجہ کی جاتی ہے ابتداء - پیشکشی، روئداد، اختتام -

ہر قصہ میں توضیح کا تعین اس مناسبت سے ہوتا ہے کہ ایک واحد سبق میں کتنا مواد

آسکتا ہے بہ الفاظ دیگر طلبہ کو لائق کار قواعد اور زیادہ خیرہ الفاظ جاننا چاہئیے اور یہ یقینی امر ہے کہ نئے مواد کے انجذاب کے لئے یہ کس قدر اہم ہے - اس لئے اعادہ کے ذریعہ نئے مواد کے انجذاب کے مشکل کام کے لئے ( لسانی اور نحوی ) پوری توضیح کی تحصیل تک انتظار کی ضرورت نہیں ہے - اعادہ کے ہر قدم پر یعنی ہوم ورک کے ہر جز کے بعد - عمدہ جانچ بذریعہ تقریر و تحریر ہونی چاہئیے - پہلے تو غیر زبان ہی میں سوالات کی مدد سے اور اس کے بعد بجز تصاویر اور اداکاری کسی اور مدد کے بغیر -

یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ جیسے ہی نمونہ کے بیان کا اعادہ کے ذریعہ انجذاب ہو جائے - نئے معلومات کو ذہن نشین کرنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ تذکرہ کی صورت کو ہر ممکنہ طریقہ سے تبدیل کیا جائے - مثلاً

ا - قصہ کو کسی ایک قصہ ہی کے فرد سے کہلوایا جائے

ب - ضرورت کے لحاظ سے طلبہ کو منتخب کر کے اداکاری کے ذریعہ قصہ بتلایا جائے اور سلسلوں کی طرح بیان ہو -

ج - تصاویر کی کتابیں بند کر دیجائیں اور قصہ ہی کے افراد میں سے ایک کی بجائے دو قصہ بیان کریں تاہم جمع کا استعمال ہو - یہ ایک کارآمد مشق ہوگی نہ صرف قواعد بلکہ عقل سلیم کے لحاظ سے بھی -

د - اگر مضمون اجازت دے تو قصہ کا حقیقی منظر پیدا کیا جائے اور قدرتی گفتگو اور (Soliloquy) بڑبڑاہٹ کو جگہ دیجائے در حقیقت خود اظہاری کے لئے حقیقی مشق ہے اور اس میں مدرس کو احتیاط سے نگرانی کرنی اور مدد دینی چاہئیے اور ( ج ) اور ( د ) کافی مشکل بھی ہو سکتی ہیں

اب ہم مشکل ترین منزل پر آتے ہیں - یہ قصہ کی صیغۂ ماضی میں تبدیلی ہے

باتصویر کتابیں بند کر دیجاتی ہیں اور یہ بتلایا جاتا ہے کہ افراد قصہ میں سے کوئی ایک اسی قصہ کو دوسرے روز اپنے دوست سے دوہرائے یا خط کی صورت میں بیان کرے۔ یا اگر کوئی اہم واقعہ ہو یا دلچسپی پیش نظر ہو تو اخباری مضمون کی شکل میں اس کو ڈھالا جائے۔

مبتدی کیلئے اس منزل کی اہمیت ظاہر ہے۔ ہم اسی کے لئے اپنے "سلسلوں" و "بیانات" میں حال اور ماضی لاکر تیاری کرتے رہے ہیں وہاں کی طرح یہاں بھی جب ہم حال سے ماضی کی طرف جائینگے تو طالب علم کو نہایت احتیاط سے پہلی صورت (بصیغہ حال) کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھنا چاہیئے۔ ایک طرف تو وہ ماضی ناتمام میں دوسری طرف صرف ناتمام میں اپنے وظائف کے لحاظ سے متبدل ہوگی۔ ہر ایک کو حال کی صورت بالا کی طرح قصہ دوہراتے وقت صیغہ بدلنا چاہیئے۔ مثلاً اگر کسی دوست سے بیان کیا جائے تو وہ ممکن ہے گفتگو کی شکل میں ہو۔ دوست سوالات کرتا جائیگا یا وقتاً فوقتاً رائے زنی کرے گا جو کہ بلاشک حال میں منظر پیش کرنے کے بہ نسبت آسان تر ہے۔ جیسا کہ اوپر (د) میں بتلایا گیا ہے۔

ابتداء میں یعنی اس قسم کے تین چار پہلے قصوں میں یہ مناسب ہے کہ ماضی میں تبدیل کرتے وقت حال کی توضیحی صورت سے آغاز کیا جائے اور بامحاورہ ماضی میں معیاری صورت بعد میں اختیار کی جائے اور یہ دیکھا جائے کہ متکلم اور موقع کی تبدیلی سے قدرتی طور پر تصور اور ساخت میں فرق پڑ جاتا ہے اس طریقہ عمل کا مقصد یہ ہے کہ خود اظہاری کی قوت میں ترقی طبع زاد انشاء کیلئے ہو جسے ہمیں کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے اور جسپر ہمیں زیادہ بوجھ کرنی چاہیئے کیوں کہ ہمارے سلسلوں اور اسباق الاشیاء کی

جلد بندیوں نے اس کا موقع نہیں دیا تھا - اسی وجہ سے اب ہم کو یہ احتیاط کرنا چاہیئے کہ ہم دائرۂ انجذاب بذریعہ اعادہ میں زیادہ قیام نہ کریں اور اس بات کا تہیہ کرلیں کہ جب کبھی ذرا سی بھی گنجائش نکلے تو خود اظہاری کے مواقع بہم پہونچائیں - اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ توضیح کو تیار شدہ صورت میں پیش کرنے کے بجائے جماعت کی امداد سے تیار کریں - اور اس کو معینہ نمونہ کے مطابق بنائیں یا جماعت کو یہ اختیار دیدیں کہ ہر قدم پر جو مختلف تجاویز ہوں ان میں سے کسی کو قبول کریں -

یہ ظاہر ہے کہ ہم ایک ہی عنوان کے ضمن میں ممکنہ صورتیں اختیار نہیں کرسکتے ہم کو انتخاب کرنا چاہیئے اور کسی ایک قصہ میں طالب علم کو دلچسپی کے دوران کے باہر قدم نہ رکھنا چاہیئے لیکن اس کے برخلاف - تبدیلی صورت کی تجویز خصوصاً جب کہ وہ ڈرامائی ہو زیادہ دلچسپی پیدا کردیگی -

وسطانی منزل کے درمیان تذکرہ کا اعلیٰ ترین نقطہ آجائیگا یعنی ادبی یا تاریخی طرز جس میں کہ بیانیہ صیغہ ماضی (Past Defenite (Historic) میں تبدیل ہوتا ہے اس سے روشناسی یہ کہکر کی جائیگی کہ ایک پرانا قصہ اشاعت کے لیے لکھا جائے جس میں سے ذاتی عنصر (Hier, l'autre 'your) کی بجائے (Un jour, une fois) استعمال کرکے خارج کیا جائے - اس کے بعد سے حال اور ماضی ناتمام میں تشریح نہ کی جائیگی یعنی بالفاظ دیگر ہم ذاتی تجربہ کی منزل میں سے نہیں گزرینگے اور یہ تصور کرلیا جائیگا کہ ہم دماغی نمائندگی یعنی ایجاد کے دوسرے درجہ پر پہونچ گئے ہیں مکالمہ کے ماضی ناتمام (Past Indefenite) اور تحریر کے ماضی تمام (Past Defenite)

میں امتیاز نہایت اہم ہے - اور یہ بہت ضروری ہے کہ اول الذکر کو بیانیہ صیغہ میں پہلے استعمال کیا جائے کیوں کہ ہم اپنے طلبہ کو اول بولنا سکھاتے ہیں - ہم کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ بعد میں مطالعہ کے ذریعہ ان کو ماضی ناتمام کے مقابلے میں ماضی تمام کی بہت زیادہ مشق کا موقع ملیگا - اس کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ ماضی ناتمام یا تمام کے صیغوں میں جو تذکروں کے نمونے دیئے جائیں ان کی اچھی طرح تشریح کر دی جائے مثلاً اول الذکر صورت میں بات چیت - خط و کتابت - روزنامچہ - اخباری مضامین اور ثانی الذکر میں ادبی طرز کا مقصد بتلا دیا جائے -

جب ادبی صیغہ ماضی پر اسی قسم کے اعادوں سے عبور حاصل ہو جائے تو خاکہ سے قصوں کی ترتیب یا بلا تصویر حقیقی آزاد انشاء کی موقتی مشقوں میں سے ہوگی جن سے طلبہ کا زبان پر روز افزوں عبور جانچا جاتا ہے لیکن اس میں مدرس کو طلبہ کی رہبری اور روک تھام احتیاط سے کرنی چاہیئے حتیٰ کہ اعلیٰ منزل میں اُن کو پوری طرح آزادی دی جاسکے اعادہ کیلئے مختصر قصہ گوئی اس کے برخلاف جملوں کی صورت اختیار کرے گا اور قاعدہ کے لحاظ سے ماضی تمام میں ہوگا اور اس کے انتخاب اور ترتیب میں وہی خیال پیش نظر رہے گا جو کہ ان قصوں میں ہے جن کا میں ذکر کر رہا ہوں البتہ اس کا رخ بدل جائیگا - سب سے پہلے قصہ ادبی صورت میں یاد کرلیا جائیگا - افعال کی تقسیم واقعات اور حالات میں صیغہ کے اہم اختیار کے مطابق کرلی جائیگی جو کہ بیانیہ انشاء کی قوی ترین خصوصیت رہنی چاہیئے - اس کے بعد اس کو افراد قصہ میں سے ایک ماضی ناتمام میں دوہرائیگا اور اس سے جو تبدیلیاں

ہوں گی وہ سب کی جائینگی - یا ایک مکالمہ تیار کیا جائے گا جو کہ قصہ کو بصیغہ حال ڈرامائی منظرہ میں پیش کریگا - بہرصورت پہلے اعادہ میں قصہ کو عموماً سادہ ترین صورت میں ظاہر کیا جائیگا - اور اس کا خاکہ مواد مضمون کو مختصر عنوانات کے تحت لاکر یعنی تختہ مواد بنا کر یا اس کا ملخص یا مقدمہ تیار کرکے یعنی بیانیہ صورت میں اس کا اختصار کرکے متن مکمل مطالعہ کے لئے بالخصوص اعلیٰ منزل میں اہم اور ضروری ترتیب کا ایک جزء ہوگا -

اب یہ معلوم ہوگا کہ میں نے یہ کیوں کہا کہ مختصر قصہ عرصہ تک یعنی ابتدائی منزل کے بعد سے وسطانی منزل میں جاری رہکر اعلیٰ منزل کے آغاز تک ہماری باقاعدہ تدریب کا خاص آلہ اور تدریس کا مرکز بنا رہے وسطانی منزل کسی حد تک بیگاری منزل ثابت ہوگی - ابتدائی منزل کو مقام مقصد بتانا ہوگا اور ہمارے طلبہ میں "راست فہم اور اظہار" کی عادت کو تقریباً القائی کرکے اور محدود حدود میں "خود اظہاری" کی قوت پیدا کرکے آئندہ کے سخت کام (گرامر کی تحصیل اور راست تلازمہ کی باشعور اور باغور مشق) کے لئے ضروری ولولہ مہیا کرنا ہوگا -

دس بارہ برس کے بچہ کے تحت شعور اعمال کی بارہ چودہ برس کے باشعور کام میں تبدیلی کی بہت اہم مشکلات کا سائنسی حل تدریس کے خالص لسانی پہلو کے ایسے انتظام سے ہی ممکن ہے جو کہ میں نے بیان کیا ہے یعنی ہر طرح سے اعادہ -

مطالعہ کی کتاب سے یعنی ایسی کتاب سے جو تیزی سے پڑھنے کے لئے کافی آسان ہو - لطف اٹھانے اور غیر ممالک کے باشندوں کی زندگی اور حالات کے متعلق زیادہ معلومات

حاصل کرنے کا موقع دو - اور سب سے زیادہ یہ کہ درسی کتاب اتنی آسان ہو کہ کبھی کبھی تشریح اور ضرورت ہو تو ترجمہ کے ساتھ اصلاً پڑھی جائے اس سے تیز مطالعہ کا موقع ملیگا جو کہ توسیعی کام کا اہم جزء ہے - لیکن تدریس کے مرکز ترقی کے لسانی خط کا انحصار اعادہ کے محتاط تدریجی نصاب پر رکھا جائے جو ایسے حصوں پر مشتمل ہو جو عمیق مطالعہ کے لئے خاص طور پر منتخب کئے گئے ہوں دو قسم کا کام کرانے میں فائدہ ہے ایک بالکل معین جو کہ احتیاط سے تیار کیا گیا ہو اور درجہ بدرجہ منضبط اور خشک ہو جس سے صحت کی ترتیب لسانی مواد کے ذریعہ ہو سکے جو کہ طالب علم جذب کرلے گا - دوسرا آسان تر ہو - زیادہ روان - زیادہ وجدانی - جس سے طالب علم کو حظ حاصل ہو اور اس کو احساس ہو کہ کسقدر " غیر زبان میں غور کرنے " اور اس کو سمجھنے پر قابو حاصل کر رہا ہے -

علاوہ برایں میں نے جیسا بتلایا ہے مختصر قصہ ایک مکمل آلہ ہے - جس میں وہ سب خوبیاں ہیں جن کو مطالعہ کے خالص لسانی پہلو میں اہمیت دینی چاہیئے اس سے بچہ کے تخیل - اس کی ڈرامائی اور قصہ گوئی کی جبلت کو موقع ملتا ہے - اپنے قیود کے باوجود مرصع شکلوں میں اور اس میں بہت لوچ آجاتا ہے - جس سے ہر ایک فائدہ اٹھا سکتا ہے - اگر بلند پرواز اپنے خاص انداز میں اپنی جدت دیکھا سکتے ہیں تو کمزور اصلی متن یا بدرجہ مجبوری خاکہ پر اکتفاء کرتے ہیں - یہ ذخیرۂ الفاظ - محاورے اور گرامر خاص نکات بتلانے کے لئے کار آمد ڈھانچہ کا کام دیتا ہے - جن کو ہم پڑھانا چاہتے ہیں - اور قواعد - گردان - اور ترکیب کے ہر قدم پر استعمال اور مشق کے لئے بہترین مواد بہم پہونچاتا ہے - ایسا مواد جو بچے استعمال کر سکتے - ہیں کیوں کہ وہ لسانی مواد سے واقف

ہوتے ہیں - اور وہ ان کے لئے بامعنی ہوتا ہے کیوں کہ اس کے متن کا ان کو احساس ہوتا ہے یا مشاہدہ ہو چکتا ہے - مختصر یہ کہ وہ مدرس کے لئے جو موزوں ہوم ورک کی تلاش میں ہو ایک لازوال معدن ہے - آخر کار ہر نئے قصہ کے ساتھ دلچسپی اور اس کے لازمی نتیجہ توجہ سے جس سے کہ ہر مدرسہ کا لڑکا اور لڑکی ہر نئی چیز کا مقابلہ کرتی ہے پورا فائدہ اٹھا سکتا ہے - ہر قصہ کا علیحدہ صفحہ یا کارڈ پر ہونا مناسب ہے

''اعادہ'' کو طالب علموں کے لئے شعور اور غور و فکر کے ساتھ غیر زبان حاصل کرنے کا خاص ذریعہ بنایا جاسکتا ہے'' - یہ مدرس کے تیار کردہ ''مواد اور طرز'' کے درمیان خط ترقی ظاہر کرتا ہے اور طالب علم کو ''حوالہ کے طراز'' کا ایسا ضروری ذخیرہ مہیا کر دیتا ہے جو کہ ابتدائی منزل میں اس کے سلسلوں اور اسباق الاشیاء نے مہیا کر دیا تھا اور جن کی اس کے اطمینان کے لئے ضرورت ہے - مختصر یہ کہ وہ نصاب کا ڈسپلن ہے - ایک سخت ''کام'' ہے جس میں تفصیل عبور اور صحت پر مدرس کو زور دینا چاہیئے - خصوصاً ''اعادہ'' کی صحیح شکلوں میں -

اکثر مدرسین اعادہ کا کوئی معین نصاب تجویز کرنے کے بجائے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ زیادہ باعث سہولت سمجھتے ہیں کہ کتاب مطالعہ میں موزوں حصوں کی حد تک یہی عمل اختیار کریں لیکن میرا خیال ہے کہ وسطانی منزل میں مثل ابتدائی منزل زیادہ فائدہ مند ہے کہ نصاب کے عمیق اور وسیع کام کو علیحدہ کر دیا جائے اور اول الذکر کے استعمال کے لئے مختصر عبارتوں کا بتدریج نصاب جو عضوی کل ہو نہ صرف بہت موثر ہوتا ہے بلکہ اس کام کے لئے بہت وقت کی بچت کرتا ہے

بہرحال لسانی مواد کیلئے اعادی طریقہ چاہے انتخاب کسی طرح بھی کیا جائے

ہمارے اساسی اصولوں کے صحیح عمل کے لئے نہایت ہی ضروری ہے کیوں کہ زیادہ تر یہ باشعور انجذاب کے اکتساب کے ذرائع پر مشتمل اور اس کے حدود میں تقریباً تمام قسم کی خود اظہاری یا انشاء کی تخلیقی شکلیں شامل ہیں۔

**اعلیٰ منزل** پڑھائی۔ لکھائی۔ اگر ابتدائی اور وسطانی منازل میں متذکرہ بالا عام ہدایات پر عمل کیا گیا تو ثانی الذکر منزل کے اختتام پر طالب علم کی سمعی اور حلقی اعصاب کی عمدہ تربیت ہو جانی چاہئیے۔ اس کو نہ صرف سمجھنا چاہئیے بلکہ بولنے اور لکھنے میں روزمرہ کی زبان کی اہم شکلیں اور مواد پر صحت اور خاص روانی کے ساتھ عبور حاصل ہو جانا چاہئیے اس کے علاوہ اسکو اس قابل ہو جانا چاہئیے کہ وہ پڑھنے سے لطف اٹھائے اور ادب کے سادہ اور غیر فلسفیانہ نمونوں کو سمجھ جائے بالکل لسانی نقطہ نظر سے اس کا مقابلہ غیر ملک کے اس گیارہ برس کی عمر کے بچہ سے ہو سکیگا۔ لیکن اس لسانی کمزوری کی تلافی دماغ کی زیادہ ترقی سے ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ہم اس سے یہ توقع کرتے ہیں کہ وہ ادبی عبارتوں کو ستائش کے ساتھ پڑھ سکیگا جو کہ غیر ملک کا بچہ طبعی طور پر اپنی تیرہ برس کی وسطانی عمر میں پڑھے گا مختصر آیہ کہ اب ہم راست طریقہ تدریس لسانی سے سب سے بڑا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یعنی پڑھنے کی قوت راست سمجھ کے ساتھ اسی تمام مواد کے لئے حاصل ہو جاتی ہے جو کہ غیر قوم نے دنیا کے ذخیرۂ خیالات میں اضافہ کیا اور حسن کو الفاظ میں ظاہر کیا۔ برخلاف اس کے طریقہ ہائے ترجمہ کے تحت متن کی تصریح کا اکتساب دینے والا عمل اور اس کے باعث مواد کو بالراست ذریعہ سے سمجھنے کی کوشش۔ حقیقی ادب سے روشناسی ایک لنجھیڑے کا کام ہے جس میں مواد کا بحیثیت کل تھوڑا بہت بھی تصور قائم نہیں ہوتا اور اس سے بدمذاقی پیدا ہوتی ہے جو ہمارے آخری مدعا یعنی غیر قوم سے ہمدردانہ واقفیت کے اصول

میں سخت ہارج ہوتا ہے۔

یہ ایک اور مثال ایسی ہے جس میں طریقہ راست سے ایک غیر زبان کا اکتساب ایسے خط کے محاذی چلا جاتا ہے جو کہ مادری زبان کے اکتساب کے لئے ہے اور جس کے نتائج ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں البتہ ان میں مدارج کا فرق رہتا ہے غیر زبان کو معمولاً معلم اور متعلم کے درمیان عادتاً استعمال کرنے سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ متعلم پر کسی جملے یا محاورہ کا زور ظاہر ہو جائے جس سے وجدانی اعمال جنبش میں آجائیں اور اس کی خاطر زبان کے دائرہ میں رہنا لازمی ہے۔

حاصل یہ کہ ابتدائی منزل حقیقتاً مکالمی منزل ہے جس میں عمیق کام حس تجربہ پر مشتمل رہا وسطانی منزل حقیقتاً بیانیہ منزل ہے جس میں عمیق کام خاص طور پر منتخبہ مواد کے اعادہ (تقریری و تحریری) پر مشتمل رہا جو زبانی اور تحریر میں پیش کیا گیا اور جس میں بے شمار ترمیمات کی گئیں اور اب اعلیٰ منزل بالکلیہ قرأت و تحریر کی منزل ہو جاتی ہے (آزاد انشاء کی زیادہ اچھی شکلیں) یعنی یہ کہ پہلی منزلوں میں عمیق مطالعہ کے مواد اور اعادہ کے ذریعہ بولنے اور لکھنے کی مشق میں قریبی اور مستقل تعلق رہا تیسری منزل میں اعادہ کی اہمیت کم ہو جائیگی اور عمیق کام کی حد تک زبان کی نئی شکلوں کی دریافت اور انجذاب کی عادت کی پائیداری کی مناسبت سے تفریق پیدا ہوگی

یہ عمیق حصہ معہ اپنے خالص لسانی مدعا دو مشقوں میں نشوونما پائے گا۔ پہلی مشق قرات اور نظم و نثر کی عبارتوں کے تفصیلی مطالعہ پر مشتمل ہوگی جو ادبی خوبی اور لسانی مواد کے لحاظ سے منتخب کئے گئے ہیں اور ہماری ضروریات کے لحاظ سے لسانی تربیت کے لاجواب آلہ تشریحی لکچر (Lecture Expliquee) جو کہ فرانس میں درجہ کمال کو پہونچا دیا گیا ہے مطابق کر لی گئی ہے۔ مطالعہ کی اس مشق میں ہمارا مقصد یہ ہوگا

کہ ہم اپنے طلبہ کی جمالیاتی قوت کو ترقی دے کر ادبی ستائش کی تربیت دیں اور اسی کے ساتھ ادبی انشاء کے لئے ان کے زبان پر فعلی عبور کو توسیع دیں - لیکن نئے مواد کے انجذاب کے لئے ہم اتنا فوری اور مکمل اعادہ پر بھروسہ نہیں کرینگے جتنا کہ لاشعوری اعمال پر جو کہ مادری زبان پر قدرت دیتے ہیں - اور سابقہ قائم شدہ لسانی دائروں اور "فکری مراکز" سے منطقی تعلق رکھتے ہیں اور کبھی کبھی آزاد انشاء کی تقلیدی مشقیں ہوتی ہیں - دوسری حقیقی آزاد انشاء * کی مختلف شکلوں کی تحریر پر مشتمل ہوگی اور اکثر اِس کا انحصار جماعت میں ابتدائی تقریری تیاری پر ہوگا جب کہ ساخت اور ترتیب کے مختلف طریقوں سے بحث کی جائیگی اور یہ بلا شک وشبہ غیر زبان ہی میں ہوگی اور مطلوبہ لسانی مواد معلم اور متعلم کے تعاون سے فراہم کیا جائے گا اور جس کی تیاری میں † تشریحی لٹریچر کے "خزانوں" کو کام میں لانے کے مواقع نکالے جائینگے اِس منزل پر کام کے عمیق حصہ میں صوری گرامر کے اقسام کی تکمیل کیجائیگی جس کے ضروری اجزاء رفتہ رفتہ استقراری طور پر دوران نصاب میں بتلائے جاتے رہے ہیں - مثلاً ذیلی جملوں کے اقسام اور اِن سے متعلق شرطیہ اشکال کے استعمال کی تفصیلی اسکیم کی ساخت - اور فرانسیسی کے مطالعہ کا وہ اہم باب جس میں مطالعہ زبان کے تصور کا "طرز" گرامر کو بے انتہا انسانی اور جاندار بنا دیتا ہے لیکن

---

* جو کہ ابتدائی اور وسطانی منازل میں زیادہ تر شاذ و نادر تجربہ کی نوعیت رکھتا تھا اور حفاظتی حدود میں مقید تھا -

† اکثر مدارس آزاد انشاء پر زور دینے کی بجائے جس کو میں بجز برائے ماہرین ترجیح دیتا ہوں نصاب کے اس حصہ میں ترجمہ انشاء کو شامل کرلیتے ہیں - لیکن دیکھئے حاشیہ (۱۲۶)

اعلیٰ منزل میں وسیع* مطالعہ سب سے زیادہ تعلیمی حیثیت اختیار کرلیتا ہے اسی وقت ہم گذشتہ تیاری اور راست تلازمہ کی جو عادت اس نے قائم کردی ہے اس سے پورا فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہمارا فرانسیسی کا نصاب پوری کلچری قیمت حاصل کرلیتا ہے کیوں کہ اب ہمارے طلبہ عجلت سمجھ اور لطف کے ساتھ غیر زبان کے ادب کے شہ پارے پڑھنے لگتے ہیں - ہم ابتداً بیشک جدید مستند † ادب کی روشناسی سے کرتے ہیں جبکہ ہمارا اولی مقصد طالب علموں کو زبان پر کارآمد اور صحیح فعلی عبور دینا ہے تو یہ غیر دانشمندی ہوگی کہ ان کو جدید فرانسیسی کے محاوروں اور ترکیبوں پر پوری طرح حاوی کرنے سے پہلے سترہویں یا اٹھارویں صدی کی کتابیں پڑھائی جائیں -اس کے یہ معنی ہیں کہ (La Fontaine) کے علاوہ جو تمام نصاب میں مستقل طور پر نمایاں ہے چار پانچ سالہ نصاب میں (۱۱-۲ تا ۱۶-۱۷) سترہویں اور اٹھارویں صدی کا ادب بہت ہی کم پڑھایا جاسکیگا جیسا کہ ہمارے امدادی ثانوی مدارس میں اکثر طالب علم پڑھتے ہیں -ہم بقول مسٹر کلاوڈ سلے بی- اے ریٹن زیادہ سے زیادہ یہ امید کرسکتے ہیں کہ وہ جب سولہ برس میں مدرسہ چھوڑیں تو کچھ نہ کچھ مولیر ‡ پڑھ لیں -

یہ سچ ہے کہ بعض اوقات ذہین طلبہ اعلیٰ منزل تک ایسے وقت پہونچ جائینگے کہ

---

* مطالعہ شدہ کتب کے خلاصہ اور ان ستائش کو وسیع انشاء کہنا مناسب ہوگا تاکہ متذکرہ عمیق انشاء سے امتیاز ہوسکے -

† بلاشک ان میں سے کئی کا مطالعہ Morceaux choisis میں ہوگا جسکے نہایت عمدہ مجموعے فرانس میں شائع ہوچکے ہیں -

‡ یہاں بھی خانگی مطالعہ کے ذریعہ بہت کچھ پڑھایا جاسکتا ہے بشرطیکہ (جیسا کہ آگے بتلایا ہے) جماعت میں اس کی ابتداء کی جائے -

مدرسہ ترک کرنے سے پہلے ان کو پورے دو سال ملینگے اور اس مدت میں بہت کچھ مطالعہ کر لینا چاہیئے - لیکن عام طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ نصاب کا کلیجری فائدہ وہی طلبہ اٹھا سکتے ہیں جو مدرسہ میں ۱۸ - ۱۹ تک رہیں ان کے لئے اعلیٰ منزل بڑھ کر حقیقی معنی میں اعلیٰ نصاب مطالعہ ہو جائیگی اور مسٹر فشہ کے قانون کے بموجب بورڈ آف ایجوکیشن کے مسلمہ اعلیٰ نصاب کے برابر ہوگی *

ہمارے پاس اس طرح فرانسیسی کے نصاب کے دو نمایاں تکمیلی مدارج ہیں ایک تو تقریباً (۱۶) برس کی عمر میں ختم ہوتا ہے اور اس کا مدعا بالکل عملی نتائج ہوتا ہے کہ طلبہ کو ایسا تیار کر دے کہ وہ بہت جلد روزگار کے لئے کاروبار میں لگ جائیں -

قومی نقطۂ نظر سے یہ دونوں میں زیادہ اہم ہے - حال ہی میں یہ مطالبہ ہونے لگا ہے جس کو قومی مطالبہ کہا جاسکتا ہے کہ جو طلبہ (۱۶) برس میں ترک مدرسہ کریں ان کو کسی ایک السنہ جدید پر خاصہ عبور تحریراً اور تقریراً ہونا چاہیئے اور اگر موزوں طریقے اور موافق حالات ہوں تو یہ کہا بھی جاسکتا ہے کہ دوسرا درجہ وہ معیار ہے

* عمیق مطالعہ کی وسیع مطالعہ سے علحدگی اعلی منزل میں تنظیم مدرسہ کے نقطۂ نظر سے اہمیت حاصل کر لیتی ہے جس کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے - اس سے موقع ملتا ہے کہ ہر جماعت میں ماہرین جو کہ مضمون کے مقررہ گھنٹے لیتے ہیں اور غیر ماہرین جو کہ اپنی ضرورت کے بموجب مطالعہ اور انشاء کے عمیق اور وسیع نوعیت کے کام کے مختلف مجموعے لے سکتے ہیں ان دونوں کے درمیان امتیاز کیا جاسکے اس سے ایک اور ذریعہ تجربہ کیلئے ہاتھ آتا ہے جو ممکن ہے بہت قیمتی ہو خصوصاً جب کہ ہم کو اب کئی غیر زبانوں کے دعووں سے دوچار ہونا پڑتا ہے - یہ بھی ممکن ہے کہ ہم اپنی تدریس کو زبان پر انفعالی، عبور تک محدود کر دیں اور اس طرح نصاب میں خاصی کمی کر دیجائے -

جس کو ایسے طلبہ کو حاصل کرنا چاہیئے جو جامعات میں تعلیم جاری رکھنی چاہتے ہیں یا ملازمت سرکاری کے اعلیٰ شعبوں میں داخل ہونا چاہتے ہیں

بے شک اس میں کمی بیشی ماہرین و غیر ماہرین * کے لحاظ سے ہوتی ہے خوشی کی بات ہے کہ قدیم فرانسیسی کا شدید علم اور تاریخ گرامر جو کہ مدارس میں خاص نصاب کے جز خیال کئے جاتے تھے ان کو نظر انداز کرنے کے آثار ‡ پیدا ہو رہے ہیں - یہ جامعاتی نصاب کے مضامین ہیں اور جامعات کے اساتذہ کیسے خوش ہوں گے جب کہ وہ اسبارے میں اپنے طالب علموں کو معقول مواد کے ساتھ تیار پائینگے بشرطیکہ ان کو جدید السنہ پر حقیقی عبور ہو اور ادب و تاریخ سے قابل اعتماد عام واقفیت ہو -

اس سے اور زیادہ اطمینان ہوگا جب کہ ہمارے مختلف ممتحنین غیر ماہرین سے میٹرک اور دوسرے ترک مدرسہ کے امتحانات میں غیر زبان میں ترجمہ کی قابلیت کا مطالبہ ترک کر کے صرف اسبات کی جانچ سے مطمئن ہو جائینگے کہ آیا طلبہ تقریراً † تحریراً سلیس اور بامحاورہ خود اظہاری کر سکتے ہیں یا نہیں - تب ہم نام نہاد "انشاء" یعنی غیر زبان میں ترجمہ کی مشق اور لسانی عمیق کام کو اپنے ماہرین کے سرد کر سکینگے اور چند گھنٹے جو عموماً علحدہ رکھے جاتے ہیں ان کو بشرط موجودگی غیر ماہرین کے ذمہ کرینگے تاکہ وہ واقعی تعلیمی نصاب مطالعہ میں صرف کریں -

---

* یعنی ایسے طلبہ جو کم و بیش جدید غیر زبانوں میں مہارت حاصل کر رہے ہیں یا ایسے جن کے لئے دوسرا مضمون ہے -

‡ کیمبرج یونیورسٹی کے مرتبہ ماڈرن اور مڈیول لینگویج ٹرائپاس کے امتحانات کے حصۂ اول کے قواعد -

† آگے کے صفحات ملاحظہ ہوں -

اس سے نہ صرف غیر زبان کے ادب سے واقفیت ہوگی بلکہ ادب کے جذبہ کا یورپ کی سماجی ادبی اور سیاسی تاریخ سے ارتباط کرنے کا موقع ملے گا اور غیروں کے حالات و خیالات سے روشناسی کرکے ان کو اس قابل کیا جائیگا کہ وہ زندگی فلسفیانہ نقطۂ نظر سے دیکھیں *

خانگی مطالعہ | کوئی 'مصلح مدرس' کہلانے کا مستحق نہیں ہے جو ابتداء ہی سے اپنے طلبہ میں ذاتی لطف و فائدہ کے لئے خانگی مطالعہ کا ذوق پیدا نہ کرے۔ ایک غیر زبانوں کا کتب خانہ مدرسہ کے ساز و سامان کا لازمی جزء ہے۔ ابتداء میں اس کے لئے قوت تمیزی اور حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ لیکن جیسے ہی وسطانی منزل میں تیز مطالعہ اچھی طرح ہونے لگے مدرس کو خانگی مطالعہ کے قابل طلبہ کا پتہ لگانے میں مشکل نہوگی جیسے ہی یہ عادت عام ہو جائے یہ ایک اچھی ترکیب ہوگی کہ جماعت کا پورا گھنٹہ اس کے لئے دیدیا جائے اور مدرس ہر طالب علم سے اس کی کیفیت پوچھتا پھرے اور اس سے کتاب کے متعلق گفتگو کرے۔ یہ ظاہر ہے کہ شروع میں کتاب آسان۔ مختصر۔ دلچسپ اور خوب باتصویر ہونی چاہیئے۔ ایسی منزل کیلئے لاروس کی شائع کردہ کتب لالیور روزز (La Liveres Roses By Larouse) نہایت موزوں ہیں۔

مجھے یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ مطالعہ زبان پر عبور حاصل کرنے اور اس میں اضافہ کرنے کا کس قدر لاجواب ذریعہ ہے۔ لیکن جب کہ اعلیٰ منزل آجائے تو طلبہ میں کلچر پھیلانے کے لئے جو کہ ہمارا آخری مدعا ہے اور بہتر طلبہ میں بیداری

* میں ایک عام بات کہہ رہا ہوں کیوں کہ وہ طلبہ جو مدرسہ کا نصاب ختم کرلینگے وہ غالباً اپنے آخری تین یا چار سال میں ایک زائد جدید غیر زبان کا مطالعہ کرینگے۔

کے لئے جو کہ عملاً سولہ برس کی عمر میں نمودار ہونے لگتی ہے خانگی مطالعہ کو مدرس کا قوی ترین مددگار رہنا چاہیئے - اسی کے بعد ہر طالب علم مدرس کی نگرانی میں قدرتاً اپنے مطالعہ کو اپنے ذاتی رجحان - ادبی - تاریخی - سائنس جمالی یا سیاسی کے مطابق کرلے گا ہر مدرسہ کو ایک دو غیر زبان کے ہفتہ واری یا ماہواری اخبارات خریدنے چاہئیں - اور وہ طالب علم جو بلدیہ کے عام کتب خانہ جایا کرتے ہیں بہت جلد غیر ممالک کے اخبارات کی طرف رجوع ہونے لگیں گے - اسی سلسلہ میں لکچروں اور ناٹکوں کی کلچری قیمت کا ذکر بھی ضروری ہے - لیکن خانگی مطالعہ کے بعد سب سے زیادہ عمدہ چیز وہ ہے جس سے ہم بزمانۂ جنگ مجبور ہو جاتے ہیں یعنی سیاحت غیر ممالک انجمن* برائے تبادلہ اطفال کا احسان ہے کہ غریب سے غریب بھی اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اکثر اوقات نتائج حیرت انگیز ہوئے ہیں خصوصاً جب کہ اطفال ایسے وقت بیرون ملک روانہ کئے گئے جب کہ ان کا تلفظ پائیدار ہو گیا اور وہ زبان سے مانوس ہو چلے - اس کا ایک اور دور رس نتیجہ یہ ہے کہ تبادلہ اطفال کے خاندانوں میں مستقل روابط قائم ہو جاتے ہیں

یہاں ترجمہ اور گرامر اور تاریخ کی تدریس کے بارے میں مختصر سا ذکر ضروری ہے سب سے آخر الذکر پر پہلے غور کیا جائے کیوں کہ یہ ابھی زیر بحث ہے اور ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ مدرسین تاریخ والسنہ غیر کی کاوش دماغ کا باعث ہے کہ ایک طرف تو غیر ملک کی تاریخ کس حد تک غیر زبان ہی میں پڑھائی اور پڑھی جاسکتی ہے اور دوسری طرف لسانی نصاب کا کس طرح تاریخ کے نصاب سے عمدہ ارتباط کیا جا سکتا ہے گو ہم سب اس پر متفق ہیں کہ غیر قوم کی نشو ونما،

* مس بیچلر - ہیڈ فورڈ کالج ایجنٹ مارک لندن اسکی سکریٹری ہیں

اس کے اہم واقعات اور افراد کے متعلق تھوڑے بہت معلومات ہمارے کلچری مقصد کے لئے ضروری ہیں لیکن اس امر کے بارے میں بہت اختلاف رائے ہے کہ کس قدر ممکن العمل ہے بہت سے مدارس میں تو تجربہ بھی شروع نہیں ہوا ہے۔ بہرحال نقاط ذیل قابل لحاظ ہیں اس میں شک نہیں کہ پورا مسئلہ زیادہ تر مدت اور مواد تدریس کا ہے چار پانچ سالہ نصاب میں جو کچھ بھی کیا جاسکتا ہے وہ یہ ہے کہ تیز مطالعہ کے لئے ایسی کتابیں استعمال کی جائیں جو تاریخ کی تشریح کریں اور دوسرے اور تیسرے سال میں اسی مقصد کے لئے خاص طور پر تیار کی ہوئی کتابیں مطالعہ میں آئیں جیسے کہ

Lady Frasers' and Kirkman's
Elementary Texts bearing on French History
L. Chouville's En Douce France,
Poole's Lectures Historique, Adair's Historical Reader.

دوسری جانب ماہرین جو جامعاتی وظائف برائے تاریخ۔ السنۂ جدیدیا دونوں* کے لئے تیاری کر رہے ہیں ان کے لئے کافی مدت میں مدرس کی رہبری میں خانگی مطالعہ کے ذریعہ ان اقوام کی تاریخ پر عبور حاصل کرنے میں کوئی دقت نہ ہونی چاہئے جن کی زبان کا وہ مطالعہ کر رہے ہیں۔ فرانسیسی مدارس کے لئے متعدد عمدہ کتابیں شائع کی گئی ہیں جو بہت زیادہ کار آمد ہوں گی لیکن ان دونوں انتہائی صورتوں کے درمیان بے حساب امکانات ہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے میں ناظرین کو ایچ۔ ال ہٹن

---

* اس کی توقع ہے کہ مسٹر فشر کے قانون کے تحت جدید اعلیٰ نصاب میں اور ایک لسان جدید کا مجموعہ بحیثیت مخصوص نصاب مطالعہ کی ہمت افزائی کی جائے گی اور جامعاتی وظائفی امتحانات اس کا ایسا اعتراف کرینگے جو اب عام نہیں ہے۔

کے قابلانہ اوراثر انگیز مضمون "تاریخ اور جدید لسانیات" کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جو جرنل آف ایجوکیشن میں ڈسمبر سنہ ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا ہے

مضمون ترجمہ کو لیجیے - اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ نئے مواد کے انجذاب میں مادری زبان ممنوع قرار دی گئی ہے - اس لئے طریقہ راست کے نصاب میں غیر زبان سے ترجمہ کی مشق کو بھی ممنوع کر دیا گیا ہے - اس کے برخلاف (Sprachgefuhl) (لسانی حس) کی کبھی کبھی جانچ کے لئے یہ مستحسن ہے - روزمرہ کے چکر سے دل خوش کن گریز ہے ایک بالکل اجمالی مشق ہے جس سے طالب علم کو اس بات کے ثابت کرنے کا موقع ملتا ہے کہ اس نے نشاندادہ جملہ کے منطقی مواد ہی کو اچھی طرح نہیں سمجھ لیا بلکہ اس کا حقیقی اثر بھی محسوس کر لیا اور پیش کردہ خیال کے خاص پہلو کو پہچان لیا ہے ۔

ہم کو صرف طریقہ راست کے بنیادی اصول کو استعمال کرنا چاہیئے یعنی راست تلازم سب سے بڑا مقصد ہے اور نتیجہ ظاہر ہے - کوئی ترجمہ کی مشق ایسی نہ ہونی چاہیئے جو اس تعریف کے مطابق نہ ہو - "تجربہ کا ترجمہ" مشقوں کے لئے ایسی عبارتوں کا ترجمہ ہو جو کہ اچھی طرح سے طالب علم کے دائرہ میں ہیں یعنی وہ غیر زبان ہی میں سمجھ سکے اور درحقیقت وہ انگریزی (مادری زبان) کی طرز تحریر کی مشق ہے حالانکہ ضمنی طور پر طالب علم کے فرانسیسی معلومات کی جانچ ہے - ابتدا ہی سے اس طرز کے ترجمہ کی مشق ہونی چاہیئے - لیکن ابتدائی اور وسطانی منزل میں زیادہ نہ ہونی چاہیئے کیوں کہ ترجمہ کی عادت ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے - ایسے ترجمہ میں جس اصول کی پابندی کیجائے اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے کہ اگر لفظی انگریزی ترجمہ میں اور فرانسیسی (غیر زبان) اور اس کے ذہنی اظہار میں فرق واقع ہونے کا اندیشہ ہو تو کسی طالب علم کو اس کا

ترجمہ کرنے پر مجبور نہ کرنا چاہئیے مثلاً -

Quand il est l'heure de prendrele petit dejeuner, Paul descend l'escalier en courant etc.

لیکن یہ اسوقت ہے جب کہ فرانسیسی ایسی ذھن نشین ہوجائے کہ وہ انگریزی (مادری زبان) میں فی البدیہہ یہ کہہ سکے کہ "جب ناشتہ کا وقت ہوتا ہے تو پال سیڑھیوں پر سے نیچے ڈورتا ہے" یہ ظاہر ہے کہ اعلیٰ منزل میں اس قسم کی مشق ایسی عبارت کی تکمیل کے لئے جس کا عمیق مطالعہ کیا گیا ہے یعنی ایسے عمل سے جس کو تشریحی لکچر کہتے ہیں زیادہ دلچسپ اور کارآمد صورت اختیار کرلیتی ہے یا جس کو طلبہ نے خاصی طور پر پسند کیا ہو اور آن پڑھی عبارتوں پر اس کا انطباق، ہمارے طلبہ کے زبان پر انفعالی، عبور کی جانچ کا آسان ذریعہ ہے - یہ ترک مدرسہ اور دیگر امتحانات کے لئے ایک نہایت ضروری تیاری ہے جن میں اس قسم کی جانچ کا ہمیشہ اہم جزء شامل ہے مادری زبان سے غیر زبان میں ترجمہ کیلئے بھی بیشک اسی اصول پر عمل ہوگا جو کہ غیر زبان سے ترجمہ کے لئے ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اس قسم کی مشق اس وقت تک شروع نہ کرنی چاہئیے جب تک کہ طالب علم کو غیر زبان پر کافی عبور حاصل نہ ہوجائے اور وہ اس قابل نہ ہوجائے کہ وہ غیر زبان کے مطلب کو آزاد انشاء میں جدت کے ساتھ ادا نہ کرسکے - اس کی ابتداء جس قدر تاخیر سے ہو اچھی ہے - بلکہ میرا تو یہ خیال ہے کہ اس آزمایش کو مدرسہ کے امتحان سے بالکل خارج کردینا چاہئیے * - میں جتنا زیادہ پڑھاتا ہوں اتنا زیادہ

* کم سے کم اس کو سینیر لوکل اور میٹرک کے طرز کے امتحانات میں جگہ نہ دینی چاہئیے اور اکثر مدرسین شکایت کرتے ہیں کہ اس کی آزمایش کے لئے کلیہ کی آخری ایک یا دو سال میں تیاری نصاب کی مجموعی چار سال کی مدت میں آزاد انشاء اور راست تلازم کی تعلیم خارج ہوتی ہے اس بارے میں کیمبرج یونیورسٹی کی مجلس انتظامی قابل مبارکباد ہے کہ اس نے پیش قدمی کرکے غیر زبان کی آزمایش کو سینیر لوکل میں شامل کردیا ہے جس میں صرف آزاد انشاء کی ضرورت ہے -

وکٹر کے مقولہ کی حقیقی سچائی معلوم ہوئی ہے:۔ "ترجمہ ایک ایسا فن ہے جس کو مدرسہ میں نہیں سکھانا چاہیئے"

راست تلازم کی عادت یعنی فرانسیسی (غیر زبان) میں غور کرنے کی عادت اچھی قائم ہونی چاہیئے - ورنہ انگریزی الفاظ (مادری زبان کے الفاظ) کی موجودگی دخیل ہوگی - یہ عجب بات ہے کہ ان کی موجودگی کیسا مضر اثر ڈالتی ہے خصوصاً جب کہ الفاظ نمایاں ہوں طلبہ ایسی غلطیاں کرینگے جو کہ ان سے غیر زبان میں راست اظہار سے کبھی سرزد نہوں گی اسی واسطے یہ اہم ہے کہ ترجمہ کم سے کم ابتداء میں بلا انگریزی تن (مادری زبان) دیکھے زبانی کیا جائے طلبہ کے سامنے انگریزی (مادری زبان) تیزی سے مکمل جملوں میں بولنی چاہیئے تاکہ فوری ذہنی نمائندگی ہونے لگے اور پھر وہ مترادف غیر زبان کو جنبش دے اور اس میں اہم بات یہ ہے کہ مترادف زبان بامحاورہ ہو نہ کہ منطقی - گویا کہ غیر زبان میں سرکے بل کود پڑنا چاہیئے جہاں سے واپسی رفتہ رفتہ زبان کی زیادہ سے زیادہ گنجایش کے بموجب ہونی چاہیئے -

لیکن یہ اضافہ کر دینا ضروری ہے کہ مدرسین کی رائے اور عمل میں بہت فرق ہے کہ لسانی نصاب کی تینوں منزلوں میں دونوں قسم کا ترجمہ کسقدر ہونا چاہیئے - یہ ایک ان مسائل میں سے ہے جن کے متعلق بہت پریشان خیالی ہے اور ایک ایسا معاملہ ہے جس میں خارجی اسباب جیسے کہ امتحانات کی ضرورت اور ناموافق حالات طریقہ میں اہم اختلافات کا بہانہ یا باعث ہیں -

گرامر کی تدریس کے بارے میں ایک غلط فہمی سے حفاظت اور ایک اعتراض کا رد ضروری ہے -

اکثر لوگ اس خیال میں ہیں کہ ہم گرامر نہیں پڑھاتے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہمارے طلبہ کے کام میں خصوصاً وہ جو سولہ برس میں مدرسہ ترک کرتے ہیں بہت کچھ گرامر کی خامیاں رہتی ہیں۔

امر اول کے بارے میں یہ ظاہر ہے کہ استخراجی طریقہ سے جس کا اس باب کے آغاز میں ذکر کیا گیا ہے ہم تمام وقت گرامر پڑھا رہے ہیں لیکن رفتہ رفتہ ہی ایک ایک قسم یا حصہ کی تکمیل کی جاتی ہے اور وہ بھی اسی حد تک ہو کہ عمارت کی تیار شدہ بلندی کی پائیداری کے لئے لازمی ہے۔ مختصر یہ کہ ہم گرامر کی کتاب کے مجرد اصولوں پر استغراء نہیں کرتے بلکہ اپنے کام میں ان تک استخراج کرتے ہیں اس کو ہم ختم کر دیتے ہیں جب کہ تحلیلی طریقہ کا آغاز ہوتا ہے اور چوں کہ ہمارا طریقہ بالکلیہ اکتشافی ہے اس سے مشاہدہ اور سائنسی طریقہ کے لئے تربیت ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات محض گرامر کے سبق سے جو دلچسپی پیدا ہوتی ہے جس میں گرامر کے حصہ کے کل یا جز، کو ترتیب دیا جاتا ہے وہ اس طریقہ کی تعلیمی قیمت کا کافی ثبوت ہے۔

اب ہم دوسرے امر کو لیتے ہیں جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ لیکن استخراجی حصہ ہی ہے جس میں شاید ہمارے طلبہ ساتھ نہ دیں اگر ہم ہوشیاری سے اس پر زور نہ دیتے رہیں کہ وہ جن اصولوں سے واقف ہو گئے ہیں ان کے استعمال کی عادت ڈالیں اور زبان کے نمونوں اور مثالوں کا حوالہ دیتے رہیں جن سے کہ وہ اخذ کئے گئے ہیں۔ اور یہ دونوں وقت کیا جائے جب کہ نئی مثالیں ملیں اور راست دماغی تلازم سے جو زبان کی فوری شکلیں پیدا ہوں ان کی جانچ کرنی پڑے۔ ہم نے ابھی تک اس کا پورا احساس نہیں کیا ہے کہ راست طریقہ کیلئے "گرامری شعور" کے لئے جداگانہ تربیت کی ضرورت ہے اور قدیم زمانہ میں جس پر فخر کیا جاتا تھا اس سے

مختلف ہے یعنی ایسا گرامری شعور جو کہ گرامر کے لحاظ سے فرانسیسی عبارت ممکن کر دے سکتا تھا لیکن محاورہ کے لحاظ سے بے کار تھا ہم کو خاص مشقوں * اور خاص ترکیبوں † کو اختیار کرنا چاہیئے تاکہ جانچ کی عادت کی تربیت کے لئے ہم اپنے طلبہ کی ذاتی دلچسپی اور امداد حاصل کر سکیں۔

"گرامری شعور" کا یہ جانچ کا کام ہمارے اس طریقہ کا لازمی نتیجہ ہے کہ زبان کی اشکال کو خود بخود حس ارتسامات اور معینہ دماغی نیابتوں سے متلازم کیا جائے یہ ایک اور مثال اس کی ہے کہ ہمارا طریقہ اس تعلیمی اصول کے مطابق ہے کہ دلیل اور قاعدہ نہیں بلکہ جبلت جو دلالت کی عادت کے قابو میں ہو محرک قوت ہونی چاہیئے۔

لیکن گرامر کی غلطیوں کے مسئلہ میں ایک اور عنصر بھی ہے اور یہ ایسا ہے جو زمانۂ سابق کے حالات کے مقابلہ میں بدتر ہے۔

جدید طریقوں سے یہ ممکن ہو گیا ہے کہ اس قسم کے طالب علم کو بھی غیر زبان سکھائی جائے جو تحلیلی طریقہ یعنی گرامر اور ترجمہ کی ذریعہ کچھ حاصل کرنے سے لاچار ہے اور اس قسم کا طالب علم کثرت سے ہے جو اپنے مدرسہ کی زندگی سولہ برس کی

---

* نام نہاد "تحقیقاتی" مشقیں ذیل پر مشتمل ہوتی ہیں کسی نشاندادہ عبارت میں مختلف گرامر کے اصولوں کی دریافت اور حروف ربط کے استعمال کے مجموعے اور افعالی ترکیبیں جو بلحاظ معنی یا شکل غیر زبان کے مماثل ہوں اور انگریزی مترادف سے کوئی تعلق نہ رکھیں مثلاً demander, commander,

† ہر طالب کو ایک ایسا تختہ رکھنے پر مجبور کرنا جس میں موزوں عنوانات کے تحت یہ درج کرے کہ خاص خاص کاموں میں اس نے کتنے دفعہ اہم گرامر کے اصولوں سے انحراف کیا ہے۔ فلسٹیڈ کے مسٹر پی۔ آر سی۔ ایم۔ اے نے اس قسم کے بہت ہی دلچسپ اور کامیاب تجربات کئے ہیں اور بڑی عمدگی سے یہ بتلایا ہے کہ بچوں کو خود اپنے دماغ کی تربیت کے لئے ابھارا جاسکتا ہے۔

عمر میں ختم کر دیتا ہے اور یہ وہی ہے - جس کا کام گرامر کی غلطیوں سے ناقص ہو جاتا ہے - میرے خیال میں فرد اور قوم کو غیر زبان کی تدریس میں اس قسم کے اضافہ سے جو فائدہ پہونچ سکتا ہے اس پر کسی کو بھی اعتراض نہیں ہو سکتا -

الحاصل غیر زبانوں کی جدید تدریس بالکلیہ تقریر اور بے ترجمہ طریقہ سے ہوتی ہے - اور اس کے مختلف ظہور باوجود مقامی اور انفرادی قیود اور محفوظات - سب کے سب کم و بیش خالص اور مکمل اشکال طریقہ راست ہیں - اور یہ واحد طریقہ ہے جو کہ تعلیم کی اسکیم سے مطابقت رکھتا ہے جو جدید طبعیات اور نفسیات کے اصولوں سے اخذ کی گئی ہے اگر مطالعہ کی اور شاخوں میں طریقہ کی اصلاحات درست ہیں تو طریقہ راست بھی درست ہے یہ ایک ساتھ کھڑے ہوتے اور گرتے ہیں اور ان دونوں میں سے ان کی قسمت میں کیا ہے ؟ یہ معلوم کرنے صرف مصلح مدرس سے سوال کی ضرورت ہے اس کے ایقان کا جوش محض ذات پات کا ولولہ نہیں ہے - اگر کوئی اس کو اپنے کام کی بابت گفتگو کرتا ہوا سنے کہ معلم اور متعلم کی امداد باہمی کے اعلیٰ مسئلہ کے لیے جو وہ بہت ہی مختلف النوع اور نہایت ہی حقیقی تجربہ گاہ کے مواقع دیتا ہے تو اس کو خواہ مخواہ ایرسن کا بڑھئی یاد آجاتا ہے جو کہ شہتیر کو جسے کاٹتا ہے اپنے سر کے اوپر نہیں بلکہ پیروں کے نیچے رکھتا ہے تاکہ کلہاڑی کو ہر دفعہ مارتے وقت قدرت اس کی مدد کرے - وہ اپنے اس طریقہ سے قوت کشش کی مدد حاصل کر لیتا ہے اور تمام کائنات اس کے اعصاب کی ذرا سی حرکت کی معاونت کرتی اور اس میں اضافہ کرتی ہے - ہم جوش کے ساتھ مطمئن ہیں کیوں کہ جب ہم کام میں مصروف ہوتے ہیں تو ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہمارے اور ہمارے طلبہ کے ساتھ تمام کائنات ہے

احیائی دور کے ماہرین گرامر سے یہ بالکل مختلف جوش اور اطمینان ہے - بہرحال وہ صرف چند میں مقبول تھے - ذہین طبقہ تک جس کو تجربہ کی اشتہا تھی - انہیں ماہرین گرامر کا باعث ہے کہ ہم کو زبان کی تدریس میں اتنے عرصہ تک گرامر کے ظلم سہنے پڑے ہیں -

جدید تدریسیات تدریب کے ایسے طریقے وضع کر رہی ہے جو جمہوری دور کے لئے موزوں ہیں کیوں کہ ان سے اکثر کے لئے غیر زبان پر عبور ممکن ہو جاتا ہے جس کی واقعی ضرورت ہے اور یہ بڑی اہم بات ہے کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ گرامر کو کمتر درجہ پر ہٹنا پڑا اور حقیقی القائی اور ابتدائی عناصر جو کہ جمالیاتی اظہار کے لازمی شروط نمایاں ہو گئے اور فنون لطیفہ کو تعلیم میں دوبارہ جگہ حاصل کرنے میں مدد ملی - جو کہ افلاطون نے تجویز کی تھی - اور جس سے نظاف (Puritan) اور لفاظ (Pedant) کے ناپاک اتحاد نے اس کو خارج کر دیا تھا فقط

# باب چہارم

## السنۂ قدیم

### یونانی اور لاطینی زبانیں

از

ڈبلو ۔ ایچ ۔ ڈی ۔ راؤس ایم ۔ اے ۔ لٹ ۔ ڈی وغیرہ

ابتداء ہی میں بعض السنۂ قدیم کی جدید تدریس کی تجویز سے متنفر ہونگے ۔ لیکن میں جس کی سفارش کرنے والا ہوں وہ جزء آجدید ہے ۔ طریقہ اور مدعا کے لحاظ سے وہ نہایت قدیم روایات کی طرف رجوع کرتی ہے اور باطنی صورت میں بھی وہ چند ایسے طباع افراد کی پیروی کرتی ہے جنھوں نے اپنے کو تعلیم کے لئے وقف کر دیا ہے ۔ لیکن گذشتہ چالیس برس کے عمل کے مقابلہ میں وہ بے شک جدید ہے خصوصاً جب سے کہ ہم جرمن کے اثر میں آگئے ہیں رسم و رواج کی پابندی اور لفاظی ہمارے مدارس پر بلا کی طرح چھا گئی ہے اور اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ پیشواؤں نے حقیقت سے دو چار ہونے سے پہلوتہی کی ہے ۔ نتیجہ یہ ہے کہ اب ہم اس خدشہ میں ہیں کہ کہیں السنۂ قدیم کا پورا مطالعہ ہی ختم نہ ہو جائے ۔ صرف امید اسی میں ہے کہ فوری اور غیر معمولی تدابیر اصلاح اختیار کی جائیں ۔ تاہم گذشتہ غفلت کے باعث بہت سخت جد و جہد کی ضرورت ہوگی

اگر السنۂ قدیم کا مطالعہ جاری رکھنا ہے تو اس میں حقیقت کی روح پھونکنی چاہیئے جو ہمارے مدرسہ کے اغراض کا جزء ہے ۔ اور یہ بالخصوص کم سن بچوں کی تعلیم میں نمایاں ہے آج کل ہم بچوں کو صرف کتابیں دیکر اور اسباق سنکر مطمئن نہیں ہو جاتے ۔ ان کا کام ایک خوش گوار باضابطہ کھیل کی طرح ہے جو خود ان کے کھیلوں کی طرح

بلا مقصد اور غیر مسلسل نہیں ہوتا بلکہ اس میں ذہنی اغراض ہوتے ہیں جو رفتہ رفتہ ان پر واضح ہوتے ہیں - السنۂ قدیم کو بھی ان کی زندگی اور ان کے قدرتی ہیجانات کے مطابق کرنا چاہیئے اور اس کو ویسا ہی برقرار رکھنا چاہیئے - تب ہی ضروری مشکل کام جوش سے ہوگا - تب ہی ہم ان میں ہمیشہ جولانی قائم رکھ سکینگے لیکن یہ ممکن اسوقت ہے جب کہ ہم ان کو تہیج کریں اور مشورہ دیں نہ کہ ان پر دباؤ ڈالیں اور جبر کریں - بچہ تعلیم کا مرکز ہے - اس میں جو کچھ بھی ہے ہمارا کام اس کو اُبھارنا - تہذیب دینا اور اس کے ارادہ کے قابو میں کرانا ہے اور اس کے لئے ہم کو ہمیشہ اپنے کو اس کی بجائے تصور کرنا چاہیئے - اب ایک کم عمر لڑکے کا تصور کرو جو زندہ دلی اور تعجب سے پر ہے اور کچھ کرنے کے لئے بیقرار ہے - جب تم اس کو ایسی کتاب دو گے جو لاطینی کی گردانوں سے لبریز ہے اور ان کے یاد کرنے کے لئے اس کو مجبور کروگے اور ان کو بجز احمقانہ جملوں کے ترجموں کے جن کا کچھ مطلب نہو کسی اور طریقہ پر استعمال نہیں کراؤ گے تو وہ کیا سمجھیگا؟ کیا وہ یہ نہیں پوچھیگا کہ مجھ سے اس کا کیا تعلق ہے؟ اس قسم کا کام لڑکے کے لئے اتنا ہی زیادہ نفرت انگیز ہے جتنا کہ وہ ذہین ہوتا ہے - وہ اس سے نفرت کرتا ہے اور ایسے تنفر میں حق بجانب بھی ہے - یہ جبراً ہی اس پر عائد کیا جا سکتا ہے یا یہ کہکر کہ اگر اس نے محنت سے کام کیا تو وظیفہ یا اسی قسم کا کوئی صلہ ملیگا - اس طرح کام کا پہلا ہی اثر جو وہ ذہن میں محسوس کرتا ہے بذات خود نفرت انگیز ہوتا ہے اور اس کو مذموم مقصد سے متلازم کر دیا جاتا ہے لیکن اس کو یہ بتلاؤ کہ لاطینی ایک زبان ہے جس میں وہ اپنے احساسات کو ظاہر کر سکتا ہے اور اپنے افعال یا اس دنیا کو جس میں وہ رہتا ہے بیان کر سکتا ہے اس سے یہ کہو کہ اس کی تحصیل سے ہوریشی از کے جیسے متعدد قصوں کے پڑھنے کا ذریعہ ہاتھ آجائیگا اور اس سے زیادہ

عمدہ باتیں معلوم ہو سکینگی جن کا وہ اتنا ہی خواہشمند ہے جتنا کہ تم اُس کو پڑھانے کے خواہشمند ہو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ تدریس کے جدید طریقہ کی ضرورت ہے یا جیسا کہ میں کہہ چکا ہوں قدیم طریقہ کا احیا ہونا چاہیئے۔ جس کا انحصار بچہ کی طبعیت پر ہوگا اور اس کی پیدایشی خواہشات اور مذاق کی بناء پر تکمیل پائیگا۔ یہ، جس کو طریقہ راست کہتے ہیں اپنی کارکردگی کے لئے بے نظیر ثابت ہو چکا ہے۔ یہی وہ ہے جس کی میں ہماری موجودہ مشکلات کے اندفاع کے لئے شفارش کرتا ہوں —*

اس نئی روح اور نئے طریقہ کے ساتھ اور انہی کے قدرتی نتیجہ کی بناء پر ہم کو السنۂ قدیم کے کام کی سرخروئی کیلئے نیا مقصد رکھنا چاہیئے۔ دوسروں کی طرح یہ بھی حقیقتاً قدیم ہے۔ السنۂ قدیم کا مطالعہ یا کم سے کم لاطینی کا مطالعہ محض عملی زندگی کی خاطر ہوا کرتا تھا۔ لاطینی زبان علوم کی کنجی تھی۔ ہمیں السنۂ قدیم کو عقل اور حسن کی کنجی خیال کرنا چاہیئے ان کے اور بھی کئی ضمنی فوائد ہیں † — یہ دونوں زبانیں ضروری ہیں خصوصاً ان کے لئے لاطینی جو کہ تاریخی ماخذ استعمال کرینگے یونانی پادریوں کے لئے ضروری اور طبیبوں کے لئے مفید ہے۔ سائنسدانوں کے لئے بھی بے سود نہیں ہے جو کہ اس کے بغیر اپنے ڈراؤنے ذخیرہ الفاظ کو نہیں سمجھ سکتے۔ لاطینی ان سب کے لئے نہایت مفید ہے جو فرانسیسی اٹالین، اسپانش یا پرتگالی زبانیں سیکھنا چاہتے ہیں۔ ان زبانوں کا استعمال تحصیل کنندہ کے لئے کار آمد ہے کیوں کہ اس سے خود اظہاری

* See: *Modern Languages* (Board of Education, Circular 797); *The Teaching of Greek in the Perse School* (Board of Education, Educational Pamphlets, No. 28); *The Teaching of Latin in the Perse School* (second edition in the Press).

† *Latin and Greek in American Education*, papers by public men and business men, edited by F. W. Kelsey (New York, Macmillan Company).

ہیں مدد ملتی ہے اور سادگی اور منطق کی تربیت ہوتی ہے - لیکن مواد ادب لاثانی ہے - قانون اور سیاست کے لئے روما ہمارا مدرس ہے اور ہماری پوری ذہنی زندگی کے لئے یونان ہے - دونوں کے ادب مل کر انسانی فکر اور تجربہ کا اساسی ذخیرہ رکھتے ہیں جو کہ مدبر، پیشہ ور اور شہری کے لئے نہایت ہی زیادہ مفید ہے اور یہ سب کچھ اس قدر مختصر دائرہ میں ہے کہ کوئی بھی اس پر عبور حاصل کرنے سے ناامید نہیں ہو سکتا - لیکن ہم یہ کلیدوں تنقیدی مضمونوں اور (Pedant) لفاظ کے تھیلی کے شعبدوں میں کھو بیٹھے ہیں ہم کو پھر تفصیلی مطالعہ کرنا چاہئیے جیسا کہ ہمارے بزرگ کیا کرتے تھے اور اپنی کلیدوں کو مدد کے لئے نہ کہ رکاوٹ کے لئے استعمال کرنا چاہئیے - اور ہم کو اپنے سامنے یہ مقصد رکھنا چاہئیے کہ ان میں جو کچھ بھی دانائی جمع ہے اس کا انجذاب کریں - جن کے واسطے ہماری قوم کے لوگوں (انگریز) کو دوسروں کے مقابلہ میں مکمل صورت اور انداز کے نمونوں کے مطالعہ کی زیادہ ضرورت ہے خصوصاً جیسے کہ یونان نے پیش کئے - اگر عمدہ ادب میں روح کے لئے کچھ بھی بھلائی ہے تو یہاں وہ بدرجۂ اتم موجود ہے - کہیں اور نہیں ہے اور اسی کے ساتھ ان تمام اخلاقی مسائل پر غور کرنے کا موقع ہے جن سے ہم زندگی میں دوچار ہوتے ہیں اور جو کہ ایچی سن جیسے خدا رسیدہ اور افلاطون جیسے فلسفی کے سامنے آئے - کسی کو یہ نہ خیال کرنا چاہئیے کہ یہ سب فوائد تراجم سے حاصل ہو سکتے ہیں - ترجمہ میں نظم اپنے جوہر گم کر دیتی ہے - کیوں کہ اثر، مطلب، آواز، وزن اور ترتیب کے ایکساتھ ہونے سے پیدا ہوتا ہے اور جب کہ آخری تینوں میں تبدیلی ہو جائے تو مطلب بھی بدل جاتا ہے - ہم اسے اپنا جزو اسی وقت بنا سکتے ہیں جب کہ ہم اس کو اسی طرح قبول کریں جیسا کہ مصنف چاہتا ہے - یہی ایک حد تک نثر کے متعلق بھی درست ہے - لیکن اصل کی

عمدگی اور خوبی کے لحاظ سے۔ صرف اصل ہی سے ہم افلاطون کی اثر انگیزی کی پوری ترغیبی قوت اور ہیروڈوس کے عمدہ قصوں کا پورا جوش معلوم کرسکتے ہیں - تراجم میں سوکھی ہڈیاں مل جاتی ہیں۔ اور اس کے سوائے کچھ نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ ٹامس نارتھ یا فلیمنی ہالینڈ کی طرح مترجم انہیں اپنے پوست وخون میں پیش کریں لیکن ناخوشگوار حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم نے انہیں اصل میں نہیں مطالعہ کیا تو بحیثیت قوم ہم ان کا تراجم میں بھی مطالعہ نہیں کرینگے۔ اس کی صداقت کی آزمایش نئے مدارس کے نظام اوقات سے کی جاسکتی ہے جو سنہ ۱۹۰۲ ع سے قائم ہوئے ہیں۔ اسکی اور آزمایشی سائنس دانوں کی سفارشات سے بھی ہوسکتی ہے جو انہوں نے تعلیمی اصلاح کے لیے کی ہے۔ اور جب کہ وہ تفصیلات پر آجاتے ہیں جیسا کہ بہت ہی کم نے کیا ہے۔ بہت جلد السنۂ قدیم کا ورثہ یونانی اور لاطینی کے مطالعہ بغیر ابتدائی رومانی کے قصوں اور یونان کے چند افسانوں سے زیادہ حیثیت نہ رکھیگا۔

راست طریقہ کا ایک نتیجہ وقت کی بہت کفایت ہوگا۔ جس سے نیا نظام اوقات بنانا ممکن ہوگا۔ درحقیقت۔ یہ اصلاح چند اور اصولوں پر مبنی ہے۔ جن کے بغیر یہ کامیاب نہیں ہوسکتی۔

ان میں سے ایک وہ ہے جسے ہم "زبانوں کی جانشینی" کہہ سکتے ہیں۔ نئی زبانوں کی تحصیل کے لیے مسلسل ارتکاز کی ضرورت ہے۔ ایک وقت میں دو کی ابتدا مہلک ہے* (گو میں نے دس برس کی عمر کے لڑکوں کو ایک دم تین زبانیں۔ فرانسیسی، لاطینی اور یونانی سیکھتے ہوئے دیکھا ہے) کیوں کہ اس سے باہمی پریشانی ہوتی ہے اور پائیدار اثر

* Yet I have known three foreign languages begun at once, French, Latin, and Greek, by boys ten years old.

پیدا کرنا مشکل ہو جاتا ہے دوسری کو اس قدر ملتوی کرنا چاہیئے کہ پہلی کی ابتداء اچھی طرح ہو جائے اس کے علاوہ وقت بھی محدود ہے - جو کہ نئی زبان کے لئے فائدہ کے ساتھ دیا جا سکتا ہے - کیوں کہ یہ غلط ہے کہ دوگنا وقت دیا جائے تو دوگنا فائدہ ہوگا - ان معاملات پر عام رضامندی نہ صرف اصولاً بلکہ تفصیلاً ہو چکی ہے جیسا کہ ابھی ہم دیکھیں گے - لیکن یہ سوال کہ ابتداء کے لئے کونسی عمر بہتر ہے تصفیہ طلب ہے بعض دس، بعض بارہ بہترین خیال کرتے ہیں - چند ایسے بھی ہیں جو اس سے جلد شروع کرنا چاہتے ہیں - ہم نے چند تجربات کئے ہیں گو یہ اتنے نہیں ہیں کہ ان سے کوئی عام اصول اخذ کیا جائے لیکن دوسروں کے اس خیال کی تائید کے لئے کافی ہیں کہ بہترین عمر دس ہے - ہم نے دیکھا ہے کہ جن لڑکوں نے آٹھ - نو - دس برس میں ابتداء کی وہ بارہ برس میں تقریباً ایک دوسرے کے برابر ہو گئے - نو برس میں شروع کرنے سے ترقی ذرا آسان ہو جاتی ہے - لیکن یہ یقینی نہیں ہے - ششو گھر کی فرانسیسی بے سود ہے اس طرح بچوں کا اچھی زبان کے ساتھ بری بھی سیکھ جانے کا امکان ہے کیوں کہ ان کی دائیاں تربیت یافتہ معلمات نہیں ہیں اور ان کا خاص مقصد گفتگو سکھانا نہیں ہے - دس برس میں نطق کے عضو خم پذیر ہوتے ہیں اور بچہ کوئی بھی آواز نکال نا سیکھ سکتا ہے اگر اس قوت کی اب تربیت ہو جائے تو وہ اسے کبھی کھو نہیں سکتا اور اگر غفلت برتی گئی تو ہمیشہ کیلئے جاتی رہتی ہے - میرے خیال میں دس برس کے بعد یہ تیزی سے کم ہونے لگتی ہے اور بارہ تک بہت کافی غائب ہو جاتی ہے - ہمارے تجربہ میں اس عمر میں جو ابتداء کرتے ہیں ان کی تدریس میں مشکلات بڑھ جاتی ہیں اور میرے خیال میں جو بارہ میں ابتداء کرنے کی تائید میں ہیں وہ لاشعوری سے مقامی حالات کے

باعث اس سے جلد آغاز کرنے کے مخالف ہیں - وہ بد تر کام کو بہتر بن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - بلا جبر کیے - دس میں شروع کرنے سے یہ ممکن ہوتا ہے کہ نصاب مدرسہ میں چار زبانیں شامل کر دی جائیں لیکن - اگر بارہ میں ابتداء کی جائے تو صرف تین ہی مناسب ہیں

اس پر عام اتفاق ہے کہ پہلی غیر زبان جو سکھائی جائے وہ فرانسیسی ہونی چاہیئے - اس منزل میں لاطینی پر اس کی ترجیح ظاہر ہے اور جرمن پر کسی منزل میں بھی اس کی ترجیح محتاج بیان نہیں ہے - -

تجربہ نے بتلایا ہے کہ روزانہ کم سے کم ایک سبق نئی زبان کے لیے لازمی ہے جس کا دوران آدھ گھنٹہ سے کم نہونا چاہیئے - اور کم سن بچوں کے لیے تین چوتھائی سے زیادہ نہ ہونا چاہیئے - اس میں شک ہے کہ آیا دن کے آخری وقت ایک اور سبق فائدہ مند ہے - لیکن قطعاً اس کی ضرورت نہیں ہے - مجموعی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے سال یا میقات میں ہر ہفتہ دو تین زائد اسباق دیے جائیں تو فائدہ ہوتا ہے اور اس کے بعد پھر ان کی ضرورت نہیں رہتی تجربہ نے یہ بھی بتلایا ہے کہ اگر عمدہ کام مقصود ہو تو ایک اور زبان شروع کرانے کے لیے دو سال کا وقفہ ضروری ہے - بیشک یہ ایک عام کلیہ ہے ہوشیار لڑکا جلد تر کام کرے گا اور چند ایسے بھی ہیں جو قرنوں میں بھی ایک غیر زبان نہ سیکھیں گے - دوسری زبان (بارہ میں) لاطینی ہونی چاہیئے اگر لڑکا اس سے کام لینا چاہتا ہے اور تیسری یونانی (چودہ میں) - اس سے ہمارے لیے سولہ تا اُنیس تک چوتھی زبان کے لیے وقت رہتا ہے اور اس مدت میں آسانی سے کافی سیکھ لیا جا سکتا ہے اور قوت کی بخشگی کے ساتھ بولنا، پڑھنا اور لکھنا آسکتا ہے میں یہ مکرر کہتا ہوں کہ یہ چاروں زبانیں بلا

غیر معمولی زحمت سیکھی جاسکتی ہیں - اور ہر ایک کی قیمت بحیثیت مجموعی روزانہ ایک سبق ہے -

ذیل کے حساب سے وقت کی بچت ہو سکتی ہے - پرائمری (ابتدائی) اسکولوں کے نظام اوقات بورڈ آف ایجوکیشن کی خاص رپورٹوں میں دیے ہوے ہیں (ششم ۴۶ - ۴۸) اور یہ باور کرنیکی کوئی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی اشاعت کے بعد سے کوئی تبدیلی ہوئی ہے اس سے ظاہر ہے کہ دس برس کی عمر کے طلبہ - فرانسیسی - لاطینی اور یونانی جو جلد شروع کر دیتے ہیں مدرسہ کے سولہ گھنٹہ فی ہفتہ *پڑھ کر پبلک ٹانویہ مدارس کے وظائف کے لیے تیاری کر رہے ہیں - السنۂ قدیم کیلیے پبلک مدارس میں وقت رفتہ رفتہ بڑھتا ہے حتیٰ کہ اونچی جماعت میں سوائے السنۂ قدیم کے اور کوئی مضمون مشکل سے ہوتا ہے - میرے خیال میں لاطینی کے لیے مدرسہ کے گھنٹوں کی تعداد جب کہ طالب علم ششم فارم میں پہونچتا ہے (۶۱۶۰) ہو جاتی ہے - طریقہ راست میں اوسطاً (۶۱۳) گھنٹے صرف ہوتے ہیں اور یونانی کو (۲۴۸) دیے جاتے ہیں یونانی پر جو وقت صرف ہوتا ہے اس کا حساب لگانا مشکل ہے لیکن وہ کسی طرح بھی لاطینی سے کم نہیں ہو سکتا - لہذا محتاط اندازہ کے بموجب السنۂ قدیم پر جو وقت صرف ہوتا ہے اس میں سے $\frac{3}{4}$ بچ رہتا ہے - اور غالباً اس سے بھی زیادہ ہے -

یہ وقت انگریزی، فرانسیسی ریاضی، سائنس اور دیگر مضامین کے کام آسکتا ہے اور پہلی دفعہ ہم آہنگ تعلیم دینے کا موقع ملتا ہے مخصوص مطالعہ کے

---

* اس میں تیاری شامل نہیں ہے جس کے لئے مزید بارہ گھنٹے چاہئیں - میں اس حساب میں (۶۰) منٹ کی اکائی فرض کر رہا ہوں -

زمانہ میں (سولہ تا انیس) السنۂ قدیم کا طالب علم نصف وقت اپنے خاص مضمون کو دیتا ہے اور باقی ماندہ انگریزی، فرانسیسی، جرمن، ریاضی، دیگر مضامین پر صرف کرتا ہے۔ اختتام پر وظائف کے مقابل امتحانات میں بلا وقت شریک ہوتا ہے جو اس کی السنۂ قدیم کی قابلیت کے ایک جزء کی جانچ کرتے ہیں۔ کیوں کہ اگر امیدواروں سے لاطینی یونانی میں کسی عنوان پر تقریر کرنے کے لئے کہا جاتا ہے یا ان سے لاطینی یا یونانی میں تیزی سے مضمون لکھوایا جاتا ہے یا لاطینی یا یونانی میں پر لطف گفتگو کرائی جاتی تو جنھوں نے طریقہ راست کے ذریعہ تعلیم پائی ہے بالکل بے فکر رہینگے لیکن دوسروں میں اکثر کی یہ حالت نہ ہوگی۔

بہر حال یہ ضروری ہے کہ انگریزی زبان ادب کی تعلیم دیجائے کیونکہ پورا وقت جو غیر زبانوں کو دیا جاتا ہے وہ انہیں کے لئے وقف رہتا ہے یہ بلند آواز سے پڑھ کر سکھائی جاتی ہے انگریزی کے مدرس کو اس قابل ہونا چاہیئے کہ یہ آواز بلند عمدگی سے پڑھے۔ عمدگی سے گفتگو کرے۔ اور اپنی آواز کو موزونیت سے استعمال کرے اکثر مدرسین میں اس کی جس حد تک کمی ہے وہ ہر ایک جانتا ہے۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے اور مدرس کی تربیت میں آواز کے استعمال کو ہر چیز کی بنیاد قرار دینا چاہیئے۔ ہم میں سے جن میں یہ قدرتی وصف نہیں ہے ان کو لمحہ بھر انتظار کئے بغیر اپنی اصلاح کرنیکی کوشش کرنی چاہیئے۔ ان کو بہت زیادہ معاوضہ روزانہ کام میں مسرت اور طلبہ کی دلچسپی کی صورت میں مل جائیگا۔ یہ سب مدرسین پر منطبق ہوتا ہے۔ لیکن بالخصوص ان پر جو ادب کی تدریس کرتے ہیں۔

لاطینی اور یونانی کا عمداً گلا گھونٹا جاتا ہے۔ کیوں کہ مدرسین کی آوازیں غیر تربیت یافتہ ہوتی ہیں اور ان کے کان ایسے خراب ہوتے ہیں کہ وہ اونچ نیچ

میں فرق نہیں کر سکتے گو کہ وہ اس سے جھنجلاہٹ کے ساتھ انکار کرینگے - انگریزی کی تدریس میں تقریری اور تحریری انشاء بھی شامل ہوگی - اس کے مطالعہ کی تفصیل* سے ہمیں یہاں کوئی سروکار نہیں ہے - لیکن اس کا ذکر طریقۂ راست کے ضمن میں ضروری ہے -

متذکرہ اصولوں کے لحاظ سے نئے نظام اوقات کی ضرورت ہے اور ایک ایسی تجویز مفید ہوگی جس سے طریقۂ راست کے ذریعہ السنۂ قدیم کو کافی وقت مل جائے -

پینتالیس منٹ کے گھنٹہ کی اکائی ہے

پریپیرٹری (ابتدائی) مدرسہ

(عمر دس سے کم)

فرانسیسی - تیس تا پینتالیس منٹ کا ایک روزانہ سبق تو دس برس کے طلبہ کے لئے زیادہ سے زیادہ تجویز کیا جاسکتا ہے - اگر پریپیرٹری کی سب سے اونچی جماعت اپر (Upper) مدرسہ کی سب سے نیچی جماعت کے برابر ہے اور عمر دس تا گیارہ ہے تو یہ اس جماعت کے لئے موزوں ہے -

---

* ملاحظہ ہو -

1. See *The Play Way, by* H. Caldwell Cook (Heinehann)

## اپر مدرسہ (Upper School)

| نام جماعت | انگریزی۔ تاریخ و جغرافیہ | فرانسیسی | لاطینی | یونانی یا جرمن | ریاضی | سائنس معہ مطالعہ قدرت | نقشہ کشی | موسیقی | ڈرل |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فادم اول | ۱۳ | ۹ | ۰ | ۰ | ۶ | ۴ | ۲ | ۲ | ۳ |
| ,, دوم | ۱۳ | ۹ | ۰ | ۰ | ۶ | ۴ | ۲ | ۲ | ۳ |
| ,, سوم ب | ۱۰ | ۶ | ۶ | ۰ | ۶ | ۴ | ۱ | ۲ | ۳ |
| ,, ,, ا | ۱۱ | ۶ | ۶ | ۰ | ۶ | ۵ | ۱ | ۱ | ۳ |
| ,, چہارم | ۷ | ۶ | ۸ | ۵ | ۵ | ۴ | ۰ | ۱ | ۳ |
| ,, پنجم | ۷ | ۶ | ۸ | ۵ | ۵ | ۴ | ۰ | ۱ | ۳ |
| ,, ششم | | | | | | | | | |

خاص مضمون کو تقریباً وقت کا $\frac{۲}{۳}$ حصہ دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ دیگر مضامین کو ہموزن کرنے کے لئے دیا گیا ہے

طریقہ راست پر ایک کتاب پیش کرنا میرا کام نہیں ہے - اس کے متعلق کچھ معلومات بعض درسی کتب سے حاصل ہو سکتے ہیں جو تشریح یا امداد کیلئے لکھی گئی ہیں* - ہمیں یہاں عام اصولوں اور نتائج سے بحث ہے - اور ان کی تفصیل متذکرہ کتب میں موجود ہے لیکن یہ ہرگز نہیں بھولنا چاہیئے کہ طریقہ پوری پوری طور پر کتابوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا خصوصاً متعلم پر اپنی توجہ اور دلچسپی قائم رکھنے کا غیر معمولی اثر اور تیز ترقی کا اسی وقت اندازہ ہو سکتا ہے جب کہ کوئی کمرہ جماعت میں موجود ہو -

چوں کہ ہمارا کام منہ سے نکلے ہوئے لفظ پر منحصر ہے - یہ ضروری ہے کہ تلفظ کے متعلق نہایت درجہ احتیاط برت کر پہلے اپنے اور بعد میں طلبہ کے لئے پائیدار بنیاد ڈالی جائے - ہمارے لئے یہ ضروری ہے - کیوں کہ ہم سب بلا استثناء بولنے کی ایسی بد تر تعلیم پائے ہوئے ہیں کہ ہماری بول چال افراط الفاظ کی بجائے ان پر زور دیتی ہے اور حروف علت کی آوازوں کو عام طور سے مقرون لفظ بنا دیتی ہے -

---

* صرف چند کے حوالہ دیئے جاتے ہیں - مترجم
عام طریقہ تعلیم بورڈ آف ایجوکیشن کے دو رسالوں میں بتلایا گیا ہے - جس کا پہلے حوالہ دیا جا چکا ہے -

*Praeceptor* (S. O. Andrews), *Primus Annus* and *Secundus Annus* (W. E. Paine and C. L. Mainwaring) : all published by the Clarendon Press; *Via Nova* (W. H. S. Jones), Cambridge University Press; *Some notes on the Direct Method* (R. B. Appleton), Heffer, Cambridge; *Initium* (W. H. S. Jones and R. B. Appleton), *Teacher's Companion to Initium* (R. B. Appleton, Cambridge University Press; *Pons Tironum* (R. B. Appleton), Heffer; *Perse Latin Palys* (R. B. Appleton), Heffer; *Decem Fabulae* (Paine, Mainwaring, and Ryle), Clarendon Press; *A First Greek Book* and its reader, *A Greek Boy at Home* (W. H. D. Rouse), Blackie; *Lucian's Dialogues, with Greek Notes* (W. H. D. Rouse), Clarendon Press. See also the *Classical Review*: 1907, *Latin Composition*, p. 129; *Mental Gymnastic*, p. 193; 1908, *Translation*, p. 105; 1910, *Shall we drop Latin Prose?* p. 103. The general method is described, with pecimens of the result, in two pamphlets of the Board of Education: *The Teaching of Latin in the Perse School* (out of print; second edition to follow), and *The Teaching of Greek at the Perse School*, Eyre and Spottiswoode, 1s.

یہ یونانی لفظ کو بالکل نظر انداز کرتی ہے اور یونانی زبان کو مثل الفاظ انگریزی زور دے کر اجنبی بنا دیتی ہے - کوئی جب یونانی یا لاطینی جملہ کو شاذ حالات کے سوائے انگریزی گفتگو کا جز نہیں قرار دیتا ان عیوب کا اثر کم گرفت میں آتا ہے - لیکن جب ہر چیز بیان پر منحصر ہو اور ہمارے مصنفین کی تصنیفات شروع سے آخر تک آواز سے پڑھی جائیں - یہ کہنے میں مبالغہ نہ ہوگا کہ ناقص تلفظ سب کچھ ملیا میٹ کر دیتا ہے - ہمیں اپنی زبانوں اور اپنے کاموں کی ایسی تربیت دینی چاہیئے کہ ہم تان سے اونچ نیچ میں فرق کر سکیں اور حال کے سوا کسی اور چیز پر توجہ نہ کریں -

ہمیں اپنی زبانوں اور کانوں کی اٹھتی ہوئی آواز - یونانی تلفظ کی تیزی اور اُتار چڑھاؤ اور آواز کے توڑ جوڑ کے واسطے بھجن اور گانے سے تربیت دینی چاہیئے اور جب تک یہ لاشعوری سے نہونے لگے کسی اور بات پر توجہ نہ کرنی چاہیئے - اور جتنا بھی ہو سکے ہم کو متواتر زور دینے کی مہم کو رد کرنا چاہیئے - عقلمند کسی اپنے دوست سے یا اس سے بہتر کسی ہوشیار آواز کے تربیت کنندہ سے مدد لے گا جس کو وہ بتلائیگا کہ اس کی کیا خواہش ہے اور اس طرح اس بات کا تیقن کر لیگا کہ وہ اپنے آپ کو دھوکا نہیں دے رہا ہے - میں ذرا سی بات کو بڑھا چڑھا نہیں رہا ہوں یہ ایک حقیقت ہے کہ بہت کم عالم لمبے اور چھوٹے حروف علت میں فرق جانتے ہیں -

یونانی اور لاطینی کے پڑھنے یا بولنے کا اثر جب کہ مقدار کا پورا لحاظ کیا گیا ہو اس سے بہت مختلف ہے جو ہم عموماً سنا کرتے ہیں - اور حقیقت میں وہ بہت ہی خوش الحان اور دل کش ہے -

میرا ارادہ نہیں ہے کہ میں اس کے وجوہ دوں کہ ہم کو حروف علت کا وہی تلفظ کیوں اختیار کرنا چاہیئے جو قدماء کا تھا - یہ تجربہ سے یقینی معلوم کیا جا چکا ہے اور میں

اس کی تقلید قطعی طور پر مناسب سمجھتا* ہوں - اس میں کوئی عملی مشکل نہیں ہے بجز ان کے لئے جو اپنی آپ مشکلات پیدا کرتے ہیں - اور اگر اس میں متواتر اور احتیاط سے نگرانی کی ضرورت ہے تو یہی حال ہر اُس کوشش کا ہے جو تلفظ کی صحت کے لئے کی جاتی ہے - جو ضروری نگرانی سے انکار کرتے ہیں (اور درحقیقت اکثر لوگ بہت کم یا بالکل ہی پروا نہیں کرتے) وہ کسی زبان میں تدریس کے لایق نہیں ہیں - مشکل کام کا بیشتر حصہ مدرسین انگریزی اور فرانسیسی جو صوتیات کے نصاب کو پڑھا چکے ہیں ہمارے لئے ختم کرا دیتے ہیں - طلبہ یہ سیکھ چکتے ہیں کہ تمام آوازیں بجز برائے یونانی تلفظ کس طرح نکالی جائیں اور ہمیں صرف ان کی شناخت کرانی ہوتی ہے - ہر آواز کی ایک علامت ہوتی ہے اور ہر علامت کی ایک آواز اور تلفظ کے ہجے کی ضرورت ہی نہیں ہوتی - حقیقت میں کسی لفظ کے ہجے ہی نہ ہونے چاہئیں
اگر کوئی طالب علم کسی نئے لفظ کو ہجے بغیر تختۂ سیاہ پر نہ لکھ سکے تو اس کا مدرس قصوروار ہے اُن سے صحیح تلفظ ادا نہیں کیا ہے -

لاطینی کو شروع کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ قواعد کی اشکال پر جسقدر بھی ہو سکے وسیع نظر رکھی جائے ابتدائی مشقوں† کی صرف ایک گردان ایک آواز یا اسموں کی ایک ہی قسم کی تعریف سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے تمام بے قاعدہ ہیں جو مشکل سے مٹ سکتا ہے ہمکو جلد سے جلد ہر قسم کی اشکال کو استعمال کرنا چاہئے جو روزمرہ

---

* یہ بلا اختلاف ایک رسالہ میں ہے جو کیمرج یونیورسٹی پریس نے شائع کیا ہے اور کلاسکل ایسوسی ایشن کے ایک رسالہ میں پوسٹ گیٹ کی لیٹن گرامر میں - راوس کی فرسٹ گریک کورس میں اور متعدد جدید کتب میں ہے -

† It will be understood that I use this term in its proper sense, and I do not confine it to written exercises.

کی زندگی میں رائج ہیں - اس میں کم سے کم جمدگردانوں کے امر اور بیانیہ بصیغہ حال اور تمام گردانوں کے کم سے کم چند صیغہ جات شامل ہیں یہ سلسلوں کے ذریعہ پیش کئے جاتے ہیں جو اعلیٰ ترین قسم کی تعلیم کے لئے نہایت ہی اہم معاون ہیں* طلبہ ان جملوں کے سلسلوں کو گردانوں اور تبدیلیوں کے جانے بغیر خوشی سے یاد کر لیتے ہیں جن کو استعمال کرنے کے بعد ترتیب دیا جاسکتا ہے میں ایک مثال دونگا جو لاطینی کے پہلے سبق کا کام† دیگی - مدرس کے احکامات عموماً لہجہ اور حرکات سے ظاہر کئے جاتے ہیں خصوصاً اس لئے کہ طلبہ فرانسیسی سے واقفیت کے مدنظر یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ وہ کیا چاہتا ہے - اور ایسا نہو تو وہ انگریزی (مادری زبان) میں مطلب بتلا سکتا ہے ابتداء میں معلم کی کوئی اور بھی مدد کرتا ہے جو دوسرا معلم یا مدرس طالب علم یا کوئی سینیر لڑکا ہو سکتا ہے جس کو یہ سمجھا دیا گیا ہے کہ وہ کیا چاہتا ہے - سب طلبہ ایک ساتھ جواب آواز سے اور وضاحت سے دیتے ہیں -

معلم و مددگار (اپنی نشستوں سے اٹھتے ہوے) (Sargimus)

(بیٹھتے ہوے) (Considimus)

وہ اس کو ایک دو مرتبہ دوہراتے ہیں اور پھر جماعت سے نقل کرنے کے لئے کہتے ہیں

معلم - (Surgite) (ان کے اُٹھنے تک دوہراتا یا سمجھاتا ہے)

معلم - Considite (وہ بیٹھے) کچھ مشق کے بعد -

معلم و مددگار - (Surgimus)

---

* Sss M. de Glehn above, p. 88.

† For another first lesson, see Appleton's *Teacher's Companion to Initium.*

(جماعت اس کی نقل کرتی ہے)

معلم و مددگار - (Stamus) (Considimus) (Sedemus)

(وہ اپنی نشستوں سے چلے جاتے ہیں) (Surgimus) (Stamus) (eximus)

(وہ ادھر اُدھر پھرتے ہیں) (Revenimus) (considimus) (Sedemus)

یہاں چاروں گردانیں ہیں - اور معلم آپ چاہے تو بشرطیکہ وہ مناسب خیال کرتا ہے -
انگریزی (مادری زبان) میں ان میں فرق اسی حد تک بتلائے جس حد تک کہ ان کو مثال
سے واضح کیا گیا ہے - یا تھوڑی اور مدت تک اس کو ملتوی رکھے بہر صورت - الفاظ کو تختہ سیاہ
پر ایک یا کئی لڑکے لکھیں اور اس کے بعد سب اپنی بیاضات میں ان کو درج کریں
(Surgo) کے لئے بھی اسی طرح مشق ہو سکتی ہے کہ پہلے معلم اور مددگار اس کو پہلی
بار کریں اور اس کے بعد معلم اور چند طلبہ -

دوسری منزل یہ ہے کہ ضمیر دوم شامل کی جائے

معلم (Surgite) (وہ اُٹھتے ہیں)

طلبہ - (Surgimus) - م - (Surgitus)

ط - (Stamus) م - (Statis) وغیرہ

اس کو فعل امر کے ساتھ یا بغیر صیغہ واحد میں دوہرایا جائے

آخر میں :—

م - (Surgite) ط - (Surgimus)

م - (Surgitis) - مددگار معلم سے (Surgunt)

اس کے بعد مختلف لڑکوں کو معلم اور مددگار کی جگہ لینی چاہئیے - اس سے معلوم

ہوگا کہ لڑکوں کو تقسیم کرنے سے تمام سلسلوں کے مختلف اشکال کی مشق کرائی جاسکتی ہے - ہر روز اس کی مشق سبق سے پہلے کرنی چاہیئے حتیٰ کہ وہ سب کچھ جان جائیں اس آسان سلسلہ میں توسیع اور تبدیلیوں کی بہت گنجایش ہے میں چند نمونے دونگا اور یہ ناظر پر چھوڑونگا کہ وہ کس طرح ان تک پہونچیں

م - (Ego surgo) ط (معلم کی طرف اشارہ کرکے) (Tu Surgis)

(ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرکے) (Ille surgit)

م - (O Balbe, surge)

م - (Surgit Balbus)

وغیرہ وغیرہ

دروازہ - ڈسک یا کتاب کھولتے ہوئے - تختہ سیاہ کے پاس آتے ہوئے - چاک لیکر لکھتے ہوئے اور دن کی تمام چھوٹی چھوٹی باتوں سے اس کا بڑا موقع ہے کہ قاعدہ میں تبدیلی اور اسی کے ساتھ ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کیا جائے - حقیقت میں ہر لڑکا زندہ دل اور خوش رہتا ہے اور (یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے) وہ ڈسکوں پر اپنی کمر خمیدہ کئے نہیں رہتے - اگر کسی کو یہ خیال ہو کہ لاطینی زبان کے خلاف شان عمل ہے تو مجھے اس سے اتفاق نہیں ہے یہ لاطینی زبان کا قدرتی استعمال ہے اور چونکہ یہ قدرتی ہے اس سے خوشی ہوتی ہے نہ کہ ناراضی - کیونکہ قدرتی بچہ بحاطور پر اچھائی اور انصاف یا لیبی نیس اور اس کی فوجوں کے متعلق بے معنی لکھائی سے خفا ہوتا ہے

بہت ہی پہلے - غالباً پہلے سبق میں تمام طلبہ کے لاطینی نام رکھنے چاہیئیں وہ پرائمس سیکنڈس ٹرٹیس ہوسکے یا خود ان ہی کے نام لاطینی بتا سکتے ہیں (ریکارڈس

ٹرینیٹی ایس۔ تھامس) یا ان کا ترجمہ کیا جاسکتا ہے (سارٹر۔ وینائر۔ لوپس) یہ حالت ندا سے واقف کرانے اور ذخیرہ میں نئے الفاظ کا اضافہ کرنے کا آسان طریقہ ہے مشروط جماعت میں (Prima) اور (Primus) کا فرق پہلی گردانوں کی وضاحت کر دیتا ہے۔ یہ معلوم کرنا آسان ہوتا ہے کہ معمولی افعال باری باری سے تمام حالتیں پیش کر دیتے ہیں اور الفاظ کے بغیر صراحت کرتے ہیں اور یہ ہماری *پڑھائی کی ابتداء سے بہت پہلے ہوتا ہے۔

ان مثالوں سے طریقہ تعلیم میں گرامر کی جگہ ظاہر ہونی چاہیئے جو طلبہ ان سلسلوں کو پڑھ چکے ہیں وہ گرامر سے واقف ہوتے ہیں۔ یہ آسان ہے کہ مثال لکھی جائے۔ اور اس کا سائنسی مطالعہ کیا جائے۔ گرامر سیکھنی چاہیئے لیکن استعمال کے بعد اور جب کہ اس کی قدر و قیمت معلوم ہو جائے۔ اور یہی حال شروع سے آخر تک ہے بیشک غلطیاں ہوتی ہیں لیکن بات چیت میں اور ان کی فوری صحت کر دیجاتی ہے تحریر میں غلطیاں بہت کم ہونی چاہئیں اور یہ تحریر کی غلطیاں ہوا کرتی ہیں جو قائم رہتی ہیں جو مشق کی بیاضات اور رٹائی کے موید ہیں ان کے یہ فرض کرنے کا احتمال ہے کہ گرامر اسی طریقہ سے سیکھی جاتی ہے۔ واقعہ اس کے بالکل برخلاف ہے۔ طریقۂ راست کے مدرسین شرمائینگے اگر ان سے بہتر کام نہ کر سکینگے۔ لیکن ہمارا خاص طور پر یہ مدعا ہے کہ محاورہ میں اور صحیح بات کے لئے جبلت میں صحت ہو۔ اکثر کو یہ تقریر اور بول چال کے سننے کی عادت بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ ابتداءً ترقی۔ محاورہ کی صحت سے ہوتی ہے اور آخر میں تفصیلات میں صحت واقعات کی قدرتی ترتیب کے لحاظ سے

---

* طریقۂ راست کی بہترین مثال ڈاکٹر ارنالڈ کا سبق (Pyramus and Thisbe) ہے جو فائلک کے لحاظ سے دلکش اور سبق کے لحاظ سے مکمل ہے۔

ہونے لگتی ہے۔ جو پہلے ہی سے تفصیلات میں صحت چاہتے ہیں ان کو یہ کبھی بھی حاصل نہیں ہوتی - اور نہ محاورات پر ہی عبور ہوتا ہے

ایک اور معاملہ جس میں ہم مروجہ قاعدہ اُلٹ دیتے ہیں یہ ہے کہ تمام نیا کام مدرسہ میں کیا جاتا ہے اور ہوم ورک، اعادہ یا کسی قسم کی آزمائش پر مشتمل ہوتا ہے جماعت کا کام محض سمجھنا ہے یہ متعلم کے لئے کافی مشکل ہوتا ہے - لڑکے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور باقی کام کے لئے معلم رہتا ہے لیکن سب توضیحات لاطینی یا یونانی میں ہوتی ہیں اور پوری مشق سب کے لئے فائدہ مند ہوتی ہے انگریزی صرف اسی وقت استعمال ہوتی ہے کہ لاطینی سے کام نہیں نکلتا۔ ہوم ورک میں گرامر یا متن کو حفظ کرنا یا پڑھے ہوئے حصہ کا انگریزی ترجمہ ہوتا ہے آخر الذکر صورت میں متعلم کا صرف کام یہ ہوتا ہے کہ معنی کو ظاہر کرے جس کو وہ پہلے سے جانتا ہے۔ ہم وقت واحد میں صرف ایک کام کرتے ہیں عجیب بات یہ ہے کہ ایسے تراجم بہ نسبت ان کے جو جماعت میں کرائے جاتے ہیں بہت بہتر ہوتے ہیں - وہ طبع زاد اور شگفتہ ہوتے ہیں اور اکثر بہت اچھے ہوتے ہیں - یہ تراجم حقیقت میں معلم کے لئے ایک آزمائش ہیں کہ اس نے اپنا کام کس حد تک ٹھیک کیا ہے - کیوں کہ طالب علم ہمیشہ اس کا اظہار کر سکتا ہے جو وہ سمجھا ہوا ہے - چوری اور ناجائز مدد کا خدشہ بالکل غائب ہو جاتا ہے - اگر کوئی ایسی بات ہو تو فوراً پکڑی جاتی ہے - اور اس سے طالب علم کو مدد بھی نہیں ملتی کیوں کہ چوری جماعت میں کام نہیں دیتی - وہاں سوائے معلومات و ذکاوت اور کوئی بات مدد نہیں دے سکتی - طریقہ راست معلم کے ایک پرانے ہتوے کو برباد کر دیتا ہے

معلومات میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا ہے ترجمہ پر بلحاظ ایک فن خاص اسباق

دئے جاتے ہیں کہ عبارت کے تمام نقاط کو کس طرح ظاہر کیا جائے اور کوئی بات چھوٹنے نہ پائے لیکن انکی کثرت کی ضرورت نہیں ہے۔ لاطینی سے خود لاطینی سیکھی جاتی ہے۔ اور انگریزی سے انگریزی۔ اور اب کام یہ ہوتا ہے کہ ان دونوں کو یکجا کیا جائے۔ ہمیشہ کوئی عبارت ایسی منتخب کی جائے جو لڑکے کی استعداد کے اندر ہو۔ اس کو نئی مشکلات سے پریشان نہیں کرنا چاہیئے۔ عام وظائف کے امتحان میں شریک ہونے سے پہلے چند بن دیکھی (Unseen) عبارتوں کا ترجمہ جو وقت معینہ میں کیا جائے امتحان کی تیاری کے لئے کافی ہوتا ہے۔

اگر ناظر نے وہ سمجھ لیا ہے جو صفحات بالا میں درج ہے تو اس کو معلوم ہوگا کہ انشاء کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے دنیائے السنہ قدیم میں بہت سے مباحث ہوے ہیں کہ آیا ہم یہ یا وہ نظر انداز کر کے وقت بچا سکتے ہیں، بلاشک وشبہ نظم۔ یونانی نثر اور لاطینی نثر بھی۔ بعض ہراساں اشخاص کہتے ہیں جو کہ تباہی سے کچھ نہ کچھ بچانا چاہتے ہیں۔ طریقہ راست کی تجویز بہتر ہے السنہ قدیم کے گھنٹوں میں یونانی اور لاطینی اور انگریزی کے گھنٹوں میں انگریزی پڑھا کر۔ جب کہ کم سے کم یونانی اور لاطینی نثر اس دوران میں استعمال ہو رہی ہے وقت بچایا جاسکتا ہے۔ یہ آسان حل جو دوسروں کے لئے ایسا ہی تعجب خیز معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ اس کا پتہ خود ہم جورڈین کے لئے تھا۔ طلبہ صرف وہی قلمبند کرتے ہیں جو وہ بول رہے ہیں یا کہ جو انہوں نے اپنے معلم کو بولتے سنا ہے کیوں کہ اس کو اپنی جماعت سے بلاشک وشبہ ایک درجہ اونچا زیادہ تیار، زیادہ ادبی اور زیادہ الفاظ پر قادر رہنا چاہیئے۔ اس کو برابر نئی باتیں بتانا اور امید افزاء حالت کو ترقی دینا چاہیئے۔ کبھی استعارہ کبھی ضرب المثل۔ کسی کی توجہ کو منعطف

کر سکتی ہے اور اضافہ کا موقع دیتی ہے - کبھی کبھی مشقیں جو ابتدا میں بہت ہی کم ہوں طالب علم کو انشا پردازی ترقی کے راستہ پر ڈال دیتی ہیں - جب کہ وہ لاطینی یا یونانی کے ابتدائی اصولوں سے واقف ہو جائے - کوئی قصہ سنایا جا سکتا ہے اور دوسرے سبق کے لئے اس سے اپنے الفاظ میں اس کا اعادہ کرایا جا سکتا ہے یہ باقاعدہ ہونا چاہیئے - مثلاً ہفتہ میں تین مرتبہ لاطینی کے چوتھے سال میں اور شاذونادر یونانی کے دوسرے سال میں (یہ دو منزلیں عام تعلیم کو اختتام پر پہونچاتی ہیں - جس کے بعد چھٹے فارم یا تخصیصی کام کا زمانہ آتا ہے) - کبھی کبھی انگریزی کی آسان عبارتیں لاطینی میں ترجمہ کے لئے دیجا سکتی ہیں - یا چند لڑکے لاطینی یا یونانی میں مختصر تقریریں تیار کر کے اپنے ہم جماعتوں کے سامنے دوہرا سکتے ہیں ان کو خود مضامین منتخب کرنے کی ترغیب دینی چاہیئے کھیلوں سے بھی مفید مشق ہوتی ہے - یہ سیکھے جا سکتے ہیں یا خانہ ساز ہو سکتے ہیں - اور مطالعہ سے بھی اکثر عنوانات، مضامین میں ہاتھ آتے ہیں -

اس منزل کے اختتام پر طلبہ لاطینی میں اچھا خط یا مختصر قصہ صحیح اور بلا دقت لکھنے لگتے ہیں * جب کہ دوسری منزل کی ابتدا ہوتی ہے تو مخصوص طلبائے السنہ کو آسان طرز تحریر اور مشق کردہ ذخیرۂ الفاظ اور سسرو، لیوی، ڈماس، تھینیز تھوسی، ڈشوس اور افلاطون کے ادبی طرز کے درمیان ایک رخنہ دور کرنا ہوتا ہے - میرے خیال میں اس سے بہتر عبور خلاصہ کے ذریعہ ہوتا ہے ہم ہر روز لاطینی اور یونانی

---

* چند سلسلوں کا تجربہ (The Teaching of Latin in perse school) میں دیا ہوا ہے -

کے چند اوراق پڑھتے ہیں - اور ایک سال تک ہفتہ میں کام یہ ہے پھر اس کو جسقدر ہوسکے پڑھیں اور ایک مختصر خلاصہ مصنف ہی کے الفاظ اور تراکیب سے تیار کریں - اس عمل سے وہ رفتہ رفتہ تالیف سے علٰحدہ ہونے لگتے ہیں حتیٰ کہ وہ اپنا خلاصہ بڑے جملوں میں کتاب کا ذرا سا بھی حوالہ لئے بغیر لکھنے لگتے ہیں - ہمیشہ صفت نہ کہ مقدار کا مطالبہ ہوتا ہے - اس سے قبل جس رسالہ کا حوالہ دیا گیا ہے اس میں ان مشقوں کے دو سلسلوں کا تجربہ دیا ہوا ہے اور اس میں نمونے بھی دئے ہوئے ہیں † اس طریقہ سے ذخیرۂ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے اور ادبی طرز آنے لگتا ہے - دوسرے سال میں لاطینی کے کام کے ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ ایک خلاصہ لاطینی کا اور ایک یونانی کا لکھوایا جاتا ہے اور انگریزی کی ایک عبارت لاطینی یا یونانی میں ترجمہ کے لئے دی جاتی ہے - تیسرے سال میں خلاصہ بند کر دیا جاتا ہے اور ہر ہفتہ ترجمہ کے لئے تین عبارتیں نثر، اور نظم کو باری باری سے کر دیا جاتا ہے - امیدواروں کو عام وظائف کے مقابلہ کے قابل بنانے کیلئے یہ رکاوٹ بغیر بالکل کافی ثابت ہوا ہے - اور یہ اتنے زیادہ بھی نہیں ہوتے کہ متعلمین اس کی یکرنگی سے اکتا جائیں ہم دیکھتے ہیں کہ طالب علم عام وظایف کیلئے بیس تا تیس مقررہ انگریزی عبارتیں لاطینی نثر میں اور اسیقدر یونانی میں کر کے کافی تیار ہو جاتا ہے اور اسی طرح نظم کے لئے بھی * ذرا غور کیجئے کہ اس سے کتنا وقت بچ سکتا ہے - زیادہ تر وقت جو عموماً نام نہاد

---

* (The Teaching of Greek in perse school).

† اس میں وہ شامل نہیں ہے جو چوتھے سال میں کیا جاتا ہے - لیکن یہ بہت کم ہوتے ہیں اور بہت ہی آسان ہوتے ہیں اور انگریز مصنفین کی تحریرات میں سے انتخاب نہیں کیا جاتا ہے -

"انشاء" پر صرف ہوتا ہے وہ ظاہر ہے بالکل ضائع جاتا ہے۔

نظم کے لئے دوسرا طریقۂ عمل۔ اس کے لئے ششم فارم سے پہلے اور نہ اس کے بعد ہی بلا کتب مطالعہ کوئی کوشش کیجاتی ہے طلباء کم و بیش وزن سے مانوس ہوتے ہیں۔ کٹلیس، مارش، ہورس، اوو ڈ، ورجل، ہوم پڑھ لینے سے تختی کے عام اصولوں سے واقف ہوتے ہیں کسی شاعر کے کئی سو اشعار پڑھ لینے کے بعد طلبہ سے کہا جاتا ہے کہ کسی مماثل عنوان پر انہیں کی نقل میں چند اشعار لکھیں۔

یہ پہلی مشق ظاہر کر دیگی کہ ان کے معلومات میں کیا خامی ہے۔ اور ان کو کیا بتانا چاہیئے۔ اس کے چند سو اشعار کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ اور انگریزی نظم کا چھوٹا سا حصہ ترجمہ کے لئے سوائے یونانی میں تلفظ (Iambic) کی ابتدائی مشقیں بغیر دیا جاتا † ہے۔ کامیابی کی نوعیت اسکو متعجب کر دیگی جس کو بلند آواز سے پڑھنے کا تجربہ نہیں ہے۔ اس مشق سے کان ایسے تربیت پا جاتے ہیں کہ وزن کی نقل کرنا آسان ہوتا ہے چند مشقیں یہ بتا دیتی ہیں کہ کون بیکار ہے۔ باقی آگے پڑھنے لگتے ہیں خود اظہاری کی تشویق کے لئے ایک مفید اور مقبول طریقہ مختصر تقریر یا لکچر دلوانا ہے۔ جو عنوان بھی تجویز ہو جائے منظور کیا جا سکتا ہے۔ کوئی سوال جو تعلیم میں پیدا ہو یا رضاکار اٹھائے یا وہ جس میں بھی دلچسپی ظاہر ہو۔

میں ذیل میں ایک میقات کے کام میں سے ایک درج کرتا ہوں جو خارجی طور پر عاید نہیں کیا گیا:—

Gladiatores: Cicero: Comitium: de signis Romains: oratores Graeci: M. Antonius: tribuni plebis: Sallustius:

---

† یہاں Daman (Blackie) کی ایک درجن مشقوں میں سے چند سطریں غلطیوں سے بچنے کے لئے نہایت مفید ہیں

تقاریر دس منٹ تک جاری رہتی ہیں اور سوالات کی اجازت ہوتی ہے - یہ اکثر نہایت ہی خوب ہوتے ہیں اور بعض دفعہ مزاحیہ - مجھے خاص طور پر ایک لڑکے کا جواب یاد ہے جو تیار ہونا بھول گیا تھا - اس نے فی البدیہہ ایک دلپذیر تقریر کی جس میں اس نے اپنے مغرور ماہر تدریسیات اور آر بی اُس کا مقابلہ کیا - یہ بڑی شائستگی سے ظاہر کیا گیا اور مکارانہ مذاق سے بھرا ہوا تھا - بعض تصانیف کے حصے سونگ بھرنے کا موقع دیتے ہیں مقدمات کو مکرر چلایا جا سکتا ہے اور گواہوں پر جرح کی جا سکتی ہے یا کائیلن کو مجلس رفقاء میں سے خارج کر دیا جا سکتا ہے -

میرے خیال میں اب یہ ظاہر ہے کہ اگر ہم اپنے کام کو منہ سے نکلتے ہوئے الفاظ پر منحصر رکھیں تو وقت بچتا ہے اور یہ پورا کام حقیقی ہو جاتا ہے اور اس میں جان پڑ جاتی ہے - مجھے امید ہے کہ یہ بھی اتنا ہی واضح ہے کہ ہم اس الزام سے بری ہیں کہ ہم لاطینی اور یونانی کی تعلیم اس لئے دیتے ہیں کہ گفتگو ہو سکے - جو اکثر الزام لگایا کرتے ہیں اور تحقیقات کرنیکی تکلیف نہیں اُٹھاتے - حقیقت اس کے برخلاف ہے - ہم تدریس کے لئے گفتگو کرتے ہیں - یہ گفتگو نہ بچہ کی بڑ ہے اور نہ نشو گھر کی بکواس - وہ محتاط اور صحیح ہوتی ہے اور ادبی طرز کے لئے رہنمائی کرتی ہے - جو تمام عمدہ طرزوں کی طرح حقیقت میں گفتگو ہے - نتائج سے یہ بھی صاف ظاہر ہو جانا چاہیئے کہ بلا ترجمہ پڑھائی اور مباحثہ طلبہ کو اس قابل کر دیتے ہیں کہ اُن سے کہا جائے تو وہ ترجمہ کر لینگے - لیکن یہ صاف بتلا دینا ضروری ہے کہ بلند آواز سے پڑھنے سے نہ کہ کسی اور طریقہ سے - طالبعلم مصنف کا ہی مطلب اسی کی ترتیب اور زور کے ساتھ حاصل کر سکتا ہے اور اس کی خواہش کی مطابق طبیعت بنا سکتا ہے -

کئی باتیں جو میں نے تنہا مطالعہ میں چھوڑ دی تھیں نمایاں طور پر ظاہر ہو گئیں

جب کہ میں نے اسی کو بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سنا۔ اور اسی طرح سے تیار کی ہوئی جماعت ہر نکتہ کو سمجھ جاتی ہے۔ میری خواہش تھی کہ کاش مثالوں کے لیے جگہ ہوتی مجھکو یقین ہے کہ کئی اس مضمون کے ناظرین کے لیے بالکل نئی ہوتیں۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ الفاظ۔ محاورے بلکہ پورے پورے جملے کیونکر حافظہ میں صرف ایک بار پڑھنے کے بعد رہ جاتے ہیں۔ ایک لفظ بمعنی ''سخت کوشش'' ڈیماستھینز کی تقریر میں آیا تھا۔ دو سال کے بعد یہ اس وقت یاد آیا جب کہ کسی لڑکے کو ایک حادثہ پیش آیا لفظ (Mergus) نے (Statio gratissima mergis) یاد دلایا جو ایک سال قبل پڑھا تھا۔ میں نے ایک لڑکے کو پڑھنے کے لیے کہا۔ اُس نے کہا (Bis hodie me inssists recitare) ایک دوست نے فوراً جواب دیا (Crambe repetita) ایک اور نے جو دنداں ساز کے پاس جانا چاہتا تھا کہا

"Licet ad detifrangibulum progrediar?"

یہ ایک ایسا لفظ ہے جس سے وہ کئی ماہ قبل بہت محظوظ ہوا تھا۔ ایک نے تختہ سیاہ پر انسان کی شکل بنائی جس کی چھ انگلیاں تھیں۔ ایک لڑکے نے پکار کر کہا "Sex habet digitos" نقشہ کش نے مسکراتے ہوئے کہا "Sextus Digitius ille quidem"

جس کے متعلق ہم نے لیوی میں دو سال قبل پڑھا تھا۔ بعض پوری سطریں پڑھ دیتے ہیں جو ان کو پسند آجاتی ہیں۔ میں نے ہورس پڑھ کر کہا "Non placet mihi hoc carmen quamvis sit odiosa haec femina";

جس کا جواب ملا "Melius erit cras nobis carmen recitandum,"
ایک آواز نے جواب دیا "Quis scit an adiciant hodiernae crastina summae tempora di superi?"

گروہ اپنے معلومات سے اس طرح کھیل سکتے ہیں یا مذاق اور لطیفہ گوئی

کرسکتے ہیں تو کیا لاطینی اور یونانی مردہ زبانیں ہیں ؟ ایک بڑا نامی پیام لیکر آیا - فوراً کسی نے چلا کر کہا "Bonum omen! avis a dextra!" ایک لڑکا جو عموماً آتشدان کے پاس بیٹھا تھا ایک روز کھڑکی کے نزدیک جا بیٹھا - میں نے پوچھا "Tune demigrasti" اس نے جواب دیا "Illa sunt hiberna." ناپ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوے ایک نے کہا "—ἔστι πούς" اور دوسرے نے اسکو ختم نہ کرنے دیا اور پوچھا "ποῦ 'στι;" فوراً ایک اور نے کہا "—βραχὺ μὲν" دوسرے نے "ὀλίγον τε φίλον τε" یا پھر اوونڈ پڑھنے والے نے بیان کیا "Niobe saxea est facta," دوسرے نے اضافہ کیا "Sicut Lotti uxor," اور تیسرے نے "*Salse* dictum!" بیشک یہ ذرات ہیں لیکن کیا اس قدر بدتر ہیں ؟ کیا یہ معمولی بات چیت کو مزیدار نہیں کرینگے - اور یہ ایک ایسے رجحان کی علامات ہیں جس کے متعلق میں اس خیال کی جرأت کرتا ہوں کہ تعلیم کیلئے غیر اہم نہیں ہیں - میں ایک اور کا اضافہ کرونگا - تا کہ معلوم ہو کہ غلطیاں کس طرح اپنے آپ درست ہو جاتی ہیں - ایک لڑکے نے پڑھا "O qua sol habitabilis illustrat oras" عام ہنسی میں ایک نے چلا کر "Si sol habitabilis est, i tu et habita," میں نے کہا "Non est sol habitabilis." اور ایک لڑکے نے کہا "Non in sole habitat ille sed in luna; est lunaticus." کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہے کہ "Parse *habitabilis*," کی تحلیل کرو یا یہ کس کے ساتھ جاتا ہے بتلاؤ

جماعت میں گفتگو کا ایک مقصد یہ ہے کہ انفعالی سے فعلی ذخیرۂ الفاظ

میں جس قدر ممکن ہوسکے الفاظ کو منتقل کیا جائے جو سنکر سمجھنے کی بجائے فوری استعمال کے لئے تیار رہیں - ایک میقات میں میں نے دیکھا کہ دو ہزار سے زیادہ الفاظ کو اس طرح خود بخود استعمال کیا گیا جو بدا تہ کار آمد ذخیرہ ہے اگر اس میں اضافہ بھی نہ کیا جائے محاورے، نحو اور گرامر کے لئے میں نے جو شذ بذ اقتباسات دئے ہیں غالباً متعجب کی تشفی کے لئے کافی ہیں ان کی بالکل ہی تشخیص نہیں کی گئی ہے -

ہم اپنے کام میں بمقابلہ ہمارے جدید زبانوں کے ساتھیوں کے ایک مشکل میں ہیں - وہ ہمیشہ اس زبان پر بھروسہ کرسکتے ہیں جو کہ فی الوقت کوئی قوم استعمال کرتی ہے - وہ اپنی یاد کو تازہ کرسکے ہیں اور اپنے معلومات میں نہایت ہی قدرتی طریقہ پر زندہ لوگوں سے میل جول کر کے اضافہ کرسکتے ہیں ہمارے لئے سوائے تحریری اسناد اور کچھ نہیں ہے -

ہم بہت سی غلطیاں خصوصاً اغلب ہے کہ فروگذاشتیں کرنے پر مجبور ہیں - اور ہم کبھی بھی جملے کی لے نہیں سیکھ سکتے گو ہم مرکب اجزاء کی آوازیں سیکھ سکتے ہیں اور دوہرا سکتے ہیں - یہ مان لینا چاہئیے اور وہ بھی بلا تکلف کیوں کہ یہ گفتگو ہمارے مقصد کا ایک ذریعہ ہے جس میں اور بہت ساری اہم چیزیں اب کوئی وقعت نہیں رکھتیں - لیکن تحریرات میں بہت سا مواد ہے - راست، اور با محاورہ ہے اور یہ ہم میں اعتماد پیدا کرنے کے لئے کافی ہے کہ ہم (اپنے حدود میں) ویسا ہی بولتے ہیں جیسا کہ قدما بولا کرتے تھے - پلاٹنس آرسٹوفینز، افلاطون، لوسٹین کو الٹ پلٹ کردو، سسرو کے خطوط اور اس کے شگفتہ مکالموں کے حصے یا بیانات جو وہ اکثر دیا کرتا تھا - تلاش کرو - وائیوز، ایرازمس اور کارڈیریس کے قابل قدر مکالموں کو چاٹ جاؤ - ان میں وہ سب کچھ ہے جو ہم چاہتے ہیں - اپنی گفتگو کو ضرب المثلوں سے

مزیدار بناؤ اور اس کو ہر ہفتہ بدلتے رہو تاکہ مدارس کے طلبہ جامعہ کے اکثر اساتذہ سے زیادہ جان جائیں اور وہ پر لطف قسمیں اگر تم کو کوئی غصہ دلائے تو کہو اور یہ سب ہوا میں اُڑ جائیگا اور غضبناک والدین کو احتجاج کرنے کا موقع بھی نہ ملیگا - ہم کو یہ معلوم کر کے لطف آئیگا کہ اگر بعد میں پڑھتے وقت ایسا کوئی جملہ آجائے تو تم اس کو کس خوشی کے ساتھ دیکھتے ہو - میں نے تو (O di immortale) بھی پرانے دوست کی طرح خیر مقدم ہوتے دیکھا ہے مطبوعہ الفاظ سے حقیقی تجربے یاد آجاتے ہیں - اور یہی وہ بات ہے جو ہم چاہتے ہیں - اس کے علاوہ معلم کو بیشک چاہیئے کہ ہمیشہ بہت ہی مستند جز بار بار پڑھتا رہے - اگر کوئی یہ خیال کرلے کہ وہ پڑھا سکتا ہے اور اسی کے ساتھ اپنے کو معمولی دائرہ میں محدود کرے تو وہ غلطی پر ہے -

میرے پاس نتائج کے خلاصہ کے لئے ہی اب جگہ باقی ہے - وہ جو دوسرے مضامین میں مہارت حاصل کرتے ہیں عموماً پندرہ یا سولہ سال کی عمر میں السنہ قدیم کے نصاب کو ختم کر دیتے ہیں - گو میں نے بہت ہی عمدہ نتائج دیکھے ہیں جب کہ کسی لڑکے نے ششم میں لاطینی کی پڑھائی تفریح کے لئے شروع کر دی اور لکھائی اور تیاری نہیں کی - اس منزل پر جو کیٹیلس ، مارش ، ہورس ، ورجل ، اور ہومر کے آسان عبارتیں اور سسرو ، مالیوی ، سزر ، ٹیسی ٹس ، موسین ، ہیرو وٹس اور غالباً افلاطون اور تھوسی ڈاڈس کے انتخابات * پڑھ چکے ہوں گے وہ زندگی میں ایسے بڑے لوگوں کی واقفیت کے ساتھ داخل ہوں گے جن پر ہماری تمام تہذیب کا دارومدار ہے - تم ان سے تضیع اوقات کی دلخراش آوازیں نہیں سنوگے اور نہ ان کے خطوط ، اخبار ، ٹائمز میں یونانی زبان کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے شائع ہوں گے - وہ

* یہ لاطینی کے چارسالہ اور یونانی کے دوسالہ نصاب میں شامل ہیں -

اپنے کام کی قدر کرتے ہیں اور خوش ہیں کہ اس کو پورا کر چکے ہیں - متخصصین - تیز مطالعہ کی وجہ سے جو طریقہ تعلیم نے ممکن کر دیا ہے ورجل، ہومر اور سوفوکلیس کو پورے کا پورا پڑھ لیتے ہیں - ان کو ہمیشہ ختم کیا جاتا ہے - اور ہم پلاٹیئس کے تین چار ناٹک، کیٹلس، لوکرٹیس، جوونیل، مارش، اووڈ، سنز (عموماً گیلک جنگیں) سرو (ایک درجن تقاریر - چند خطوط اور کچھ فلسفہ) لیوی، ٹیسی ٹس کے اقتباسات اور ایسکی لس کی حزنیات، ایرسٹوفینز کے ایک دو ناٹک - تھوسی ڈائیڈس ہیروڈوس کی پوری تالیف یا اس کے حصے، افلاطون کے چار پانچ مکالمے اور ڈیماستھینیز کی دس تقاریر - ہمیشہ پڑھتے ہیں - دوسرے مصنفین کا مطالعہ حالات کے لحاظ سے ہوتا ہے ان میں تھیوکریٹس، ہلیوڈ، زونوفن، لوکن پروپرٹیئس، ٹبلس، جیلسٹ پلاٹنی، سوٹونیس، سنیکا ہیں درسی کتب کے سلسلے ایک کمرہ میں رکھے جاتے ہیں تاکہ حوالہ جات دیکھ لئے جائیں یا توضیحی حصے وہیں پڑھ لئے جائیں - گرامر اور تنقیدی کام کا مطالعہ موقع کے لحاظ سے کیا جاتا ہے اور خاص اسباق کے لئے اس کو یکجا کر لیا جاتا ہے - سب سے اہم یہ ہے کہ قدما کے علم و دانش اور محض علم و دانش کے حصول کے لئے کوشش کی جاتی ہے - اور یہ مصنفین کسی نہ کسی جگہ اخلاق مذہب اور سیاست کے متنازع مسائل سے بحث کرتے ہیں - بالآخر میں اس کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ چار زبانوں کی تعلیم ایک ایسے طالب علم کے لئے جو زباندانی کا مذاق رکھتا ہو بیجا بار کا باعث نہیں ہے - درحقیقت طلبہ کی کافی تعداد پانچویں زبان کو دلبستگی کے لئے سیکھتے ہیں - جن میں سنسکرت عربی اور اٹالین ہیں -

طالب علم کے لئے طریقہ راست جو بظاہر اس کے کام کو آسان کرتا دکھائی دیتا ہے دراصل اس کو کام کے لئے راغب کرتا ہے بمقابلہ طریقہ بالراست اس

کے بموجب واقعی زیادہ کام کرنا پڑتا ہے - لیکن یہ اسی طرح جوش سے کیا جاتا ہے جس طرح کہ کھیل کھیلے جاتے ہیں اور طالب علم میں اپنی قوت کا احساس باقی چھوڑتا ہے - لڑکپن کی بے مثل تازگی برقرار رہتی ہے - اس کی رہبری اور روک تھام کی جاتی ہے - لیکن اس کو لکڑی سے ہانکا نہیں جاتا - اور معلم کے لئے یہ کام دل خوش کن ہے - صرف ایک بات سے خبردار ہونا ضروری ہے - معلم کو اپنی دانائی و بینائی اور رعب و داب کی نمود نہیں کرنی چاہیئے اس کو ہنس مکھ جماعت کا جزو بن جانا چاہیئے - اس کو اپنی حقیقت کے اظہار سے گریز نہ کرنا چاہیئے - اس کو انسان بنا رہنا چاہیئے نہ کہ لکڑی کی ناٹ - ہنسی خوشی اسے سیکھنا چاہیئے تب ہی وہ ہنسی خوشی پڑھا سکیگا فقط

# باب پنجم

## سائنس

از

پروفیسر ٹی - پرسی نن - ایم - اے ، ڈی - یس - سی

ہربرٹ اسپنسر کی کتاب ''فلسفہ تعلیم'' میں ایک بہت ہی مشہور فقرہ ہے - جس میں عہد وکٹوریہ کا یہ خشک بوڑھا پہلی دفعہ شاعرانہ رنگ میں آکر سائنس کو خاندان علوم کی ایسی لونڈی سے مثال دیتا ہے جسکو تمام علوم کی لگاتار خدمت کرنے کے باوجود سنڈریلا (پری) کی طرح ''گوشۂ گم نامی میں رکھا گیا ہے تاکہ اس کی تنگ مزاج بہنیں اپنے بناوٹی کپڑوں کی بہار دنیا کو دکھاسکیں'' اس سلسلۂ بیان کو جاری رکھتے ہوے کہتا ہے کہ ''یہ تمثیل یہیں پر ختم نہیں ہوتی کیونکہ ہم ایک ایسے نقطۂ نظر پر پہونچ رہے ہیں جب کہ حالات بالکل بدل جائینگے اور یہ مغرور بہنیں قعرگمنامی میں ڈوب جائینگی جس کی وہ مستحق ہیں بلحاظ قدر و قیمت اور حسن سائینس کے اعلیٰ ترین ہونے کا اعلان ہوگا اور سب پر اس کی حکومت ہوگی یقین کے ساتھ یہ ناقابل قبول پیشین گوئی سنہ ۱۸۶۱ ع میں کی گئی تھی - اس کے بعد کم سے کم ایک دفعہ ایسا وقت بھی آیا جس میں اس کے پورا ہونے کی بہت زیادہ توقع ہو چلی تھی - گذشتہ صدی کے آخری چند سالوں میں ساوتھ کنسنگٹن کے شعبۂ سائنس اور فنون کی طرف سے سائنس کی وقتاً فوقتاً تدریب کی ہمت افزائی نے ایک وسیع اسکیم کی صورت اختیار کرلی جس کا کام یہ ہوگیا

کہ مدارس میں سائنس کی باضابطہ تدریس کو ترقی دے - مادی امداد کے لالچ میں جو مدرسہ کا طرز بدلنے پر دیجاتی تھی ، بہت سے لاطینی قواعد کے پیرو آزمایشی بنی کے معتقد ہوگئے اور اپنا اعادہ شباب "مدرسہ سائنس" بن کر کیا - یہ تحریک صرف اُن مدارس تک محدود نہیں تھی جو عام طور پر ثانویہ شمار ہوتے تھے - بڑے شہروں کے بااختیار اور بلند حوصلہ اسکول بورڈ (مجالس مدرسہ) نے ان آئینی حدود سے چشم پوشی کرکے جو ان کے کاموں پر عائد تھے' اس جدید تحریک کا ساتھ دیا اور اپنے "اعلیٰ تحتانیہ" اور "اعلیٰ گریڈ مدارس کو "مدارس سائنس" کے سانچے میں ڈھال لیا - یہ مدارس قدیم رسمیات کی قید و بند سے آزاد اور ٹیکس دہندگان کی بدولت سازو سامان سے آراستہ ہو کر نہ صرف سررشتہ کی امداد سے کماحقہ مستفیض ہوئے بلکہ طلباء کے لئے ، اپنے رقیبوں سے کامیاب اور پرزور مقابلہ کرنے لگے - اس اثناء میں ثانوی مدارس میں سائنس کی تعلیم کو فروغ دینے کے لئے "آبکاری رقم" جو معزول شدہ شراب فروشوں سے بطور ہرجانہ لی جاتی تھی اور وہ رقومات جو مقامی چندوں سے حاصل کی جاتی تھیں مخصوص برطانوی لاپروائی کی وجہ سے ، کونٹی کونسل (County Council) کی ان فنی تعلیمی کمیٹیوں کے خزانوں میں منتقل ہونے لگیں جو سنہ ۱۸۹۹ ع میں قایم کی گئی تھیں - اس طرح سے گذشتہ صدی کے آخری دس برس اور بیسویں صدی کے ابتدائی چند سالوں میں سائنس کی تعلیم پر قابل لحاظ توجہ دی گئی اور بے شمار امدادی اور نیم ثانوی مدارس قائم ہوگئے نصاب کی سنڈریلا (پری) کم از کم ان مدارس میں محبوب اور منظور لڑکی بن گئی جس پر تمام مہمانوں کی مہربانیاں ہوتی تھیں اور جو تمام اخراجات زوجہ کی تنہا اجارہ دار بن بیٹھی تھی - اس کے

بعد کاکرٹن (Cockerton) کا مشہور فیصلہ صادر ہوا ۔ ۱۹۰۲-۱۹۰۳ع کا عظیم الشان تعلیمی قانون نافذ ہوا - اور تنظیمی پالیسی میں "جدید تشریق" عمل میں آئی جو سنہ ۱۸۹۹ ع میں بورڈ آف ایجوکیشن کے قیام کا لازمی نتیجہ تھی - پہلے نے اسکول کے قائم کردہ "مدارس سائنس" کے غیر قانونی ہونے کا اعلان کیا - دوسرے نے ان تمام مجالس کے وجود کو کالعدم قرار دیا اور ان کے اختیارات میں ثانوی مدارس سے متعلق اختیارات شامل کرکے ان کو عام مقامی حکومتوں کے تفویض کر دیا - اس اثناء میں جوں جوں بورڈ آف ایجوکیشن نئے عہدہ داروں کے اثر کو قبول کرتا گیا، اس کی پالیسی نے سائنس کی نمایاں ترقی کو روک دیا اس کی جو مخصوص حیثیت بلحاظ استحقاق امداد تھی اس سے محروم کر دیا گیا -

سائنس کی موجودہ حالت کا آج سے بیس سال قبل کی حالت سے سرسری مقابلہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تحتانیہ مدارس میں بلاشبہ سائنس کی تعلیم بہت کم دیجاتی ہے - تحتانی نظام میں مدارس سائنس کا وجود محض دلچسپی کی علامت نہیں تھی بلکہ اصل وجہ مضمون سائنس پر زیادہ توجہ تھی جس کے نمایاں اثرات عام مدارس اور جس کا گہرا اثر عام مدرسین کے طرز عمل پر پڑا - خاص امداد کے بند ہو جانے کے بعد سے سائنس کی طرف بہت کم توجہ دی جانے لگی - ثانوی تعلیم کی حد تک تو اور بھی زیادہ پیچیدہ تبدیلیاں ہوئیں - سنہ ۱۸۹۸ ع میں ثانوی مدارس کو دو واضح مقابلی گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا تھا - جن مدارس نے سررشتہ تعلیمات کی امداد کو قبول کیا - وہ مجبور تھے کہ سائنس کو اپنے نصاب میں فوقیت دیں اور وہ مدارس - بشمول جملہ "پبلک" مدارس، جو اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے اہل تھے یا جنہوں نے اس امداد سے انکار کر دیا تھا، اپنے ہی دستور پر قائم رہے یعنی انہوں نے قدیم السنہ کے نصاب کو

برقرار رکھ کر، زمانہ کی ضروریات کے مطابق اس میں تھوڑی بہت ترمیم کی، ان بیس سالوں میں اول الذکر گروہ میں سائنس کا معیار گرتا گیا اور موخر الذکر میں بڑھتا گیا، یعنی امدادی مدارس میں اس کا معیار گر گیا۔ لیکن باقی مدارس میں اس کی جڑیں مضبوط ہو گئیں۔

ان چند تاریخی واقعات کا حوالہ کئی وجوہ سے اس باب کی موزوں تمہید ہے، کیونکہ پہلے تو یہ کہ تدریس سائنس کے انگریزی روایت کی تشکیل، "مدارس سائنس" میں ہوئی، اس مضمون کے جوشیلے موید بن بعض دفعہ غیر شعوری طور پر، اس کی موجودہ حالت کا اندازہ اس معیار سے کرتے ہیں جو اس کو قلیل مدت حکمرانی میں نصیب ہوا۔ برخلاف اس کے، اس کے مخالفین اسی عہد سے مخالفت کے لئے مواد فراہم کرتے ہیں اور بودے دوست اپنے خیالات کو محفوظ ہی رکھنا زیادہ مناسب خیال کرتے ہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ایک ایسے دور میں جب کہ تدریس سائنس پر اتنی زیادہ توجہ دی جا رہی تھی، نصاب اور طریقہ تدریس کو ایک آزمایشی امتحان سے گزرنا پڑا۔ جس کے نتائج اپنے اندر دائمی اہمیت پنہاں رکھتے ہیں۔ تیسری وجہ ذرا زیادہ اہم ہے۔ شعبۂ سائنس اور فنون کی ابتدائی کوشش اس سنجیدہ خیال پر مبنی تھیں کہ سائنس سے ایک بسیط تعلق پیدا کرنا ایک فوری قومی ضرورت ہے و نیز سائنس، بالخصوص طبعیات اور کیمیا "پیٹ کے مضمون" ہیں۔ جن کے بغیر جدید صنعتی ملک فاقہ کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن اس اثناء میں اسپنسر کی سرگرم تبلیغ اور ہکسلے کے شیریں استدلال نے اس کی اہمیت میں اور زیادہ وسعت پیدا کر دی۔ ان مصنفین کی اور ان کے پیروؤں کی تبلیغ یہ تھی کہ سائنس کا مطالعہ نہ صرف کارآمد ہی ہے، بلکہ ایک ایسی تہذیب کی بنیاد بن سکتا ہے جو قدیم لسانیاتی تہذیب کا بدل

یا اس سے بہتر ہوسکتا ہے - اس تبلیغ منشاء اور حاصل "مدرسۂ سائنس" کی صورت میں ظاہر ہوا - اس نے اس امر کا دعویٰ کیا کہ السنہ سے جو تہذیب حاصل ہوتی ہے اس سے زیادہ بہتر تہذیب ، کیمیا داں، طبعیات داں ، اور حیاتیات داں کے کارناموں سے حاصل ہوتی ہے - مختصر یہ کہ چند اہم امور کے مدنظر بیس سال قبل کی حالت کا احیاء ہوا - انگلستان کا تعلیمی شعور پھر سے ایک مرتبہ اپنی نیند میں نہایت بے چینی ظاہر کر رہا ہے اور دراصل اب وہ اتنا بیدار ہے کہ صدیوں میں بھی کبھی ایسا نہیں رہا تھا - مکرر "سائنس سے غفلت" کی صدا اتنی پرشور ہے کہ جس سے پرسکون نیند میں خلل ہو رہا ہے - اور ایکبار پھر ہم کو جتایا جاتا ہے کہ ہم اپنے بچوں کو قدیم تعلیم کے سحر سے محفوظ رکھیں اور سائنس کے ذریعہ ان میں ایسی وسعت نظری پیدا کریں کہ وہ دنیا کی حقیقت کو دیکھ سکیں - ہم اس کے منتظر ہیں کہ انتظامی کاروبار میں ایک فوری تبدیلی اور نئے "اداروں یعنی "تسلسلی مدارس اور ثانوی مدارس کے اعلیٰ نصابوں" کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں جو ہمارے لئے وسیع پیمانہ پر تجربے کرنے کا موقع دینگے -

ہم اس صورت حال کو دانشمندی سے سلجھا نہیں سکتے تاوقتیکہ ہم ان نتائج کو یاد نہ کریں جو "مدارس سائنس" سے ہمیں حاصل ہوے ان مدارس نے بلاشبہ یہ ثابت کر دکھایا کہ سائنس کو اگر اچھی طرح سے پڑھایا جائے تو وہ ایک عمدہ تعلیمی آلہ بن سکتا ہے، لیکن ان مدارس کے حدود عمل میں، خود انہی کی کارکردگی نے اس ناخوشگوار صداقت کے لئے بھی مزید ثبوت بہم پہونچا دیا کہ ایک ہی آلہ خواہ وہ کتنا ہی عمدہ ہو اور اسکو کتنی ہی عمدگی سے کیوں نہ استعمال کیا جائے، تعلیم کے تمام و کمال فرائض کو انجام دینے سے قاصر ہے - بنابرایں اس نظام کو مسترد کیا گیا اور بجا طور پر مسترد کیا گیا -

اگر سائنسی کلچر عام اور مخصوص کر دیا گیا تو جیسا کہ ہم اوپر دیکھ چکے ہیں وہ ایسا ہی جابر ہو جائیگا جیسا کہ وہ کلچر تھا جس کا اس نے تختہ اُلٹنے کی کوشش کی اور پھر اسی کی طرح اس میں بھی تنگ خود نمائی آئے بغیر نہ رہیگی۔

یہ نتیجہ نہ صرف ایک غیر محتاط جوشیلے شخص کے لئے ایک تنبیہ ہے بلکہ اس پر اچھی طرح غور کرنے سے نصاب میں سائنس کے داخلہ کے صحیح وجوہ کو واضح کرنے میں مدد ملتی ہے اور اس سلسلہ میں یہ مسئلہ بھی صاف ہو جاتا ہے کہ دیگر مضامین کے مقابلہ میں اس کو کیا رتبہ ملنا چاہئیے۔ پس اب ہم کو ان وجوہ اور اس رتبہ کو معلوم کرنے کی کوشش کرنا چاہئیے۔

سب سے پہلے یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ وہی مضمون اس حد تک مدرسہ میں جگہ پانے کا حقیقی طور پر مستحق ہے جس قدر کہ وہ ارتقاء فطرت انسانی کی اہم تحریک کی نمایندگی کرتا ہے۔ یہ معیار بعض علوم مثلاً ادبیات عالیہ، فنون اور موسیقی سے پورا ہوتا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کسی استدلال کی چنداں ضرورت نہیں کہ تمدن بہت ہی بے مایہ ہو جاتا، اگر ان تاریخی اصناف عمل میں سے کوئی ایک بھی اپنی ابتدائی حالت میں رخصت ہو جاتا یا ان میں سے کسی کی قدر نہ کی جاتی۔ بنابرایں اس میں کلام نہیں ہے کہ ان بنیادوں پر موزوں تدریس بچوں اور نوجوانوں کے دل مالا مال، وسیع اور مہذب کریگی بالفاظ دیگر ان کو انسانیت سے مشرف کریگی۔ سائنس بھی انہی وجوہ کی بناء پر داخلہ کا مدعی ہے اگر یہ مختصر نویسی یا "تجارتی فرانسیسی" کی طرح محض ایک افادی علم ہوتا تو اس کو بحاطور پر نوجوانوں کے مطالعہ میں کمتر درجہ دیا جاتا۔ لیکن اس کی حیثیت محض کارآمد علم سے بہت زیادہ ہے ادب اور فنون کی طرح سائنس بھی فطرت انسانی کا ایک مہتمم بالشان تاریخی مظاہرہ ہے۔ اسی

باعث نصاب میں وہ مساویانہ طور پر ایک وقیع اور ممتاز جگہ کا مستحق ہے۔

اسی معیار کے لحاظ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اس مضمون کو کس طرح پڑھایا جائے؟ ہم مدرسین بہ آسانی اس مغالطہ میں پڑ جاتے ہیں کہ کسی مضمون کی تعلیمی خوبی اس جوہر میں پنہاں ہوتی ہے جو اس مضمون سے اخذ کیا جاتا ہے اور جس کو دماغی دوا کے طور پر باضابطہ خوراکوں کی صورت میں پلایا جا سکتا ہے۔ یہ دائمی عصبیت، جو ہماری قوم کی دیوی ہے، قدیم زمانہ کے مدرس کے اس اعتقاد کی تائید کرتی ہے جو اس کی مشقت آمیز ترکیبوں یا میکانی شعر سازی میں ہے۔ اور ساتھ ہی ریاضی دان کے اس عقیدہ کی بھی حمایت کرتی ہے جو اسکے اقلیدس کے جادوگرانہ خواص میں ہے۔ مدرسین سائنس نے اس بدبخت عادت کے ورثہ کی بدولت یہ خیال کیا کہ ان کے مضمون کی تعلیمی قوت بھی اسی طرح کے کسی مقطر آب حیات میں پنہاں ہوگی۔ اسی وجہ سے اُنہوں نے اکثر و بیشتر اپنی تمام کوششوں کو "مشاہداتی تربیت" یا "سائنسی طریقہ کی تعلیم" پر مرکوز کیا۔

یہ اور اسی طرح کے دوسرے نقاط نظر کی خامی یہ ہے کہ وہ جز سے ایسی باتوں کو متعلق کرتے ہیں جو درحقیقت کل سے متعلق ہیں۔ علمبرداران سائنس کا بڑا کام دنیا کی تمدنی دولت کے لئے سائنسی طریقہ نہیں بلکہ سائنسی زندگی ہے۔ پس ہمارے مطمح نظر کے مطابق ہمارا مقصد، زندگی کی حقیقت پہچاننے کا طریقہ سکھلانا نہ کہ سائنسی طریقہ پر پورا پورا عبور حاصل کرانا ہے۔ یہ سچ ہے کہ سائنسی زندگی کے لئے سائنسی طریقہ اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ زندگی کے لئے سائنس۔ لیکن سائنسی طریقہ ہی کو صرف نصب العین قرار دیکر اس کی نشو و نما کرنا سائنس داں کے طریقہ عمل سے ایسی مناسبت رکھتا ہے جیسے مصنوعی تنفس قدرتی تنفس سے۔

ہمارا حقیقی مقصد یہ ہے کہ ہم طلبہ کو ان کی استعداد کی حد تک یہ محسوس کرا دیں کہ سائنس داں کے قالب میں سما جائے۔ اسی کی آنکھوں سے دیکھنے اسی کے اوزار استعمال کرنے، اسکی محنت کا کچھ تجربہ حاصل کرنے اور اس کی مسرت آگیں ذہنی مہمات کے احساس سے کیا ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر فطرتاً دو سوال پیدا ہوتے ہیں، ایک تو یہ کہ سائنسی زندگی کی خصوصیات کیا ہیں؟ اور دوسرے کس طرح سے طلباء اور طالبات کو اس کا احساس کرایا جا سکتا ہے اب ہم ان سوالوں کا جواب دینے کی کوشش کرینگے۔

سائنسی زندگی کی صریح اور اساسی خصوصیات قدرت سے محبت اور اس کے راز کو سمجھنے کی بے غرضانہ خواہش ہے۔ یہاں دو چیزیں ہیں۔ ایک محبت اور دوسرے فہم۔ خدا نے ان دونوں کو باہم اس طرح مربوط کیا ہے کہ انسان دونوں کو نقصان پہونچائے بغیر جدا نہیں کر سکتا ورڈسورتھ نے بڑا عمدہ فلسفہ بیان کیا جب کہ اس نے کہا کہ "قدرت نے کبھی اس دل کو دھوکا نہیں دیا جس نے اُس سے اپنا دل لگایا" متمم بیان بھی اتنا ہی درست ہے کہ "قدرت صرف اپنے چاہنے والوں ہی کو اپنا راز بتلاتی ہے" اور جو لوگ صدق دلی کے ساتھ تجسس نہیں کرتے وہ ان کو طرح طرح کے فریب دیتی ہے۔ اسی باعث شعبدہ باز اور حکیم اور وید سائنسی علوم میں کچھ اضافہ نہ کر سکے۔ انہوں نے اسرار قدرت کے معلوم کرنے کی کوشش اس لئے نہیں کی کہ وہ اس سے محبت رکھتے تھے بلکہ اس لئے کہ وہ اس سے ڈرتے تھے یا اس کو دھوکا دیکر، اپنی اغراض کی خاطر اس کو اپنا ماتحت بنانا چاہتے تھے، اسی بناء پر سائنس کے عملی استعمالات، اور بہت ہی سودمند استعمالات مثلاً بیہوشی کی دوائیں، دافع تعدیہ مرکبات،

لاشعاعیں اور لاسلکی ٹیلیگرافی - عام طور پر ان لوگوں کی تحقیقات کے مرہون منت ہیں جنھوں نے قدرت کے علم کو علم کی خاطر حاصل کیا تھا - یہ صاف اور صریح بات ہے کہ اعلیٰ سائنسی حقایق اُس شخص کو معلوم نہیں ہو سکتے جو ان کو صرف ان کے ضمنی حاصلات کی خاطر معلوم کرنا چاہتا ہے وہ ان حقایق کو صرف اسی صورت ہی معلوم کر سکتا ہے - جب کہ وہ ذاتی منفعت کے عنصر کو اپنے دماغ سے نکال کر سچے عاشق کی طرح قدرت سے صحبت کرنے لگے - عموماً یہ ممکن نہیں ہے اس لئے وہ بکمال دانشمندی کسی دوسرے کو کچھ معاوضہ دیکر کام کراتا ہے -

پس مدرس سائنس کا پہلا مقصد یہ ہونا چاہئیے کہ وہ طلبا کو قدرت کا سچا عاشق بنا دے یہ مقصد دو مختلف قسم کے آدمیوں کی پریشانی کا باعث ہے - ایک تو "عملی آدمی" ہے جو مدرسوں اور رفنی اداروں میں تدریس سائنس کی تائید اس کی اقتصادی افادیت کی وجہ سے کرتا ہے - اور دوسرا وہ "نازک دماغ" ہے جو تمام تعلیمی جد و جہد کو "ذہنی تربیت" کے نقطۂ نظر سے دیکھتا ہے - اول الذکر قدرت سے محبت پیدا کرنے کی تربیت کا اس لئے قائل نہیں کہ وہ اس کو ایک ایسا جذباتی مقصد سمجھتا ہے جو سائنس کے مدرس کی توجہ کو اصل مطمح نظر سے منحرف کرتا ہے ، ثانی الذکر کا عقیدہ ہے کہ یہ کوئی بڑی بات تو نہ ہوگی اگر اس میں انتہاپسندی سے کام نہ لیا جائے - لیکن اگر اس مقصد کو ہماری کوششوں میں پیش پیش رکھنے کی تجویز کی جائے تو اُسے برا مانیگا - لیکن دونوں کو یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ تا وقتیکہ ہم اس مقصد کو پیش پیش نہ رکھیں دونوں کو اپنے مخصوص خواہشات میں کامیابی نہیں ہو سکتی - آخر میں چل کر دولت یا کارکردگی خالص سائنسی رجحان کی تحریک کے بغیر محض سائنسی مطالعہ

سے حاصل نہیں ہوتی اور نہ ہی اس سے کوئی ذہنی تربیت حاصل ہوسکتی ہے۔

اس مضمون کے مشاق مدرسین اس مقصد کی حقیقی اہمیت کو جانتے ہیں اور اکثر اپنے طلبا میں کامیابی سے یہ بات پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ سائنٹیفک تحقیقات سے ایک خالص اور دائمی محبت پیدا کریں اور ان کے نتائج سے مستقل دلچسپی رکھیں برخلاف اس کے ایک صاف دل انسان کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ناکامیاں ہر وقت لگی ہوئی ہیں یہ امر واقعی ہمیشہ فرسا ہے کہ کئی افراد ایسے ہیں جو باوجود مخصوص سائنسی رجحان رکھنے کے مدرسہ کی سائنس غیر دلچسپ اور خشک پاتے ہیں، مدرسہ چھوڑنے کے بعد وہ اس کا اقبال کرتے ہیں کہ مدرسہ کی تدریس غیر تشفی بخش تھی اور وہ مجبور تھے کہ اپنی سائنسی بھوک کو خانگی ذرائع سے دور کریں۔ اکثر صورتوں میں اسباق تشفی و دلاسا دینے کے بجائے بھوک بگاڑنے کا باعث ہوتے ہیں عام طور پر ان بدبختوں کا واحد ذمہ دار اس مطعون شخص یعنی ممتحن کو گردانا جاتا ہے جو بلاشبہ، بڑی حد تک اس الزام کا ذمہ دار ہے۔ لیکن اس ساری خرابی کی جڑ وہ خیالات اور مفروضات ہیں جو مدرس اور ممتحن دونوں کے دماغوں میں بیٹھے ہوئے ہیں، مختصر یہ کہ دونوں سائنس کے صوری اور اصولی حصوں پر ضرورت سے زیادہ زور دیتے ہیں اور اُن چیزوں پر بہت کم توجہ کرتے ہیں۔ جن سے لڑکوں اور لڑکیوں کی نظروں میں سائنس کی وقعت بڑھ سکے، وہ مدرس جو تازہ جامعہ سے آتا ہے بالخصوص اس غلطی کا مرتکب ہوتا ہے کیونکہ وہ ابھی یہ سبق پڑھ آیا ہے کہ سائنس لازماً ایک باضابطہ منطقی ڈھانچہ ہے، اس نقطۂ نظر کے ماتحت وہ تعریفات میں صحت، عمومیت میں احتیاط اور مفروضات کی جانچ میں سختی کو سائنسی تفکر کے ضروری اجزا سمجھتا ہے، حالانکہ

دراصل اس طرح کی کوئی چیز سائنس کی تعریف میں نہیں آتی، اس اسپرٹ کے تحت سائینس کی جو تدریس ہوتی ہے وہ ایک ایسی خشک اور باتمکیں بن جاتی ہے کہ نوجوانوں کے جوش اور ولولوں کے لئے بالکل موزوں نہیں رہتی۔

وہ مدرس جو یہ طرز اختیار کرنے پر مائل ہے اس کو غور کرنا چاہئیے کہ وہ اپنے طلباء سے یہ توقع کر رہا ہے کہ وہ اس نقطہ سے ابتدا کریں جہاں پر وہ خود آہستہ آہستہ اور شاید طالب علمانہ ترقی کے لحاظ سے بہت دیر میں پہونچا تھا۔ سائنس کی چیزیں جو اس کی نظر میں اہم ہیں وہ سب وہی ہیں جو نظری نقطۂ نظر سے اہم ہیں مثلاً کسی شئے کا تعامل جو معمل سے باہر کبھی نظر نہ آسکے اور جس کا کوئی خاص اثر نہ ہو، اس کے نزدیک، کیمیا کے ایک ادنیٰ مگر دلچسپ شعبدہ سے زیادہ دلچسپی کا باعث ہوگا۔ اگر اول الذکر سے سالمی ترکیب کے متنازع فیہ مسئلہ پر روشنی پڑتی ہو اور ثانی الذکر صرف ایک معمولی سا دل کش یا دلچسپ تجربہ ہو۔ تاہم بلاشبہ اس نے اپنا کام اوصاف کے ایک مختلف پیمانہ کے لحاظ سے شروع کیا اور اس وقت وہ جہاں تھا وہاں اب اس کے طالب علم ہیں۔

ان تنقیدوں کا منشاء یہ ہے کہ صحیح تفکر کو سائنسی تربیت کا مقصد گردان کر اس کی قدر کو کم کیا جائے، بلکہ ہر شخص کو یہ ماننا چاہئیے کہ سائنس کی تدریس جو صحیح تفکر کی قدر و قیمت کا احساس پیدا نہ کرائے تو وہ اپنے ایک اہم مقصد میں ناکام رہے گی، ہم یہاں صرف دو حقائق پر زور دینا چاہتے ہیں، جو عملی حیثیت سے اہم ہیں، اول تو یہ کہ سائینٹیفک نظریہ میں صحیح تفکر اور دلچسپی کی عادات کو، اپنے مقصد کی آخری منزل سمجھا جائے نہ کہ داخلہ کے دروازے، ان سے وہ راہیں معلوم ہوتی ہیں جس پر مدرس کو باقاعدہ زور دینا چاہئیے، اور ہمیشہ بچوں کے نقاط نظر پر ہمدردانہ طریقے

سے غور کر کے صبر و استقلال سے کام لینا چاہیئے، دوسرے یہ کہ مدرس دیگر مضامین کیطرح اس مضمون میں بھی اپنے حقیقی مقصد میں کامیاب ہو سکتا ہے بشرطیکہ وہ بچوں کی فطری دلچسپیوں کو نظرانداز نہ کرے، اپنے مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے، انہیں سے نہایت ہوشیاری کے ساتھ استفادہ کرے۔

ہم یہاں سائنس کی دنیا میں "فطری" دلچسپیوں کے متعلق گفتگو کر رہے ہیں۔ کیا عام الفاظ میں اس کی تعریف ممکن ہے؟ بیشک بچوں کی مخصوص دلچسپیاں ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہیں لیکن سائنس کے سحر کارانہ حصہ یعنی عجیب و غریب قوتیں اور مادی اشیاء کی ساحرانہ تبدیلیاں، کھیت، جنگل اور کنٹہ پر کے جانوروں کے عجیب و غریب عادات و اطوار نباتات کی حسن کاری اور ان کے اسرار، آسمانوں کے مہتم بالشان مظاہرے۔ یہ تمام ایسی باتیں ہیں جن کے اثر سے ہر نوخیز دل مسحور ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ سائنس کا فطری جذبہ علی العموم یہیں سے شروع ہوتا ہے اور یہیں سے بس سائنس کے مدرس کو ابتدا کرنی چاہیئے مزید برآں وہ اپنے پختہ کار طالب علموں کو بھی گاہے ماہے ڈاکٹر ایف ہلیورڈ کے قول کے مطابق "زرین اسباق" دے سکتے ہیں۔ یعنی ایسے اسباق جن کا نمایاں مقصد دل کش اور جاذب نظر باتوں کا مظاہرہ ہے اور جس میں نظری دلچسپیوں کو تھوڑی دیر کیلئے بالائے طاق رکھا جاتا ہے۔

نیز کوئی صحیح عقل لڑکا یا لڑکی سائنس کے افادی اور عملی پہلو سے دلچسپی لئے بغیر نہیں رہ سکتی یعنی یہ سوالات کہ یہ چیز کیسے بنی؟ یہ کیسے کام کرتی ہے؟ اور یہ کیسے معلوم ہوئی؟ اس کے عجب کو اکساتے ہیں، اگر دلچسپ اور دلفریب مظاہر خلقی تجسس کو سائنس کی طرف رہبری کرتے ہیں تو صحیح تفکر کے یہ کارآمد استعمالات نظری اصولوں کے مطالعہ کے لئے تیاری کا کام دیتے ہیں باغ یا جوتا ہوا کھیت

ایسی جگہ ہے جہاں نباتی تشریح کے سوالات کئے جانے چاہئیں ۔ طبعی سوالات کو موسمی حالات کے اندراجات اور ان کی پیشگوئی، جہازوں کے تیراؤ، برقی ٹیلیگراف اور ڈائنامو کے عملیات وغیرہ کے سلسلہ میں اٹھایا جا سکتا ہے، باوجود زمانہ حال کی کوششوں کے اب بھی سائنس کی تدریس میں اسی امر کی ضرورت باقی ہے کہ نصاب کو خالص علمیات کے جوے سے نکال کر آزادی کے کھلے میدان میں جدید ضروریات کی تازہ ہوا کھلائی جائے ۔ تجربہ خانوں اور جماعتوں کا ماحول ایسا ہو کہ وہاں وہ تمام سامان موجود ہو جن کے متعلق طالب علم کچھ کرنا یا کچھ جاننا چاہتا ہے، وہاں درسی کتابوں کے غیر دلچسپ واقعات یا "بے جان تفصیلات" کو جگہ نہ دی جائے بلکہ ان چیزوں کی فراوانی جو "سائنس کے کرشموں کی کتاب" یا بچوں کی انسائیکلو پیڈیا میں دانستہ یا نادانستہ طور پر پائے جاتے ہیں، لیکن عام طور پر جن کا مقصد نہایت ہوشیاری سے بچوں کے حقیقی ذوق اور طبعی حرکات کا ابھارنا ہوتا ہے ۔

یہ مشاہدات اور دو طرف رجوع کرتے ہیں ۔

۱ ۔ جدید تدریس کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ وہ اس امر کی کوشش کرتی ہے کہ طالب علم کی خودروی کو اس سے زیادہ وسعت دے جو اب تک مناسب خیال کی جاتی تھی و نیز اس کی ترقی کی رہبری آزادانہ طور پر کی جائے، اگر ہم اس مطمح نظر پر سنجیدگی سے غور کریں تو ہمیں اکتساب اور تدریس میں مزید تفاوت تسلیم کرنا پڑے گا ۔ اگر ایک خاص نصاب کا لائحہ عمل طالب علموں کے آگے پہلے ہی سے پیش کر دیا جائے ۔ اور ہر مسئلات، ہر مدت، اور ہر گھنٹہ، کے لائحہ عمل کا نقشہ کھینچ دیا جائے تو اس سے ترقی کا ایک ایسا لائحہ عمل مرتب ہو جائے گا، جس میں زیادہ لچک ہوگی اور جس کا ذہنی نشو و نما کے ذرائع سے بہت گہرا تعلق ہوگا، افراد کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا

جائے تاکہ وہ مناسب موقع پر کام کر سکے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ استاد کی شخصیت کو اتنا گرا دیا جائے کہ اس کی حیثیت تجربہ خانہ کے ایک مددگار کی رہ جائے، بلاشبہ اس کے کام کی شکل و صورت بدل جائیگی، لیکن اصل مقصد پہلے سے زیادہ شاندار ہوگا، وہ اپنے اثرات کو بلاواسطہ طریقے سے قائم رکھ سکتا ہے، مثلاً وجدان اور سائنسی "فضا" کے وجود اور برقراری سے افراد کے مخصوص رجحانات اور قابلیتوں کو چالاکی سے استعمال کر کے دوسروں کو فائدہ پہونچانے سے، اِن چیزوں کو بہ احسن وجوہ ہوشیاری سے انجام دینے کے لئے ایک بلند معیار کی ضرورت ہے، اس معیار سے زیادہ جو بچوں کی ایک جماعت کو ایک مقررہ نظام اوقات پر چلانے کے لئے درکار ہے۔

نیز اس طرح کا مطمح نظر مدرسہ کے رسمی نظم و نسق میں ایک شدید تبدیلی کا محتاج ہے، پروفیسر آڈمس کے الفاظ میں ہمارا موجودہ نظام تعلیم "اوسط طالب علم کے مغالطہ" پر ہے ہم اکثر اپنے تمام منصوبے اسی فرضی شخص کے حوالہ سے قائم کرتے ہیں اور مختلف فیہ ضرورتوں کو اس وقت محسوس کرتے ہیں جب کوئی نمایاں اور شدید اختلاف پایا جاتا ہے، "جدید تدریس" مطمح نظر میں ایک ایسی انقلابی تبدیلی چاہتی ہے کہ جس سے فرد نظم کی جگہ لے لے جو مدرسہ کی تنظیم کا محرکی مرکز ہے، یہ چنداں بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس اصلاح کے لئے مصلحین کو بڑی بڑی عملی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ بہرحال ایسے مصلحین موجود ہیں اور اس نئے باب میں ان کے ابتدائی کارنامے، کم از کم ہمت افزا ضرور ہیں،

۲۔ دوسرے مشاہدہ کا دائرہ عمل بہت معقول ہے، تدریس میں موضوعی پہلو پر ضرورت سے زیادہ زور دینے سے حکمی تفکر اور تعمیری خصلت و ایجاد کے درمیان ایک وسیع خلیج حائل ہو جاتی ہے جو خیر فطری ہی نہیں ہے بلکہ اس سے ترقی کے

ابتدائی مدارج کو خاص طور پر دھکا پہونچتا ہے، ہمارا یہ اصول کہ "سائنسی زندگی کی پہچان" پیدا ہو، اس امر کا مقتضی ہے کہ دونوں عملیات میں گہرا تعلق پیدا کر دیا جائے اور بالخصوص نصاب کی ابتدا میں نباتیات کا معمل مدرسہ کے باغ اور مدرسہ کی مخصوص جگہ کا ایک حصہ ہو جہاں پر ایسے مسئلوں کا جو دوران کار میں کبھی حل نہیں ہو سکتے، تفصیلی اور باضابطہ مطالعہ کیا جا سکے، اس طرح طبعیات کا معمل بھی ایسا ہو کہ جہاں لڑکا جو دھوپ گھڑی یا ٹیلیفون بنانا چاہے، مدرسہ کی نگرانی میں اور مقررہ نصاب کے جزو کے طور پر، کام کر سکے، بالفاظ دیگر یہ ایسی جگہ ہو جہاں بڑھئی یا لوہار کے اوزار اسی طرح ہوں جیسے شیشہ یا پیتل کے آلات۔

یہ خیالات تمام قسم کے مدارس پر صادق آتے ہیں، مثلاً ہر تحتانیہ مدرسہ میں اس کا اپنا ایک "عملی کام گھر" مکان مدرسہ سے ذرا فاصلہ پر کہیں اس کے حدود کے قریب ہو تاکہ آواز سے ہرج نہ ہونے پائے، یہاں پر دستی کام کی تعلیم اسی طرح کی ہو جس طرح سے آج کل عام طور پر بڑے شہروں میں چند مدارس کے لئے دستی مشاغل کا ایک مرکز، قائم کر کے دی جاتی ہے "عملی کام گھر" میں معمل اور ایضاحی تالار دونوں ایک جگہ ہونے چاہئیں، مختصراً یہ کہ دونوں ان تمام کاموں کا قدرتی مرکز ہوں جن میں چلنا پھرنا پڑتا ہے یا آواز ہوتی ہے اور جس کے لئے بڑی وسعت کی اور اوزار و آلات کی ضرورت ہوتی ہے اس سے نہ صرف سائنس کی تدریس میں ایک جان پڑ جائے گی بلکہ دستی کام کا مدرسہ کے دیگر مضامین سے ایک عضویاتی تعلق بھی پیدا ہو جائے گا، موجودہ حالات میں اس طرح کے تعلق کی کمی موجودہ نظم و نسق کی ایک زبردست کمزوری ہے اور تعلیمی عملی کام کی قیمت سے جو توقعات تھیں ان سے ناامید ہو گئی ہے!

اسی قسم کا انتظام جدید تسلسلی مدارس میں اور بھی زیادہ ضروری ہوگا، ممکن ہے کہ ان میں سے چند مدارس طلبا، و طالبات کو اعلیٰ صنعتوں کے واسطے تیار کرنے کیلئے مخصوص ہوں اور انہیں خاص قسم کے سائنسی اور دستی کام کے سازو سامان کی ضرورت ہو لیکن کثیر تعداد کو جسے سائنس مسلسل "عام تعلیم" کے جز کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، کام گھر اور معمل دونوں کو وہی چیزیں مہیا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جن کی حسب توقع ضرورت پڑتی ہے، ان مدارس میں خالص سائنسی تدریس یقیناً بے موقع ہوگی، اس کام کے "نظری" حصہ کو زیادہ تر ایسے سادہ مباحث اور تجربات کے قالب میں ڈھال لینا چاہیئے جن کا مقصد مہتم بالسان سائنسی تحقیقات کے مفہوم اور قیمت کو سمجھانا، مطالعہ اور تحقیق کی ترویج کرنا، نباتیات اور ارضیات کے میدانی کام کی ہمت افزائی کرنا اور عام عجائب خانوں سے استفادہ کا شوق دلانا ہے، اس کا "عملی" پہلو بھی بالکل اسی طرح آزاد اور غیر علمی ہونا چاہیئے "تولنے اور ناپنے" کے سادہ نصاب کے علاوہ جو طالب علم کی ابتدائی تعلیم کی خامیاں دور کرنے کیلئے ضروری ہیں، باضابطہ کام کا کوئی مقررہ نصاب نہیں ہونا چاہیئے، بلکہ وقتاً فوقتاً چھوٹے موٹے مسائل جو مدرس کے دوران "مکالمات" میں نکل آتے ہیں انہیں کو موضوع بحث قرار دینا چاہیئے، مثلاً امراض کا جرثومی نظریہ سمجھانے کے لئے گندگی کے باب میں تحقیقات کی جائے یا لاسلکی ٹیلیگرافی کے اصول کو سمجھانے کے لئے، کئی مسلسل تجربے کیے جائیں۔ لیکن عام طور پر، سائنس کا عملی کام حتی الوسع انفرادی ذوق اور دلچسپی کی مناسبت سے ہونا چاہیئے اور تعمیری فعلیت کو پوری آزادی ملنی چاہیئے۔

اس مسئلہ سے متعلق اس حد تک ہماری بحث کا لب لباب یہ ہے کہ سائنس کے

مدرس کا حقیقی کام مشاہدہ اور قدرتی مظاہر کی تحقیق سے انس پیدا کرانا ہے جو دراصل سائنسی زندگی کی بنیاد ہے، انس پیدا ہو جائے تو "سائنسی طریقہ" بچہ کی ترقی کا ایک فطری ذریعہ بن جاتا ہے جس کے بغیر سائنسی طریقہ کی چاہے کتنے ہی حزم و احتیاط سے "تربیت" کی جائے وہ بے نتیجہ ہی رہیگا، اگرچہ کہ افضل کو افضلیت ملنی چاہئیے تاہم یہ بھی صحیح ہے کہ ایک باقاعدہ اور بہت ہی تنقیدی طریقہ سائنس کی روح اور تلاش صداقت میں کامیابی کا واحد ذمہ دار ہے سائنسی زندگی کے اس پہلو کی اہمیت کو پہچاننے کے لئے، طالب علم کو جیساکہ پروفیسر آرم اسٹرانگ نے بڑے شدومد کے ساتھ کہا ہے، یہ سکھلانا چاہئیے کہ وہ کیونکر محقق کی طرح مسائل کے حل کی طرف رجوع ہوں اور کیونکر اپنی ہی عقل کے ذریعہ قدرت سے اپنے سوالوں کا جواب حاصل کریں، تدریس کے اس تحقیقاتی طریقہ میں بہت کچھ تنقیدیں ہوتی چلی آرہی ہیں جن کو یہاں دہرانے یا جن پر بحث کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ البتہ یہ بات واضح کر دینی نہایت ضروری ہے کہ پروفیسر آرم اسٹرانگ کی تلقین سے سنجیدہ تدریس سائنس کو جو تقویت پہونچی اس کو ایک ردعمل کے ضمن میں، جس کا اثر بہت مضر ہوسکتا ہے، کبھی زائل نہیں ہونے دینا چاہئیے ہمیں تسلیم کرنا چاہئیے کہ اظہار اور ایضاح کا میدان عمل ان حدود سے جن کو "سخت اور ضدی" ماہرین تحقیقات نے قائم کئے ہیں، زیادہ وسیع ہو، طالب علم کو چاہئیے کہ وہ تحقیق سے جس قدر علم حاصل کرسکتا ہے، اس سے کہیں زیادہ حاصل کرے، اگر وہ مطالعہ کے ذریعہ اپنی معلومات میں اضافہ کرنے کی طرف مائل ہے تو اس کی مخالفت نہ کی جائے، تاہم مدرس کو ایسا طریقہ کار اختیار کرنا چاہئیے کہ وہ واقعی ناقابل ترمیم تحقیقاتی کام کو نصاب کی ایک اہم خصوصیت بنائے،

نوجوان ترقی کرنے والی جماعت کے لئے یہ نکتہ بہت اہم ہے، یہ عام خیال ہے کہ "جدید تدریس" قدیم ذہنی ضبط کے برعکس ہے، اور یہ جاں فشان کوششوں اور مسلسل مشقتوں کے قدیم مطمح نظر کو رد کرتی ہے اور نہ صرف "پھولوں کی سیج" سے مطمئن ہے بلکہ طلبہ کی بھی اسی کے لئے رہبری کرتی ہے، جدید طرز کے مدرس کے لئے یہ لازم ہے کہ وہ اس بہتان کو غلط ثابت کرے جو اس طریقہ تعلیم پر لگایا جاتا ہے، اس کو یہ بتلانے کے لئے کافی مشقت اٹھانی چاہئیے کہ اس کا طریقہ ایک ایسی تربیت کی طرف مائل کرتا ہے جو قدیم سائنسی طریقہ سے حاصل کی ہوئی تربیت سے کہیں زیادہ مضبوط و مستحکم ہے، کیونکہ اس کی ضبط تربیت صحیح معنیٰ میں خود ضبطی تربیت کے مرادف ہے، اس مسئلہ کے تمام موضوع اس کے موافق ہیں، خالص تحقیقاتی طریقہ اسی وجہ سے قابل اعتراض نہیں ہے کہ نوجوان جامع اور تنقیدی طریقوں کو پسند نہیں کرتے بلکہ اس لئے کہ ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ ان طریقوں کو استعمال کر کے ان امور کی تحقیق کریں جن سے وہ کچھ لگاؤ نہیں رکھتے، لیکن برخلاف اس کے اگر بچہ کے آگے ایک ایسا مسئلہ ہو جو اس کا اپنا ذاتی مسئلہ ہو یعنی ایسا مسئلہ جس سے وہ ایک حقیقی ذہنی جستجو کے دوران میں دوچار ہوا ہو تو وہ بجائے مخالفت کے ذہنی صنعت گری کو خوش آمدید کہے گا، اور اسے بہت جلد پتہ چل جائے گا کہ اس کے بغیر وہ اپنی کوششوں کی مقرر کردہ منزل تک نہیں پہونچ سکتا۔

اب ہم مواد تدریسی کی طرف رجوع ہو کر یہ غور کریں گے کہ کون سا مواد سائنس کے نصاب میں شریک کیا جائے اور اس کی تکمیل کے لئے کیا وسائل اختیار کئے جائیں، ان امور کے تحت جو کچھ کہا جاسکتا ہے لازماً اس کی نوعیت عام ہوگی، اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مستقبل قریب میں سب کو چھ سال کی عمر سے ۱۸ سال

کی عمر تک تعلیم دی جانے لگی تو بھی تدریس کا یکساں نصاب مرتب کرنا ایسا ہی ناممکن ہوگا جیسا کہ نامناسب ہے، ہمیں کبھی یہ فرض نہ کر لینا چاہیئے کہ طلبہ اور طالبات کی ضروریات یکساں ہیں، نیز یہ بھی بدیہی ہے کہ ایک اسکیم جو ثانوی مدرسہ کے لئے موزوں ہو وہ جز وقتی تسلسلی مدارس کے لئے موزوں نہیں ہو سکتا۔ نہ صرف یہی بلکہ اسی طرز کے مدارس کی ترقی کے لئے یکسانیت کے بجائے تفریق زیادہ مناسب ہوگی، یہ کہا جاتا ہے کہ وہائٹ چیپل میں ایک شبینہ جماعت ہے جس کے طالب علم زراعت کے مضمون میں شعبہ سائنس اور فنون کے آنرز کے امتحان ہی میں اول آتے ہیں، یہ کارگذاری یقیناً وہائٹ چیپل کے جوش کارکردگی کی کافی ضامن ہے، لیکن اس سے اُس کے تعلیمی اصولوں کی عمدگی کی کوئی شہادت نہیں ملتی، یہ گمان ہوتا ہے کہ مدرسہ کے نصاب اور مقامی طباع میں ایک طرح کا باہمی رشتہ ہونا چاہیئے، بالفاظ دیگر سائنس کی تدریس کو جغرافیہ کی تدریس کی طرح مدرسہ کے ماحول کا کوئی مخصوص رنگ اختیار کرنا چاہیئے مثلاً کینٹ یا ایسٹ اینجلیا، ماٹریز یا ویسٹ رائیڈنگ کے مدارس کو اپنے نصاب میں مقامی باشندوں کے پیشوں اور نظریوں کے اختصاصی اختلافات کا لحاظ رکھنا چاہیئے تاہم اس اصول کی سختی سے پابندی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ سائنس محض ایک محدود دلچسپی کی چیز نہیں ہے بلکہ اس میں ادبیات سے بھی زیادہ عمومیت موجود ہے چونکہ وہ اپنی ساری قوت خطہ واری زندگی کی عمیق جڑوں سے حاصل کرتی ہے اس لئے ایسی چیزوں کے علم میں اضافہ ہوگا اور ان میں دلچسپی ہوگی جو بنی نوع انسان کے لئے عام طور پر قیمتی ہیں۔

اس آخری جملہ کے مجوزہ اصول کو اپنا موضوع بحث قرار دیکر، ہم محدود ملاحظہ عمل کے ساتھ سہولت سے اپنے کام کا آغاز کر سکتے ہیں اوصاف کے

نقطۂ نظر سے، سائنس کے مندرجات، تمام کے تمام ایک ہی معیار کے نہیں ہیں بلکہ ان میں ایک قسم کا ارتقائی تسلسل پایا جاتا ہے، کئی مضامین ایسے ہیں جن میں صرف فنی دلچسپی ہوتی ہے، دوسرے ایسے ہیں جو صرف اپنے متعلقہ سائنس کی روح و ماہیت کو ظاہر کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جو اپنے مخصوص استعمالات کی دلچسپی کے باعث اہم ہیں اور چند اتنے اہم ہیں کہ دنیا کے تمام تعلیم یافتہ اشخاص کے خیالات میں سرایت کر گئے ہیں۔ تدریس کو اپنے نصاب کی تشکیل کے وقت ان اختلافات کو پیش نظر رکھکر نہایت جرأت کے ساتھ کاٹ چھانٹ کرنی چاہیئے صرف ایک ہی مضمون کو مکمل طور پر پڑھانا اتنا زیادہ اہم نہیں جتنا کہ سائنس کے اہم اور نمایندہ خیالات کو بحیثیت مجموعی صاف طور پر پڑھانا اور وضاحت کے ساتھ سمجھانا ہے، بدیں وجہ مدرس کو ان اہم امور پر اپنی توجہ مرکوز کر کے ضمنی اہمیت کی تفصیلات کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔

ان سفارشات کی تکمیل کے لئے درسی کتابوں کے مصنفین کو اپنے شوق کی بہت سی چیزوں کو نہایت بیدردی کے ساتھ نظر انداز کرنا پڑے گا مثلاً کیمیا میں دھاتوں اور ادھاتوں، نامیاتی اور غیر نامیاتی کیمیا، طبعی اور عام کیمیا کی تفریق اعلیٰ جماعتوں میں اس تفریق پر زور دینا ضروری ہے لیکن یہی چیز مضمون کے ابتدائی اظہار کے وقت اکثر مہلک ثابت ہوتی ہے۔ مدرس کو یہ سمجھ رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی ضرورت کی چیزوں کو جہاں کہیں سے بھی وہ ملیں، حاصل کرنے میں اور ان کی تعلیمی طریقوں کے قوانین کے تحت اپنی مرضی کے موافق استعمال کرنے میں آزاد ہے، چنانچہ میکانیات پڑھاتے وقت وہ پابند نہیں کہ قدیم طرز کی اتباع میں سکونیات اور حرکیات کے درمیان ایک خلیج حائل کردے، وہ

دو قسم کے میکانی مسئلوں کے مابین اسی صورت میں رسمی تفریق پیدا کر سکتا ہے، جب کہ ان میں بلحاظ نوعیت فرق ہو نہ اس لئے کہ وہ ایسے مخصوص مضامین سے متعلق ہیں کہ جن میں سے ایک کو اُس وقت تک شروع نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ دوسرا ختم نہ ہو لے۔

اگر کوئی تیسری مثال چاہئے تو اس کو ہم طبعیات سے لے سکتے ہیں، طبعی مسائل کی تقسیم 'حرارت' آواز' ہندسی مناظر' طبعی مناظر وغیرہ جیسے علٰحدہ مضامین میں بظاہر باعث سہولت ہے' لیکن اس میں خامیاں اس سے کہیں زیادہ پائی جاتی ہیں' مثلاً یہ عام بات ہے کہ حرارت کے تفصیلی نصاب میں نور پر کوئی توجہ نہیں دی جاتی، نوریں آواز کا کوئی حوالہ نہیں ہوتا وہو ہذا:—

حتیٰ کہ جب ان تینوں شاخوں کو ملا دیا جاتا ہے تو بھی عام طور پر "آب بند" یعنی ان کو بالکل علٰحدہ علٰحدہ شمار کرنے کا طریقہ ہی استعمال ہوتا ہے' ان حالات کے تحت بدیہی طور پر دو مضر نتائج نکلتے ہیں، اول تو یہ کہ ان مختلف مضامین پر بہت زیادہ تفصیل سے غور کیا جاتا ہے جن سے استدلال کے ابتدائی خطوط ضمنی مباحث کے آگے ماند پڑ جاتے ہیں اور دوسرے ان کو ایسی جداگانہ حیثیت دینے سے ان کے درمیان رشتے ٹوٹ جاتے ہیں، اکثر صورتوں میں یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے کہ عنوانات تدریسی کی ترتیب ان کے متعلقہ مضامین سے زیادہ ان بسوط طبعی طریقوں اور اصولوں کے حوالہ سے کی جائے، جن کا وہ مختلف شعبوں میں اظہار کرتے ہیں' مثلاً اشعاعی حرارت کے جذب خروج اور انعکاس کا مطالعہ راست نور کے مناظر کے سلسلہ میں کیا جا سکتا ہے' کیونکہ ان کی بنیاد بھی ایک ہی ہے اور وہ ایک ہی قوانین کے تابع ہے' اسی طرح سے آواز کے

مظہر کی توجہ کے لیے جب موجی حرکت کے نظریہ سے بحث کی جائے تو اسی سلسلہ میں فوراً اس کا تعلق نور اور اشعاع حرارت سے اور پھر اس کے کچھ بعد ہی برقی شعاع سے کیا جاسکتا ہے اس طرح سے ایک تو نصاب کا بار ہلکا ہو جاتا ہے اور دوسرے مکسوبہ معلومات سے بہت ہی موثر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔

نصاب پر اس قسم کی عام نکتہ چینی سے ایک طرح کی غلط فہمی کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے جس کو صاف کر دینا نہایت ضروری ہے اگر کوئی شخص مدرس سائنس سے ضمنی تفصیلات کو چھانٹنے اور ضروری امور پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے مشورہ دے یا ان عنوانات کو جو علم کی مختلف شاخوں سے متعلق ہیں یکجا کرنے اور ان کے درمیان جو منطقی حدود ہیں ان کو توڑنے کی رائے دے تو یہ ممکن ہے کہ خیال ہو کہ ایک غیر مرتب و غیر منظم طریقے کی سفارش کی جا رہی ہے یہ نہ تو سائنس کی عظمت کے شایاں ہوگا اور نہ اس کی اساسی خصوصیت ظاہر ہو سکے گی۔

کوئی چیز ہمارے مقصد سے اتنی بعید نہیں ہو سکتی۔ نصاب کی تعمیری ہم آہنگی اور اسکی تکمیل بہت اہم چیزیں ہیں نصاب کی ترتی مدرسہ کی چھوٹی جماعت سے لیکر بڑی جماعت تک مسلسل تفکر کے ایک جز کے مانند ہونی چاہیئے جس سے ایک منطقی اور مربوط کل حالت پیدا ہو مضامین کے لحاظ سے جو تدریس ہوتی ہے اُس کا بدترین نتیجہ یہ ہے کہ اس سے تعمیری ہم آہنگی بہت مشکل ہو جاتی ہے اور ایک مکمل عمارت کے بجائے بے ڈھنگے کمرے بن جاتے ہیں پس ہم یہ اصولاً مان لیتے ہیں کہ مدرس کو اپنے نصاب پر بحیثیت کل غور کرنا چاہیئے، بیشک اس کا دائرۂ عمل حالات کے تغیر کے تابع ہوگا مثلاً وہ وقت جو کسی مضمون کو دیا جاسکتا ہے،

موافق حالات میں نصاب کو مناسب باہمی تعلقات کے ساتھ دو مخصوص سلسلہ خیالات پر مبنی ہو، ایک حیاتیاتی اور دوسرا طبعیاتی اور ہر مخصوص سلسلہ کو مقابلتہً نمایاں مشقوں پر مشتمل ہونا چاہیئے مثلاً نباتی یا حیوانی یا کیمیائی یا طبعیاتی مباحث (محدود معنی میں) اگر وقت کم دیا جائے تو یہ لازم ہوگا کہ صرف ایک ہی سلسلہ خیال پر اکتفا کر کے اس میں ان تمام موضوعوں کو جگہ دی جائے جو مختلف سائنسوں سے متعلق ہیں۔ مثال کے طور پر طالبات کے ثانوی مدارس میں ایک سے زیادہ مخصوص سلسلہ خیال کا جو مثال کے طور پر حیاتیاتی ہو انتظام کرنا اکثر غیر ممکن ہوتا ہے، اس صورت میں بھی ہمارے اصول کے مطابق، پہلے تو نصاب کو نباتیات تک محدود نہ کیا جائے، بلکہ حیوانی زندگی کے مطالعہ کو، خواہ ضمنی ہی سہی، لیکن لازماً جگہ دی جائے اور حیوان ناطق کو نظر انداز نہ کیا جائے، دوسرے یہ کہ کیمیا اور طبعیات کے متعلقہ موضوعات کے ضروری مطالعہ کا بھی انتظام کیا جائے نباتیات کے مدرسین اور بالخصوص جامعات کے مدرسین کو یہ عام شکایت رہتی ہے کہ طلباء کی ترقی میں ان مضامین سے واقفیت نہ ہونے کی وجہ سے رکاوٹ ہوتی ہے اس مقصد کے لئے خالص طبعیات اور کیمیا کے بذات خود کافی نصابوں کے مقرر کرنے کی ضرورت نہیں، پیمایشی آلات' بشمول ترازو' کا فوری اور صحیح استعمال نصاب ریاضی کے سلسلہ میں نہایت مفید طریقہ پر سکھلایا جا سکتا ہے یہاں طالب علم کو اس کے ساتھ ساتھ کثافت اور کثافت اضافی کی تعیین کے طریقہ بھی سیکھ لینے چاہئیں، بالکل اسی طرح پنس پیما اور بار پیما کا استعمال ''عملی جغرافیہ'' کے ضمن میں سکھلایا جا سکتا ہے' یعنی موسمی حالات اور آب و ہوا کی صحیح تعین کے ذرائع کے لحاظ سے' دیگر متعلقہ امور کو نہایت عمدگی کے ساتھ خود حیاتیاتی مباحث کے دوران میں لیا جا سکتا ہے، اگر چیکہ چند مباحث کے لئے شاید خانہ داری کے اسباق

ہیں زیادہ موزوں جگہ نکل آئے مثلاً ہوا اور پانی کی ترکیب' اقراق اور تکسید کی ماہیت' اور مختصر یہ کہ کیمیائی تعامل کے نظریئے کے ضروری اجزا' نباتی تشریح کے سلسلہ اسباق کے ایک تکمیلی حصہ کے طور پر مطالعہ کئے جاسکتے ہیں۔

ناظرین نے غالباً اس تجویز پر غور کیا ہوگا کہ بعض حالات کے تحت نصاب سائنس کے کچھ حصہ کو دیگر مضامین مثلاً ریاضی اور جغرافیہ کے مدرسین پڑھا سکتے ہیں۔ یہ تجویز محض ایک ایسے اصول کو غیر معمولی طور پر وسیع کرتی ہے، جس سے ہر مدرسہ کو کسی نہ کسی صورت میں اور کسی نہ کسی حد تک عمل کرنا چاہیئے، *جو وجوہ نصاب کے مختلف حصوں کی "آب بند" تفریق کے مانع ہیں وہی وجوہ سائنس اور اس کے ساتھ کے دیگر نصابی مضامین میں کڑی تقسیم کی بھی شدت کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں، کم از کم سائنس، ریاضی اور جغرافیہ کو ان کے مخصوص مقاصد کے لحاظ سے، ایک ہی دلچسپی کے مضامین کی حیثیت دی جانی چاہیئے اگر کسی مدرسہ میں ان مضامین کے مابین گہرا تعلق پیدا نہ کیا گیا ہو تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اس کی تنظیم غیر تشفی بخش ہے خواہ اس میں ہر مضمون کو کتنی ہی عمدگی سے کیوں نہ پڑھایا جاتا ہو۔

چند سال قبل ریاضیاتی انجمن اور پبلک مدارس کے مدرسین کی مشترکہ کمیٹی † نے سائنس اور ریاضی کے ارتباط باہمی کے مسئلہ پر غور کیا تھا، ان کی بہت ہی اہم اور مقرون سفارش یہ تھی کہ "وزن اور پیمایش" کی مشقوں کو از روئے قاعدہ مدرس سائنس سے زیادہ مدرس ریاضی کی توجہ کا مرکز ہونا چاہیئے،

---

* دوسری مثال کے لئے ملاحظہ ہو صفحہ (۴۷)

† ملاحظہ ہو کمیٹی کی رپورٹ :- ناشرجی - یل اینڈ سنس، لندن، سنہ ۱۹۰۹ء قیمت (۶) پنس

اس سفارش کے اندر یہ اصول پوشیدہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسئلہ راست پیمایش اور جانچ کا طالب ہو اور جس میں کسی طبعی مفروضہ کی تحقیق یا طبعی اصول کے استعمال کا کوئی سوال نہ ہو، تو بہتر ہوگا کہ بجائے طبعیاتی مسئلہ کے اس کو ریاضیاتی مسئلہ کی حیثیت دی جائے اس استدلال کی رو سے راست پیمایش اور روزن کثافتوں کی تعین ریاضی کے نصاب کا حصہ ہوگا لیکن اصول ارشمیدس کی دریافت طبعیات داں کے ذمہ رہیگی۔

یہی استدلال کئی اور دوسرے موضوعوں پر بھی صادق آسکتا ہے، جو اگرچہ کہ عام طور پر میکانیات یا طبعیات کی حیثیت سے پڑھائے جاتے ہیں لیکن جن معنیٰ میں ان کی تعریف کیگئی ہے اس لحاظ سے ان کا تعلق ریاضی سے ہے، چنانچہ تمام مرکبات (Kinematics) کا یہی حال ہے یعنی تفصیلی تحلیل اور اقسام حرکت کی طبعی توضیح میں فرق پیدا کیا جاتا ہے، اگر ایک نقطہ ایک خط مستقیم میں ہموار اسراع پذیر رفتار کے ساتھ حرکت کر رہا ہو تو اس کے طے کردہ فاصلہ کو ضابطہ ف = ب و + ½ ع و۲ سے ظاہر کرنا ایک خالص ریاضیاتی نتیجہ ہے، اس طرح سے اس بات کا ثبوت دینے کے لئے کہ ہموار رفتار کے ساتھ ایک دائرہ میں حرکت کرنے والا نقطہ، مرکز کی جانب ایک مستقل اسراع رکھتا ہے سوائے علم ہندسہ اور جبر و مقابلہ کے اور کسی سے مدد نہیں لی جاتی، موسیقی حرکت کو ریاضیاتی کی حیثیت دینا اور بھی زیادہ قابل قبول ہے رقاص کے گولے یا مرتعش کمانی کے سرے کے نیچے کاغذ کے ایک تختہ کو ہموار رفتار کے ساتھ گزار کر اس کی حرکت کو مرتسم کرنا بالکل جیبی منحنی کھینچنے کے مماثل ہے یہ ایک ایسا تجربہ ہے جس کو ریاضی کا کوئی مدرس نظرانداز نہیں کرسکتا خواہ اس کا مقصد صرف جیبی تفاعل کا

ایک واضح تصور، مظاہر فطرت میں اس کی ہمہ گیریت کی مثال سے دلانا ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ رقاصی حرکت کوئی پوشیدہ مظہر نہیں بلکہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہر وقت اور ہر جگہ ظہور پذیر ہوتا رہتا ہے۔

یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ریاضی کے مدرسین ایک اور دلچسپ قسم کی فطری حرکت یعنی موجی حرکت پر روشنی ڈالنے کے لئے علم مثلث کے ابتدائی مسائل سے بہت کم مدد لیتے ہیں۔ جیبی منحنی کے کئی وقفوں کو نہایت احتیاط کے ساتھ کاغذ کی ایک پٹی پر کھینچ لینے سے "آگے بڑھنے والی" موسیقی موج کی خصوصیت اسقدر سادگی اور وضاحت سے سمجھ میں آجاتی ہیں کہ مشاہدہ اس کی ریاضیاتی تحلیل کی طرف بالکلیہ مائل ہو جاتا ہے، فرض کرو کہ منحنی کی صفر وضع کو ضابطہ ما = ۰ جب ع لا سے ظاہر کیا گیا ہے، نیز یہ فرض کرو کہ یہ منحنی ایک ہموار رفتار (ی) کے ساتھ سیدھے ہاتھ کی طرف آگے کو کھینچا گیا ہے، اب ذرا سی توجہ اس امر کو واضح کر دے گی کہ وقت کی (و) اکائیوں کے بعد اس کی وضع ضابطہ ما = ۰ جب ع (لا - و ۰) سے ظاہر ہو سکتی ہے۔

تحلیل کا یہ دلچسپ ٹکڑا (چٹکلہ) سوائے جیبی منحنی اور ترسیمی تعبیر کے ابتدائی اصولوں کی واقفیت کے مزید ریاضیاتی معلومات کا محتاج نہیں، اور یہ چیز ہر ابتدائی نصاب میں جو امتحان کامیاب کرنے کے لئے کافی ہے، شریک ہوتی ہیں "قائم مومی حرکت" کی تحلیل کے لئے جس سے موسیقی نلیوں اور ڈوریوں کے عمل کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے حرف ی، م مماثلہ

جب (۰ + ب) = جب ۰ ع ب + ع ۰ جب ب سے واقفیت ہونا کافی ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ دو ضوابط ما = جب ع (لا - و ۰) اور ما = جب ع

(ہ + ول) کو باہم جمع کرنے سے حاصل ہونے والے نتائج کی تفہیم ہوتی ہے، درحقیقت اس کے لئے اس سے بھی کم ریاضیاتی کوشش کی ضرورت ہے جو ہم ان مسائل پر نہایت فراخ دلی سے صرف کرتے ہیں جو علم مثلث کی درسی کتابوں میں موجود ہیں اور حد درجہ مفید بھی ہیں، فی الواقعی اس شخص کے لئے جو موجی حرکت کی اہمیت اور اس کی فسوں کاری کو تسلیم کرتا ہو اور اس کے مطالعہ کے لئے جس درجہ سادہ تحلیل کی ضرورت ہے اس سے بھی واقف ہو ایسے شخص کا اس مضمون سے بے توجہی برتنا یقیناً تعجب خیز ہے۔

ان تجاویز کی اہمیت اس بات پر منحصر نہیں کہ آیا طالب علم میکانیات اور اور طبعیات کو ریاضی کے ساتھ ساتھ پڑھ رہا ہے یا نہیں بلکہ ہم اس بات پر زور دینا چاہتے ہیں کہ ہر صورت میں مرمیات توازنی حرکت جیسے مانوس مظاہر کی راست تفصیلی تحلیل کو ریاضی کے نصاب میں شامل کیا جائے، اس طرح سے، ریاضی کے مضمون کی حیثیت سے ان کی قیمت بڑھ جائیگی، جہاں میکانیات یا طبعیات کی تعلیم ہوتی ہے وہاں یہ طریقہ کار اور بھی حق بجانب ہے، کیونکہ اس سے وہ مضامین جن کی تفریق ہر دو کے لئے غیر فطری اور نقصان دہ ہے ایک مضبوط رشتے میں جڑ جاتے ہیں، اب رہا یہ سوال کہ اس ارتباط باہمی کو اور کتنی وسعت دی جائے، اصول سے زیادہ مصلحت و ضرورت کا تابع ہے، باضابطہ میکانیات کو بالکلیہ ریاضی دان کے تفویض کرنے اور ریاضی کے کم از کم ایک معقول حصہ کو طبعیات دان کے حوالہ کرنے کے متعلق ابھی بہت کچھ کہا جا سکتا ہے اس طرح کی تنظیم صرف اُس صورت میں فائدہ بخش ہو سکتی ہے، جب کہ ریاضی دان اپنی تدریس میں ایک مخصوص طبعیاتی ماحول پیدا کرے اور طبعیات داں ریاضی کی ضروری مشقوں پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔

اس نوعیت کے استدلال سائنس اور جغرافیہ کے باہمی تعلقات کے لیے بھی مفید ثابت ہوتے ہیں، "جغرافیہ کی طبعیاتی بنیاد" کے مطالعہ میں تپش اور دباؤ کی پیمائش، متغیر حالات کے تحت برف، پانی اور آبی بخارات کا عمل، گیسوں کا حرکت گزار پھیلاؤ، قشر زمین کے اجزا کی نوعیت اور ان کی تاریخ سے متعلق سوالات شامل ہو سکتے ہیں یہ ایسے سوالات ہیں جن کا تعلق طبعیات، کیمیا اور ریاضیات سے ہے، ان میں سے چند پر نہایت عمدگی اور آسانی سے جغرافیہ کی بحث کے دوران میں روشنی ڈالی جاسکتی ہے دیگر سوالات سائنس کے تناظر نصاب میں اٹھائے جا سکتے ہیں لیکن ہر صورت میں جغرافیہ اور سائنس کے مباحث کا باشعور اور واضح ارتباط ہونا چاہیئے۔

اب ہم پھر اس نکتہ کو لیتے ہیں کہ سائنس جغرافیہ اور ریاضی کے نصاب پر بحیثیت ایک کل کے غور کرنا چاہیئے اس قسم کے موثر ارتباط کو پیدا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے وہ یہ کہ مختلف مضامین کے اساتذہ وقتاً فوقتاً ایک جگہ جمع ہو کر اپنے حدود کو درست اور اپنے لائحہ عمل کو منظم کریں یہ امر بعید از خیال ہونا چاہیئے کہ ان میں سے کوئی ایک بار بار اپنے ساتھیوں کی ضروریات اور ان کے طریق عمل سے واقفیت حاصل کیے بغیر اپنا کام کرلے گا۔

مدرسہ کے اسٹاف میں ایک رکن اور بھی ہے جس سے مدرس سائنس کو ہمیشہ دوستانہ روابط پیدا کرنے چاہئیں، یعنی انگریزی کا مدرس۔ بعض مدارس میں طالب علموں کے اشارات اور اعلیٰ موضوعی مضامین، مدرس سائنس کی نظر سے گزرنے کے بعد گاہے ماہے صحت اور تنقید کے لیے انگریزی کے مدرس کے پاس روانہ کیے جاتے ہیں، اس طرح کا انتظام، طلباء کی تجرباتی بیاضوں اور ان کے استدلال کے نقاط کی وضاحت، صحت اور ربط کے معیار کو بلند کرنے کا ایک بہت ہی اچھا ذریعہ ہے

مزید برآں اس کے ذریعہ نہایت عمدگی کے ساتھ اس زہریلے خیال کی تردید کی جاسکتی ہے کہ السنہ اور سائنس ایسے مضامین ہیں جو ایک دوسرے کے بالکل متضاد نہ بھی سہی، تاہم کم از کم ایک دوسرے سے بے تعلق ضرور ہیں، اس بنا پر اس طریقۂ کار پر عمل کرنیکی پرزور سفارش کی جاتی ہے۔

اگر کوئی شخص متذکرہ بالا دلائل کی قوت معلوم کرنا چاہے اور ان کے اوصاف کے متعلق شک ظاہر کرے تو بہتر ہوگا کہ وہ ان مختلف نصابوں کا مطالعہ کرے جن کو مختلف قسم کے مدارس کے تجربہ کار اساتذہ نے مرتب کیا ہے حال ہی میں برٹش ایسوسی ایشن کی کمیٹی نے ثانوی مدارس میں سائنس کی تعلیم سے متعلق جو رپورٹ پیش کی ہے اس کے ضمیمہ میں اس قسم کی اسکیمات کا ایک مجموعہ شائع ہوا ہے۔* شہر اور دیہات کے مدارس اور لڑکوں اور لڑکیوں کے مدارس میں تدریس سائنس کے مخصوص مسئلوں کے متعلق مختلف مصنفین نے انفرادی طور پر غور کر کے اپنے اپنے حل پیش کئے ہیں یہاں اسکیم نمبر (۳) کا خاکہ پیش کرنا سہولت کا باعث ہوگا جو بالکلیہ راقم الحروف کے تفویض تھی نیز اس کی مدد سے سائنس کے طریقہ اور عام پالیسی پر مزید روشنی ڈالنے میں مدد ملتی ہے۔

نصاب زیر بحث میں لڑکوں کے ایک شہری ثانویہ مدرسہ کی ضروریات پیش نظر ہیں جہاں بارہ تا سولہ سال کی عمر کے تمام طلباء کے لئے سائنس نصاب کا ایک اہم جز ہے۔ پہلی قابل غور بات یہ ہے کہ ایسے مدرسہ میں نباتیاتی مسائل پر اتنی زیادہ توجہ کی گئی ہے کہ اس کے ساتھ کے دوسرے مدارس میں عام طور پر نہیں کی جاتی۔ رپورٹ کے ایک جدول سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری امدادی مدارس میں جہاں

* برٹش ایسوسی ایشن، برلنگٹن ہوس لندن

ترک مدرسہ کی عمر سولہ سال ہے، صرف چند مدارس میں حیاتیات کی تعلیم ہوتی ہے اور وہ بھی ساڑھے بارہ سال سے کم عمر لڑکوں کے لئے "مطالعہ قدرت" کے طور پر اس عمر کے بعد سے ان مدارس میں سائنس کے معنی طبعیات اور کیمیا کے سوا اور کچھ نہیں لئے جاتے، یہاں ہم "مدارس سائنس" کی ان روایات کے اثر کو ابھی تک کارفرما دیکھتے ہیں، حالانکہ یہ مدارس جہاں انہوں نے جنم لیا تھا بند ہو چکے ہیں، پبلک اسکول کی طرز کے مدارس میں حیاتیات نسبتاً بہتر حالت میں ہے، ان میں سے اکثر مدارس میں (۱۴ ½) سال کی عمر تک مطالعہ قدرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور چند مدرسے ایسے ہیں جن میں مدرسہ کا نصاب ختم ہونے تک حیاتیات کو مستقل طور پر پڑھایا جاتا ہے، بہرحال یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پبلک اسکولوں میں سائنس کی حالت اب بھی "خاندان علوم میں" ایک بے عزت بہن کی سی ہے۔

عام طور پر ذکور کے مدارس میں حیاتیات کو کچھ ایسا نظر انداز کیا گیا ہے کہ اناث کی تعلیم میں نباتیات پر زور دینا اس کا بدل نہیں ہو سکتا یہ صورت نہ کلچری اور نہ افادی نقطہ نظر سے اطمینان بخش ہے، حیاتیات سے غفلت کے معنی ایک تو سائنسی زندگی کے اظہارات کو نظر انداز کرنا نصف قدرت سے چشم پوشی کرنا اور ان خیالات سے جن کا جدید تفکر پر غیر محدود اثر ہوا ہے بے بہرہ رہنا ہے اور دوسرے حالات سے بے خبر رہنا اور ایسے امور کے بابت غیر ہمدردانہ طرز اختیار کرنا ہے جو انفرادی خوشی اور سماجی فلاح و بہبود کے لئے نہایت اہم ہیں۔ ہمارے نظام تعلیم میں حیاتیات کی گری ہوئی حالت کو، کچھ تو علامت اور کچھ علت کے طور پر، اس دیہاتی زندگی اور کاروباری فعلیت کے انحطاط کا ذمہ دار گردانا جو آج ہماری قومی بد بختی کا بڑا زبردست باعث ہے ایک ایسا امر ہے

جو محض وہم و خیال نہیں ہے

ان وجوہ کے بناء پر زیر بحث اسکیم میں طبعی علوم کے ساتھ ساتھ ہر سال کے نصاب میں حیاتیات کو بھی جگہ دی گئی ہے، سال اول میں سائنس کے لئے جتنا وقت ہے اس کا نصف حیاتیات کو دیا گیا ہے - علاوہ ازیں شہری بچوں کے لئے بھی پودوں اور جانوروں کے حالات، ان کے مشاہدہ کے واسطے دلچسپ موقع دیتے ہیں، انہیں اپنے خلقی تجسس کو سائنسی دلچسپی کے سانچے میں ڈھال نے کے لئے کافی مواد بہم پہونچاتے ہیں مابعد زمانہ میں مضمون حیاتیات بتدریج کم ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ اس کو سال چہارم میں مقررہ وقت کے پانچویں حصہ سے زیادہ وقت نہیں دیا جاتا۔

پہلے دو سال کا کام موسم کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا ہے پہلے سال خزان کی میقات میں کم سن طالب علم مکھیوں اور ڈکوریوں کے حالات زندگی طرازی پھولوں کی پھول واری اور میووں اور بیجوں کی تدریجی ساخت کا مطالعہ کرے، سرما میں وہ درختوں کی شناخت اور ان کی کلیوں کو جانچنا سیکھے اور بہار کی میعات میں پودوں کے بیجوں کی روئیدگی مرغی کے انڈوں کی نشوونما اور مینڈک اور نیوٹ (Newts) کی پیدائش کے متعلق معلومات حاصل کرے، گرما میں اس کو پودوں کے مصرف سے واقف کرایا جائے وہ پھول کی روائی اور اس میں کیڑوں کی جدوجہد کا مشاہدہ کرے، اس کے علاوہ اسے قریب کے کنٹہ میں گردونواح سے روشناس کرایا جائے

---

* ملاحظہ ہو برانفورڈ کی کتاب "جنس اور وسٹا" (جاٹو اور ونڈس سنہ ۱۹۱۶ ع) صفحات (۲۰۰، ۲۰۱)

سال دوم کے اہم مضامین میں مطالعہ زمین اور طبعی اور کیمیائی حالات، میں جو نباتی زندگی کے لئے درکار ہیں سال سوم میں میدانی کام اور زندگی کی مقرون اشکال کا مطالعہ گرما کی میقات کے لئے مختص ہے، لیکن بہار گی میقات کا کچھ حصہ تجرباتی تحقیقات کے ساتھ ساتھ، خوردبینی عضویات کے لئے محفوظ ہے، کیون کہ ان کا زراعت، مفید صنعتوں، تخمیر، گندگی اور امراض میں بہت ہی نمایاں حصہ ہے، نوعمر طالب علم کو اس موقع پر خودرو تخلیق کی بحثوں سے دوچار کرایا جاتا ہے اور وہ اور پاسٹور (Pasteur) لسٹر (Lister) مان سن (Manson) اور راس (Ross) کی فتوحات ملیریا اور ان جنگوں کے حالات سنتا ہے، جو انسان نے امراض کے خلاف کئے۔ مختصر یہ کہ اس موقعہ پر اس کو یہ معلوم کرانے کی پہلی کوشش کی جاتی ہے کہ صحیح معلومات صرف جدوجہد اور انہماک سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس میں بے لوث سائنسی زندگی کی عظمت کا بھی احساس پیدا کرایا جاتا ہے*

سال چہارم میں کوئی عملی کام مشروط نہیں ہوتا بلکہ لڑکوں کو اپنے مذاق پر چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ یا تو خانگی مطالعہ اور مشاہدہ سے یا مدرسہ کی انجمن مطالعہ قدرت کے زیر نگرانی اپنی معلومات میں اضافہ کریں۔ جماعتی کام بالکلیہ حیاتیات کے معاشی پہلو سے متعلق اسباق اور مباحثوں پر مشتمل ہوتا ہے تاکہ صحیح معلومات اور اس

---

* پروفیسر آر۔ اے گریگوری کی کتاب ,, ڈسکوڑی،، مطبوعہ میکملین، اینڈ کمپنی سنہ ۱۹۱۶ع) اس مضمون سے متعلق مواد کا ایک بیش بہا خزانہ ہے، فرانک بینڈ کی کتاب ,, اورسیکرٹ نر ینڈز اینڈ فوز،، در بس۔ پی۔ سی۔ کے سنہ ۱۹۰۹ع میں خوردبینی عضویات کے متعلق بسیط و عمدہ معلومات موجود ہیں۔

شعبہ میں تحقیقات کی اہمیت واضح ہو سکے *

اس اسکیم کا آخری ذیلی حصہ ارتقاء اور توارث کے نظریوں اور ڈارون Darwin منڈل Mendel اور ڈے ورائی Devries جیسی سربرآوردہ ہستیوں کے کارناموں کے مطالعہ کے لئے وقف ہے، بہرحال یہ تجویز کی گئی ہے کہ ان مسائل پر غور و فکر کرنے کے مسئلہ کو سال پنجم کیلئے اُٹھا رکھا جائے اور اس کو تقریری مباحث کے ایک تکمیلی سلسلہ کی حیثیت دی جائے جس میں وہ لڑکے بھی شریک ہو سکتے ہیں جو اعلیٰ نصاب کی تعلیم حاصل کر رہے ہوں اور وہ بھی حصہ لے سکتے ہیں جو اس مضمون کے دیگر شعبہ جات کے مختصصین ہوں اس نصاب میں فلسفہ، سائنس کو بھی شامل کر لے نا چاہیئے جو سائنسی تحقیقات کی تاریخ سے واضح ہو سکے،

عام عنوان "طبعی شعبہ" کے تحت نصاب کے اور دوسرے اہم حصوں کے کئی نمایاں اجزاء شریک ہیں، ان میں بہت ہی مخصوص ایک تو طبعیات کا باقاعدہ نصاب ہے، جس کی تکمیل برابر چار سال تک مسلسل دلائل کے طور پر ہوتی ہے اور دوسرے کیمیا کا نصاب ہے جس کی ابتداء سال دوم میں ہوتی ہے

پہلے دو سال کی طبعیات کا تعلق بالکلیہ حرارت سے ہے، حیاتیات بھی اسی کے ساتھ شامل ہے، کیون کہ اس کا تعلق بھی زیادہ تر "زیر سمان" مسائل سے ہے، مثلاً اس کی ابتداء تمش پیما کے مطالعہ سے ہوتی ہے جس کے ذریعہ ہوا کی تبدل برودت و حرارت کا تعین وثوق کے ساتھ اور ان کا اندراج موضوعی طور پر ہو سکتا ہے،

* مدرس کو سائنس اینڈ دی نیشن (مطبوعہ کیمبرج یونیورسٹی پریس سنہ ۱۹۱۷ع کے نام سے جو مجموعہ شائع ہوا ہے اس سے اور اس قسم کی کتابوں سے اسباق کے لئے بہت سی مفید ہدایتیں اور القاء حاصل ہو سکتا ہے،

اس مقصد کیلئے اس کا استعمال، اشیاء کی ماہیت کے لحاظ سے اس حد تک تسلیم کیا جا چکا ہے، لیکن اب ہم یہ سوال کرتے ہیں کہ تپش پیما کیسے کام کرتا ہے؟ اس سلسلہ میں ہم پھیلاؤ کے مسئلہ پر غور و فکر کرنے کی طرف مائل ہوتے ہیں جو علی العموم وارث سے وابستہ ہوتا ہے، یہاں عام طریقہ سے جو انحراف ہوا ہے اس پر ناظرین غور کریں، کیوں کہ یہ اُن طریقوں میں سے ایک طرازی طریقہ ہے جن کی تمام نصاب کے دوران میں سفارش کی گئی ہے۔ یعنی ان چیزوں سے ابتدا کی جاتی ہے جو عام طور پر کسی نہ کسی سلسلہ میں طبعی اصولوں کے استعمالات کے طور پر سکھلائی گئی ہوں اور پھر انہی سے تحلیل کے ذریعہ خود اصول اخذ کئے جاتے ہیں، استعمالات سے نظریہ اخذ کیا جاتا ہے نہ کہ نظریہ سے استعمالات بہرحال یہ امر قابل اظہار ہے کہ ایک دفعہ نظریہ کی صداقت مسلم ہو جانے کے بعد اس مدد سے مزید اور زیادہ پیچیدہ استعمالات کے سمجھنے میں راہ نمائی ہوتی ہے۔ مروجہ طریقہ کار کا ایک دوسرا عکس بھی قابل ذکر ہے، بجائے اس کے کہ ہم تپش پیما کے پیمانے کی درجہ بندی "ثابت نقطوں" کے حوالہ سے کریں، دوکان کے بنے ہوئے تپش پیما کی معیاری درجہ بندی کو قبول کر کے اسی کی نقل اتارتے ہیں اور پھر بعد میں اس حقیقت سے آگاہ ہو کر خوش ہوتے ہیں کہ انجماد یا جوش کی حالت میں پانی کی تپش مستقل رہتی ہے یہ اس اصول کی ادنیٰ مثال ہے کہ تحقیق کی تاریخی ترتیب، اظہار کا بہترین طریقہ ہے گو یہ اصول ہمیشہ مفید رہبر کا کام دیتا ہے تاہم اس کی غلامانہ یا اصولی پابندی نہیں کرنی چاہئیے

سال سوم میں اشعاع اور موصلیت ان سادہ معلومات کو جو سابقہ مدت میں مدرسہ کے گرم پانی کے نظام کے سلسلہ میں حاصل کی گئی تھیں زمین اور اس جیسے دیگر مظاہرہ کی موسمی تپشی تبدیلیوں کے مشاہدہ سے واضح تصورات کی صورت اختیار کر لیتے ہیں،

اس کے بعد ہم فوراً سورج کے اشعاع کی طرف رجوع ہوتے ہیں کہ وہ نباتی اور حیوانی زندگی کی توانائی کا سرچشمہ ہے، اسی طرح سے ہم منشور، شمسی طیف (مرئی اور غیر مرئی) ضیاپیمائی، حرارت و نور کے اشعاع و انجذاب، کے کلیات اور ان کے اہم مفید استعمالات، مستوی اور منحنی آئینوں کے خواص اور انعطاف نور کے کلیات تک پہونچتے ہیں،

اس نوبت پر ہم حرارت کو ایک قابل پیمائش مقدار تصور کرنے لگتے ہیں، اسکے بعد جوزف بلیک (Joseph Black) جیسے ممتاز محقق کے سادہ طریقوں کی مدد سے، حالت کی تبدیلی کے دوران میں جو نوعی حرارت یا مخفی حرارت خارج یا جذب ہوتی ہے، اس کے متعلق واضح معلومات حاصل کرتے ہیں - اسی طرح سے باتیں معلوم ہوتی ہیں، ان سے پہلے داخلی احتراقی انجن (پٹرول سے چلنے والی) موٹر اور گیسی انجنیں اور پھر قدیم اسطوانی بھاپ انجن اور جدید گردش مشین کے کردار اور کفایت کی توضیح میں مدد لی جاتی ہے، انجینیری میں اس مداخلت کے لئے ہم تپشی اور حرناگزار حالات کے تحت گیسوں کے اورجول کے ان معرکۃ الآرا تحقیقات کا مطالعہ لازمی ہے جو اس نے حرارت اور میکانی کام کے مابین معادل دریافت کرنے کے لئے کی ہیں،

اسی نوبت پر طالب علم برق کے دلچسپ سائنس سے روشناس ہوتا ہے برقی گھنٹی کی تشریح سے ابتدا کر کے وہ فوراً برقی مقناطیسیت اور برقی موٹر، ٹیلیگرافی اور روپیما کی طرف نکل اتا ہے، برقی مقناطیسی امالہ پر فیراڈے کے تاریخی تجربات اس کو لپھیے اور ڈائناموا ور پھر اس کے کچھ بعد ہی ٹیلیفون تک کھینچ لاتے ہیں، موٹر اور ڈائنامو کے مقلوب رشتوں پر زور دیا جاتا اور ان کو استحالہ توانائی کے تصورات میں بین وسعت دینے کا ذریعہ بنایا جاتا ہے، جس کی بعد میں مزید توضیح کیجاتی ہے،

پہلے برقی روشنی کے مطالعہ سے اور آخر میں ثانوی اور اصلی مورچوں کے اعمال کے باہمی مقابلہ سے

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سال سوم میں برق کی نوعیت بالکلیہ کیفی ہے، کیونکہ ہمارا مقصد سائنس کے اساسی اصولوں کو ان کے مانوس اور دلچسپ استعمالات کے مطالعہ سے واضح کرنا ہے، بلاشبہ قوت محرک برق اور مزاحمت وولٹ اور (امپیر) کا ذکر کئے بغیر، ڈائناموا ور مبدل برقی روشنی اور ثانوی مورچوں سے بحث کرنا ناممکن ہے، تاہم یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ اس نوبت پر ان اصطلاحات کی ٹھیک ٹھیک تعریف بھی کیجائے ان کے استعمالات سے صرف اس قدر عملی سمجھ پیدا ہو جانا کافی ہے، جتنی کہ ایک شخص کو بازار سے اپنے گھر کے لئے ایک نیا لیمپ یا اپنی موٹر سیکل کے لئے ایک نیا ذخیرہ خانہ خریدنے کے لئے درکار ہو برقی پیمائشات کے نظرئے کی تحقیق کا کام سال چہارم کے لئے محفوظ ہے جہاں وہ اس مدت کے کام کا اہم حصہ ہوگا۔

برقی پیمائشات کے نظرئے کے بعد ہم مناظری پیمائشات کے ہندسی نظرئے کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ پھر اس کے بعد موجی حرکت کا سادھا سا اظہار کیا جاتا ہے، جس کے ذریعہ آواز، نور، حرارت اور برق کے موجی مظاہر کو ایک دور رس اور دل کش سائنسی تصور کے تحت لایا جاتا ہے

نصاب کو اس طرح ترتیب دیا گیا ہے کہ اس کا اختتام تابکاری (Radioactivity) کی تحقیقات کی ابتدائی معلومات پر ہو کیونکہ یہی برق کا جدید "نقطۂ نمو" ہے اور اسی پر "مادے کے نظریوں" کا انحصار ہے، اسی سلسلہ میں طبقی مظاہر کا ایک سرسری بقاء توانائی کے نقطہ نظر سے اور ذہنوی کاروبار کے لئے جو توانائی حاصل ہے اس کے منبعوں اور کفایتی استعمال کے مخصوص حوالہ سے کیا جاتا ہے، حیاتیات کے نصاب کی متماثد صورت میں

یہ مناسب ہوگا کہ جہاں تک ممکن ہو، ان مضامین کو سال پنجم کے مباحثوں کے ایک سلسلہ کے لئے چھوڑ دیا جائے

کیمیا کے سہ سالہ نصاب کی نشو ونما تقریباً طبعیات ہی کی طرح ہوتی ہے کیمیائی استدلال کا ابتدائی نصاب زیادہ تر نباتی زندگی کی کفایت سے متعلق سادہ مسائل پر مشتمل ہوتا ہے اور پھر اس کے بعد کا کام عام طور پر ان اصولوں کی تحقیق کی صورت اختیار کرتا ہے جو ماہر کیمیائی اعمال اور صنعتی استعمالات کے روح رواں ہیں اسیوجہ سے نصاب عمیق نہیں بلکہ بسیط ہوتا ہے، ثانوی اہمیت کی تفصیلات کو نظر انداز کیا جاتا ہے، اور نامیاتی اور غیر نامیاتی کیمیائی کے مخصوص تصورات اور طریقوں پر توجہ مرکوز کیجاتی ہے، طبعیات کی طرح اس میں بھی عام نظریوں کو سال چہارم کے لئے ملتوی کر دیا گیا ہے، یہ نصاب کیمیائی سائینس اور صنعت کی موجودہ حالت کی سرسری تنقید پر ختم ہوتا ہے، بہتر ہوگا اگر اس کام کو سال پنجم کے لئے ملتوی کر دیا جائے، اس میں خالص سائینسی تحقیقات کی سماجی اہمیت اور تمام بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کے لئے، جامع علم کے ذریعہ دنیا کے خزانوں کو استعمال کرنے کے مسئلہ پر مخصوص زور دیا جاتا ہے،

اب اس اسکیم کے تین ذیلی باتوں کے مقاصد اور ان کے حیطۂ عمل کا ذکر کرنا ہے جن پر اب تک روشنی نہیں ڈالی گئی، پہلا ایک نصاب ہے جو "عام طبعیات" کے عنوان سے شروع ہو کر سال سوم اور سال چہارم میں اصول میکانیات کے موضوعی مطالعہ کی صورت اختیار کرتا ہے۔ سال اول میں طالب علم جب کثافتوں اور کثافت اضافیوں کو معلوم کرنے کے لئے طبعی ترازو کا استعمال سیکھ لیتا ہے تو اس کی توجہ اس آلہ کی ساخت اور ان حالات کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے جن کے ماتحت اسکی

صحت اور حساسیت کی تعین کیجا سکتی ہے، اس طرح سے وہ بیرم اور مرکز جاذبہ کے نظریہ تک پہونچتا ہے، اس کے بعد، وقت کی پیمائش کے سلسلہ میں جن کا ذیل میں کچھ ذکر کیا جائے گا، وہ اس مانوس لیکن کم سمجھے ہوئے آلہ یعنی گھڑی کی ساخت کا امتحان کرتا اور رقاصی پر سادہ تجربے کرتا ہے اس طرح کے اور معمولی آلات مثلاً قفل اور سائیکل کے سہ چالی پہیہ (Three speed gear) کی ساخت کا امتحان کرنے سے اسکی کارآمد اور دلچسپ مصروفیت میں مزید اضافہ ہو جاتا ہے اور اس سال کا کام ملاحی کمپاس سوئی اور مقناطیس کے سرسری مطالعہ پر ختم ہو جاتا ہے

سال دوم میں سابقہ مدت کی ماء سکونیات کا سلسلہ جہازوں کے تیراؤ کی تحقیق کے ساتھ جاری رکھا جاتا ہے جس کے اصول ارشمیدس کی دریافت اور کشتیاں (Pontoons) آب دوز کشتی رانی اور غباروں کے نظریوں کے متعلق راہ نمائی ہوتی ہے، بادپیما کا مطالعہ بحیثیت موسم نما آلہ (آلہ جویہ) کے سائینسی تحقیقات کی قدیم تاریخ کو طریسلی اور پھر پاسکل سے رابرٹ سائل تک دھرانے کا موقع دیتا ہے جس کی بدولت ایسی تحقیقات ہوئیں کہ ان سے قدیم اور جدید مختلف نوعیت کے کارآمد استعمالات اور ایجادات کی توضیح میں مدد ملی، شویت اور نفوذ کا مطالعہ سادہ تجربات کے ذریعہ، نباتی زندگی کی تحقیق میں پیدا ہونے والے سوالوں کی حیثیت سے کیا جاتا ہے ختم سال پر طالب علم - بیرم سے چرخیوں کی طرف جاتا ہے، ان کی "کارکردگی" (Efficiency) کی تخمیس کے طریقہ سیکھتا ہے رگڑ کی پیمائشات کرتا ہے اور "کام کے اصول" سے واقفیت حاصل کرتا ہے جس سے میکانی مظاہرات سے وسیع دائرے میں یگانگت پیدا ہوتی ہے اور یہ اس سے بہت زیادہ وسیع ہمہ گیر اصول توانائی کا دور ہے، نیز طالب علم اُن حالات کا بھی پتہ چلاتا ہے جن کے تحت

ایک ڈھکیل یا کھینچا دوسرے دو کے برابر تصور کیا جاسکتا ہے، ان معلومات کو وہ معمولی چوکھٹے کے کام مثلاً معلق پل یا برآمدہ بیرم میں فسادوں کے تحلیل کے لئے استعمال کرتا ہے

ان ابتدائی معلومات سے ہم سال سوم میں باقاعدہ میکانیات کو شروع کرتے ہیں جو طبعی دنیا میں حرکت کی بہت ہی اہم اصناف کو عام ریاضیاتی قوانین کے قاعدہ کے تحت لانے کی ایک کوشش تصور کی جاتی ہے، رفتار کے تغیرات کے مطالعہ کے وقت ہم صحیح خیالات کو ایک عام غلطی سے بچانے کے لئے سمت کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ چال کی تبدیلی پر بھی مساوی توجہ دیتے ہیں، دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم اپنی توجہ کو گرنے والے اجسام اور مرئیات کی بڑھنے والی حرکت تک محدود رکھنے کی بجائے، اسی قسم کی حرکتوں کے ساتھ ساتھ، جھولنے والے رقاص اور مرتعش کمانی کی دوری قسم کی حرکت کا مطالعہ بھی کرتے ہیں حرکیات (Kinematics) کی سادہ ترین قواعد پر کامل عبور حاصل کر لینے کے بعد ہم حرکیات (Kinetics) کی طرف رجوع ہوتے ہیں مسٹر گڈول کے قابل قدر وکٹر ترازو* کو استعمال کر کے ہم کمیت معیار حرکت کے متعلق واضح معلومات حاصل کرتے ہیں اور یہ سیکھتے ہیں کہ کس طرح معیار حرکت کے تغیر کی شرح سے اجسام کے درمیان عمل کرنے والی قوت کی پیمائش کی جاسکتی ہے، اس موقع پر حرکی توانائی کا تصور بھی دلایا جاتا ہے، اور اس کا تعلق کام کے اصول سے کیا جاتا ہے جس کا مطالعہ سال دوم میں کیا جا چکا ہے

سال چہارم کا کام اسی طور پر جاری رکھا جاتا ہے، یعنی ہمارا مطمح نظر اساسی

---

* ملاحظہ ہو گڈول کی کتاب مبادی میکانیات (Elementary Mechanics) مطبوعہ کلیرنڈن پریس سنہ ۱۹۱۳ع) باب دوم

اصولوں کی عمدہ تفہیم ہے نہ کہ پیچیدہ مسائل کو حل کرنے کی مہارت ہو، رقاصی حرکت کا سرسری مطالعہ اب موسیقی اور دائری حرکت کے نظریہ کی صورت اختیار کرتا ہے جس میں رواں اور سقیم موسیقی امواج کے سرسری مطالعہ کو شامل کرکے اور وسعت دی جاتی ہے ۔ آخر میں ہم سیکل کے چلتے پھرتے ہوئے لٹو اور چکر بین (Gyroscope) وغیرہ مظاہر کی مثالوں سے گردشی حرکت کے اصول کو دریافت کرنے کی کوشش کرتے ہیں *

یہ نصاب یہاں ختم ہو جاتا ہے کہیں اگر اسے "اعلیٰ نصاب" کے طور پر جاری رکھنا ہو تو اس کی فطری تکمیل اسی وقت ہوگی جب کہ ہم نظام شمسی کے ناقص مداروں کے سرسری مطالعہ کو اس میں شامل کر دیں، اس کے لئے عام طور پر چار سال کے دوران میں جو کچھ ریاضی سیکھی جاتی ہے اس سے زیادہ ریاضی کی ضرورت ہے لیکن اگر اس میں کلارک † سا کسول کے مجوزہ طریقہ کی پیروی کی جائے تو سال پنجم کا ریاضی کا طالب علم اس کو پورا کر سکتا ہے ۔ "اعلیٰ نصاب" میں موجی حرکت کا مطالعہ بھی اسی حد تک طالب علم فوریر کے مشہور طریقے سے دوری حرکت کی تحلیل اور مد و جزر کی پیشین گوئی میں اس کے استعمال اور دیگر مشابہ امور کو سمجھنے کی صلاحیت

---

* ان مضامین کے مطالعہ کے لئے مدرس اب ٹری کی کتاب گردشی لٹو اور چکر بین حرکت (Spining Tops and Gyroscopic motion) (مطبوعہ لانگ منس سنہ ۱۹۰۱ع) اور پروفیسر پری کی مختصر مشہور کتاب "گردشی لٹو" (Spining Tops) مطبوعہ ایس - پی - سی ، کے سنہ ۱۹۱۰ع ) سے کافی استفادہ کر سکتا ہے

† یہ طریقہ کلارک میکسول کی عمدہ لیکن بری طرح نظر انداز کی ہوی کتاب مادہ اور حرکت (Matter and Motion) ( مطبوعہ ایس - بی - سی کے سنہ ۱۸۸۸ع) میں موجود ہے ۔

رکھتا ہے۔*

ان تین ذیلی نصابوں میں دوسرا نصاب ارضیات کے لئے مختص ہے، اس کے متعلق اتنا کہنا کافی ہے کہ یہ گذشتہ تین سالوں تک جاری رہتا ہے، اس کا عمل بہت واجبی ہے اور یہ حصہ کچھ تو ان سوالات سے بحث کرتا ہے جو بدیہتاً جغرافیہ کے مطالعہ میں پیدا ہوتے ہیں اور کچھ ایسے امور سے متعلق ہے جن کا حیاتیات سے قریبی تعلق ہے مثلاً قدیم ارضی ادوار کے اندراجات اور نسل انسانی کی نمو، یہ ظاہر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ اس نصاب میں جس موضوع کا مطالعہ کیا جائے ان میں مقامی حالات کا خاصہ لحاظ رکھا جانا چاہئے بالخصوص سال آخر میں،

اب ہمیں آخر میں اُن ذیلی نصابوں کے تیسرے حصہ کا ذکر کرنا ہے، ہماری یہ کوشش ایک ایسے مضمون کی یاد کو تازہ کرنے کے مماثل ہے جس کی نصاب میں مخصوص جگہ موجود ہے یہ مضمون تمام طبعی علوم کی ماں اور ملکہ علم ما ہئیت ہے، علم ہئیت کی تھوڑی بہت معلومات لازماً جغرافیہ کے ہر نصاب میں دی جاتی ہیں اور دراصل اس کو ایک ایسا حصہ سمجھا جاتا ہے جس کا جاننا ہر ایک کے لئے ضروری ہے ہمارا مقصد اس علم کو اچھوتے مشاہدہ اور نتیجہ کی مناسب بنیاد پر قایم کرنا ہے اور نیز مدرس کو اس کی اپنی تدریس میں حکمی طریقہ کے ناپسندیدہ عنصر سے باز رکھنا اور طالب علم کی ایسے راستہ کی طرف رہبری کرنا ہے جو اکثر و بیشتر سائنس کی تمام شاہ راہوں میں سب سے زیادہ جاذب نظر ثابت ہوتا ہے۔

---

*ان مضامین کے ابتدائی مطالعہ کے لئے مصنف اپنی کتاب (Exercises in Algebra) مطبوعہ لانگ منس سنہ ۱۹۱۴ع حصہ دوم باب ہفتم کا حوالہ دیتا ہے

یہ نصاب پہلے تین سالوں کے ہر نصاب میں داخل ہے، سال اول میں ہم سادہ مشاہدات اور ترسیمی اندراجات کے ذریعہ سورج اور ستاروں کی اس ظاہری گردش کو معین کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو اس محور کے گرد عمل میں آتی ہے جس کا محل قطبی تارہ کی بہت ہی قربت میں ہو، نیز انہی کی مدد سے سرکاری وقت کی نمایش کے اصولوں کی بھی توضیح کی جاتی ہے سال دوم میں ہمارے مشاہدات اور اندراجات بالکل اسی طرح سورج کی سالانہ ظاہری گردش کی تحقیق سے متعلق ہوتے ہیں جس پر تقویم کا انحصار ہے، سال سوم میں یہ مضمون اور وسعت اختیار کرتا ہے، سال ہائے ماسبق کے مکسوبہ طریقوں کی امداد اور "وہٹاکر تقویم" کے مطبوعہ معطیات کے استعمال سے طالب علم یہ دیکھتا ہے کہ کس طرح سورج اور چاند کی ناقص حرکت کا تعین کیا جاتا ہے، اور کس طرح گہن کے اسباب اور ان سے متعلق پیش گوئی کی جاسکتی ہے، آخر میں وہ نظام شمسی کی ترکیب کے متعلق کچھ سیکھتا ہے، کپلر کے قوانین کا مطالعہ کرتا ہے اور ایسے مدار سیارگان کے اضافی اور مطلق ابعاد کی تحقیق سے واقف کرایا جاتا ہے۔

حیاتیات کی صورت میں، مضمون کی مزید ترقی، انفرادی رجحان اور مدرسہ کی سائنٹیفک سوسائٹی کے صوابدید پر چھوڑ دی جاتی ہے، بہرحال یہ بات قابل غور ہے کہ سال چہارم میں طبعی تحلیل کا مطالعہ، ایک لمحہ کے لئے نصاب کو ہئیت کی ایک بہت ہی دلچسپ شاخ کی طرف پلٹ دیتا ہے، اور جیسا کہ قبل ازیں ہم نے مشورہ دیا ہے کہ وہ لڑکا جو ریاضی کو بطور "اعلیٰ نصاب" کے جاری رکھتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کپلر سے لیکر نیوٹن تک کے ہیئتی استدلال کا مطالعہ کرے اور ناقص حرکت کے نظریہ کی حرکی بنیادوں سے واقفیت حاصل کرلے

یہ بات شاید تسلیم کی جائے کہ ہم نے نصاب کا جو خاکہ مرتب کیا ہے وہ اتنا وسیع

ہے کہ اس سے ہر معقول ضرورت پوری ہو سکتی ہے، البتہ اس پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ وہ بہت ہی تفصیلی ہے، ناظرین جو ایسا خیال کریں ان کو یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم نے سائینس کے عام نصاب کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے اس امر پر زور دیا تھا کہ اس کا مقصد نہ تو تفصیلات کی مکمل معلومات دینا ہے اور نہ ہی تجربہ خانہ کے فن میں کمال حاصل کروانا بلکہ سائینسی زندگی کی شناخت اور دنیائے خیالات اور بہبودی انسان سے متعلق اس کے بیش بہا کارناموں کی قدر کروانا ہمارا مطمح نظر ہے، بحالت موجودہ زیادہ تر وقت ایسے کاموں پر دیا جاتا ہے جن سے اس مقصد کے پورا ہونے کی کم توقع ہے، کسی اصول یا طریقے کو اچھی طرح سے سمجھنے کے لئے بچہ کو کبھی کبھی "مشق" کے طرز کی عملی مشقیں دینا نہایت ضروری ہے، لیکن مفید تدریس میں اور زیادہ وسعت پیدا ہونے کا امکان ہو سکتا ہے، اگر عام طور پر تسلیم کر لیا جائے کہ اس قسم کی فنی مشقیں جن پر زمانۂ سابق میں بہت زیادہ زور دیا جاتا تھا بغیر مخصوص سائینسی استدلال کی نشوونما کے مقابلتہً کم قیمت رکھتی ہیں۔

علاوہ برایں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ نصاب کے لئے موافق حالات ہوں گے یعنی واقعی معقول ساز و سامان اور جوشیلی تدریس کے علاوہ کافی وقت دیا جائے گا* جہاں حالات زیادہ موافق نہ ہوں وہاں اس اسکیم کا دائرہ محدود ہونا چاہیئے، تاہم یہ ہمارا اصرار ہے کہ اس صورت میں بھی کام انہی مقاصد کے تحت اور طریقہ تعلیم کے انہی اصولوں کی عام ہم آہنگی کے ساتھ انجام پانا چاہیئے، بالخصوص یہ اس سوال کا بھی جواب ہے کہ تحتانیہ مدارس میں کیا کرنا چاہیئے، ہم نے بیان کیا ہے کہ "مدارس سائینس" کا استرداد، تحتانیہ مدارس میں تعداد سائینس کی معتدبہ

---

* ریاضی اور جغرافیہ میں جو وقت دیا جاتا ہے اس کے علاوہ ان چند عنوانات کے لئے جو بطور نصاب سائنس مقرر کئے گئے ہیں فی ہفتہ پانچ گھنٹے۔

کمی کے باعث عمل میں آیا شاید اس ردعمل کا اثر بہت گرا ہوا لیکن یہ کوئی زیادہ قابل افسوس بات نہیں کیوں کہ اس سے تحتانوی نصاب کو، جہاں وہ کمزور تھا یعنی انسانیاتی مضامین میں، مستحکم کرنے کا موقع ملا، ایسا نصاب جو اس طرح مرتب کیا گیا ہو کہ کم از کم چودہ سال کی عمر میں ختم ہو جائے اس میں فی الحقیقت سائینس کے ایسے وسیع نصاب کی گنجایش نہیں رہتی جو اس سے زیادہ عام اہمیت کے مضامین کے نصاب کو محدود کرے اور نہ ان میں کمی کرے، لیکن اٹھارہ سال تک کی عام تعلیم کے نفاذ کے ساتھ ہی حالات بالکل بدل جائینگے پھر یہ ناممکن ہوگا کہ ابتدائی دور میں جو بار پڑتا تھا اس کو ایسے مضامین کے التوا سے کم کر دیا جائے جو نصاب تعلیم میں اس لئے نہیں شامل تھے کہ طلبہ کی عمر کے لحاظ سے موزوں تھے، بلکہ اس لئے کہ ان کو بہت ضروری سمجھا گیا تھا اور ان کی تدریس کا اس کے سوا اور کوئی دوسرا موقع بھی نہ تھا، تدریس سائینس کی ایسی اسکیمات مرتب کی جاسکتی ہیں کہ جن میں چودہ سال کی عمر تک کی کل وقتی تعلیم اور اس کے بعد کی چہار سالہ جزو وقتی تعلیم کو بحیثیت ایک کل کے سمجھا جاسکتا ہے۔

گیارہ یا بارہ سال تک لڑکوں اور لڑکیوں کے نصاب میں کسی امتیاز کی ضرورت نہیں ہے "مطالعہ قدرت" کا ایک آسان نصاب جو حتی الوسع "زیر سماں" مشاہدات اور باغ مدرسہ کے کام پر مشتمل ہو، دونوں اصناف کے لئے بہتر ہے، اس مضمون کو اس معیار تک پہونچانا چاہیئے جس کو ہم نے ثانوی مدرسہ کے چہار سالہ نصاب کا ابتدائی نکتہ فرض کیا ہے، * ابتدائی اور ثانوی مدارس کے مابین

* اس نوعیت کے نصاب کے لئے جس کو مس سی نان دس نے مرتب کیا ہے ھا ڈسن کی کتاب "بڑا ڈلا نزان سائنس ٹیچنگ" (مطبوعہ کرسٹافرس سنہ ۱۹۰۹ ع) کا تیسرا باب ملاحظہ ہو۔

جن میں ان کے جونیر طلبا، منتقل ہوتے ہیں، ایک مخلصانہ سمجھوتہ ہونے سے ان میں سے کسی ادارہ کے اساتذہ کی انفرادیت کو غیر ضروری طور پر پابند کئے بغیر، تدریس میں ضروری تسلسل پیدا ہو جائے گا اور اس نوعیت کا ایک سمجھوتہ تحتانیہ اور تسلسلی مدارس کے مابین اور بھی زیادہ مناسب ہے، درحقیقت یہ ایک اچھے باقاعدہ نظام کے لئے ازبس ضروری ہے، کیوں کہ اس کے بغیر بحالت موجودہ ایک کثیر آبادی کی معقول تدریس سائنس کے سلسلہ میں جو خامیاں پائی جاتی ہیں وہ پھر بھی باقی رہ جائینگی، اگر ان دونوں قسم کے اداروں کے مابین کام کرنے کے لئے عمدہ انتظامات عمل میں لائیں تو کام کی مناسب ترتیب ممکن ہوگی اور یہ ہر قسم کے حالات طلبا، کے دائمی محدود مواقع اور اساتذہ کی مختلف دلچسپیوں کے باوجود ماہر عمر کے طالب علم کے لئے ایسی تدریس کا موقع دینگی کہ جس سے اس کی مخصوص ضروریات کی عمدگی سے تکمیل ہوسکے *

---

* برطانیہ عظمی کے تعلیمی نظام میں "مطالعۂ قدرت" کے مرتبہ سے متعلق وزیر اعظم کی کمیٹی کی بہت ہی اہم رپورٹ و (دفعہ ۱۱ ۹ سنہ ۱۹۱۸ ع) اس وقت شائع ہوئی جب کہ یہ کتاب زیر طبع تھی۔ کمیٹی کی سفارشات اس باب کے پیش کردہ دلائل کے ساتھ مادی طور پر ہم آہنگ ہیں۔

# باب ششم

# ریاضی

از

جیمس اسٹرائن - ایم - اے - بی ، ایس ، سی

زمانہ افلاطوں سے لیکر اب تک ادبی تعلیم میں ریاضی کے مرتبہ کے خلاف کوئی سنجیدہ حجت نہیں کی گئی مدرس ریاضی کو اپنے ساتھی مدرس السنہ کی طرح کبھی بھی اپنے مضمون کو بیرونی حملوں سے بچانا نہیں پڑا اور نہ اسے جغرافیہ کے مدرس کی طرح ، اپنے مضمون کو غیر واجبی غفلت سے بچانے کیلئے جدوجہد کرنی پڑی ، تجارتی اور صنعتی کاروبار میں ریاضی کے بے شمار استعمالات کا نمایاں وجود جو تمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ بڑھتا اور اس میں زیادہ تر اضافہ کرتا جارہا ہے ، اس امر کا بین ثبوت پہنچاتا ہے کہ ریاضی دنیادار انسان کے لئے بے حد ضروری ہے ، نیز بیکن (Bacon) کا یہ مقولہ کہ "ریاضی انسان کو دانا بناتی ہے" ایک عام مسلمہ خیال کا نچوڑ ہے ، جس سے اُن لوگوں کو تشفی ہوتی ہے جو تعلیم کے مادی نتائج سے زیادہ اس کے ذہنی اور اخلاقی نتائج پر نظر رکھتے ہیں -

پس یہ زیادہ تعجب کی بات نہیں کہ اصلاح تدریس ریاضی کی تحریک جس نے انیسویں صدی کے آخری حصہ میں تشکیل اختیار کی زیادہ تر داخلی طور پر وجود میں آئی ، وہ مدرس جس میں تھوڑا بہت خود تنقید کا مادہ موجود ہو اس بات سے پوری طرح مطمئن نہیں ہوسکتا کہ اس کے طریقۂ کار کو مہربان رائے عامہ نے ،

صائب رائے نہ رکھنے کے باعث، آسانی کے ساتھ قبول کیا وہ اپنے تئیں یہ سوال کرنے پر مجبور تھا کہ اس امر کی شہادت ہے کہ اس کے طالب علموں میں وہ دانائی بھی موجود ہے جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ ریاضی کے مطالعہ سے حاصل ہوتی ہے، بحیثیت ایک مدرس کے وہ اپنے تجربات پر غیر جانب دارانہ نظر ڈالنے کے بعد یہ تسلیم کرنے پر مجبور تھا کہ اس کی کوششوں کے نتائج مستقل طور پر بے وقوفی اور کڑ دماغی کی صورت میں نمودار ہوتے تھے اور دانائی کی پیداوار شاذونادر تھی، ریاضی "گردش مذاق" کا بہترین علاج صرف اس شخص کے لئے ہو سکتی ہے، جس کی ذہنی قابلیت بیکن (Bacon) کے ہم پلہ ہو، لیکن جب اس کا اطلاق مدرسہ کے معمولی لڑکے یا لڑکی پر کیا جاتا تھا تو وہ اپنی اثر اندازی میں ناکام سی معلوم ہوتی تھی جب مدرس اپنے مضمون کو افادی نقطۂ نظر سے نہیں دیکھتا تھا تو وہ کبھی اپنے وجود کی اہمیت کو تسلیم کرانے کی کوشش میں خوش نہ نظر آتا تھا کیونکہ وہ ایمانداری کے ساتھ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس کے طلبہ میں (۹۰) فیصدی کے لئے حساب کو چھوڑ کر باقی وہ سب کچھ جو اس نے پڑھایا ہے کبھی بھی مادی منفعت کا باعث ثابت ہوا، یہ خیال اُن ریاضی دانوں کی مزید تائید کرتا ہے جو اس مضمون کے عملی استعمالات کی طرف متوجہ ہیں، چاہے کچھ ہی ہو سکتا یہ خیال تو بے حد یاس انگیز تھا اور یہ بالکل صریح بات تھی کہ اس طرح کے حاصل شدہ نتائج کسی طرح بھی اس محنت کے متناسب نہ تھے جو انہیں حاصل کرنے میں صرف ہوئی تھی،

پس ان دو امور کے لحاظ سے ریاضیاتی تدریس کے نتائج توقع سے کم نکلے، باوجود اس کے اس میں تو شبہہ کی گنجایش نہیں کہ یہ مضمون جماعتی انتظام کے بہت ہی مسلمہ طریقوں کے مطابق نہایت عمدگی سے پڑھایا جا سکتا تھا مدرس کے

بتلائے ہوئے ہر قدم اور ہر ایضاح کے بعد طالب علم متعدد مشقین حل کیا کرتے تھے اس طرح ترقی ناگزیر تھی کیونکہ یہ خیال تو نہیں کیا جاسکتا کہ مردوں اور عورتوں کے گروہ ایسے کڑ مغز ہوں گے کہ ایسے مضمون میں ترقی کرنے سے قاصر رہیں جو بنی نوع انسان کے لئے اتنی جیئی اہمیت رکھتا ہے "یہ مضمون" مدرس نے کہا "خشک ہے" اس پر درشت مزاج ماہر تعلیم نے جواب دیا "سچ ہے" لیکن یہ نقصان دہ نہیں ہے، اصل چیز ضبط ہے، لیکن مدرس نے ماہر تعلیم کی ہمنوائی کی اور جبلی طور پر محسوس کیا کہ اس مضمون کو خشک تو نہیں ہونا چاہئیے، البتہ یہ مشکل ہوسکتا ہے لیکن اگر اس میں دلچسپی پیدا کی گئی تو مدرس اس امر کا ٹھیکہ لے سکے گا کہ خواہ راستہ کسقدر ہی سنگلاخ کیوں نہ ہو وہ اپنے طلباء کو اس پر سے اپنے ساتھ لیجائیگا، مدرسہ میں جو کچھ سکھلایا جاتا ہے وہ غیر دلچسپ نہونا چاہئیے وہ سوال جس کو عمدگی سے سمجھنے لگا یہ نہیں تھا کہ آیا مضمون ہی اس نوعیت کا ہے کہ اس سے مخصوص ذہنی تاثر کے پیدا کرنے کی توقع کی جاسکتی ہے، یا جس کا اب مطالعہ کرنے سے آئندہ زندگی میں مادی فائدہ حاصل ہوسکتا ہے، بلکہ اصل سوال یہ تھا کہ آیا مضمون کو اب جس طرح سے پیش کیا جاتا ہے اس میں اتنی کافی ذاتی دلچسپی موجود ہے کہ اس کے مطالعہ کو ممکن بنایا جاسکتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہے، کیوں کہ طلباء کی اکثریت کی حد تک اس کا جواب نفی میں تھا، تو ضروری دلچسپی اخذ کی جاسکتی ہے اور مضمون کو اس کے ساتھ کیسے وابستہ کیا جاسکتا ہے۔

گذشتہ بیس سال میں ریاضی کی تدریس سے متعلق جو تجربات کئے گئے ان کو بحیثیت مجموعی اس مسئلہ کے حل کی ایک کوشش تصور کیا جاسکتا ہے، جیسا کہ اکثر تحقیقات میں ہوتا آیا ہے، محققین غلط ارتسامات کے مغالطہ میں اکثر راستہ بھٹک گئے یا پیش بند

خیالات کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے، دلچسپی اور تفریح کے باہم خلط ملط ہو جانے کا اندیشہ، ہمیشہ لگا ہوا ہے اگر محققین کے ساتھ نہیں تو کم از کم، ہر موقع پر ان کے کم غور و فکر کرنے والے پیروؤں کے لیے، مختلف اوقات میں، اصلاحی تحریک نام نہاد عملی کام پر حد درجہ توجہ دینے کے باعث یا انتہا پسند تحقیقاتی اشخاص کے اتحاد کی وجہ سے، عارضی بدنامی کا نشانہ بنی رہے، سوائے ریاضی کے، کسی مضمون کی تدریس رواج کی بندشوں میں اس قدر مضبوطی کے ساتھ جکڑی نہیں رہی، اور دانشمندانہ قدامت کی رعایت کے باوجود جسکے مفید اثرات کسی اصلاحی تحریک پر عائد ہوتے ہیں اس میں شبہ کی بہت کم گنجایش ہے کہ تدریس ریاضی کی اصلاح میں، ماضی سے ٹکرانے کی حیث بیث میں ناجایز رکاوٹ پیدا ہوگئی گویا اس طرح سے پرانی بوتلوں میں محفوظ کرنے کی کوشش میں بہت اچھی تازہ شراب ضائع ہوگئی۔

اصلاحی تحریک کی ابتدا علم ہندسہ سے ہوئی، انجمن ترقی تدریس ہندسہ جس کی تشکیل بعد میں ریاضیاتی انجمن کی صورت میں ہوئی سنہ ۱۸۷۱ع میں قائم کی گئی، اُسوقت سے لیکر اب تک، یہ انجمن، برابر اشاعتی کام کرتی آرہی ہے، اس زمانہ میں مدارس کی ہندسی تدریس پر اقلیدس کا اثر تھا اور جہاں تک طلباء کی اکثریت کا تعلق ہے دراصل اس کے سواء اور کچھ نہ تھا اقلیدس کی خصوصیات اس قدر مشہور اور مسلمہ ہیں کہ ان کے اعادہ کی یہاں چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی، خالص استخراجی منطق کی حیثیت سے دنیا میں کوئی درسی کتاب اس کی ٹکر کو نہیں پہنچ سکی، اس کے ہر دعویٰ کے لیے زبان کی مطلق صحت اور سند کی ضروریات کا عقلی وصف ایسا ہے کہ جس میں مبالغہ نہیں کیا جاسکتا، اس کا وصف غیر معین ہے جو پہلے تو طلباء کی اس مضمون میں مناسب ترقی کرنے پر اور دوسرے ہندسی استدلال سے

انہوں نے جو عادات حاصل کی ہیں ان کو روزمرہ زندگی میں منتقل کرکے استعمال کرنے پر منحصر ہے، پہلی غیر معین صورت عام طور پر اس لئے تسلیم نہیں کی گئی کہ طالب علموں کی ایک کثیر تعداد نے اقلیدسی استدلال کی مشق سے کسی خود مختارانہ صفت کا اظہار نہیں کیا بلکہ انہوں نے تو دم کو حفظ کر لینے اور بعض دفعہ تو اقلیدسی مسائل کے الفاظ اور حروف کو تک رٹ ڈالنے میں نجات دیکھی دوسری غیر معین صورت میں، یعنی محصلہ عادات کو دیگر امور میں منتقل کرنا ایک ایسا مظہر ہے کہ جس کے متعلق اب تک نفسیات داں متفق الرائے نہیں ہوئے۔

دوسری طرف زمانہ حال کے طالب علم یا طالبات کے لئے مبادیات اقلیدس بہ حیثیت ایک درسی کتاب کے نہایت ناکافی ہے، بالفرض اگر ایک طالب علم بڑی کامیابی کے ساتھ جد و جہد کرکے اقلیدس کے پورے متن پر جو اس وقت دستیاب ہے، حاوی بھی ہو جائے تو بھی ہندسہ کے متعلق وہ کس قدر یا کتنی کم معلومات رکھتا ہے، اور جو کچھ وہ جانتا ہے اسے عملی طور پر استعمال کرنے کا کس درجہ اہل ہے ممکن ہے کہ ہر دعویٰ کو مکمل طور پر باب واری اور فقرہ بہ فقرہ بیان کر سکے کہ کس طرح اقلیدس کے مطابق، دئے ہوئے نقطہ سے ایک خط مستقیم ایک دوسرے خط مستقیم کے متوازی کھینچا جا سکتا ہے، لیکن اس نے اس مسئلہ کو محلی طور پر کبھی حل نہیں کیا شائد وہ گنیوں کے استعمال سے ناواقف ہو اور اس ترمیم سے بھی بے خبر ہو جو موجودہ زمانہ کے نقشہ نویس نے اقلیدس کے دقت طلب طریقہ میں کی ہے تاکہ مقابلتہً کم تر وقت میں نہایت صحیح نتیجہ حاصل ہو سکے، ممکن ہے کہ وہ اس بات کو کامل طور پر مانتا ہو، اور دنیا کو بھی منوا سکتا ہو کہ مثلث منفرجہ الزاویہ میں اگر کسی ایک حادہ زاویہ سے مقابل کے خارجہ ضلع پر عمود گرایا جائے تو زاویہ منفرجہ

کے سامنے کے ضلع پر کا مربع، منفرجہ زاویوں کو گھیرنے والے اضلاع پر کے مربعوں سے بقدر دو چند اسی مستطیل کے بڑا ہوگا، جو خارجہ ضلع اور اسی حصہ سے بنتا ہے جو منفرجہ زاویہ اور عمود کے درمیان واقع ہے، لیکن یہی چیز اس کو اس آسان صورت میں معلوم نہیں کہ $ل^{۲} = ب^{۲} + ج^{۲} - ب ج$ جم ل، اس عدم واقفیت کے باعث وہ اس قابل نہ تھا کہ اگر دو ضلعے اور ایک زاویہ دیا جائے تو اسی کو استعمال کر کے تیسرا ضلع معلوم کر سکے یا اگر ضلعے دئے جائیں تو زاویوں کی قیمت دریافت کر سکے،

۳۰۰ ق-م کی لکھی ہوئی کتاب سے وجدید، ہونے کی مشکل سے توقع کی جاسکتی ہے، خواہ انسانی استدلال اعمالی میں کتنی ہی کم تبدیلی کیوں نہ ہوئی ہو، ہمیں نہ صرف ہندسہ کے اُن بے شمار استعمالات کا لحاظ رکھنا چاہئیے جو عہد حاضر میں ہوے، بلکہ اعداد کے عربی نظام اور جبر و مقابلہ کے استعمال سے ریاضیاتی رشتوں کو بیان کرنے میں جو عظیم الشان ترقی اور سہولت پیدا ہوگئی ہے، اس کو بھی ملحوظ رکھنا ضروری ہے، سمتی اعداد کے تخیل اور ڈیکارٹے کے ہندسہ میں اس تخیل کے باقاعدہ استعمال کو عہد حاضر کے مدرسہ کے ہر موزوں ہندسی تدریس میں جگہ ملنی چاہئیے، بہر حال ابتداء میں قدامت پسندی کی قوتیں، باقاعدہ عددی کام کو جبر و مقابلہ اور حساب کی مملکت میں داخل کر دینے کے لئے کافی تھیں، تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ ابتدائی اصلاحات میں ایک اصلاح یہ بھی تھی کہ اقلیدس کے طویل عمل کو سمتی مقادیر کے استعمال سے مختصر کیا جائے تاکہ ایک ہی دعوائے عام میں ملتے جلتے مسائل کو شامل کیا جاسکے جن کے لئے اس سے بیشتر علٰحدہ علٰحدہ دعاوی عام کی ضرورت لاحق ہوتی تھی، اس طریق عمل کی بہترین مثال کتاب دوم کے اُس حصہ میں ملتی ہے جہاں جبری مسائل سے بحث کی گئی ہے اسی کے مشابہ ایک اور اضافہ یہ تھا کہ زاویہ کے تخیل کو مکرر

زاویہ کو شامل کر کے، وسیع کیا گیا جس سے دائرہ کے زاویوی خواص کا اور زیادہ قابل فہم استعمال (جس پر اسی قدر بھروسہ کیا جاسکتا تھا) حاصل ہو گیا یہ اختراعیں اب اتنی مستحکم ہو گئی ہیں کہ اساتذہ کی نوجوان نسلوں کو یہ معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ یہ فی الحقیقت اختراعیں تھیں اور مقدس تمن میں مداخلت کی ابتدائی کوششوں نے اتنا ہیجان برپا کر دیا تھا۔

دوسری اختراع اور بھی زیادہ دلیرانہ ہے جو کسی طرح مسائل کی مقدس ترتیب میں ایک سنجیدہ مداخلت سے کم نہیں اقلیدس کا یہ ایک خود اقراری قانون تھا کہ اُس وقت تک کسی چیز کو بنایا نہ جائے جب تک اس کی بناوٹ کا امکان ثابت نہ ہو جائے بنابرایں اس نے کسی مثلث مساوی الساقین کے قاعدہ پر کے زاویوں کی برابری کو ثابت کرنے کے لئے زاویہ کو تنصیب کرنے کی جرأت نہیں کی، کیوں کہ زاویہ کی کے تنصیب عمل کو ثابت کرنے کے لئے اسے یہی مسئلہ درکار تھا، (Pons Asinorum) کی بناوٹ سے اس نے جو اس شکل پر عبور حاصل کیا وہ انسانی ذکاوت کا ایک کرشمہ ہے، بہرحال یہ واقعہ ہے کہ طلباء کی متواتر نسلوں نے جن کو اس پل پر سے عبور کرایا گیا انہوں نے اس کو تسلیم نہیں کیا اور اگر اس طرح تسلیم بھی کیا تو اس سے بناوٹ کے مقصد کی غلط فہمی کا اندیشہ رہا۔ ان خستہ کن رکاوٹوں سے تنگ آکر ہمدرد رہنما نے خندق کو پھلانگنے کی ترکیب بتلانے کا فیصلہ کر لیا، اس نے کہا "فرض کر لیا جائے کہ زاویہ کی تنصیب ہو سکتی ہے" اور اب خالص یادگاری تعمیر کو کنکھیوں سے دیکھتے ہوئے قافلہ نے اپنی راہ لی، اسی طرح سے دلچسپ اختراع کا ایک کشادہ دروازہ کھل گیا، عرصہ سے یہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ مواد مضمون سے متعلق اقلیدس کی تقسیم خواہ وہ کتنی ہی پسندیدہ کیوں نہ ہو، کئی جگہ مسائل میں صحیح تسلسل

قائم رکھنے کی ضرورت کے مدنظر درہم برہم ہو گئی ہے، اگر ایک پگڈنڈی راستہ اختیار کیا جا سکتا ہے تو دوسرا کیوں نہیں؟ زیادہ مختصر اور زیادہ قابل اطمینان ترتیب سے جو فائدے حاصل ہوتے ہیں ان سے، سخت استخراجی طریقہ کو اختیار نہ کرنے کے باعث جامعیت کو جو کچھ بھی دھکا پہونچتا ہے اس کی کافی سے زیادہ تلافی ہو جاتی ہے، جہاں استدلال ناکام ہو ایک نیا اصول موضوعہ بالکل نرالا علاج ہوگا کیوں کہ انجنیر پیمائش کے لئے ایک شور مچا رہے تھے "ہمیں پیمائش کرنے دو" چنانچہ یہی ہوا کہ کچھ عرصہ تک ریاضی کا ہر مدرس وہی کرتا رہا جو اُس کی نظروں میں مناسب معلوم ہوا، اور طالب علم نے اسی باعث کسیقدر رکتے رکتے، کچھ تو استدلال سے اور کچھ پیمائش سے اور جب ان دونوں کا ٹٹو نہ چل سکا تو قیاس سے کام لے کر ایک طرح کی ترقی کی لیکن اب بھی وہ بیزار سا تھا مگر سچ یہ ہے کہ اب اس کی بیزارگی اتنی نہ تھی جتنی کہ پہلے ہوا کرتی تھی اس نئی تحریک میں ایک جان تھی جس کے قدیم نظام میں کمی تھی، اور طالب علم وہ سب کچھ محسوس کر سکتا تھا جو اس نے اس سے قبل نہیں کیا تھا ہندسہ اس کے لئے کچھ معنی رکھتا تھا اور کسی نہ کسی طرف اس کی رہبری کرتا تھا، وہ حقیقی اشیاء سے متعلق تھا، یہ درست ہے کہ جن نتائج کی بنیاد خالص پیمائش پر ہوتی ہے وہ بیشتر غیر تشفی بخش ہوتے ہیں اور پیمائش کا نظام العمل، جسے ریاضی کے مدرسین سائنسی طریقوں سے جو انسٹ پیدا کئے بغیر عمل میں لاتے ہیں اس سے ان کے غیر فنی تصور کا پتہ لگتا ہے، کئی مدرسین تحقیقاتی خبط کا شکار ہو گئے اور کئی اپنی جماعتوں کو یہ باور کراتے ہوئے پائے جائینگے کہ وہ متعدد مثلث قائمہ الزاویہ کے اضلاع کو ناپ کر یا بڑی محنت سے مربع گن گن کر فیثا غورث کے مسئلہ کی دریافت کر رہے ہیں، تاہم اب بھی اوسط درجہ کے ایک لڑکے یا لڑکی

کے لئے تین انچ کا خط زیادہ معنی دار اور تشفی بخش ہے۔ نسبت خط (اب) کے طالب علم سے یہ اب توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اس بے مزہ اصول کو محض ایک خاموش سامع کی طرح سنتا رہیگا جسے کبھی کبھی وقفہ کی خاطر مختصراً بیان کیا جاتا یا جس کی مدد سے کسی متعلقہ چیستاں کو حل کیا جاتا ہے اسے اب پڑھنے کے ساتھ ساتھ کچھ کرنے کے لئے بھی دیا جاتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ اس کا امتحان اسی نقطہ نظر سے نہیں ہوگا کہ وہ کہہ سکتا ہے بلکہ اس حیثیت سے کہ وہ کیا کر سکتا ہے اسی باعث اب وہ پہلے کی نسبت کم بیزار ہے۔

گذشتہ دس سال میں اقلیدس کے زوال کے بعد مختلف نظامات کی الٹ پلٹ سے رفتہ رفتہ ایک قاعدہ کی سی صورت نکل آئی ہے اب یہ دستور بن گیا ہے کہ ہندسہ کے پہلے سال کے نصاب کو ہندسی تخیلات کے اجتماع اور بعض بنیادی ہندسی مسائل کی معلومات کے حصول کے لئے مختص کر دیا جائے یہ طریقہ عملی کام پر مبنی ہے پٹڑی، پرکار، چاندہ اور گنیوں سے نقشہ کشی قرطاس شکنی، مقوے سے نمونہ سازی اور اسی قبیل کی مشقیں، متذکرہ امور میں ابتدائی مسائل مثلاً کسی نقطہ پر کے زاویے، متوازی خطوط مستقیم اور مماثل مثلثات شامل ہیں، یہ مسائل اس حیثیت سے ثابت نہیں کئے جاتے کہ ان کی بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو ان سے بھی زیادہ سادہ اور زیادہ بنیادی ہیں بلکہ ان کو فرض کر کے عمل کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اچھی طرح ذہن نشین اور مانوس ہو جاتے ہیں اور بعد کے خالص نظری کام کی بنیاد قرار دئے جاتے ہیں یہ آخری چیز سال دوم میں گذر جاتی ہے یہ طریقہ مجازی طور پر اقلیدس ہی کا طریقہ ہے البتہ اس میں کئی علوم متعارفہ کا اضافہ کر کے کم اہمیت کے متعدد مسائل کو خارج کر دیا گیا ہے یہ رواج پڑ گیا ہے کہ تمام نظری کام کے دوران میں اظہار کی خاطر

اور کام کو حقیقت سے وابستہ رکھنے کے لئے عملی مشقوں کو جاری رکھا جائے۔

اگرچہ یہ طریقہ عام طور پر مستعمل ہے تاہم اکثر مدرسین اس کو پسند نہیں کرتے اب مدرس بذات خود کوئی قانون نہیں رہا۔ بلکہ اس نے اپنے آپ کو ایک قانون کا پابند کر دیا ہے جو درسی کتاب کی صورت میں ہوتا ہے اب چوں کہ درسی کتابوں کے مؤلفین "واقعات" اور مسائل کی حد تک اور ساتھ ہی ان مسائل کے انتخاب میں جنہیں بطور غیر ثابت شدہ "واقعات" کے پیش کرنا ہے وسیع اختلاف رکھتے ہیں لہذا اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مختلف مدارس کے مابین اور جہاں مدرس کو جوتہ کاٹتا ہے یعنی مدارس اور بیرونی ممتحنین کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے، ان بے قاعدگیوں کے سبب سے مسائل کی ایک عام مسلمہ ترتیب کی تنظیم کی ضرورت کا مطالبہ بجا طور پر پیدا ہوتا ہے، اصل میں اس مطالبہ کی جڑیں بہت گہری ہیں بلاشبہ ہم نے اقلیدس کی اس بہترین خوبی کو کھو دیا جو اس کی عمدہ بنی ہوئی جال کے ہر حلقہ میں موجود تھی، اس جال کی بری طرح سے دھجیاں اڑا دی گئی ہیں، کیا ہم پھر سے ان ٹوٹے ہوئے دھاگوں کو جوڑ کر پھر سے اسے پہلے کی طرح مکمل اور مضبوط بنا سکتے ہیں، ؟ کیا پرانے پرنیا پیوند لگانے سے کچھ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے ؟ بالکل نہیں - پھاڑ چیر سے پہلے ہی لباس فرسودہ ہو چکا تھا، ریاضی داں جو اس مضمون کے دائرہ میں کام کر رہے ہیں انہوں نے گذشتہ پچاس سالوں میں اقلیدس کی بنیادوں پر کافی روشنی ڈالی ہے بنیادی مفروضات کے غائر مطالعہ سے یہ عقدہ کھلا کہ اقلیدس نے چپکے سے اتنے مفروضات گھڑ لئے تھے جو اس کے واضح علوم متعارفہ اور اصول ہائے موضوعہ سے تعداد میں کہیں زیادہ تھے، نہ صرف یہی بلکہ خود علوم متعارفہ میں سے

کم از کم ایک، جس کا تعلق متوازی خطوط سے ہے، ایسا ہے کہ جس میں کوئی صریح صداقت موجود نہیں، حتیٰ کہ اس کے بنیادی مسئلے بھی شبہ سے خالی نہیں ہیں مثال کے طور پر مقالہ اول کے چوتھے مسئلے کو لیجئے اگرچہ یہ ایضاح کے لئے کار آمد ہے تاہم ایک سخت گیر ریاضی داں کے نزدیک لایق ثبوت نہیں یہ امور مدرسہ کے بچوں سے متعلق نہیں ہیں لیکن اگر ہندسی استدلال کے تسلسل میں کمال پیدا کرنا اتنا مشکل امر ہے تو یقیناً مستند اور مکمل اسکیم کی تشکیل بے فائدہ ہوگی اور اس کی پیروی پر جبر کرنا فضول غالباً اس معاملہ میں کچھ اتمامیت نہیں پائی جاتی اور یہ باور کرنے سے کہ اس میں اتمامیت ہے کوئی مفید مقصد برآمد نہیں ہوتا۔

تاہم زمانہ حال کے فلسفی ریاضی دانوں کے کام پر غور کرنے سے ممکن ہے کہ ہماری موجودہ مشکلات سے نجات کی کوئی صورت نکل آئے ہر شخص جو معمولی وسطانیہ مدرسہ کی جماعت کی ترقی سے واقف ہے بدیہی طور پر یہ جانتا ہے کہ ہمیں ہندسی مطالعہ کو فائدہ مند بنانے کے مسئلہ کا مکمل حل ابھی تک معلوم نہیں ہوا، اگرچہ کاہلی اور بیزارگی میں کمی واقع ہو گئی ہے تاہم ان کا وجود ابھی معدوم نہیں ہوا عملی اور نظری ہندسہ میں علٰحدگی کی کوئی وجہ معلوم نہ ہوسکی - عملی کام اس حیثیت سے بہتر ہے کہ وہ نظری کام کے دل سوز تفکر سے چھٹکارہ دلاتا ہے، لیکن خود عملی ہندسہ اپنی توریثی بد ذوقی کے باعث اتنی ہی بیزارگی پیدا کرتا ہے جتنی کہ نظری کام اپنے "Stodge" کی نوعیت کے لحاظ سے - آلات سے کھیلنے سے تھوڑی بہت وقت گذاری ہوتی ہے لیکن اس میں کوئی ایسا گہرا مقصد پایا نہیں جاتا جو دلچسپی کو اسی طرح بیدار رکھ سکے جس طرح کہ وہ اکڑی کے کام یا فن کاری جیسی حقیقی دستی مشاغل میں رہتی ہے، نیز نظری کام میں معمولی طالب علم اب بھی قدیم زمانہ کی طرح ہاتھ پاؤں مارتا ہی نظر آتا ہے

(Pons Asinorum) کے مسودہ ہونے پر بھی تمام متوقعہ فوائد حاصل نہیں ہوے اب بھی طالب علم اس چیز کو فرض کرنے میں جو اسے ثابت کرتی ہے یا اس چیز کو ثابت کرنے میں جس کو اسے فرض کرنے کے لئے کہا گیا ہے، مصر نظر آتا ہے، یہ بات کہ وہ نظری امور کا مخالف نہیں ہے اس اشتیاق سے واضح ہوتی ہے جو وہ فیثاغورث کے مسئلہ کو یا اس حقیقت کو کہ مثلث کا رقبہ نصف قاعدہ اور ارتفاع کے حاصل ضرب کے مساوی ہوتا ہے، صحت کے ساتھ بیان کرنے میں ظاہر کرتا ہے، ان باتوں میں کچھ معقولیت بھی ہے، یہ ایک طرح کی مشہور تحقیقاتیں ہیں ان کی صداقت کی کوئی عمدہ دلیل بھی ہونی چاہیئے طالب علم بتلائیگا کہ وہ کس طرح عالم وجود میں ہیں آپ اُسے یہ سوچتا ہوا پائینگے کہ "لیکن" کیوں مجھے مثلثات کے اِن نعوجوٹروں سے دق ہونا پڑتا ہے، ہر بے وقوف اس بات کو دیکھ سکتا ہے کہ مثلث مساوی الساقین میں قاعدہ پر کے زاوئے برابر ہوتے ہیں اور یہ بھی اسی طرح بدیہی ہے کہ اگر زاویہ کی شاقوں سے مساوی فاصلوں پر ایک مشترکہ نقطہ لیا جائے تو وہ زاویہ کے ناصف پر واقع ہوگا، زاویہ کی تنصیب کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے، پھر کیوں خود کو اس کے ثبوت کی الجھن میں ڈالا جائے؟ کیا دائرہ کے مرکز و تر پر کھنچا ہوا عمود وتر کی تنصیف کرتا ہے؟ یقیناً۔ کیا مثلث کے تینوں زاویے ملکر دو قائموں کے برابر ہوتے ہیں؟ ہاں۔ تو پھر یہ بڑی پر لطف بات ہے کیوں؟

اگر مذکورۂ بالا (برٹ) خود کلامی ہندسہ کے اوسط طالب علم کے نفسی رجحان کی صحیح ترجمان ہے اس سے ہمیں ایک اکسیر کا پتہ چلتا ہے جو ہماری موجودہ بیماریوں کا علاج ہے اقلیدس نے چند مفروضات گھڑ لئے تھے۔ بعض شعوری اور بعض غیر شعوری طور پر آخر الذکر کے لحاظ سے اس نے بہت کم مفروضات گھڑے اور انہیں اس طرح محدود کرنے کی کوشش کی کہ بالغ یا وہ لوگ جن کے لئے اس نے یہ لکھا تھا ان کو صریح صداقتیں

تسلیم کرسکیں - اس کے بعد اس نے یہ بتلانے کی کوشش کی کہ اس کے مقالہ کے حدود میں جس قدر بھی ہندسی مسائل ہیں اُن کو کس طرح ان مفروضات سے اخذ کیا جاسکتا ہے اسے اقلیدس کا کھیل کہا جاسکتا ہے ، کیا یہ ایک ایسا کھیل ہے جس میں مدرسہ کے اوسط لڑکے یا لڑکی کو کوئی دلچسپی ہوسکتی ہے ؟ عام طور پر اس کا جواب نفی میں ملتا ہے ، کیونکہ قاعدہ کے تحت اس کی دلچسپی ، اس خواہش تک نہیں پہونچ سکتی کہ وہ مفروضات کی اقل ترین تعداد پر استدلال کی عمارت تعمیر کرسکے ، مزید برآں وہ سوائے عام باتوں کے کسی اور کے متعلق کیوں اور کیسے کے سوال اٹھانا نہیں چاہتا ، نیز وہ اتنا فلسفی بھی نہیں ہے جو عام باتوں کے حال چال سے واقف ہونے کی کوشش کرے ہندسہ میں بھی اس کا مطمح نظر وہی ہے جو سائنس کے دیگر شعبہ جات میں ہے ، بعض واقعات ایسے بدیہی ہیں کہ اُن کا ذکر غیر ضروری ہے چند ایسے ہیں کہ اگر ان پر ایک مرتبہ توجہ کی گئی تو وہ سمجھ میں آجاتے ہیں ، لیکن بعض ذرا زیادہ جاذب نظر ہیں ان سے اس کی معلومات میں حقیقی اضافہ ہوتا ہے اور ان کے لئے کچھ توضیح درکار ہوتی ہے ، جس طرح اقلیدس کو چند مفروضات گھڑ لینے پڑے جو تعدادیں زیادہ اور وضاحت میں ، موجودہ زمانہ کے فلسفی ریاضی داں کے مفروضات سے کم واضح تھے اسی طرح بعض مفروضات ایسے ہیں کہ جنہیں مدرسہ کا لڑکا یا لڑکی فطری طور پر مان لینے کے لئے مجبور ہے یہ مفروضات تعدادیں اقلیدس کے مفروضات کے متابلہ میں زیادہ لیکن وضاحت میں اس سے کم ہیں ، یہی نوعمر طالب علم کے لئے ہندسہ کی فطری بنیاد ہیں ، اگر لڑکا کسی نئے واقعہ کو فطری مفروضات کے تابع کرسکا تو اُسے اطمینان نصیب ہوگا ورنہ وہ مطمئن نہ ہوگا ، بے اطمینانی کی حالت میں اسے چھوڑنے سے اُس کی ذہانت بھوکی رہ جائے گی ، لیکن وہ خود اپنے فطری

مفروضات کا خواہاں نہیں ہے، گویا اس طرح سے یہ ایک اور ظالمانہ تشدد ہوا کہ اس کے منہ میں نوالے ٹھونسے جائیں جب کہ اس کو بالکل اشتہا نہ ہو۔

بدقسمتی سے جدید درسی کتابوں کے اکثر مصنفین نے اپنے کام کیلئے بالکل غلط راستہ اختیار کیا، وہ مقالہ اول کے بتیسویں یا سینتالیسویں مسئلہ کو تیسری جانچ کے طور پر بیان کرتے ہیں اور ان کا ثبوت اس لئے چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ مبتدیوں کیلئے بہت مشکل ہے، اور ساتھ ہی اس لئے وہ مسئلوں کو بالکلیہ نظری طور پر بیان کرتے ہیں جو ان کی نظروں میں آسان ہے، اب اس بات پر شدت کے ساتھ زور نہیں دیا جاسکتا کہ "آسان" مسائل ہی سب سے زیادہ مشکل ہوتے ہیں، لڑکے یا لڑکی کے نزدیک بدیہی بات کا ثبوت کوئی معنی نہیں رکھتا، شاید وہ اس طریقۂ عمل کو برداشت کرسکے بشرطیکہ جب وہ کسی غیر بدیہی بات پر پہنچے مثلاً وتر پر کے مربع کی ممتاز خصوصیت کی صورت ہے تو اسے چند وجوہ بتلائے جائیں۔ لیکن عین اس موقعہ پر جب کہ وہ ذہنی طمانیت کا طالب ہوتا ہے اسے قرطاس تراشی کی تکلیف دہ مشق پر لگا دیا جاتا ہے بلکہ اس سے بھی بدتر یہ کہ اس سے سوالات کے تو دے حل کرا دئے جاتے ہیں۔

بہترین طریقۂ کار یہ ہوگا کہ متوازی خطوط مستقیم، متبادلہ زاویوں اور اسی طرح کی چیزوں کے خواص کو جانچا جائے اور پھر مثلث کے زاویوں کی پیمائش کرکے ان کے حاصل جمع کے خواص کو ثابت کیا جائے، اس طرح سے دیگر مستقیم الاضلاع اشکال کے متناظر خواص لیکر جبری طور پر ان کے نتائج ظاہر کئے جائیں، دئے ہوئے معطیات کی بناء پر مثلثات کیلئے مشقیں فراہم کرکے ان کی جماعت بندی کی جائے اور ہر صورت میں حدوں کی یکسانیت یا مخالفت سے متعلق نتائج اخذ کئے جائیں، متشابہ اشکال کا مطالعہ کیا جائے اور ناصف اور عمود کھینچنے کے طریقے دریافت کئے جائیں،

متوازی الاضلاع کا مطالعہ کیا جائے اور پھر مثلث کے رقبہ سے بحث کی جائے، جس سے پھر دائرہ کا رقبہ دریافت کیا جاسکتا ہے، ایک ہی متوازی خطوط مستقیم سے قطع کئے ہوئے خطوط مستقیم کے قطعات کی نسبت کا مطالعہ کیا جائے، مساوی الزاویہ مثلثات اور مساوی الزاویہ ذوار بعتہ الاضلاع کے خواص کا مقابلہ کیا جائے، اس موقع پر علم مثلث کو قائم الزاویہ مثلثات کے متعلقہ مسائل کے سلسلہ میں روشناس کردیا جائے، متشابہ مثلثات کے خواص کو مثلث قایم الزاویہ کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ مسئلہ فیثاغورث تک رسائی ہوسکے، (وہو ہذا) اس دوران میں کبھی اس چیز کو فرض نہ کیا جائے جو پہلے ہی سے مسلمہ نہ ہو لیکن جلد بازانہ مفروضات کے خلاف حفظ ماتقدم کے طور پر اس چیز کو ثابت نہ کرو جس کے لئے ثبوت درکار ہو۔

نظری ہندسہ، ہندسی نقشہ کشی اور مساحت کے علاحدہ علاحدہ نصابوں کی تشکیل کے متعلق جیسا کہ اکثر مدرسوں میں ہوتا ہے، کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی اصل سائنس ہندسہ ہے اور اس کا مناسب مطالعہ، خواہ وہ دانشمندانہ عملی استعمال کے نقطہ نظر سے یا خالص ذہنی ترتیب کی خاطر، فی الوقت ہم موخر الذکر کا امکان تسلیم کرتے ہیں، ہر دو صورتوں میں اس کی عملی اور نظری حیثیتوں کو پہلو بہ پہلو رکھنا ضروری ہے، نظریہ بلا عمل ایسا ہی ہے جیسا مذہبی اعتقاد بلا فرائض۔ یعنی راہ اور محض عمل بغیر ایسے نظریہ کے جو کہ ایسے قواعد کی تخلیق سمجھنے کے لئے ضروری ہے جس سے اس کی رہبری ہوتی ہے، چست ذہن کے لئے غیر تشفی بخش اور سست ذہن کے لئے مخرب اخلاق ہے۔

تاوقتیکہ اقلیدس کی رسمیات سے ہم کنارہ کش نہ ہوجائیں شاید ہمیں چین نصیب نہ ہوسکیگا، ایک روز ایک ذہین لڑکے نے راقم الحروف سے کہا "جناب ہم ہندسہ

کو بغیر ان سب لغویات کے کیوں نہیں سیکھ سکتے" کیوں نہیں؟ کیوں سائنس کی یہ مخصوص شاخ منطقی چالاکی کی نمائش کے لئے بطور نمونے کے منتخب کی جائے؟ بہرکیف طالب علم خواہ اسے ہندسہ سیکھنے میں تھوڑی بہت دلچسپی ہی کیوں نہ ہو اسی مضمون کے منطقی پہلو سے بہت کم دلچسپی رکھتا ہے ہمیں اس بات کی چنداں فکر نہ کرنی چاہیئے کہ اُٹھتی پود کی استدلالی قابلیت، تاریخی ایضاحات کے اعادہ پر زور نہ دیا جانے کے باعث نقصان اُٹھائے گی، اب اگر ایک مرتبہ لڑکا یہ محسوس کرے کہ اس کے پاس کوئی چیز استدلال کے قابل موجود ہے تو وہ بہت جلد استدلال کرنا سیکھ جائے گا، اگر ہم ہندسی اسباق میں اس چیز کو مفقود پائیں تو کم از کم روزانہ دوسری جماعتوں میں اس کو موجود دیکھتے ہیں، اگر ایک مرتبہ لڑکی کو اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ اس کی سنجیدہ نکتہ چینیاں سنجیدگی کے ساتھ قبول کی جاتی ہیں تو اسے عقلی نجات کا ایک راستہ مل جائے گا، بخلاف اس کے اُسے روزانہ بے تکی باتوں سے دوچار کرایا جاتا ہے جو منطق کی حد تک نسوانی میلان طبع کے ہرگز ہرگز ہم آہنگ نہیں ہو سکتے یہاں ایک چیز یقینی ہے وہ یہ کہ کوئی طالب علم روزانہ دوسروں کے استدلال کی نقل کر کے استدلال کرنا نہیں سیکھ سکتا اسے استدلال کی ضرورت محسوس کرنے دیا جائے اور اپنے طور پر استدلال کرنے میں اس کی ہمت افزائی کی جائے، یہ بہتر ہے کہ وہ کسی ضابطہ کا شکار بنے اور اس کی گرفت ہو بجائے اس کے کہ اس کا استدلال لاحاصل اعادہ کی صورت اختیار کرے جو کیسا ہی مکمل ہو، اگر ممکن ہو تو اسے اپنی زبان ہی میں استدلال کا موقع دیا جائے، موضوعیت سے قطعی اقرار لازمی نہیں، تمام سائنسی استدلال میں ایک طرح کی موضوعیت فطری اور خلقی ہوتی ہے اور ہندسی استدلال میں تو زبان کی آزادی کے لئے مقابلتہً

بہت زیادہ گنجائش موجود ہے غرض سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جہاں اظہار میں اختصار ممکن ہو اس کو روا رکھا جائے، عام اقلیدسی طریق کتاب، جس میں ہر خط کو دو جلی (Capital) حروف سے اور ہر زاویہ کو تین حروف سے تعبیر کیا جاتا ہے، بہت ہی کم پراگندہ کن ہے حواس باختہ طالب علم کبھی بھی اس کو اصل کا قایم مقام نہیں سمجھ سکتا، بجائے ∠ ب د = ∠ ن ب کے ہم ∠ عہ = ∠ ب رکھ سکتے ہیں یا سرخ زاویہ مساوی ہے نیلے زاویہ کے کہہ سکتے ہیں بشرطیکہ شکل میں اس چیز کو مناسب طریقے پر نمایاں کیا گیا ہو، بجائے مستطیل ا ب × ب د = ب ج پر کا مربع کے ہم لاما = ی رکھ سکتے ہیں غرض جیسے جیسے ہمارا عمل لچکدار ہوتا جائے گا ہماری ترقی کی تیزی بھی تعجب خیز ہوگی۔

لیکن مدرسین ایسے ہیں جو میکانیات کو سوائے جدید، تازہ اور عام فہم طریقے سے بیان کرنے کے اور کوئی دوسرا خیال ذہن میں نہیں لاتے اور ساتھ ہی اس کے ہندسہ کے غیر موضوعی سلوک کے خیال پر چیں بہ جبیں ہو جاتے ہیں، حالانکہ ان دونوں میں کوئی صریحی فرق موجود نہیں ہے، دونوں سائینس القاء اور تجربہ پر منحصر ہیں اور ان میں ریاضیاتی طریقوں کے معمولی مشاہدات سے نشو ونما پانے کی صلاحیت موجود ہے روزمرہ زندگی میں بھی ان کے استعمالات مشابہ ہیں اب مدارس اس قابل ہو گئے ہیں کہ ہندسہ کو انہی تعلیمی طریقوں سے پڑھ سکیں جو میکانیات کے سلسلہ میں کامیاب ثابت ہو چکے ہیں، یہ طریقہ ہماری تمام مشکلات کو حل نہیں کر سکتا بلکہ بہت ممکن ہے کہ یہ ہمیں نئی مشکلات میں پھنسا دے تاہم یہ ہر موقع پر، ہمارے موجودہ طریقۂ عمل کی بعض بہت ہی نمایاں بے قاعدگیوں کو دور کر دے گا۔

ہندسہ کے بہ نسبت جبر و مقابلہ کی تدریس کے روایتی طریقہ سے متعلق بے اطمینانی

ظاہر ہوئے ہیں زیادہ عرصہ لگا اس کی اصلاحی تحریک اتنی دیر بعد منظر عام پر آئی کہ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ روایتی نظام باوجود اپنے معدودے چند اوصاف اور بے شمار خامیوں کے اب بھی اکثر مدارس میں رائج ہے، عام طور پر نصاب کچھ اس طرح کا ہوتا ہے :۔ تعویض، منفی مقادیر، جمع، تفریق، ضرب، تقسیم، لمبی تقسیم، قوسین، مشکل قوسین، اور شکل قوسین، مفرد مساواتیں، مساواتیں مع قوسین، کسری مساواتیں، رموزی، مفرد مساواتوں پر عبارتی سوالات، عاد اعظم ذو اضعاف اقل (وحدانی جملوں کا)، ابتدائی کسور، اوراکی ہمزاد مساواتیں، ہمزاد مساواتوں پر عبارتی سوالات، (Evolution Involution) لمبے جذر، الربع، اجزاء ضربی، چہار رکنی جملوں کے اجزائے ضربی، ثلاثی جملوں کی اجزائے ضربی، ثلاثی جملوں کے مشکل اجزائے ضربی، دو مربعوں کا فرق، دو مربعوں کا فرق قوسین کے ساتھ، دو مربعوں کا مشکل فرق، دو مکعبوں کا حاصل جمع یا فرق، عاد اعظم (لمبے طریقہ سے)، کسور، کسور کی ضرب و تقسیم، ذو اضعاف اقل، عددی نسب نماؤں کے کسور، ثنائی نسب نماؤں کے کسور، ثلاثی نسب نماؤں کے کسور، مدوری ترتیب کے کسور، متفرق کسور جن میں "Sky scrapers" کسور مسلسل بھی شامل ہوں، مخلوط قوسین و کسور، کسری مساواتیں، خطی مساواتیں، مشکل عبارتی سوالات، درجہ دوم کی مساواتیں مربع مکمل کرنے سے، درجہ دوم کی مساواتیں اجزائے ضربی سے، درجہ دوم کی مساواتین ضوابط سے، درجہ دوم کی ہمزاد مساواتین، درجہ دوم کی مساواتوں پر عبارتی سوالات، مشکل اجزائے ضربی، مسئلہ باقی، قوت نماؤں کا نظریہ مقادیر (اہم)، مساواتیں جن میں مقادیر اہم ہوں، نسبت، تناسب اور تغیر، حسابی ہندسی اور موسیقی سلسلے،

مذکورۂ بالا نصاب "جبر و مقابلہ سلسلوں تک" کہلاتا ہے، اس کو تفصیل سے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہر وہ مدرس جو اسے پڑھے اس حقیقت سے آگاہ ہو جائے کہ اس کی تکمیل کرنے سے بچہ کی زندگی کا کتنا حصہ ضائع جاتا ہے اس سے کس قسم کی رہبری ہوتی ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ شبو بی ذہنی چکی کے اس طرح چلتے رہنے سے انسان کو کیا زیادہ مسرت حاصل ہوتی ہے؟ شاید "مقامی" نتائج شائع ہونے پر مدرس کو ہوتی ہو! لیکن اس سے بچے کو کیا فائدہ؟ ابتدا میں تو یہ ایک کھیل ہے ذرا دلچسپ کیونکہ عجیب طرح کا حساب ہے، رفتہ رفتہ یہ ایک کام کی صورت اختیار کرتا اور بار خاطر ہونے لگتا ہے، تاوقتیکہ باپ اور بیٹے کی عمروں کا چیستاں نما رشتوں سے اس میں تنوع نہ پیدا کیا جائے اس کے بعد وہ بہت جلد ایک قابل تنفر کام اور آخر میں ایک بے جان میکانی مشق بن جاتا ہے جو گھنٹی بجنے تک محض وقت گذارنے کے لئے کیا جاتا ہے، یہ مشکل کام نہیں ہے، یہ سست کام ہے جو تاش (Patience) کے کھیل سے بھی کم تھکانے والا ہے "اگر ہو سکے تو کاٹ دو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ضرب دو، یاد رکھو، دو منفی ملکر مثبت ہوتے ہیں"۔ علامات میں احتیاط برتو ورنہ جال میں پھنس جاؤ گے اور جب پورا عمل ختم ہو جائے اور تمام رقومات کٹ جائیں تو اس بات کا اطمینان کر لو کہ تمہارا جواب ایک ہے یا صفر، ورنہ تم پکڑے جاؤ گے۔"

اگر کوئی نظام ذہنی نشوونما میں رکاوٹ پیدا کرنے والا ہو سکتا تھا تو وہ یہ ہے، اسی کے باعث بہت ہی ذہین اور تعلیم یافتہ اشخاص کی ایک کثیر تعداد کے پاس ریاضی کے لئے موزون دماغ نہ تھا"۔ اگر ہم اپنے ذاتی رجحانات ہی پر نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ ہم گویا اپنے طالب علم کو ایک ایسی عمدہ ذہنی مشین سے واقف کرا رہے ہیں جو ابتک تیار نہیں ہوئی تھی، لیکن بات یہ ہے کہ ہم اسے صرف دستہ پھرانا بتاتے ہیں اور

اس سے ایک اناڑی مزدور کی طرح دستہ پھر واتے ہیں یہاں تک کہ وہ بیزار ہو کر موقع ملتے ہی اس کام کو چھوڑ بیٹھتا ہے تقریباً بیس سال قبل ہمزاد مساواتوں کے حل کو، ترسیمات کے ذریعہ سکھلانے کا، ایک عام رواج پڑ گیا تھا اس کو مشکل سے ایک حقیقی اصلاح کہا جا سکتا ہے، بلکہ یوں کہئے کہ ہندسہ کے علمی کام کی تحریک کے حق میں ایک طرح کا ملمع تھی اسی میں دستی کام کی تمام ہنرمندی، خواہ پوچ ہی سہی، لیکن موجود ضرور تھی اور اس سے طالب علم کی اہلیت میں اضافہ ہوتا تھا، کارٹیزی محمد کی واقفیت سے جبر و مقابلہ اور ہندسہ دونوں میں اس کا زاویہ نگاہ وسیع ہو گیا اور اس طرح سے سمتی اعداد کے تصور کی اس کے پاس جو کچھ بھی قدر تھی اس میں اور اضافہ ہو گیا یہ سچ ہے کہ ترسیمات کے پیچھے بہت کچھ "وقت گذاری" ہوئی، نقاط کو مرتسم کرنے میں جو وقت ضائع گیا اس سے اور بہتر فائدے اُٹھائے جا سکتے تھے حالانکہ اس میں بھی شک ہی ہے کہ آیا "لاتعاقبی مملکت" میں ایسا ممکن بھی ہو سکتا ہے اساتذہ اکثر اپنی اس بے معنی سعی کو تمیز کرنے سے قاصر ہی رہے جو وہ اپنے طالب علموں سے سادہ مساواتوں کو ترسیمی طریقہ سے حل کروانے کے لئے کرتے ہیں، یہ ایک ایسا طریقہ کار ہے کہ جس میں بجائے دو سطری عمل کر کے بالکل صحیح جواب نکالنے کے بہت ہی محنت اُٹھا کر تقریبی نتیجہ حاصل کیا جا سکتا ہے، لیکن یہ خامیاں ان خدمات کے مقابلہ میں ناقابل لحاظ ہیں جو ترسیمات نے فانہ کی تیز دھار کی طرح قدیم ناہنجار نظام کو منقطع کرنے میں انجام دی ہیں، اس نووارد مضمون نے اپنے لئے جو جگہ پیدا کر لی اس سے تھوڑے بہت مخالف اثرات خود بخود دور ہو گئے اور خود ترسیمی کام کی بے مقصدی نے جو کثرت سے مستعمل تھا، اس تمام موضوع کے مطالعہ کے مقصد کا اہم سوال اُٹھایا۔

یہ سوال کہ "جبر و مقابلہ کیا ہے" خود بخود اہم ہو گیا، اس کا جواب مشکل ہے، اتنا ہی مشکل جتنا اس سوال کا جواب کہ "کتا کیا ہے"؟ کیونکہ کتے کی طرح جبر و مقابلہ بھی منضبط ارتقاء کی ایک پیداوار ہے اور جس میں ایسے خصوصیات کی نشوونما ہوئی ہے جو مقاصد خود حفاظتی اور افادیت کے لحاظ سے انسان کے لئے بہت ہی مفید اور کارآمد تھے، ایک مشہور لغت میں جبر و مقابلہ کی یوں تعریف کی گئی ہے کہ وہ "ریاضیاتی تحلیل کی ایسی ایک شاخ ہے جس میں حسابی عملیات کو ظاہر کرنے کے لئے علامات سے اور مقادیر کی نمائندگی کے لئے حروف سے کام لیا جاتا ہے" یہ تعریف جبر و مقابلہ اور اعداد کے اس تصور کے بالکل مناسب حال ہے جو روایتی مدرسہ کے نصاب میں شریک تھا، لیکن نصاب کی طرح اس سے انسانی مقصد کے واسطے کوئی اشارہ نہیں ملتا جو ریاضیاتی تحلیل کے نظام میں پوشیدہ ہے، ایک دوسری مشہور لغت میں لکھا ہے کہ جبر و مقابلہ "ریاضیات کا وہ شعبہ ہے جس سے ہمیں بعض رموز کے ذریعہ عمومیت پیدا کرنے اور اس طرح سے اعداد سے متعلقہ سوالات کے حل کو مختصر کرنے میں امداد ملتی ہے" یہ بہترین تعریف ہے انسانی کاروبار کے چند ہی شعبے ایسے ہیں کہ جن میں پیمائش، اور اسی طرح سے اعداد کی ضرورت نہ پڑتی ہو، اگر ہم اس امر کا انتظام کرلیں کہ نہ خود ہم اور نہ ہمارے طالب علم اس بات سے بے خبر رہیں کہ چند انسانی کاروبار ایسے ہیں جن میں ہماری رموزیت کارآمد ہو سکتی ہے تو پھر ہم اس مضمون کو مطالعہ یا مقصد بنا سکتے ہیں ایک ایسا مضمون جو انسانی دلچسپی حتیٰ کہ شبو بی دلچسپی سے متعلق ہے اور ایک ایسا مضمون جس میں ہم توقع کرتے ہیں کہ ہمارے طلباء سخت محنت کرینگے، زیادہ ذوق و شوق ظاہر کرینگے اور اپنی عقل میں اضافہ کرینگے۔

انسانی کاروبار، جس میں اعداد استعمال ہوتے ہیں کسی طرح سے تمام کے تمام لازماً مادی نوعیت کے نہیں ہیں، ان میں بعض سودمند کاروبار ہیں جو بالکلیہ ذہنی ہیں اور جن کا مقصد ذہنی اور مادی کائنات کے بنیادی قوانین کی تشریح و توضیح ہے ان میں وہ مضمون بھی شامل ہے جسے "خالص جبر و مقابلہ" کہا جاسکتا ہے، خالص جبر و مقابلہ کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ اس میں مفروضات کے ایک گروہ کے تمام موضوعی منطقی مضمرات شامل ہیں جن کی تشکیل ایک عددی نظام کی صورت میں ہوتی ہے، بالفاظ دیگر اعداد سے متعلقہ حل طلب سوالات میں وہ سوالات بھی شامل ہیں جن کا تعلق خود اعداد کے بنیادی خواص اور ان بنیادی قوانین سے ہے جو ان اعمال پر مادی ہیں، جیسے ہی چند مادی مسائل کی تعمیم اور اختصار کے لئے رموز کا ایک نظام منتخب ہوجائے، خود رموز ہماری مفروضات کے ان منطقی مضمرات کی طرف منعطف کردینگے جو ان کی تخلیق سے متعلق ہیں، پہلی شاہ راہ پر اور پھر دوسری پر رموز کی تلاش، انسانیت کے لئے اہم نتائج برآمد کرسکتی ہے اور یہ چیز اس شخص کے لئے جو اپنا آپ استاد ہے اگر فرضی نہیں تو ایک جائز مصروفیت ضرور ہے، بدقسمتی سے سابق میں رموزی تہذیب پر اتنی اہمیت دی گئی کہ اٹھتی پود کی کافی سے زیادہ توانائی اس سے عمدہ نتائج حاصل کرنے کی توقع میں صرف ہوگئی، اور رموز کی تلاش پر اس طرح زور دیا گیا جیسے یہ بھی کوئی مذہبی رسم ہے، جس کا مقصد ان کی سمجھ سے بالاتر ہے، ہر کیف تدریس کے منطقی نظام کے بہت ہی جوشیلے مؤیدین یہ نتیجہ نکالینگے کہ رموز کو استعمال کرنے کی کافی مشق کئے بغیر، جبر و مقابلہ میں کوئی متبحر بالشان ترقی نہیں ہوسکتی اور مدرسہ کے جبر و مقابلہ کا کوئی نصاب اُس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اعداد اور عددی عملیات کے بنیادی خواص

پر تھوڑا بہت غور نہ کر لیا جائے' مصلحین کا ایک گروہ اس سے بھی آگے بڑھ گیا ہے اور "خالص جبر و مقابلہ" کو اپنے ترمیم شدہ نصاب کا اصل موضوع قرار دیتا ہے، ان کے نزدیک جبر و مقابلہ اقلیدسی ہندسہ کی طرح بدرجہ اولیٰ ایک "ریاضیاتی سائنس" ہے جس کی بنیادی مفروضات سے، استخراجی طور پر نشو و نما ہوتی ہے، اعداد کا مطالعہ اعداد کی خاطر کرنے میں وہ خود دلچسپی لیتے ہیں اور اپنے طلباء میں بھی دلچسپی پیدا کرانے کی کوشش کرتے ہیں اور توقع کرتے ہیں کہ اس مطالعہ کی مدد سے انہیں ان بے معنیٰ اعمال کی بیزار کن تکرار سے نجات اور چھٹکارا مل جائے گا، جن سے تمام اچھے مدرسین اجتناب کرتے ہیں۔

یہ ایک اعلیٰ تمنا ہے، اس کی کامیابی یا ناکامی کے متعلق پیشین گوئی کرنا قبل از وقت ہوگا، اگر یہ کامیاب ہو جائے تو اعلیٰ تعلیم یافتہ ریاضی دانوں کی ایک نسل پیدا کرنے کا ذریعہ ہو سکے گی کیوں کہ ایک لڑکا جو بارہ اور سولہ سال کی عمر کے درمیان خالص اعداد سے دلچسپی حاصل کر سکتا ہے، بہت ممکن ہے کہ جوانی میں ایسا اچھا مرتبہ حاصل کر لے کہ وہ اس مضمون کے حدود وسیع کر سکے، یہاں اس خیال کا اظہار کافی ہوگا کہ شبوبی فطرت کی مسلمہ کمزوریوں کے مدنظر اور اس مطمح کی قوت اور شگفتگی کے لحاظ سے، جس پر اس کی نصف جاذبیت کا انحصار ہے، عام مصلحین حق بجانب ہیں کہ وہ جبر و مقابلہ کی مادی افادیت پر زیادہ توجہ دیں تاکہ ایسی دلچسپی پیدا ہو سکے جو اسے ضرور مدرسہ کا مضمون قرار دیسکے۔

یہ ان لوگوں کی آرزو ہے جو جبر و مقابلہ کو افادی نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں، یعنی جیسے جیسے مضمون کی نشوونما ہوگی طالب علم بالکل غیر شعوری طور پر، فطرتاً اس مضمون کے فلسفہ کی طرف مائل ہو جائے گا اگر مساواتوں کو ابتداء میں متعدد

مسائل کے نتیجہ کی حیثیت سے لیا جائے تو وہ مانوس سیدھے سادے حسابی عملیات کا حصہ سمجھے جاسکتے ہیں، حقیقی اشیاء سے متعلقہ ضوابط ایسے حسابی عملیات کے طالب ہوں گے کہ جن سے متعلقہ اعداد کے اہم خواص کا اظہار ہو سکے، ضوابط اور بالخصوص ترسیمی تعبیر کی مدد سے، تغیر یا دو مقادیر کے مابین تفاعلی رشتہ کا تخیل بتدریج نشو و نما پاتا جائے گا، ترسیمی اعداد اور ان کے استعمال سے متعلقہ قواعد کو اگر مقرون اشیاء پر استعمال کیا جائے تو اس سے بے شمار مثالیں فراہم ہوسکینگی، اگر ایک دفعہ ضوابط میں رموز کی مثال سے تعمیم میں رموز کی ضرورت کو واضح کر دیا جائے تو رموز کو اُن حسابی قواعد و ضوابط کے اظہار، اور جہاں ممکن ہو ثبوت کیلئے استعمال کیا جاسکتا ہے جو پہلے ہی سے مانوس ہیں انسانی طلب جس کی لو کار تم کی رسد سے پابجائی ہوتی ہے اس سے قوت نماؤں کے خواص اور اُن قواعد و ضوابط کی طرف راہ نمائی ہوتی ہے جو قوت نما کے تصور کے اظہار میں وسعت دینے کے لئے درکار ہیں ضوابط کی ترمیم سے ڈھال کے تصور کی طرف اور ڈھال سے پھر تفرق اور انتہا کی طرف رہبری ہوگی۔

یہ دعویٰ کہ اس قسم کے نصاب میں کبھی بھی دلچسپی میں کمی نہیں ہوگی فضول اور لغو ہے، ایسی مثالی دنیا کے لئے ضرورت ہے کہ کامل مدرس، کامل مضمون، کامل طالب علموں کو پڑھائے، اصل دعویٰ یہ ہے کہ باوجود ان تمام خامیوں کے اس میں جان ہونی چاہیئے استاد کو اس بات کا موقع دیا جانا چاہیئے کہ وہ حل طلب مشکل کاموں میں اپنے طلباء سے اتحاد پیدا کر سکے، یہ چیز موجودہ پن چکی نظام کے تحت اسے میسر نہیں، لڑکے اور لڑکیاں مشکل کام سے نہیں گھبرائینگے بشرطیکہ ان کو کام کے معقول مقصد کا علم ہو جائے، اگر خود مدرس اس بات کو تسلیم کر لے اور اپنے کام کو اس طرح ترتیب دے کہ طلباء اس کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور

محسوس کرنے لگیں کہ کام پیداواری ہے نہ کہ محض اسپرٹ کی خودنمائی اور بیزارگی، تو ان تمام طلبا، کو شاہ راہ ترقی پر گامزن دیکھ سکتا ہے جو ذہنی طور پر اس مضمون کے مطالعہ کے اہل ہیں، اور ایسے طلبا، کے لئے جو ذرا کم ذہین ہیں، دوسرے مضامین کی طرح کام کو اسی نسبت سے آسان کر دیا جائے لیکن دلچسپی کی حد تک کسی قسم کی قربانی جائز نہیں ہو سکتی، صرف پس افتادہ طلبا، ذہنی ترقی میں اس لئے پیچھے پڑ جاتے ہیں کہ وہ رموز کے اُن تودوں کو میکانی طور پر استعمال کرتے ہیں جن کی غایت سے یا وہ بے بہرہ ہوتے ہیں یا جن کو اچھی طرح سمجھے ہوئے نہیں ہوتے۔

مزید برآں یہ امر قابل لحاظ ہے کہ بحیثیت ایک تعلیمی آلہ کار کے ان کی ذاتی خامیوں سے قطع نظر مشکل اجزاء ضربی، کسور اور کسری مساواتوں میں رموز کے انبار کا استعمال، قیمتی وقت کافی سے زیادہ لیتا ہے، اکثر و بیشتر مدارس میں ریاضی کے لئے جو وقت دیا جاتا ہے وہ نصاب کے دیگر مضامین کے، ضروری اور قانونی مطالبات کے باعث، سختی کے ساتھ محدود کیا جاتا ہے، تاوقتیکہ جبر و مقابلہ میں اصلاح نہ کی جائے اُن طریقوں کے استعمال کے لئے وقت ناکافی ہوگا جن کے ذریعہ ریاضی انسان کی عظیم الشان خدمات انجام دے سکتی ہے ان طریقوں میں سب سے بہتر طریقہ جو بہت ہی خوش اسلوب اور پر اثر ہے، تکملی اور تفرقی احصاء ہے احصاء جس کی اہمیت سب سے زیادہ ہے، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ ہم اپنے طالب علموں کو، جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عام تعلیم حاصل کر کے مدرسہ چھوڑ رہے ہیں، تکملی اور تفرقی احصاء کی کارآمد معلومات حاصل کئے بغیر جانے دیں تجربہ سے یہ اچھی طرح ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مضمون، اگر ہوشیاری سے پڑھایا جائے سولہ سال کی عمر والے لڑکے یا لڑکی کے لئے بہت مشکل تو نہیں ہو سکتا، اس

نام البتہ دہشت انگیز ہے، اور جس پُر اسرار مذموم طریقے سے یہ پڑھایا جاتا ہے اس سے یہ اور بھی دہشت ناک بن جاتا ہے، تغیر یا تفاضل کو ترسیمات سے ظاہر کرنا درحقیقت ایک معمولی مدرسہ کی تعلیم کا فطری معراج ہے، جبر و مقابلہ کا ایک نصاب جو اوپر تجویز کیا گیا ہے، بتدریج احصاء تک پہونچاتا ہے اور بغیر اس کے نامکمل ہوتا ہے، سوا اس کے ان لوگوں کے جو ریاضی میں تخصیص پیدا کرنا چاہتے دوسروں کے لئے یہ ممکن نہیں کہ تفکر کے نئے میدانوں میں قدم بڑھا سکیں جن کا راستہ احصاء بتلاتا ہے، لیکن ساتھ ہی اس کے یہ ممکن اور پسندیدہ بھی ہے کہ معمولی طالب علم کو، قبل اس کے کہ وہ اپنی مخصوص توجہ اپنی ذاتی خود مختارانہ دلچسپیوں کی طرف منعطف کرے اس امر کا موقع دیا جائے کہ وہ اس مخصوص منظر پر بھی ایک اچٹتی نظر ڈال لے۔

جبر و مقابلہ کا ایک اہم فائدہ اس کا ہندسہ میں استعمال ہے ہر بیتری سائنس کی طرح جبر و مقابلہ بھی بہت آسانی سے اپنے آپ کو جبری سلوک کے تابع کر دیتا ہے بغیر اس سلوک کے ہندسہ کا کوئی قاعدہ عملی استعمال مادی دنیا کے لئے موثر نہیں ہو سکتا، اگر ہم اپنی ریاضیاتی تدریس کی تحریکی قوت کو اس دلچسپی سے اخذ کرنا چاہیں جو اس استعمال کی پہچان سے متعلق ہے جو یہ مضمون ہمارے اطراف کی دنیا سے رکھتا ہے تو یہ فوراً تسلیم کرنا ہوگا کہ سوائے جبری ہندسہ کے جس کو علم مثلث کہا جاتا ہے، اس مضمون کی کوئی دوسری شاخ، ہمارے نصاب میں، اس سے زیادہ جگہ پانے کی مستحق نہیں ہے علم مثلث کو پڑھانے کے طریقوں میں قدیم اساتذہ کا اختلاف بہت ہی قابل غور ہے، چونکہ علم مثلث میں متشابہ مثلثات کا تخیل شامل تھا ایک ایسا تخیل جس سے ہر وہ بچہ مانوس ہے جس نے کبھی کوئی شکل کھینچنے کی کوشش

کی ہو، اس لئے یہ عام رواج پڑ گیا تھا کہ علم مثلث کو اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک کہ طالب علم اقلیدس کے چھٹے مقابلہ پر حاوی نہ ہو لے ثانوی مدارس کے طلباء کی ایک کثیر تعداد کی حد تک یہ اتنوا، غیر معین تھا، طلباء اور طالبات کی نسل ہا نسل کو ریاضی کا ایک سہ سالہ یا چہار سالہ نصاب اس حد تک پڑھایا جاتا رہا جس پر پہنچنے کے بعد انہیں منزل مقصود کی ایک جھلک نظر آجایا کرتی تھی اور جہاں انہیں اس تکلیف و مصیبت کے مقصد کا دھندلا سا علم ہو جاتا تھا، جس سے وہ گذر رہے تھے، لیکن یہ بہت بعد از وقت تھا اور منزل مقصود کی آرزو صرف چند ہی کو باقی رہتی تھی اور ان چند کی حد تک بھی قدیم زمانہ کے استاد نے علم مثلث کو ماقبل کے جبر و مقابلہ کی طرح خشک تر مضمون بنانے میں اپنی پوری قوت صرف کی انسان کے لئے علم مثلث کا استعمال دفعتاً محسوس ہوا اور $\frac{\text{جب طہ}}{\text{جم طہ}}$ = س طہ اور جب٦ طہ + جم٢ طہ = ١ کے انتقالات پر بہت زیادہ توجہ دی جانے لگی اور علم مثلث کو مع اپنی تمام مثلات اور مساواتوں کے حریص جبر ی چکی میں اناج کی ایک تازہ رسد کی حیثیت سے استعمال کیا گیا۔

سب کچھ بدل چکا ہے یا بدل رہا ہے، عہد کا حاضر مہربان مدرس ریاضی یہ محسوس کر رہا ہے کہ بغیر علم مثلث کے نہ تو جبر و مقابلہ کو موثر طریقہ سے پڑھا جاسکتا ہے اور نہ ہندسہ کو، یہ کوئی ضروری نہیں کہ علم مثلث کو اس وقت تک ملتوی رکھا جائے جب تک کہ اقلیدسی سلسلہ میں متشابہات ختم نہ ہو لیں در اصل ہندسہ کے جدید ترین نصابوں میں متشابہات کو بالکل ابتدائی مدارج ہی پر لینے کی رسم پڑ گئی ہے جو بالکل فطری اور موزوں ہے، اس سے خود ہندسہ کے مضمون میں بھی بہت کچھ فوائد حاصل ہوتے ہیں، مثلاً فیثا غورث کا مسئلہ صریحاً ایک عددی رشتہ ہے لیکن اس کی حقیقی اہمیت

پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے جب کہ اقلیدس اپنی عجیب وغریب ہنرمندانہ بناوٹ سے اسے رقبوں کی برابری کے طور پر بیان کرتا ہے یہ اور اس طرح کے دیگر فوائد کے علاوہ جو خالص ہندسہ کو ابتدائی مدارج پر نسبتوں میں استعمال کرنے سے حاصل ہوتے ہیں، علم مثلث نے عملی استعمالات کا جو ایک وسیع میدان مہیا کیا ہے وہ تناسب اور اشکال کے مسائل کو بہت ابتداء ہی میں لینے کے لئے کافی وجہ رکھتا ہے، فی الحقیقت مثلثی نسبتیں بجائے خود اُن مسائل کو بہتری شکل میں تحلیل کرنے کا بہترین ذریعہ ہیں جو بصورت دیگر اکثر طلباء کے نزدیک جلد بازانہ تصور ہی رہ جاتے۔

اس کے بعد جب مماس، جیب اور جیب التمام کی ابتداء کی جائے تو انہیں اس طرح سے پیش نہ کیا جائے کہ گویا وہ ابھی اور بہت سے جبری رموز ہیں جن کو کسور کے نسب نماؤں سے اخذ کیا جاتا اور طرح طرح کی ساحرانہ اور مصنوعی تراکیب کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے، سب سے پہلے ان کے عددی اوصاف اور بلندیوں اور فاصلوں کے سوالات میں ان کے استعمال کو واضح کیا جانا نہایت ضروری ہے، لڑکے یا لڑکی کے نزدیک تعبیر حقیقی پیمایش کے کسی طول کا حساب لگانا ایک دلچسپ چیز ہے، جدولیں، جو معمر ریاضی دان کی نظروں میں حقیر معلوم ہوتی ہیں جوان سالوں کے لئے قوت کا ایک نیا آلہ ہیں اور وہ ان کو ٹھیک طور پر استعمال کرنے میں بالکل اتنی ہی دلچسپی لیتے ہیں جتنی کہ نئے چاقو سے اپنا نام صحیح طور پر کھودنے میں اس اثناء میں مثلثی رموز کی تراکیب و تصریحات کی ضرورت خود بخود محسوس ہونے لگیگی اور جب یہ محسوس ہو، لیکن جلدی نہیں، تو پھر اس پر روشنی ڈالی جاسکتی ہے، جب یہ احساس بیدار ہو جائے تو عمل کو پچھلے دنوں کے مقابلہ میں جب کہ وہ بجائے خود مقصد تھا، ایک علٰحدہ اسپرٹ کے ساتھ انجام دیا جائے۔

نصاب مدرسہ اور علم مثلث کے باہمی رشتہ کا ایک اور پہلو بھی قابل لحاظ ہے، علم مثلث ہندسی تحقیقات اور جبری حساب کے نتائج کو عددی صورت میں تحلیل کرنے کا ایک مخصوص آلہ ہے، اب ثانوی مدرسہ کی اعلیٰ جماعتوں میں حساب اکثر نچوڑے ہوئے لیمو کی حیثیت رکھتا ہے عملاً اس میں جتنی خوبی تھی وہ سب سلب ہو چکی ہے تاہم اس کو ایک لخت نظر انداز کر دینا بھی خطرہ سے خالی نہیں اسکی ایک وجہ تو یہ ہے حساب سرکاری امتحانوں میں لازمی ہے، لیکن حساب کو جاری رکھنے سے متعلق ایک اور بھی سنجیدہ تعلیمی وجہ ہے، یعنی طالب علم کو، عدم مشق کے باعث، اس عددی محاسبہ کی قابلیت سے محروم کرنا، جس کے اکتساب میں اس نے کئی سال صرف کئے ہوں ناپسندیدہ ہے، ونیز جب وہ مدرسہ چھوڑ کر وسیع دنیا میں قدم رکھتا ہے تو بلا کم و کاست یہی معلومات اس کے کام آتی ہیں، لیکن اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ کون سی مصروفیت تلاش کیجائے جس میں حسابی محاسبہ کی بہتات ہو، اور ساتھ ہی اس کے جو، جو حساب کی معیاری کتاب کے "کام اور نلیوں" اور معمولی تجارت کے فالتو سوالات سے زیادہ کار آمد ہوں اس مسئلہ کو کئی طرح سے حل کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کا ایک حل علم مثلث بھی ہے، جس پر فی الوقت ہمیں توجہ دینی چاہیئے۔

حساب کی حد تک کسی انقلابی تبدیلی کا اتنا شدید مطالبہ نہیں ہوا جتنا کہ جبر و مقابلہ اور ہندسہ کے سلسلہ میں از خود ہو گیا تھا، حساب کا میدان حملوں کیلئے اتنا کھلا ہوا نہیں ہے، خود اس کی نوعیت کے لحاظ سے اسے لازمی طور پر، انسان کاروبار کی دنیا سے متعلق رکھا گیا ہے اور اسی لئے مدرسہ کی ریاضی کے دیگر شعبہ جات کی طرح یہ موضوعیت کا اتنا شکار نہیں بنا، ساتھ ہی اس کے، اصول دلچسپی کے ماتحت اور جبر و مقابلہ اور ہندسہ کے تعلیمی تفکر کی ترقی کے سلسلہ میں مزید تقویت کے باعث گذشتہ

بیس سال کے دوران میں ، مدارس کی جملہ جماعتوں کی حسابی تدریس میں ، ایک تدریجی مفید ترقی ہوئی ہے ، یہ تبدیلی بھی اسی عام نوعیت کی ہے جس طرح کہ مصلحین نے ریاضی کے دوسرے شعبوں میں توقع کی تھی اب مدرس اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ اپنے طالب علموں کی حسابی معلومات کو مقرون اشیاء کے تجربہ کی بنیاد پر قائم کرے اور ضروری تجربے کی نوعیت کو اس طرح منتخب کیا جاتا ہے کہ وہ طلباء کی عمر صنف اور ماحول مناسب حال دلچسپیوں سے ہم آہنگ ہو ، اس مضمون کو شروع کرتے وقت بچوں کے اساتذہ ، چھوٹے بچوں کے عام صحت مند جسمانی اور نفسی حرکات کے سلسلہ میں اعداد کا تخیل پیدا کرنے اور سادہ عددی اعمال سے واقف کرانے میں بہت احتیاط سے توجہ دیتے اور فراست برتتے ہیں ، "ابتدائی چار قاعدوں" کے باقاعدہ اکتساب کے بعد خود ان قاعدوں کو تنکوں کے انبار یا کاڑیوں کے گٹھوں کی مقروں مثالوں سے قابل فہم بنانے کی کوشش کی جاتی ہے ، یقیناً اس میں حفظ کرنے کا کام بہت زیادہ ہے ، ضرب کے پہاڑوں کے لئے کوئی آسان قاعدہ موجود نہیں ، لیکن کسی قاعدہ کو اس طرح بیان کرنے کا طریقہ کہ گویا وہ آسمانی وحی کا ایک حصہ ہے جس پر عمل کرنا مجبوراً فانی انسان کیلئے ضروری ہے ، خواہ وہ اس راز کو سمجھے یا نہ سمجھے ، اب مذموم خیال کیا جانے لگا ہے ۔

اسی طرح سے ، مرکب حسابی اعمال کو وزنوں اور پیمانوں کے خاص جدولوں کے مجرد نتیجوں کے طور پر نہیں لیا جاتا جو حساب کی کتابوں میں خصوصیت سے پائے جاتے ہیں ، بلکہ انہی وزنوں اور پیمانوں سے بحث کی جاتی ہے جو کاروباری دنیا استعمال کرتی ہے ۔ انہی جماعتوں میں لایا جاتا ہے ، بچے انہیں دیکھتے ، ہاتھوں میں لیتے اور استعمال کرتے ہیں ۔ یہ موقعہ ، بچوں کی موجودگی میں ، ان سب کام لانے

ہیں جن کیلئے وہ بنائے گئے ہیں ، سوالات کو مرتب کرنے میں یہ احتیاط کی جاتی ہے کہ وہ انسانی ضروریات سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھیں ، اور بجائے ان مقادیر کے جو ٹن ہنڈرڈ ویٹ ، کوارٹر ، اسٹون ، پونڈ ، اونس ، ڈرام کی ایک مکمل سرگم کے مطابق بیان کئے جاسکتے ہیں ، انتخاب کے دائرہ کو عام کاروباری ضروریات تک محدود رکھا جاتا ہے ۔ سنجیدہ سوالات جو مقرون اشیاء پر مبنی ہوں ایسے ہی سنجیدہ جوابات کے طالب ہوتے ہیں جو مقرون اشیاء پر منطبق ہوسکیں ۔ ۳ ۱/۲ کی طرح کے جواب تو بیان کرنے سے قبل اعشاریہ میں منتقل کرنا ضروری ہے ۔ نیز کسی سوال میں تقرب کے معیار کو احتیاط سے جانچا جاتا ہے تاکہ جواب میں تقرب کا مناسب معیار حاصل ہوسکے ۔ متوالی اعشاریہ اب متروک ہوگئی ہے اور اب اس کو ضمناً بطور تبرک کے دیکھا جاتا ہے ۔ و نیز متوالی اعشاریہ کو کسر عام میں ان قواعد کے تحت منتقل کرنے کا تکلیف دہ طریقہ اب مسدود ہے جن کی حقیقت کو جاننا اس ابتدائی درجہ پر طالب علم کے حیز امکان سے باہر ہے ۔

جب طلباء کی عمر بارہ سال سے تجاوز کر جاتی ہے اور ان کی دلچسپیاں صریحاً ان کے مطمح حیات کے تابع ہو جاتی ہیں تو حساب کو ان کی جدید ضروریات کے مطابق بنانے کی تھوڑی بہت کوشش کی جاتی ہے ، لڑکیوں کی حد تک ان کا تعلق ان حسابات سے ہو جاتا ہے جو عام خرید و فروخت اور امور خانہ داری سے متعلق ہیں ، اس میں خانگی حساب کتاب بھی شامل ہے ، یہ کام ایسا ہے جو مجھے مدرس کے ہاتھوں میں معمولی حساب کی سرحد سے نکل کر معاشیات خانہ داری کی قیمتی تعلیم کی صورت اختیار کرتا ہے ۔ لڑکوں کی دلچسپیاں عام طور پر بہت مختلف ہوتی ہیں ، چنانچہ بعض جماعتوں میں یہ سودمند ہوتا ہے کہ حسابی اسباق کو تجارتی کاروبار پر روشنی ڈالنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے ۔ دوسری جماعتوں میں ، صنعتی مصروفیات میں حساب

کا استعمال اور بھی زیادہ مفید ثابت ہوتا ہے اور یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اکثریت اس میں حصہ لیگی - ان امور کے مطابق حسابی نشو و نما بے شک اس مدت پر منحصر ہے جس مدت تک طالب علم مدرسہ میں تعلیم پاتا ہے، عقلمند مدرس جبر و مقابلہ اور ہندسہ کا انتخاب اس مناسبت سے کرتا ہے کہ جس میں حساب سے مدد مل سکے - و نیز اس کا بھی لحاظ رکھتا ہے کہ آیا وہ معطیہ وقت میں کتنا کام عمدگی سے انجام دے سکتا ہے - لیکن بیوقوف استاد "جبر و مقابلہ سلسلوں تک" سے ابتدا کرتا ہے اور جب طلبا، مدرسہ چھوڑنے لگتے ہیں تو وہ صرف قوسین تک پہونچتا ہے -

ثانوی مدارس میں حساب کی تدریس میں تبدیلی تحتانیہ مدارس ہی کی طرح ہوئی یہ مضمون، جیسا کہ واضح کیا جاچکا ہے اگر کوشش کی جائے تو نصاب کی تکمیل تک پورے مواد پر حاوی کرسکتا ہے سود، راس المال، قیمت حالیہ، گھڑیاں کام اور نلوں وغیرہ کے رسمی سوالات کو غیر تشفی بخش محسوس کیا جارہا ہے، اگر صرف یہی بات ہے تو پھر ان تمام چیزوں کو نکال باہر کرکے آسانی سے ایک اصلاح کی جاسکتی ہے اور حسابی عمل کی ایک ضروری مقدار کو علم مثلث، کیمیا، جغرافیہ اور دیگر مضامین سے حاصل کیا جاسکتا ہے، بہرحال اکثر مدرسین نے یہ محسوس کیا ہے کہ پونڈ، شلنگ، پنس کے حسابی عمل میں جو وقت صرف ہوتا ہے اسے بہت عمدگی کے ساتھ کام میں لایا جاسکتا ہے - بشرطیکہ حسابی عملیات کو دنیوی عملی کاروبار کے لین دین کے حوالہ سے کیا جائے - قدیم طرز کے رقمی سوالات پر یہ حقیقی اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ان میں سے اکثر غیر حقیقی یا غیر متعلق ہوتے ہیں - پس بینک اور تبادلۂ راس المال کے حسابی عمل کے ارتفاع پر زور دینے کی بجائے، ارباب غور و فکر نے اس سلسلہ میں ایک ایسے نصاب کی تشکیل کا بیڑہ اٹھایا ہے جس کو مدارس نسوان کی کمیٹی (Girls

(School Committee) کی انجمن ریاضیات کی مالیہ رپورٹ میں "حساب شہریت" کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ یہ نصاب لڑکوں کے لئے بھی اتنا قابل عمل ہے جتنا کہ لڑکیوں کے لئے۔ اس طرح کے نصاب میں خصوصی اجزا یہ ہوتے ہیں (۱) مقامی شرحیں — کرایہ سے ان کا تعلق، شرحوں کی تحلیل (۲) شہر کا مالیہ — آمدنی کے ذرائع اخراجات کے مدات، قرضے (۳) سرمایہ اور صنعت — محدود انجمنیں شرح سود انجمن ہائے امکنہ، حقیقت اراضی، سالیانے (۴) قومی مالیہ (۵) بیمہ — جان، آگ اور بحری فوج، قومی صحت — وہ حالات جن کا احتیاط سے تعین کیا جاتا ہے۔

ایسے نصاب سے متعلقہ دلچسپی یا مخصصہ تربیت دونو کی حد تک کچھ ایسا زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ تصفیہ طلب امر یہ ہے۔ اور جس کا تصفیہ تجربہ سے ہو سکتا ہے کہ کس حد تک یہ مواد مضمون ایک کمسن لڑکے یا لڑکی کے حیز امکان میں ہے۔ لائق مدرس اپنے طلباء کی قابلیت کے لحاظ سے اس میں ترمیم کر سکتا ہے خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی نکلے، اس میں تو شبہ نہیں کہ یہ تبدیلی قدیم حسابی کتاب میں ایک زبردست ترقی کو تعبیر کرتی ہے،

بہر حال یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اچھے مدرسین بھی طلباء کی ریاضیاتی قابلیت کو جانچنے میں اکثر غلط فہمی کا شکار رہتے ہیں، بالخصوص لڑکیاں اکثر غیر ریاضیاتی گردانی جاتی ہیں۔ انہیں جبر و مقابلہ اور ہندسہ سے ہٹا کر رسمی حساب کے سوالات کو حل کرنے کے لئے بٹھا دیا جاتا ہے، یہ لڑکی کے حق میں زیادتی ہے، اس کی مبینہ ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ وہ موضوعیت کے کہر میں جو اس مضمون پر چھا جاتا ہے اس کے اندر کوئی خوبی معلوم کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ جبر و مقابلہ * اس کے نزدیک اس لئے نفرت انگیز ہے کہ وہ بالکلیہ میکانی ہے اور ہندسہ اس لئے کہ بدیہی بات

* حاشیہ ملاحظہ ہو صفحہ (۲۴۰) پر

کے ثبوت کے لئے ہر قدم پر اس کی ترقی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے - حساب، جس کا بوجھ اس کے سر ڈالا جاتا ہے، اسی میں اتنی خوبی تو ہے کہ وہ خود ان مقرون اشیاء سے وابستہ ہوتا ہے جن کو وہ پہلے سمجھ چکی ہے - لیکن یہ بھی بہت میکانی اور بے معنیٰ ہو جاتا ہے یہ صرف اسے مصروف رکھنے کا ایک ذریعہ ہے - ان حالات کے تحت نجات کی بس یہی ایک راہ ہے کہ مدرس یہ جان لے کہ اگر طالب علم کو مضمون سے دلچسپی نہیں ہے تو مدرس کا فرض ہے کہ وہ ایسے سنجیدہ طریقہ کو تلاش کرے کہ جن سے طلبا، مضمون میں دلچسپی لینے لگیں - یہ دلچسپی مضمون کے دائرہ کو محدود نہیں بلکہ وسیع کرنے سے حاصل ہو سکتی ہے - کئی قسم کے عملی سوالات، خواہ وہ ہندسی ہوں یا جبری، بغیر کسی موضوعیت کے معرض بحث میں لائے جا سکتے ہیں، مثلاً "حساب شہریت" کے مخصوص سوالوں کے علاوہ مشتے نمونہ از خروارے، یہ سوالات بھی ہو سکتے ہیں - نقشہ کس طرح بنایا جائے، ٹیلے کی بلندی کس طرح معلوم کی جائے، جدولوں کے استعمال سے حسابی عمل کو کیسے مختصر کیا جا سکتا ہے، سینے کی مشین یا بائیسکل کے پہیہ (Gear) سے کتنی چال پیدا ہوتی ہے - اگر لڑکی اس طرح کے سوالوں کو جن میں اس کے تمام قویٰ عقلی بدرجہ کمال کام کرتے ہوں، حل کرنے لگے، تو اس پر غیر ریاضیاتی ہونے کا الزام لگا کر اس کے اعتماد کو کچلنا

اور اسے ان مقررہ کاموں کی احمقانہ تکمیل کے پیچھے لگانا، جن میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کے استدلال کی نقل ہو (Digitis mutatis) مع ضروری ہندسوں کے ایک طرح کی ناانصافی ہے۔

ریاضی کی جدید تدریس پر بیشتر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اس میں وہ جامعیت موجود نہیں جو قدیم میں تھی "اگر ایسا ہوتا تو یہ بہت بھاری غلطی ہوتی" یہ ممکن ہے کہ چند مصلحین اپنی اصلاحات میں اتنے منہمک ہو جائیں کہ باقاعدگی اور صحت کے معیار کو برقرار رکھنے کی اہمیت کو نظرانداز کر دیں جو سابقہ نسلوں سے بطور ورثہ چلا آرہا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بے صبری جو اصلاحی جذبہ کی خصوصیت ہے کرۂ جماعت کی روکھی پھیکی ضروریات کی ہمیشہ ہم نوا نہ ہوئی ہو، اس لئے بہت ہی دوررس اور چست و چالاک مصلحین اچھے مدرسین بنانے میں ہمیشہ کامیاب نہیں ہو سکے۔ اگر یہ حال ہے تو انصاف کی رو سے ان کی ناکامیوں کا الزام ان کے عقائد کے خلاف نہیں عائد کرنا چاہیئے۔ کیونکہ مصلحین ریاضی کے دستور میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس سے طلباء کے کام کا معیار گر جائے ریاضی کے مدرس کا راست مقصد اب بھی وہی ہے جو ایک نسل پہلے تھا یعنی واضح تفکر پر زور دینا جس کے بعد یا جس کے ساتھ صحیح بیان اور اظہار ہو۔ اب بھی اس کا اخلاقی فریضہ یہی ہے کہ طالب علموں سے بہتر کام کرائے۔ وہ ایک سچے فوجی کی طرح اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ مقصد کام کو ہلکا یا آسان یا تفریحی بنانے میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ محض نام کے فوجی کے برخلاف یہ توقع کرتا ہے کہ اس کا مطلب اس کام کو انسانی مقصد کے ساتھ منسلک کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے کیونکہ لڑکا یا لڑکی ہر دو اس کی قدر کر سکینگے کہ ایسا مقصد سخت کام کے لئے مہیج کا کام دیتا ہے اور اس میں ہر قدم پر واضح تفکر اور

جز جز میں صحیح عمل یا نقشہ کشی اتنی ہی ہے جتنی کہ خالص ذہنی ضبط کے تحت ہے۔

جہاں تک معمولی روزینہ طریقہ ہائے تدریس کا تعلق ہے، تبدیلی کی بہت کم ضرورت ہوئی یا ان میں تھوڑا بہت رد و بدل کیا گیا۔ اب بھی طالب علم کے نہ کہ استاد کے کام کو دیکھا جاتا ہے، تبدیلی مقررہ کام کی نوعیت اور اس کی طرف مدرس اور طلباء کے رجحان میں ہوئی ہے اگر کام بے جان ہے تو مدرس کا فرض ہے کہ اس میں جان ڈالے۔ ریاضی اب صرف مقررہ کتاب سے عمل کرنے کا نام نہیں جس میں چودھری مدرس ہوتا ہے۔ اب بھی ویسا ہی کام موجود ہے اور مدرس کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی نگرانی رکھے کہ یہ کام اس طور پر کیا جائے کہ جس سے اس عقلی مسرت اور ذہنی سیر حاصلی کو گزند نہ پہونچے جن کی ان کاموں سے حاصل ہونے کی توقع کی جاتی ہے۔ یہ اب بھی اتنا ہی صحیح ہے جتنا کہ پہلے تھا کہ ریاضی کا اچھا مدرس پوری گفتگو نہیں کرتا اور نہ اس کی جماعت پورا حسابی عمل کرتی ہے۔

بہر حال مقررہ کام کی نوعیت میں ایک قابل لحاظ تبدیلی ہوئی اور یہ سائنسی طریقہ کار کی خاطر موضوعیت کو ترک کرنے کے سلسلہ میں واقع ہوئی۔ معیاری نوعیت کی ریاضیاتی مشق میں ایک مفروضہ شامل ہوتا ہے۔ جس سے ایک نتیجہ پر پہونچایا جاتا ہے۔ ہندسی مشقوں میں عام طور پر مفروضہ کے ساتھ ساتھ نتیجہ بھی دے دیا جاتا تھا۔ مثلاً "اگر متصلہ زاویوں کی تنصیب کی جائے تو ثابت کرو کہ نا صف ایک دوسرے کے ساتھ زاویہ قائمہ بناتے ہیں" اس قسم کی مشق اب بھی کار آمد ہے اور کوئی اصلاح جو مشقوں سے حاصل ہونے والی عقلی مسرت کو بے دخل کر دے مضر ثابت ہوگی۔ بہر حال اس میں آدھی صداقت موجود ہے۔ تحقیق سے اس سے بھی بڑھکر عقلی مسرت حاصل ہوتی ہے، اور یہ بڑی غلطی ہوگی اگر ہونے والے محقق سے مطلوبہ نتیجوں کو

بیان کر کے اسے اس مسرت سے محروم کر دیا جائے۔ اسی باعث مسئلہ کو بیان کر کے نتیجہ کو پوشیدہ رکھنے سے اکثر فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مذکورۂ بالا مشق کو اس طرح پیش کیا جا سکتا ہے، "اگر متصلہ زاویوں کی تنصیب کی جائے تو کیا تم اس شکل سے متعلق اور کوئی بات دیکھتے ہو؟ اگر ایسا ہے تو تم اس کی کیا توجیہہ پیش کرو گے"؟ یہاں ہم نے مثال کے طور پر آسان ترین مشق کو پیش کیا ہے۔ ذرا اور پیچیدہ اشکال سے مسائل کا دائرۂ عمل اور وسیع کیا جا سکتا ہے اور اس سے اتنی ہی ذہنی شادمانی حاصل ہوتی ہے جتنی کہ قدیم طرز کے اور ہم توقع کر سکتے ہیں کہ مزید پیچیدہ مشقوں کے عقلی جانچ کو قبول کرنے سے ہوتی ہے۔

اسی اصول پر کہ تحقیقات یا ذہنی فتح کی اسپرٹ میں اضافہ کیا جائے یہ مشورہ گو بادی النظر میں خلاف قیاس معلوم ہوتا ہے لیکن مفید ہے کہ مفروضہ کو پوشیدہ رکھا جائے۔ مثلاً علم مثلث کی ایک عام مشق کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ایک ہموار میدان پر کے دو نقطوں کا درمیانی فاصلہ اور نقطہ سے ایک پہاڑ کی چوٹی کا زاویہ قرار دیا جائے تو ان معطیات کی بنا پر پہاڑ کی بلندی کس طرح معلوم کی جا سکتی ہے؟ اس طرح کی مشق میں مقرون مسئلہ کی مشکلات تقریباً سب کی سب دعویٰ عام ہی میں دور ہو جاتی ہیں اور اصل مشکل اس طریقہ کی دریافت ہے جس سے اس مسئلہ کو ریاضیاتی طریقوں سے حل کیا جا سکتا ہے عام تعلیمی نقطۂ نظر سے اس مسئلہ کو اگر اس صورت میں پیش کیا جائے تو بہت بہتر ہو گا "ایک ناقابل رسائی پہاڑی کی چوٹی کی بلندی کس طرح معلوم کی جا سکتی ہے۔ دی ہوئی پیمائشات سے عمل کر کے نتیجہ اخذ کرنے سے زیادہ ان پیمائشات کو معلوم کرنے کے لئے رکاوٹ کے ایک بلند معیار کی ضرورت ہے جو اس مقصد کے لئے درکار ہے۔ اگر پہلے ہی سے پیمائشات دیدی جائیں تو اس سے

کچھ نہیں تو کم از کم ذکاوت کے اس بلند معیار کے نشوونما میں رکاوٹ اور ایک غیر عملی نوعیت کی ذہنیت پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث مقرون مشکلات کی حقیقی طور پر قدر نہیں کی جا سکتی -

آخر میں ہم ایک اور اعتراض کو لینگے جو ریاضی کی "جدید تدریس" پر ہے۔ بعض دفعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اگر جدید ترین طریقے عقلی جمہوریت کے لئے فائدہ بخش ہیں تو ان سے درجہ اول کے ریاضی دانوں کی تخلیق معرض بحث میں آجاتی ہے۔ اب بلاخوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ ایک واقعی ہوشیار طالب علم کے لئے اکثر تعلیمی ترکیبیں ایسی ہی بیکار ہیں جیسے کہ ایک صحت مند انسان کے لئے طبیب کے علاج بے ضرورت ہوا کرتے ہیں - یہ بہت ہی بعید از قیاس بات ہے کہ اس طرح کے اختراعات سے جو کہ کند ذہن کے لئے ہیں ایک نوخیز ریاضی دان کے لئے امتناع یا ضرر کا باعث ہوں گی - برخلاف اس کے، اس میں شبہ نہیں کہ مدارس اور جامعات کی اعلیٰ جماعتوں میں نئی تحریک مفید نتائج برآمد کر رہی ہے، اس میں معمولی مدرسہ کی جماعتوں کے مانند، کام کو بالمقصد بنانے کیلئے پورے مضمون کے ساتھ دلچسپی اور سنجیدگی کو شامل کیا جاتا ہے۔ اب یہ مضمون ایک مصنوعی پروگرام نہیں رہا جسے مستقبل کے امتحان کے سوالات کے جوابات کی ادائی کے لئے پڑھایا جاتا تھا - بلکہ اب یہ مضمون مسلمہ ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ ایک اہم سائنس کی طرح برتاؤ کیا جاتا ہے جسکو انسانی ضروریات نے پیدا کیا ہے اسے حصول صداقت کی آتش شوق سے گرمایا جاتا ہے اور اس کے معاوضہ میں اسے مزید انسانی ضروریات کی تکمیل کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، ذی الطبع ریاضی داں کو بالعموم افادیت کے خیال سے زیادہ خالص عقلی دلچسپی کا خیال رہتا ہے لیکن اس کو کسی قسم کا بھی نقصان نہیں پہونچے گا اگر اس کی ابتدائی عمر ہی میں یہ بتلا دیا جائے

کہ اس مضمون کے مطالعہ کا کیا نتیجہ ہے اور اس سے بنی نوع انسان کو کیا تعلق ہے
ایسی توجہ اس کو اپنے تفکر میں محتاط کرے گی اپنے اظہار میں زیادہ صحت پیدا کرائے گی
اور اس کو تمام بیہودہ باتوں سے متنفر کرے گی اور ہم یہ توقع کرسکتے ہیں کہ وہ
ان اشخاص کے ساتھ شفقت اور مہربانی سے پیش آئیگا جو اب تک اس کے برابر ذہنی
مرتبہ حاصل نہیں کرسکے ہیں فقط

# باب ہفتم

# جغرافیہ

از

جیمس فیرگریف۔ ایم۔ اے۔ ایف، آر، جی ایس

## تمہید

اسبات کا تعین کئے بغیر کہ ہم کیا کرنا چاہتے ہیں۔ جغرافیہ کی تدریس سے بحث ناممکن ہے۔ وہ طریقے جو اس مضمون کے کسی ایک پہلو کے لئے بہت ہی موزوں ہیں۔ نصب العین کے بدل جانے سے بالکل ہی غیر موزوں ہو جاتے ہیں۔ دو سو برس پہلے جو طریقے رائج تھے وہ تیس برس پہلے کے طریقے نہیں تھے۔ تیس برس پہلے کے طریقے جدید تدریس کے طریقے نہیں ہیں۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ تمام طریقہ ہائے تدریس میں تبدیلی ہو گئی ہے۔ اور کچھ اس وجہ سے بھی ممکن ہے۔ بڑی حد تک کہ جو کچھ پڑھایا جاتا ہے وہ وہی نہیں ہے اور نئے طریقوں کی ضرورت ہو گئی ہے۔ جغرافیہ کو اس زمانہ میں ایسی درسی کتاب سے پڑھایا جا سکتا تھا جس میں راس۔ خلیج بہاڑ۔ اضلاع۔ صدر مقامات اضلاع کی فہرست اور شہروں کی شہرت کے بارے میں مختصر تذکرہ ہوتا تھا۔ سب کچھ جو ضروری تھا وہ یہ کہ یہ سب یاد کر لیا جائے۔ طالب علموں کو یاد کرنے کے لئے ترغیب دینے کے طریقے بھی آج کل کے طریقوں سے بہت مختلف تھے۔ جب کہ جغرافیہ کی تدریس کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم کو اس قابل بنایا جائے

کہ وہ اپنے کو دنیا میں اور اس کے اوپر تصور کرے اور محسوس کرے کہ وہ واقعی کہاں کھڑا ہوا ہے - مثلاً یہ کافی نہیں ہے کہ یہ کہہ سکے کہ دنیا گول ہے اور اس کے پیر کسی ایک جگہ پر خوب جمے ہوئے ہیں - یہ دنیا جو اس کے تلے گھومتی ہوئی سورج کے گرد اپنی گردش میں مصروف ہے کوئی بیرونی چیز نہیں ہے بلکہ خود اس سے بالکل وابستہ ہے - ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے طلبہ دنیائے عظیم کے ناٹک کے حالات کا صحیح تصور رکھیں - جس میں کہ وہ اپنا اپنا سوانگ بھرتے ہیں - کتابی کام ضروری ہے لیکن کافی نہیں ہے اس پر زور دینا چاہیے کہ ذہنی تصاویر جس قدر بھی ہو سکیں حقیقی سے ملتی جلتی ہوں - تدریس کے طریقے مختلف ہونے چاہیں کیوں کہ جغرافیہ کا تصور بدل گیا ہے - جدید جغرافیہ کے لئے جدید تدریس ہونی چاہیے -

## جغرافیہ کو حقیقی چیزوں سے سروکار رہے

یہ اہم ہے کہ مدرسین اپنے مدعا سے واقف رہیں - ان کو جاننا چاہیے کہ اہم اور کم اہم کیا ہے - طالب علم کی ترقی کی کسی منزل پر جو چیز اہم ہوتی ہے وہ آگے چل کر کم اہمیت بھی اختیار کر لیتی ہے - یہ بھی ضروری ہے کہ جو بات معلوم کیجائے وہ صحیح ہو طالب علموں کو رہیں (Rhine) نہیں کہنا چاہیئے - جب کہ ان کا مطلب رہون (Rhone) سے ہو - ناموں کو صحت کے ساتھ استعمال کرنا چاہیئے - لیکن ناموں کا غلط ملط اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ یہ معلوم کرنیکی قابلیت کہ حقیقی چیزوں کے بجائے نام ہیں - اور یہ وہ بات ہے جو ابتداء میں، آخر میں اور ہر وقت سکھلانا چاہیئے - آجکل جغرافیہ میں بہت زیادہ ایسے امور سے بحث کی جاتی ہے جو اہم باتوں میں حقیقی چیزوں سے مماثلت بھی نہیں رکھتے اور حقیقت سے غیر متعلق ہوتے ہیں - اگر

جغرافیہ حقیقت سے تعلق رکھتے تو ثانویہ مدرسہ کے پورے نصاب کی تکمیل کے بعد طلبہ اس قسم کی باتیں نہیں لکھینگے - "ہیلی گولینڈ سے شمالی اٹلانٹک اور بحر شمالی دکھائی دیتے ہیں - دریائے نیل - بحر روم تک بہتا ہے - پانی خلیج سیکسیکو کی شدید گرمی سے جوش کھا کے ابل کر شمال مشرقی سمت میں بچ نکلتا ہے - گرمیوں میں سیرے اور کنیٹ کے باشندوں کا اہم پیشہ جھاڑی چنا ہے - کناڈا ایسے ملکوں میں سے ہے جو برطانیہ کی ملک ہیں" - جدید جغرافیہ کی تدریس ایسی ہی مشکل ہے جتنی کہ قدیم کی تدریس آسان تھی - مدرسے کے جملہ مضامین سے جغرافیہ اور تاریخ اس لحاظ سے مختلف ہیں کہ وہ ایسے امور سے متعلق ہیں جن کو جماعت کی چہار دیواری میں نہیں لایا جاسکتا - غالباً تاریخ زیادہ مشکل ہے کیوں کہ مقررہ وقت قابل لحاظ تاریخ کی تعلیم اور مسن اشخاص کے جذبات کی تفہیم ممکن نہیں ہے - جو بلحاظ نوعیت، مدرسے کے بچوں میں ان کی ابتدائی عمر میں نہیں ہوسکتے جغرافیہ کا تعلق ایسی چیزوں سے ہے جو چاہے اتنی زیادہ ناقابل فہم نہ ہوں لیکن ان کا احساس خاصہ مشکل ہوتا ہے اسوقت تک جغرافیہ کا پورا احساس نہیں ہو سکتا جب تک کہ طلبا، دنیا اور اس کے حصوں کی شکل و صورت کا تصور نہ قائم کرلیں بڑے سے بڑے سیاح نے بھی اپنی تمام عمر میں پوری دنیا نہیں دیکھی - کوئی بھی انگلستان کا سا بڑا رقبہ وقت واحد میں اس طرح نہیں دیکھ سکتا کہ اس کے متعلقات سمجھ سکے - جن کا تصور لیکن صحیح تصور قائم کرنا چاہیے - غیر صحیح تصور - اہم امور میں بالخصوص نہ صرف بیکار بلکہ نقصان دہ ہے -

یہ سب تدریس جغرافیہ کو بہت ہی مشکل کر دیتے ہیں - لیکن یہ ہماری بہتر بن کوشش کے لئے عذر نہیں بن سکتے - ایک بات جو مدرس سے ممکن ہے وہ یہ ہے کہ

ہمیشہ اپنے ذہن میں حقیقی چیزوں کا خیال رکھے - اگر وہ چیزوں کی حقیقی تصور کی کوشش نہیں کریگا تو وہ فطرتاً ایک آدھ لفظ یا جملہ سے ایسی تصویر کھینچ دیگا جو حقیقت سے دور ہو- اس کو یہ طرز اختیار کرنا چاہیئے اور محسوس بھی کرنا چاہیئے کہ وہ ایسی دنیا سے بحث کر رہا ہے جو وجود میں ہے نہ کہ تصور میں، جغرافیہ کی جدید تدریس کی یہی ضرورت ہے-

## تدریس جغرافیہ کے مقاصد

بہترین معنوں میں جغرافیہ کی تدریس کے مقاصد زیادہ تر کلچری ہیں لیکن اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جغرافیہ سے مالی فائدہ کی راست امید امکان کے باہر ہے- جغرافیہ کی قیمت نقد ہے - قدیم جغرافیہ ہر کسی کے لیے بہت کم مفید تھا- لیکن یہ ظاہر ہے کہ ایسے افراد جن کو صحیح ذہنی تصاویر بنانے کی تربیت دیگئی ہے - مصنوعی نقلوں سے مطمئن نہیں ہوسکتے - ان کو ظاہری حالت سے تشفی نہیں ہوسکتی کیوں کہ وہ دنیا میں حقیقی اشیاء کے متلاشی رہینگے - وہ ایسی غلطی نہیں کرسکتے کہ نقل کو اصل سمجھ لیں اور یہ اس لیے ہی نہیں ہوگا کہ وہ عام طور پر حقیقت سے واسطہ رکھنے کے عادی ہونگے بلکہ اس لیے کہ حقیقی باتیں جو انہوں نے سیکھ لی ہیں اور جن سے وہ جغرافیہ کے ذریعہ واقف ہو چکے ہیں زیادہ تر وہی ہیں جو تجارت سے متعلق ہیں ان کے پاس مواد کے بارے میں ایسے معلومات ہونگے کہ وہ غیر ممالک کی اطلاعات کی جانچ اور ان کی قدر و قیمت کا اندازہ کرسکینگے ایسے افراد جو روئے زمین کی حقیقی اشیاء پر غور کرنیکی تربیت پا چکے ہیں نہ صرف بہتر کاروباری بلکہ بہتر شہری ہونگے -

## جغرافیہ کی گرامر

تو پھر دنیا سے نہ کہ اس کے استحضار سے بحث کرتے ہوئے اور اس سے اس طریقہ

پر غور کرتے ہوئے کہ اس کے گرد اچھے شہری بننے کی تعلیم حاصل کریں مدرس ایسی تجویز پر عمل کرنے کے لیے مجبور ہے - جس سے وہ واقعات زیر بحث کو باقاعدگی کے ساتھ ترتیب دیکے باقاعدہ تربیت کے بغیر مطالعہ بیکار ہے - کسی نہ کسی قسم کی گرامر (قواعد) کی ضرورت ہے قدیم جغرافیہ کی گرامر تھی - جدید جغرافیہ کی گرامر بھی ہونی چاہیئے گو یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی گرامر ہو اور واقعہ یہ ہے کہ وہ بہت ہی مختلف ہے عموماً گرامر دلچسپ نہیں ہوا کرتی گرامر میں دلچسپی کی توقع بھی کوئی نہیں کرتا - خواہش صرف اتنی ہوتی ہے کہ آسان ہو - قانون کے سلسلے دلچسپ نہیں ہونے چاہیے ان میں دلچسپ مواد موجود ہو - سردست جغرافیہ کی دو گرامریں استعمال میں ہیں - ایک میں واقعات ایک طرح سے ترتیب دیے گئے ہیں - اور دوسری میں وہی واقعات دوسری طرح پر مرتب کیے گئے ہیں - ایک میں واقعات کی ترتیب جغرافی اصولوں کے لحاظ سے ہے - اس میں طبعی اقتصادی اور تاریخی جغرافیہ کے عنوانات ہیں - مثلاً طبعی جغرافیہ پہاڑوں کی ابتداء، دریا کے بہاؤ آتش فشانوں کے اثرات سے بحث کرتی ہے - ہم اتفاقی طور پر کوہ ہائے آلپ سے واقف ہوتے ہیں - ان کو طبقاتی پہاڑوں کی مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے - اور ہم ہمیشہ اور ویسوی اس کے نام دریاؤں اور آتش فشانوں کے نمونوں کے طور پر سیکھتے ہیں دوسری گرامر میں دنیا کو بڑے اور چھوٹے خطوں میں تقسیم کیا جاتا ہے - اور ہر خطہ بذات خود مکمل تصور ہوتا ہے اس میں شک نہیں کہ دونوں گرامروں کے لیے گنجائش ہے - جامعاتی منزل پر پہلی گرامر موزوں ہے - لیکن راقم کا یہ قطعی خیال ہے کہ دوسری گرامر ہی ایسی ہے جس کو مدارس خصوصاً مدارس تحتانیہ میں استعمال کرنا چاہیئے - عملاً یہ دیکھا گیا ہے کہ طبعی جغرافیہ کے انفرادی اسباق کیسے ہی

دلچسپ ہوں۔لیکن پورا نصاب غیر تشفی بخش ہوتا ہے۔یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔یہ ضروری ہے کہ مدرسہ میں خطواری جغرافیہ پر زور دیا جائے۔قدیم جغرافیہ کی گرامر نے بھی دنیا کو خطوں میں تقسیم کر کے ہر ایک کے مواد کی باقاعدہ تربیت دی۔بدقسمتی سے قدیم جغرافیہ غیر تشفی بخش تھی۔اور یہ اس وجہ سے کہ ایک حد تک گرامر پر زور دیا گیا تھا۔ایک اور بے اطمینانی کی وجہ وہ طریقے تھے جن کے بموجب دنیا کو خطوں میں تقسیم کیا گیا تھا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ہر خطے کے بیان کے طریقے بہت کچھ اصلاح طلب تھے۔قدیم جغرافیہ کے خطے سیاسی یا ملکی حصے تھے۔جدید جغرافیہ کے خطے قدرتی حصے ہیں سیاسی خطہ قدرتی خطہ ہوسکتا ہے اور اکثر ہوتا ہے۔لیکن سیاسی تقسیم قدرتی تقسیم سے کم پائیدار ہوتی ہے۔قدرتی تقسیموں کا مطالعہ جغرافیہ کے اوپری ڈھانچہ کی بنیاد کے لیے زیادہ قابل بھروسہ مواد فراہم کرتا ہے۔اب گرامر جغرافیہ قدرتی خطوں سے ابتدا کرتے ہوئے کسی نظام کے بموجب ان سے بحث کرتی ہے۔قدیم جغرافیہ جس نظام کے لحاظ سے دنیا کے سیاسی حصوں سے بحث کرتی تھی اس کے دو جز تھے۔ان کی تقسیم چھوٹی چھوٹی اکائیوں میں ہوتی تھی۔برطانیہ عظمیٰ کی تقسیم انگلستان اور ویلز۔اسکاٹلینڈ اور آئرلینڈ میں کیگئی تھی۔اور پھر ان کی اضلاع اور محلوں میں۔اور ہر خطہ کے متعلق چند واقعات گنواتے ہوئے حدود اربعہ بتلائے جاتے تھے۔قدرتی خطوں کا بیان بھی اسیطرح ہوسکتا ہے۔لیکن اس میں ذرا سا فرق ہوگا۔ان کی تقسیم چھوٹے قدرتی حصوں میں ہوسکتی ہے جس طرح سیاسی اکائیوں میں تقسیم کیگئی ہے لیکن ہر قدرتی حصہ کا بیان بحیثیت کل ہوگا۔جیسے کہ عضوی کل ہوتا ہے قدیم جغرافیہ میں حدود اربعہ، دریا پہاڑ اور شہر جدا جدا تصور ہوتے تھے جدید جغرافیہ میں اہم چیزیں حدود اربعہ نہیں ہیں اور مرکز پہاڑ نہیں ہیں بلکہ مرتفع

اور نشیبی حصے - جدا جدا واقعات اکائی نہیں ہیں بلکہ خطہ ہے - اتفاق میں تفریق ہے جیسے کہ عضویات میں ہوتی ہے - قدیم جغرافیہ کا مواد کے ساتھ ایسا ہی طرز تھا جیسا کہ ماہر تشریح بدن کا انسانی جسم کے ساتھ ہوتا ہے - جدید جغرافیہ مختلف حصوں میں فرق تسلیم کرتی ہے - سر (Head) دل (Heart) نہیں ہے - بازو، ٹانگ نہیں ہے - لیکن انسان اپنے اعضاء کے مجموعہ سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے قدرتی خطہ اس کے تنہا اور جدا جدا اجزاء کی فہرست سے کہیں زیادہ ہے - خطہ میں جو کچھ ہے وہ اس میں خصوصیت پیدا کرتا ہے -

اس لئے جدید جغرافیہ خطہ کے اندرونی آثار کے تعلقات سے بحث کرتی ہے - لیکن یہ آثار ایک دوسرے سے اتفاقیہ تعلق نہیں رکھتے - ان میں معینہ اور تقریباً منطقی ترتیب ہے جس سے ان کا باہمی تعلق معلوم ہوتا ہے - یہی جدید جغرافیہ کی گرامر ہے - اس ترتیب کو منطقی صورت میں ظاہر کرنے کے لئے جغرافی بحث کا نام تجویز کیا گیا ہے - چاہے یہ نام اختیار کیا جائے یا نہیں - اس کے استعمال میں سہولت یہ ہے کہ اس سے یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ آثار اس طرح پر تعلق رکھتے ہیں جو قدیم گرامر میں ظاہر نہیں ہوتے تھے - اس ترتیب کے بموجب مواد کو آٹھ سرخیوں میں تقسیم کیا جاتا ہے - ساخت، موسم، سطح نباتات، انسانی سکونت، انسانی نقل و حرکت اقتصادی اور تاریخی اسباب، یہ جس ترتیب میں دئے گئے ہیں وہ بحیثیت مجموعی بہت تشفی بخش ہے - لیکن اس کو ناقابل رد و بدل نہ سمجھنا چاہیئے - زیادہ تر سطح کا تعین ساخت اور موسم سے ہوتا ہے لیکن یہ بھی درست ہے کہ سطح موسم کو بدل دیتی ہے - کسی خطہ کی نباتات کا تعین زیادہ تر ساخت - موسم اور سطح سے ہوتا ہے - لیکن انسانی ذرائع چند حدود میں اپنی جدو جہد سے ایک قسم کی نباتات کو دوسری قسم کی نباتات سے بدل سکتے ہیں -

شمالی امریکہ کے میدانوں میں گھاس کی بجائے گیہوں ہوسکتا ہے۔ لیکن ارکٹک یا خط استوا کے خطوں میں اگایا جاسکتا ہے یہ بہت زیادہ تصفیہ شدنی ہے کہ انسانی سکونت یا نقل و حرکت کو ترتیب میں پہلے لایا جائے۔ انسان، مسکنوں کے درمیان حرکت کرتا ہے۔ اور عموماً حرکت کے نقطہ راحت کے پاس اقامت کرتا ہے۔ عملاً ترتیب کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ جب تک کہ باہمی تعلق کا اعتراف کیا جائے۔

## تدریس جغرافیہ کے اصول

گو اب جغرافیہ کی گرامر ہے۔ لیکن ہمارے لئے آخری چیز یہ ہوگی کہ اس کی تدریس کی کوشش کریں۔ ہمیشہ یہ خدشہ لگا ہوا ہے کہ کہیں کوئی گرامر کے خبط میں مبتلا نہ ہو جائے کسی کا جدید جغرافیہ سے بھی بہ آسانی ماہر تشریح بدن ہونا ممکن ہے لیکن اس کو عالم ہونا چاہیے۔ اس کو ہر چیز اس کے حقیقی منظرہ میں مکمل اور جاندار دیکھنا چاہیے۔ * "مقامی طباع" بقول ڈاکٹر ہربرٹسن ہر خطہ میں ہوتا ہے۔ علاوہ بریں تدریس کی ترتیب منطقی نہیں بلکہ نفسیاتی ہوتی ہے۔ ہم کو ایک معین مقصد اپنے سامنے رکھنا چاہیے۔ لیکن ہمیں ابتداء وہیں سے کرنی چاہیے جو ہمارے امکان میں ہو۔ ہم کو ایسی چیزوں سے شروع کرنا چاہیئے جن سے بچوں کو دلچسپی ہے۔ جن سے وہ واقف ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم ان چیزوں میں آجائیں جن سے وہ ناآشنا ہیں۔ لیکن اس سے یہ مطلب نہیں کہ تدریس میں ترتیب نہیں ہے۔ اس کے برخلاف مدرسہ کا وقت تنگ ہونے کے باعث یہ ضروری ہے کہ تدریس کے ہر لمحہ میں کوئی معین مقصد پیش نظر رہے۔ بچوں سے واقفیت اور مضمون کے معلومات کی بناء پر کسی ایک چیز کو دوسری پر ترجیح دینے کے لئے عمدہ وجوہ ہونے چاہئیں۔

---

* بوجھ بوجھکڑ (Genius loci)

ہم ، ایک اصول بتلا دیا ہے کہ دنیا کو خطہ بہ خطہ لیا جائے - یہ کہہ دینے کی بھی ضرورت ہے کہ ہر خطہ پر سبق ایک ہی طریقہ پر نہ ہونا چاہیئے بلکہ ہر ایک میں اس کی خصوصیت ہو اور بچوں کی استعداد میں جیسے جیسے اضافہ ہونے لگے نیا مواد پیش کیا جائے - مثلاً کم سن طلبہ کو انگلستان پر سبق دیتے وقت قدرتی خطوں سے متعلق اسباق ایسے عنوانات پر ہو سکتے ہیں جیسے روئی - سیب - سوئی جھاڑن یہ بے ربط اسباق نہوں گے جیسے کہ قدیم اسباق الاشیاء ہوا کرتے تھے بلکہ وہ اس مدعا کے ساتھ قطعی طور پر منتخب کیے جائینگے کہ انگلستان کے مختلف قدرتی حصص کے بارے میں جغرافی باتیں بتائی جائیں - کہاں اور کس طرح گیہوں آگایا جاتا ہے ؟ یہ دکان تک کیسے پہونچا ؟ ایسے سوالات ہیں جو پوچھے جائینگے اور ان کے جواب سبق کا اہم حصہ ہوں گے - کاشت کار جو گیہوں آگاتا ہے وہ بھی قصبہ میں اہم حیثیت رکھیگا - سال کے مختلف موسموں اور اس کے مختلف ساعتوں میں اس کے مددگار جو کچھ کرتے ہیں اس پر توجہ سبق کو حقیقت کی سطح پر رکھیگی - کاشت کار پر سبق دینے کی غلطی سے احتراز کرنا چاہیئے - کیوں کہ وہ ایسا غیر معین شخص ہے جس کا وجود ہی نہیں ہے - عام نتائج اخذ کرنا اس منزل پر غیر تشفی بخش ہے - صرف تفصیل دیدینی چاہیئے - سوتی جھاڑن بالکل ہی مختلف خطہ اور مختلف قسم کے باشندوں پر مزید اسباق کے لئے مواد فراہم کرتی ہے - ان دونوں حالتوں میں جغرافیہ اس حیثیت سے پیش کی جاتی ہے کہ وہ ایک تماشاہ گاہ (Stage) ہے جس پر اداکاریاں ہو رہی ہیں - جغرافیہ پر غیر معمولی زور نہیں دیا جاتا لیکن نصاب کی بنیاد اس نقطۂ نظر سے جغرافی ہوتی ہے کہ عنوانات ایسے انتخاب کیے جاتے ہیں کہ ان کا سلسلہ پورے انگلستان پر حاوی ہو جائے یا پھر کام مسائل

کے سلسلون کے حل پر مشتمل ہوتا ہے - شمالی امریکہ کے جغرافیہ کے اہم واقعات اپنی قدرتی حالت اور تعلقات کے مدنظر ان سوالات کے جوابات دینے کی کوشش کے ذریعہ بیش کئے اور سیکھے جاسکتے ہیں :—

میں کس طرح کناڈا کے میدانون کو ہجرت کر کے جاسکتا ہون ؟

میں اپنے گھر انگلستان کو گیہون کیون کر روانہ کرسکتا ہون ؟

چائے سے متعلقہ مسائل کو جنوبی مشرقی ایشیا، کے جغرافیہ کے اہم حالات پر پھیلا دیا جاسکتا ہے -

بعد کی منزل پر سبق سختی سے جغرافی صورت اختیار کرسکتا ہے خطوں کے ہی لحاظ سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے - لیکن تب بھی جغرافی اصولوں کے خاص پہلوؤں پر فرداً فرداً زور دینا چاہئیے - سائبیریا کے میدان کی نمایان خصوصیات نباتاتی طبقوں کا وجود ہے یہ سبق کیلئے مواد فراہم کرتے ہیں - مدرسہ کے نصاب کے اختتام پر "جغرافی بحث" کا خیال دلایا جاسکتا ہے - اور چند خطوں کا مطالعہ نئے زاویہ نگاہ سے ہوسکتا ہے - بہرحال یہ تصفیہ طلب ہے کہ آیا "ساخت" کا خیال جغرافیہ کے ایسے نصاب میں شریک کیا جاسکتا ہے جو چودہ برس کی عمر میں ختم ہو جائے خطہ واری جغرافیہ کے لئے یہ طریقہ اس سے بہت مختلف ہے - جس سے خطوں کی ایسی تدریس ہوتی ہے جو کہ کانٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے کر لئے جاتے ہیں - معلوم شدہ واقعات اپنی اپنی جگہ باقاعدگی سے ترتیب پاجاتے ہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ پہلے واقعات کا علم ہو جائے - یہ دیکھا گیا ہے کہ ان میں کسی نہ کسی قسم کا باہمی تعلق ہوتا ہے اور اس کے بعد صرف ایک ہی آگے قدم سے یہ وضاحت ہو جاتی ہے کہ وہ تعلق درحقیقت کیا ہے ؟

اس خطہ واری نصاب میں طبعی جغرافیہ اسی قدر ہونا چاہیئے جس کی خواہش ہو اس میں بھی پھر اسی اصول کی پابندی چاہیئے کہ خطہ واری نصاب میں یہ مضمون حوالہ کے بموجب شامل کیا جائے اور یہ اسی منزل پر ہو جب کہ بچے اس کو سمجھ سکیں - دریاؤں اور دریاؤں کے بہاؤ کے معلومات بہت جلد آسکتے ہیں گھساؤ (Erosion) اور جماؤ (Deposition) پے نائین کے کسی چشمہ کے سلسلہ میں بتلائے جاسکتے ہیں - دہانہ دریا بعد میں آسکتا ہے مغربی اسکاٹلینڈ کے سلسلہ میں قدرتی طور پر زمینوں کا نشیب سمجھایا جاسکتا ہے - پہاڑوں کے طبقات پر بہت بعد کی منزل پر بحث ہوسکتی ہے غالباً جب کہ جنوبی یورپ کا مطالعہ ہو رہا ہو -

یہ سب مضامین مختلف قسم کی مشکلات رکھتے ہیں اور اگر طبعی جغرافیہ کو علم کی شاخ تصور کر لیا جائے تو ممکن ہے کہ اس کو مدرسہ کے نصاب میں کسی خاص منزل پر شامل کیا جائے جب کہ بعض خیالات بہت مشکل اور بعض بہت آسان ثابت ہونگے یہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ابتداء میں آہستہ چلنا اور اس کا یقین کر لینا کہ جو کچھ بتایا جارہا ہے بچے اس کو محسوس کر رہے ہیں - اس سے بہتر ہے کہ بچوں کو یاد کرایا جائے جس سے ان کو ذرا سا بھی فائدہ اس لئے نہ ہو کہ وہ ان کی پوری طرح سمجھ میں نہ آسکا باوجود اس کے کہ وہ صحیح جواب دینا سیکھ لیں - بیشک یہ امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ مکمل ذہنی تصویریں بنا لینگے - یہ کوئی بھی نہیں کرتا - لیکن زیادہ جلدی کی جائے تو ذہنی تصاویر ایسی بنتی ہیں جن کا عام اثر صحیح کے بجائے زیادہ غیر صحیح ہوتا ہے - خصوصاً اگر تدریس میں جلدی کی جائے تو یہ ناممکن ہے کہ پیمانہ کے متعلق خیالات جس پر دنیا بتائی جاتی ہے مسخ نہ کئے جائیں - اور اس قسم کا جو اثر پیدا ہوتا ہے اس کی اصلاح نہایت ہی مشکل ہے -

## نقشہ کا کام

تدریس کی ایک اہم غلطی یہ خیال ہے کہ بچے وہی سیکھ رہے ہیں جو ان کو سکھایا جا رہا ہے یہ فراموش کر دیا جاتا ہے کہ تجویز کا تدریس میں اہم مرتبہ ہے اور چاہے زیادہ نہ کہا جائے۔ لیکن اس سے بہت کچھ نتائج نکالے جا سکتے ہیں۔ جن کا بیشتر حصہ مدرس کے منشاء کے خلاف ہو سکتا ہے یہ کسی اور امر کے بارے میں اتنا درست نہیں ہے جتنا کہ نقشہ کے کام کے متعلق۔ جغرافیہ کی تدریس میں سب سے بڑا نقص نقشہ کا ناجائز استعمال ہے۔ وہ اپنی جسمانیت ہی کے لحاظ سے تمام وقت اس بات پر زور دے رہا ہے کہ مدرس جن باتوں کا ذکر کر رہے ہیں وہ فروعات ہیں۔ اکثر اوقات مدرسین جن امور کا ذکر کرتے ہیں ان کی واقعی شناخت اس مواد سے ہوتی ہے جو نقشہ میں دیا ہوا ہے۔ جغرافیہ جن حقیقی چیزوں سے بحث کرتی ہے ان کے احساس کرنے میں بدترین ناکامیابیوں میں سے اکثر نقشہ کے محض غلط مطالعہ کے باعث ہیں۔ وہ لڑکی جس نے یہ لکھا کہ برطانیہ تین جزایر۔ انگلستان۔ اسکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ پر مشتمل ہے وہی خیال ظاہر کر رہی تھی جو اکثر کا ہے گو وہ اس کا اقبال کرنا پسند نہیں کرتے۔ وہ جاپان کے متعلق یہ خیال نہیں کرتے کہ اس کے اصل ملک کے دو حصے ہیں لیکن برطانیہ عظمیٰ کے بارے میں یہ بات جم گئی ہے کہ وہ دو طبعی حصوں میں تقسیم ہے وہ برطانیہ عظمیٰ کو دو حصوں میں اس لئے منقسم خیال کرتے ہیں کہ وہ اپنی اٹلس میں انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کو علٰحدہ علٰحدہ دیکھنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ایسے جملے جیسے "the south-east of England below the Wash" تہ "The bottom of Africa," تہ آفریقہ جنوبی مشرقی انگلستان زیر واش تقریباً ہر جغرافیہ کے سبق میں آتے ہیں۔ نقشہ مستوجب الزام ہے۔ ایک سمجھوتہ کے بموجب شمال نقشہ کے اوپر ہوا کرتا ہے۔ اور نقشہ کی طرف

خیال جاتا ہے بجائے اس چیز کے جس کا وہ نمایندہ ہے۔ اگر کسی سے اپنے گھر کے اطراف کی ایک دو گلیوں کا نقشہ بنانے کے لئے کہا جائے تو وہ اثبات کی زحمت گوارا نہیں کرے گا کہ شمال اُوپر کی جانب ہے۔ غالباً اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ شمال کس سمت میں ہے۔ لیکن وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی فاش غلطی ہے کہ فرانس کا شمال اس کی جانب بتایا گیا ہے جو کہ حقیقتاً ہے۔ اپنے گھر کا نقشہ بناتے وقت حقیقت کا خیال رہتا ہے۔ لیکن فرانس کا نقشہ بناتے وقت یہ احساس نہیں ہوتا۔ نقشہ کی متواتر تدریس کی وجہ ہے کہ پیمانہ کا احساس نہیں رہتا جیسا کہ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے۔ "مانٹیو بایں اگر موسم گرم خشک ہو تو لوگ جیسل وینی پگ سے پانی لیتے ہیں"۔ "نیو ساوتھ ویلز کو نیوزیلینڈ کھلے ہوئے بحر الکاہل سے بچاتا ہے" نقشہ کا اس طرح کا استعمال غلط باتیں سکھاتا ہے۔ تشفی بخش استعمال کی خاطر نقشہ دیکھنے پر نظر نہیں جمانی چاہیئے۔ بلکہ اس کو ذریعہ خیال کرنا چاہیئے اس کا وہی استعمال کیا جائے جو دوربین کا ہوتا ہے۔ دوربین کا جتنا کم احساس کیا جاتا ہے اتنی ہی وہ موثر ہوتی ہے۔ اکثر اوقات نقشہ پر نظر رہتی ہے اور اس کو ذریعہ نہیں سمجھا جاتا۔ نقشہ نمایاں صورت حاصل کرلیتا ہے۔

نقشوں کے استعمال سے جو نقائص برآمد ہوتے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کو نظر انداز کرنا بہتر ہوگا جغرافیہ نقشوں کی مدد بغیر سیکھی جاسکتی ہے جیسے کہ کوئی ادب سے بغیر لکھنا پڑھنا جانے لطف اٹھاسکتا ہے۔ ادبی مذاق کی تشفی نوشت و خواند کے علم کے باوجود ممکن ہے۔ ناٹک دیکھا جاسکتا ہے مصنف کو خود اپنے شہ پارے پڑھتے ہوئے سنا جاسکتا ہے یا کوئی خود اپنے شہ پارے اپنے معتمد کو لکھوا سکتا ہے لیکن اوسط درجہ کے آدمی کو نوشت و خواند کے علم سے ادب کی ستائش اور اس سے واقفیت میں

بہت مدد ملتی ہے - اسی طرح اوسط درجہ کے آدمی کو جغرافیہ کے سمجھنے میں مدد ملتی ہے اگر وہ نقشہ نویسی اور نقشہ بینی کر سکے - لیکن اس میں نقشہ بینی کی قابلیت ہونی چاہیئے اس میں نقشوں کا مطلب معلوم کرنے کی ایسی ہی صلاحیت ہونی چاہیئے جیسے کہ کسی کتاب کے سمجھنے کے لئے ہوتی ہے حالانکہ انفرادی الفاظ کا دھندلا سا احساس ہوتا ہے - یہ کافی نہیں ہے کہ وہ نقشوں کے "مجمے" کر سکے اور معمولاً نام نہاد نقشہ بینی بشرطیکہ وہ اچھی ہے "مجمہ" کرنے سے زیادہ بہتر نہیں ہے نقشوں کا مطالعہ ہونا چاہیئے مدرسین اور طلبہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ جغرافیہ سیکھ رہے ہیں - جب کہ وہ نقشہ جات سے متعلق اتفاقی امور معلوم کر رہے ہیں - یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ یہ سمجھیں کہ ادب کا مطالعہ ہو رہا ہے جب کہ لوہے کے حرفوں کی قسم اور ہر صفحہ پر حروف کی تعداد معلوم کی جا رہی ہو - یہ ایک ناگزیر ضرورت ہے کہ اگر نقشہ استعمال کیا جائے تو نقشہ بینی کے لئے بتدریج نصاب بھی ہونا چاہیئے - مدرسین کو چاہیئے کہ نقشہ کی تدریس بحیثیت ذریعہ برائے حصول مقصد کریں نہ کہ بحیثیت مقصد از خود - یہ طول طویل کام ہے یہ اس امر پر مشتمل نہیں ہے کہ بچے یورپ کے طبعی نقشہ کو دیکھیں اور کہیں کہ علامات کیا ظاہر کرتی ہیں - یہ اس پر بھی مشتمل نہیں ہے کہ سرکاری نقشہ بہ پیمانہ ایک انچ = ایک میل کو دیکھا جائے - اس میں بھی مشکل سے شامل ہو سکیگا کہ انگلستان کے سیاسی نقشہ میں اضلاع کی نشاندہی کی جائے - بچوں سے سیاسی نقشہ سمجھنے کی امید کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ لکھنا پڑھنا آنے سے پہلے شکسپیر کے کسی ڈراما کے سمجھنے کی امید کرنا - نہیں - نقشہ بینی مثل معمولی خواندگی بالکل ہی ابتدا سے شروع ہونی چاہیئے اور جو کچھ پڑھایا جائے اس کے مطلب پر تمام وقت زور دیتے رہنا چاہیئے

مطبوعہ عبارت پڑھنا سکھانے میں تین منزلیں ہیں

ا - بچہ الفاظ کو خیالات کے اظہار کے ساتھ استعمال کرنے کا عادی ہوتا ہے - اس کو اس وقت تک پڑھنا نہیں سکھایا جاتا جب تک کہ وہ بات چیت نہ کرنے لگے -

ب - وہ یہ سیکھتا ہے کہ بعض علامتیں بعض الفاظ اور خیالات کی نمائندہ ہیں جن سے وہ واقف ہے - اور پڑھنے کی مشق کرتا ہے یہاں تک کہ وہ بمقابلہ علامات، خیالات پر زیادہ غور کرنے لگتا ہے -

ج - ان علامات کے ذریعہ وہ نئے خیالات سے واقف ہوتا ہے - اس کے علاوہ طالب علم ایک حد تک لکھائی پڑھائی سیکھتا ہے اور یہ حروف کے میکانی جوڑ کی حیثیت سے نہیں بلکہ اظہار خیالات کے لحاظ سے انگریزی کے ہر معقول نصاب میں نہ صرف پڑھائی کے لئے بلکہ لکھائی و انشاء کے لئے بھی ایک بتدریج نصاب ہوتا ہے - ا رخاص توجہ کبھی ایک کبھی دوسرے نکتہ پر کیجاتی ہے - یہی تین منزلیں نقشہ بینی کے سیکھنے میں بھی ہونی چاہئیں -

ا - بچہ میں بعض آسان جغرافی واقعات پہچاننے کی قابلیت ہونی چاہئیے - اس کو مدرسہ میں یہ واقعات اس سے زیادہ نہیں بتلائے جاتے جتنا کہ بات چیت کرنا سکھایا جاتا ہے خیرات کی طرح جغرافیہ کی ابتدا گھر سے ہوتی ہے - اسے معلوم ہے کہ مدرسہ کہاں ہے اور دوکانیں کہاں ہیں - اسے معلوم ہے کہ مدرسہ کیسے آئے اس طرح وہ بازار اور راست نقل و حرکت میں راستوں کی رکاوٹوں کے متعلق آسان باتیں جاننے لگتا ہے - اس سے یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنے پڑوس کے بارے میں ان تمام جغرافی حالات سے واقف ہوتا ہے جو کہ معلوم کئے جاسکے ہیں یا ان کا معلوم کر لینا اس کے لئے

بہتر ہے لیکن اس کے معلومات اتنے ہوتے ہیں نہ وہ آگے بڑھ سکے۔ وہ جب مدرسہ آتا ہے تو یقینی اس کا ذخیرہ الفاظ زیادہ نہیں ہوتا۔ لیکن آگے پڑھنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور وہ چاہے تو اس میں اضافہ کرسکتا ہے۔

(ب) اسے سکھلایا جاتا ہے کہ وہ معلوم شدہ حالات کے لئے علامات استعمال کرے یہ کافی نہیں ہے کہ اس کو یہ علامات دکھلا دیجائیں اسے انہیں سیکھنا چاہیئے۔ پہلے تو انہیں کوشش سے پہچانے۔ پھر آسانی سے پہچانے اس کے بعد ترجیحاً ان اشیاء کا نہ کہ علامات کا خیال کرے۔ جن کی یہ نمائندگی کرتی ہیں۔ اسکے لئے وقت کی ضرورت ہے جو ضروری نہیں ہے کہ فوری ہو بلکہ زیادہ عرصہ میں ہو سکتا ہے۔ یہ رفتہ رفتہ مشق ہی سے سیکھی جاسکتی ہیں کوئی اور طریقہ تباہی کی طرف لیجاتا ہے۔ عجلت صرف علامات پر زور دیتی ہے۔ واحد ذریعہ جس سے عمل میں عجلت پیدا کی جاسکتی ہے باغور وخوض معینہ تجویز یعنی بتدریج نصاب ہے۔ ایسی نوبت پر بھی جب کہ کچھ ترقی ہوگئی ہے اور نقشہ کو مجموعہ علامات کی حیثیت سے پہچان لیا جاتا ہے۔ نقشہ بینی ہجا کرنے سے زیادہ بہتر نہیں ہوتی۔

کیا ہم یہ چپکے سے کہہ سکتے ہیں کہ غالباً یہ حالت ہمارے ثانویہ مدارس کی اوپر کی جماعتوں اور ہماری یونیورسٹیوں میں موجود ہے؟

ہم اس کو پڑھنا نہیں کہتے جب کہ کوئی لڑکا الگ الگ سی (C) اے (A) ٹی (T) بولنے کے بعد کیٹ (Cat) کہے۔ نقشہ بینی کے متعلق اسی قسم کی اور اس سے بدتر غلطیاں کی جاتی ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ علامت کم و بیش حقیقت ہے۔ ہم خیال کرتے ہیں کہ ہم اشیاء کا تصور کر رہے ہیں حالانکہ وہ حقیقتاً علامتیں ہیں۔ یہ ایسا ہی ہے کہ ہم یہ خیال کریں کہ کیٹ (Cat) حیوان کی طرح ہے یہ تو جب

بھی نہ ہوے - یہ ایک ایسی غلطی ہے جو نقشہ بینی میں کی جاتی ہے - لیکن پڑھنے کی کتابوں میں نہیں ہوتی - ہم جب واقعی علامات کو مخصص علامات کی حیثیت سے دیکھتے ہیں تو ہم کو اسباب کے معلوم کرنے میں وہ کسی کی نمائندگی کرتی ہیں - بہت زیادہ وقت لگتا ہے - فوراً بحیثیت کل انفرادی خطوط مساوی ارتفاع کی نقشہ بینی کرنے کے بجائے یہ کہنے کا رجحان ہے کہ "یہ خط مساوی ارتفاع اس اس جگہ جاتا ہے - دوسرا اس اس جگہ - تیسرا بھی اسی طرح ہے اس لئے کسی پہاڑ کی نشاندہی ہوئی ہوگی" - اسے اتنا کم سمجھا جاتا ہے کہ لوگ معمولی نقشہ جات خطوط ارتفاع کو ایسے نقشہ جات خیال کرتے ہیں جن میں ایک دو خطوط ارتفاع دئے ہوئے ہوتے ہیں - حالانکہ درحقیقت آسان ترین نقشہ وہ ہے جس میں اکثر خطوط دئے ہوئے ہیں ایسی کتاب کا پڑھنا آسان نہیں ہے - جس کے صفحہ کے تمام الفاظ بجز ایک دو چھوڑ دئے گئے ہوں - اسی کتاب کے پڑھنے میں آسانی ہوتی ہے جب کہ کافی الفاظ مطلب ظاہر کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہوں -

ج - اس کے بعد ہم تیسری منزل پر آتے ہیں جب کہ نیا جغرافی مواد نقشوں کے ذریعہ حل کیا جاتا ہے - بیشک اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ نئے واقعات معلوم کرنے کے لئے نقشہ کا استعمال ہی نہو جب تک کہ آسانی سے نقشہ بینی نہ ہونے لگے جس طرح کوئی بچہ پڑھنے سے معلومات حاصل کرنے لگتا ہے جیسے ہی وہ آسان عبارت پڑھنا سیکھ جاتا ہے اسی طرح وہ کچھ جغرافی معلومات حاصل کرنا شروع کر دیتا ہے جیسے ہی آسان نقشوں سے مانوس ہو جاتا ہے - کیوں کہ یہی ایک طریقہ ہے جس کے بموجب وہ نقشوں سے متعلق صحیح طرز اختیار کر سکتا ہے - جس طرح وہ پڑھتا ہے - کسی نہ کسی بات کے متعلق پڑھکر سیکھتا ہے اسی طرح وہ نقشہ بینی -

جغرافی معلومات کے لئے نقشہ استعمال کر کے سیکھتا ہے - مزید براں گو پڑھنے میں انہیں الفاظ اور جملوں کا تھوڑا بہت اعادہ ہو وہ معمولاً اپنی پڑھنے کی استعداد میں مسلسل نئے قسم کے مواد سے روشناسی کے باعث اضافہ کرتا ہے - اسی طرح اس کو مختلف قسم کے بہت سے نقشوں سے روشناس کرنا چاہیئے - صرف انگلستان کے سیاسی نقشہ سے نقشہ بینی سکھانا ہرگز ممکن نہیں ہے -

دراصل تینوں عمل ایک ساتھ ہونے چاہئیں - طالب علم کو اپنے ضلع کے بارے میں زیادہ باتیں سیکھنی چاہئیں - اسے اپنی نقشہ بینی کی قابلیت بڑھانی چاہیئے اور اسے مسلسل بڑھتی ہوئی قابلیتیں نئے معلومات حاصل کرنے کے لئے استعمال کرنی چاہئیں - اگر نصاب نقشہ علٰحدہ ترتیب دیا جائے - لیکن وہ جغرافیہ کے نصاب کا لازمی جز ہے - اس کا نصاب جغرافیہ سے بحیثیت مجموعی بہت کچھ ایسا ہی متعلق ہے جیسا جسم کا ڈھانچہ سے ہوتا ہے - اس تشبیہ کی زیادہ کھینچ تان نہیں کرنی چاہیئے - لیکن بہرصورت یہ درست ہے کہ جس حد تک وہ یہ بتلاتی ہے کہ یہ تعلق حیوی ہے اور یہ کہ زندہ جغرافیہ کے بغیر نقشہ مردہ ہے - مضبوط ڈھانچہ نہو تو جغرافیہ اپنے پیروں پر کھڑی نہ ہو سکیگی - غالباً یہ بھی بتلا دینا مناسب ہے کہ ڈھانچہ کا نشوونما گو حقیقی ہو لیکن ظاہر نہیں ہوتا اور نقشہ کے اسباق جیسی کوئی بات نہ ہونی چاہیئے -

ایسے نصاب کی تفصیل میں یہ ناممکن نہ ہوگا لیکن چند تجاویز ان اصولوں کے متعلق کی جاسکتی ہیں - جن پر اس کی بنیاد ہونی چاہیئے - ابتک جو کچھ بیان کیا گیا اس سے ظاہر ہے کہ ابتدائی نقشے ان مقامات کے ہونے چاہئیں جن سے بچے واقف ہیں - ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مشاہدہ شدہ نقشے غیر مشاہدہ شدہ سے اور

رقبوں کے خطوط سے قبل بنانے چاہئیں - نامعلوم چیزوں کے نقشے ایسی چیزوں کے نقشے جن کو دیکھ نہیں سکتے مثلاً سیاسی حصے - خطوط مثلاً خط استوا، - نقشہ سمجھنے کی ترتیب سے پہلے بچوں پر یہ اثر ڈالتے ہیں کہ جغرافیہ بے بنیاد باتوں سے بحث کرتی ہے اور یہ وہ بات ہے جس کو ہم دور کرنا چاہتے ہیں - غالباً نقشوں کا مطلب سمجھنے سے پہلے نامعلوم اور غیر ظاہر چیزوں کے نقشوں کے خدشہ سے باخبر کر دینا ضروری ہے - لیکن خطوط کے کام کا خدشہ زیادہ نازک ہے اور عام طور پر اس کا احساس نہیں ہے بلاشک و شبہ - خطوط کے استعمال کے موافق کچھ بھی نہیں کیا جا سکتا حتیٰ کہ بڑے خطوط کی تائید میں بھی جو پہاڑی علاقہ ظاہر کرتی ہیں - رقبہ خط نہیں بتلایا جا سکتا اور اس کی کوشش کرنا ناقابل معافی ہے - ویسے ہی نقشوں کا سمجھنا بے ضرورت روٹروں کے بغیر کافی مشکل ہے - لیکن اچھے مدرسین بھی نقشوں کے خاکے بہت جلد استعمال کرانے لگتے ہیں - اور مساوی خطوط ارتفاع دباؤ اور تپش ہوا وغیرہ پر بچوں کی تیاری سے پہلے ہی زور دیتے ہیں - اول تو یہ کہ خط اتنا اہم نہیں ہے جتنا کہ رقبہ ہے - خط مساوی تپش ہوا (۳۲°) درجہ سے اہم نہیں ہے بلکہ وہ رقبہ ہے جو برف سے ڈھکا ہوا ہے - علاوہ بریں خطوط پر زور دیکر جو بذات خود بہت ہی کم تشریح کرتے ہیں ہم جغرافیہ کو حقیقت سے جدا کرنے کا موقع پیدا کرتے ہیں - وہ جو لکھتے ہیں "لندن کا خط مساوی تپش ہوا (۴۲) درجہ ہے" اور ایسے کئی ہیں - طوطے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے - کیوں کہ وہ بھی نہیں سمجھتے جو کچھ کہہ رہے ہیں - اور نہ دوسرے ہی ان سے بہتر ہیں - خط درحقیقت ایک بہت ہی اعلیٰ جغرافی خیال ہے جس میں بیشک حیرت ناک اثر انگیزی ہے - لیکن اس کے موثر استعمال سے قبل بہت کچھ ابتدائی کام و تیاری کی ضرورت ہے - عموماً خطوط

مساوی حالت کی تعریفوں سے مشکل میں اضافہ ہو جاتا ہے - مثلاً خط مساوی تپش (۳۲) درجہ کی عموماً یہ تعریف کیجاتی ہے :— "ایک خط جو تمام ایسے نقاط کو ملائے جہاں (۳۲) درجہ حرارت ہے" - یہ عملاً درست نہیں ہے اور نہ تدریس کے نقطۂ نظر سے ہی تشفی بخش ہے - بہتر تعریف یہ ہے :—

"(۳۲) درجہ کا خط مساوی تپش وہ خط ہے جو منجمد رقبہ کو غیر منجمد رقبہ سے علٰحدہ کرتا ہے" حقیقتاً جب نقشے بنائے جاتے ہیں یہ خط نقاط کے درمیان نہ کہ ان کے اندر بتایا جاتا ہے - اور جماعت کے کمرہ میں جیسا کہ چاہئیے رقبہ پر زور دیا جاتا ہے -

## تدریس کی مثال

## مواد و طریقہ

ابتک جو بیان کیا گیا ہے اس کی مثال کے طور پر ہمیں اب چاہئیے کہ یہ دیکھیں کہ جغرافیہ کے پانچ سالہ نصاب کی کیوں کر تفصیل کیجا سکتی ہے - ایک طرف تو کچھ جغرافیہ عالم ہونی چاہئیے - لازماً یہ اس سے بحث کریگی کہ طرازی لوگ کس طرح رہتے سہتے ہیں ان کی بہت زیادہ تعداد نہ ہونی چاہئیے ورنہ بچے پریشان ہو جائینگے - نقشے بالکل نہ ہونے چاہئیں - کیوں کہ اسوقت تک وہ نہیں جانتے کہ نقشوں کا کیا مطلب ہے جغرافیہ ایک پسیں منظر کی نوعیت رکھتی ہے - ابتداء میں ہم جغرافیہ کی باقاعدہ منزل سے پہلے خاص قسم کے اشخاص کے قصے رکھینگے جو پسیں منظر سے زیادہ اہمیت رکھتے ہیں - رفتہ رفتہ پسیں منظر اہمیت حاصل کر لیتا ہے اور باقاعدہ منزل پر ترجیحاً لوگ نہ کہ انفرادی اشخاص پر غور کیا جاتا ہے - سیدھے سادے لوگ پہلے آئینگے - ایسکیمو - ساکنین اسٹیپس اور بونے مابعد سوئس اور نارویجین - یونانی اور مصری

دوسرے طرف ہم کو نقشوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے وطن سے ابتدا کرنی چاہیئے - ہم جماعت کے کمرہ کا نقشہ بناتے ہیں اور اس کو نقشہ کہتے ہیں نہ کہ خاکہ - دیکھو اور دکھاؤ کے اصول پر صرف ناپ اس منزل پر مشکلات پیدا کرتے ہیں ہم میں سے ہر ایک ایک نقشہ کھینچتا اور ڈسک کی جگہ چلیپہ لگاتا ہے جہاں ہم بیٹھے ہیں نقشہ کے نیچے ہم یہ لکھتے ہیں "میرے بیٹھنے کی جگہ کا نقشہ" - ہم نے نہ صرف نقشہ بنایا بلکہ اسے ایک مقصد کے لیے بنایا اور ہم نے جگہ کے جغرافی خیال پر زور دیدیا - یہ نقشے بہت اچھے نہیں ہونگے - مدرس اسی مشق کا اعادہ نقشہ کی میکانی بناوٹ کی مشق کے لیے کراتا ہے - اگر ممکن ہو تو ایک آدھا قدم آگے بڑھایا جاسکتا ہے - اگر ہم اس میں مثلاً نقطوں کی لکیر سے دروازہ سے ڈسک تک کا راستہ بتلاویں اور نقشہ کے نیچے لکھیں :—

"اپنی جگہ کو جانے کا نقشہ" تو دونوں اغراض حاصل ہو سکتے ہیں - نقشہ کی مشق تقریباً اپنی ہی حالت پر رہتی ہے - لیکن وہ بات جس کو ناٹک کے لوگ بڑبڑانا* کہتے ہیں - بیشک بدل جائیگی اور ہم درحقیقت جغرافیہ کی جو تعلیم دیجا رہی ہے - اس میں بہت کافی تبدیلی کر دینگے - کیونکہ ہم نے ایک دوسرا اہم جغرافی خیال قدرتی راستہ پر حرکت - پیش کر دیا ہے ڈسک پر سے نزدیک ترین راستہ معمولی اغراض کے لیے قریب ترین نہیں ہے گو کم عمر لڑکے کے لیے جو پہاڑ پر چڑھائی کے شوقین کی جبلت رکھتا ہو - یہی رکاوٹ ترغیب کا باعث ہوگی -

ابتک بچوں نے اس کی نقشہ کشی کی جو انہوں نے آنکھ سے دیکھا - دوسرے نقشہ کے ساتھ جس میں ابتدا کے کمرہ کے علاوہ دوسرے کمرے شامل ہونگے - وہ

---

* گیت کے ساتھ چند باتیں جلد جلد نثر میں بیان کرنا

معلوم شدہ لیکن نقشہ کشی کے وقت بے دیکھے نقشہ کھینچکر ایک منزل کی ترقی کرتے ہیں - یہ ایک نہایت اہم بات ہے حد کی دیوار کے باہر غور کرنا جغرافیہ کا نچوڑ ہے - وقت اور وسعت قیود کے باہر غور کرنیکی عدم قابلیت ہی جغرافیہ کو بہت کچھ بے جان اور مردہ بناتی ہے - لیکن اس طرح پر غور کرنیکی تربیت ہونی چاہیئے - ابتدا میں ہر قسم کی مدد دینی چاہیئے - جماعت کے کمرہ کا دروازہ کھلا چھوڑ دینا بھی خاص ایسائی قیمت رکھتا ہے او ناپ کی تدریس کا آغاز بھی ہو چکا ہے جو ایک اور بڑی مشکلات میں سے ہے - اب ہم نے نقشے مختلف ناپ کے کھینچ لیئے ہیں - ناپ کے بابت کچھ بتلایا گیا اور نہ بتلانا چاہیئے - بجز اس کے کہ ہم کاغذ کے صفحہ پر اور زیادہ اندراجات کرنا چاہتے ہیں - اس لیئے ہم کو ہر چیز چھوٹی بنانی چاہیئے -

اس کے بعد مدرسہ - مدرسہ اور بازیگاہ - بازیگاہ اور اطراف کی سڑکوں کے نقشے بنائے جاسکتے ہیں - ہر ایک کسی خاص مقصد کیلیئے - یہ بتلائے کہ "میں کہاں رہتا ہوں - " میں کسطرح گھر جاتا ہوں ، میں کہاں خریدتا ہوں ، علیٰ ہذا القیاس صرف یہی ضروری نہیں ہے کہ نقشہ کی غرض ظاہر ہو جائے بلکہ اس کا اندراج ہونا چاہیئے - بلحاظ نوعیت ، نقشوں کو بہت کچھ چھوڑنا ہی پڑتا ہے اور ہر نقشہ کی ہمیشہ سرخی ہونی چاہیئے اور یہ صراحت ہونی چاہیئے کہ وہ ظاہر کرتا ہے - سرخی پر زور دینے سے اہم مواد پر توجہ ہوتی ہے اور ضمنی طور پر تضیع اوقات کرنے والی خصوصیات سے احتراز ہوتا ہے جو نقشہ کے فوائد کو کم کرتی ہیں - ناپ کا خیال جس کے بابت کچھ نہیں بتلایا گیا ہے ہر ایک نقشہ کے کھینچنے کے بعد زیادہ پر معنی ہوتا جائیگا - ہر رقبہ کو اس سے قبل جو ہو چکا ہے اس کے لحاظ سے ناپا جاتا ہے نہ کہ لکیروں سے جو کہ

یہ بتلاتی ہیں کہ ایک ہزار گز یا ۲ میل کسقدر ہیں - طریقہ ثانی اپنی جگہ پر بہت درست ہے - لیکن یہ بعد کی منزل میں ہے فی الوقت ہم کو مقداری خیال سے غرض ہے اور بہت زیادہ صحت کی ضرورت ہے کیوں کہ اس کے حصول کی کوشش محض وقت ضائع کرنا ہے -

جیسے جیسے وسیع تر رقبوں کا اضافہ ہوتا ہے نئے مسائل پیش آتے ہیں - رفتہ رفتہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ایسی اشیاء کی نقشہ کشی کے بجائے جن سے ہم واقف ہیں ہم اسی کی نقشہ کشی کر رہے ہیں جن سے کم واقف ہیں - ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ نقشہ کشی سیکھنے کے بجائے ہم نقشہ کے ذریعہ جغرافیہ سیکھ رہے ہیں - لیکن گھر کا رقبہ ہمیشہ بتلایا جاتا ہے اور سب جانتے ہیں کہ وہ حقیقی ہے - جس سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ ایک لحاظ سے دوسری چیزیں بھی حقیقی ہیں یہ بات اِن رقبوں کے علٰحدہ علٰحدہ نقشوں سے واضح نہیں ہو سکتی - نانی نقشوں پر سوالات کی ابتدا بھی کی جائے گی اونچے اور نیچے رقبوں کا نقشہ بنانا چاہتے ہیں اس میں دو مشکلات درپیش ہیں - ایک یہ ہے کہ اونچے رقبہ کو کس طرح ظاہر کیا جائے اگر ہم جاپانی ہوتے تو کوئی مشکل نہ ہوتی - برش سے ہم کو رقبہ بحیثیت رقبہ ظاہر کرنا چاہیئے - معمولاً ہم اس طریقہ پر عمل نہیں کر سکتے چاک استعمال کیا جا سکتا ہے بعض لوگ چاک پر اعتراض کرتے ہیں - جو یقینی ذرا گڑبڑی ہیں - اگر پنسل استعمال کیا جائے تو ہمارے لئے یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ رقبہ کو لکیروں سے کسی طرح ظاہر کریں صرف ایک بات کی اجازت نہ ہونی چاہیئے - وہ یہ کوشش - جو ہمیشہ ناکامیاب رہتی ہے کہ رقبہ کو ناپ شناپ ادھر اُدھر غلیظ لکیروں کے جال سے پر کیا جائے - چاک سے جو کچھ کرنیکی اجازت دیجا سکتی ہے وہ پنسل سے کرنے کی اجازت نہیں دیجا سکتی - اور اگر

بچے پنسل استعمال کریں تو مدرس کو چاک سے تختہ سیاہ پر اس قسم کی لکھائی سے پرہیز کرنا چاہیئے - غالباً اس کا بہترین حل یہ ہوگا کہ رقبہ کی نشاندہی آڑی لکیروں سے کی جائے جو اوپر دائیں جانب سے نیچے بائیں جانب کھینچی جائیں یہ لکیریں بلا امداد ہاتھ سے کھینچی جائیں اور مسطر استعمال نہ کیا جائے آخر الذکر سے وقت ضائع ہوتا ہے - اور اچھا اثر نہیں پڑتا - حدود اربعہ پر زور نہ دیا جائے یہ بہرصورت رقبہ کی وسعت ظاہر کرتا ہے جو کہ اونچا فرض کر لیا جاتا ہے - اور اہم ہوتا ہے - کیوں کہ بہت بعد اس کا تعین خط مساوی ارتفاع سے کیا جاتا ہے - سردست اس کی ایسی کوئی اہمیت نہیں ہے -

دوسری مشکل ایک جغرافی مشکل ہے - یہ کہ ہر چیز ایسی چھٹی دکھائی دے کہ کوئی ذرا اونچی چیز بھی متوجہ نہ کرے - یہ شہری مدارس کی خاص طور پر مشکل ہے - اس مشکل کو - بہر حال عام طور پر بہت زیادہ بڑھا چڑھا دیا جاتا ہے - کسی بڑے شہر کے درمیانی حصہ میں بھی بہت ہی کم ایسے مدارس ہوں گے - جن کی سطح میں کچھ نہ کچھ فرق نظر آئیگا - ممکن ہے کہ نشاندہی بغیر وہ ظاہر نہ ہو لیکن جغرافیہ کے فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مشاہدہ کی تدریس کی جائے - علاوہ بریں عموماً تدریس جغرافیہ میں اراضی کی اونچائی کے متعلق بہت زیادہ مبالغہ کیا جاتا ہے - کرۂ ارض کی سطح کو بہت ہی چپٹا بتلایا جاتا ہے - لیکن تمام وقت تدریس میں چند رقبوں کی اونچائیوں پر زور دیا جاتا ہے چوٹیوں کے نام لئے جاتے ہیں - لیکن چوٹیاں بھی مقابلتاً بہت اونچی نہیں ہیں عام خیال کے برخلاف کہ ایسی اونچائیاں جو حوالہ کیلئے شہروں میں ملینگی وہ بھی چھان بین کے بعد عام خیال کے برخلاف اشکال کی بہت بہتر مثالیں اس ناپ کے لحاظ سے ہوں گی - جہاں وہ واقع ہوئی ہیں -

پہلے سال کے نصاب کی ترقی کے ساتھ اس کے دونوں حصوں میں کچھ ارتباط بھی کرنا مناسب ہے - غیر ممالک کے باشندوں کے اسباق میں اضافہ کرتے ہوئے برطانیہ میں نمونہ کے باشندوں، مشرقی اینگلیا کے گیہوں کے کاشت کار، کینٹ کے میوہ کے باغبان، ایلزبری کے دودھ بلھن والوں اور لوگوں پر جو کہ وطن کے ضلع سے قریب تر یا زیادہ دور ہیں اسباق شروع کئے جاسکتے ہیں - ان میں انسیتی دلچسپی ہے اور پسیں منظر جغرافیہ ہے پھر نقشہ بنا کر یہ دکھلایا جائے کہ پیداواری اشیاء "مجھ تک" کس طرح آتی ہیں - اس طرح پر نقشے بنانے کا نصاب کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے بہت کچھ چھوڑ دینا چاہیئے - اور صرف اشد ضروری کو نقشہ میں درج کرنا چاہیئے - اب جیسے جیسے بڑے رقبوں کے نقشے بنائے جائینگے اور اسی قدر زیادہ چیزوں کا اندراج چھوڑ دیا جائیگا تو رقبوں کا احساس ہونے لگیگا - جن کے نقشے بنائے گئے ہیں - اب ایسے نقشے بنائے جاتے ہیں جن میں ڈسک جماعت کا کمرہ اور بازیگاہ نہیں بتلائے جاسکتے - وطن کا رقبہ مدرسہ کے نقشہ کے مقابلہ میں بہت زیادہ بڑا معلوم ہوتا ہے - اور اس طرح پر بچے سمجھنے لگتے ہیں کہ پلڑن (انگلستان) اور پے نائین (اٹلی) کی وسعت کتنی زیادہ ہونی چاہیئے -

یوں ایک سال کے نصاب میں طالب علم کمرۂ جماعت سے ابتدا کر کے برطانیہ عظمیٰ کے بیرونی ساحل تک پہنچ جاتے ہیں - ساحل کا خط اپنی جگہ پر سب سے آخر میں آتا ہے - اس کے بعد سمندر ہے - ابتداء میں آہستہ چل کر ہم اپنی رفتار کو آخر میں تیز کر سکتے ہیں اور بڑے رقبوں کو لے سکتے ہیں - بعد کے رقبوں کا مطالعہ ایسا تفصیلی نہیں ہوگا جیسا کہ وطن کے ضلع کا ہوا - بلکہ عام خاکہ اور ان کا وطن کے ضلع سے تعلق دکھایا جائیگا - بچے جب اس واقعہ کو بخوبی سمجھ جائینگے کہ اُن مقامات کا وطن کے ضلع

سے تعلق ہے تب ہی وہ انفرادی رقبوں کا مطالعہ شروع کر سکتے ہیں - بچے جب ایسا پیمانہ منظر رکھینگے جیسا کہ اوپر کے نصاب میں دیا گیا ہے تب ہی وہ اسی قابل ہوں گے کہ مزید کام سے فائدہ اٹھا سکیں -

دیواری نقشے - اٹلس اور کرۂ ارض - نقشوں کے سوال کو چھوڑنے سے قبل غالباً یہ مناسب ہوگا کہ ایک دو لفظ دیواری نقشوں اور اٹلسوں کے بارے میں کہہ دئے جائیں - آخر الذکر قطعاً لازمی نہیں ہیں - بشرطیکہ نقشہ بینی کرنی ہے - بہت سی اٹلسوں میں خامیاں ہیں اور ایسی اٹلسیں جن میں خامیاں ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے - خطوط یا مکوڑوں (Caterpillars) کا استعمال بلندیاں دکھانے کے واسطے بیشک بالکل مسترد جب بازپرس ہونا چاہیئے - یہی سیاسی نقشوں کی زیادتی کے متعلق کہا جاسکتا ہے -

ان کے لئے بھی جگہ ہے لیکن اس امر کے علاوہ کہ مدرسہ میں سیاسی نقشوں کا بہت کم استعمال ہوتا ہے - ان میں ناموں کی بڑی کثرت ہوتی ہے جو کہ بصارت کے لئے مضر ہیں - بعض دفعہ مرکیٹری اضلال پر نقشے ایسے حصے دکھلانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں جن میں رقبہ اہم ہوتا ہے یہ بہتر ہے کہ ایسی اٹلسوں سے احتراز کیا جائے جن میں یہ شریک ہوتے ہیں - کیوں کہ چاہے یہ نفرت انگیز نقشے جماعت میں استعمال نہ کرائے جائیں - لیکن بچے ان سے تقسیم آبادی یا سلطنت برطانیہ کے مختلف حصوں کے متعلق اضافی اہمیت کے بارے میں لاشعوری سے غلط خیالات سیکھتے ہیں ان حالات میں مساوی رقبہ کے نقشے استعمال کرنا چاہیئے - تعریفات کے نقشے عموماً اس سے بدتر اثر رکھتے ہیں - وہ نقشہ جو ڈیلٹا بندرگاہ - دہانہ - برفی تودہ - آتش فشاں، ریگستان اور مجموعہ جزائر ایک چھوٹے سے ضلع میں

بتلاتا ہے - سوئس فیملی را بنسن سے زیادہ غلط جغرافیہ سکھاتا ہے اور اس وثوق سے جو کہ اس کتاب کو حاصل نہیں ہے - تصویری ناقی نقشوں کی تائید میں کچھ کہا جاسکتا ہے - لیکن غالباً ان کو ترک کرنا مناسب ہے - وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ بمقابلہ دیگر نقشہ جات وہ حقیقت سے زیادہ ملتے جلتے ہیں - لیکن وہ زمین کے نشیب و فراز کے متعلق بہت غلط اثر ڈالتے ہیں اور یہ ایسے ہی الفاظ ہیں جن پر نقشہ جات زور دیتے ہیں -

ان نقائص کو دور کرتے ہوئے اٹلسوں میں معینہ خصوصیات ہونی چاہیں نقشے زیادہ تر کوہستانی (Orographical) ہونے چاہیں - بلندیاں بھورے یا سبز رنگ یا ہلکے اور گہرے رنگوں میں بتلانا چاہیئے اراضی کو بھورے اور سبز رنگ میں دکھانے پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ واحد تقسیم بھی یعنی بلندی کو اسی رنگ سے ہلکا یا گہرا کرکے دکھانا پڑتا ہے - یہ ایک بہت ہی اہم نظریہ ہے لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ زمین کی حد تک ہم کو دو قسموں کے نشیب و فراز سے تعلق ہوتا ہے - اور یہ بھی دلیل کی جاسکتی ہے کہ دو قسم کے رنگوں کی نہ صرف اجازت دیجاسکتی ہے بلکہ وہ ضروری ہیں - بہر صورت جو رنگ بھی استعمال کیا جائے اس میں کوئی تبدیلی نہ ہونی چاہیئے - زیادہ بلندیوں کو واضح کرنے کے لئے گلابی یا سرخ رنگ بہ نسبت گہرے بھورے رنگ کے نقشہ بینی کو ضرورت سے زیادہ دقیق کردیتا ہے - غالباً اسبات سے یہ بہ آسانی سمجھ میں آجائیگا کہ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ غلط املے کا کوئی لفظ ہو جو نفس مضمون کی طرف سے توجہ کو بھٹکا دیتا ہے - اٹلسوں میں ایسے نقشے شامل ہونے چاہیں جو تقسیم بارش تپش - نباتات اور آبادی بتلائیں سالانہ بارش اور تپش کا اوسط بہت کم کام آتا ہے - کم از کم ماہ جنوری اور جولائی

یا گرما اور سرما کے لئے دو نقشے ضروری ہیں یا دو ایسے ادوار کے لئے جو موسمی تبدیلی ظاہر کریں

چار نقشے زیادہ مناسب ہونگے لیکن ہم اب کم از کم خصوصیات سے بحث کر رہے ہیں۔ نقشے جو ہوا کے رخ بتلائیں مناسب ہیں اور زیادہ عمر کے طلبہ کے لئے ہوا کے دباؤ کے نقشے زیادہ مفید ہیں۔ لیکن تپش۔ برسات اور دباؤ کو ایک ہی نقشہ پر نہیں دکھانا چاہئیے اور نہ اس کی کوشش ہی کرنی چاہئیے۔ ورنہ اس کا نتیجہ خصوصاً جب کہ نقشے چھوٹے ہوں یہ ہوگا کہ وہ تدریس میں بہت کم کارآمد ہوں گے اب تک جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ چھوٹے بچوں کی اٹلسیں رقبوں کی تقسیم بتلائیں تپش کے اوسط کا ابھی موقع نہیں ہے۔ بارش کو مختلف نیلے رنگوں سے بتلانا چاہئیے۔ لیکن تپش کو دو رنگوں میں دکھلانا جائز ہوگا کیوں کہ دو باتیں۔ سردی اور گرمی ظاہر کرتی ہیں۔ غالباً اٹلس میں اور بھی مواد ہوگا جو مدرسہ کے کام میں آئے۔ لیکن ان کا بیان کرنا تحصیل حاصل ہے۔ ایسی اٹلس کی فراہمی میں کافی مشکل ہوگی جس میں مندرجہ بالا خصوصیات مائی جائیں۔

اس سوال کے بارے میں کہ ہمارے پاس جو اٹلس ہو اس کو کیا کیا جائے صرف ایک ہی جواب ہے:— اس کو استعمال کرو اور مسلسل استعمال کرو، کم و بیش پہلے سال کے بعد بہت کم ایسے جغرافی اسباق ہونے چاہئیں جن میں اٹلس استعمال نہ کیا جائے۔ درحقیقت جغرافیہ کے ایسے اسباق کو بہت مشتبہ نظروں سے دیکھنا چاہئیے جن میں اٹلس سے کام نہیں لیا گیا۔ اور نہ صرف ایک ہی نقشہ کا حوالہ دینا چاہئیے۔ بلکہ ایک سے دوسرے نقشہ میں برابر تبادلی حوالہ جات دیتے رہنا چاہئیے۔ صرف اسی طریقہ سے اٹلس سے واقفیت ہو سکتی ہے۔ بیشک صرف ایک ہی نقشہ کے مسلسل استعمال

سے وقت واحد میں اٹلس گھس جاسکتی ہے - اور طالب علم اٹلس سے بحیثیت مجموعی ناواقف رہ جاسکتا ہے - وقت واحد میں صرف ایک ہی نقشہ کا استعمال جغرافی غلط فہمیوں کا باعث ہے دنیا کو بحیثیت مجموعی دیکھنا چاہیئے لیکن ایک ہی نقشہ پر پوری توجہ کرنے سے مطمح نظر تنگ ہوجاتا ہے حتیٰ کہ جس رقبہ کا مطالعہ کیا جاتا ہے وہ بھی حقیقی منظر میں دکھائی نہیں دیتا -

دیواری نقشوں سے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے بجز اس کے کہ ان کی فراہمی کم ہوتی ہے اور گو دیواری نقشے جماعت میں تدریس کے لئے سہولت بخش ہیں لیکن ان کے بغیر کام ہوسکتا ہے - براعظموں کے سوائے بہت کم ایسے رقبہ جات ہیں جن کے تفصیلی دیواری نقشے موجود ہیں اور ان میں سے اکثر نامور کے اندراجات کی کثرت سے خراب ہوگئے ہیں اکثر دیواری نقشے سیاسی ہیں اور تدریس کے لئے بد سے بدترین - قطعاً یہ بہتر ہے کہ ان کو چھوڑ کر اٹلس کو استعمال کیا جائے -

کوہستانی نقشوں کے علاوہ ایک دو نقشوں کے سلسلے شایع ہوچکے ہیں جو بہت ہی مفید ہیں - واحد دیواری نقشہ ایسا ہی اندیشناک ہے جیسے اٹلس کا واحد نقشہ اور جو دستیاب ہوسکتے ہیں ان کی کمیابی - موجودہ کی قدر و قیمت کو اور زیادہ کم کردیتی ہے - بہرحال - دیواری نقشے اٹلسوں کے ساتھ نہ کہ ان کے بجائے بطور ممد و معاون استعمال کرنے چاہئیں -

گلوب ( کرہ ارض ) بلاوجہ معقول گمنامی میں پڑ گیا ہے غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ اس کے وظائف سے پوری آگاہی نہیں ہے یہ ان باتوں کے دکھلانے کے لئے استعمال ہونا چاہیئے جو کہ دیواری یا اٹلسی نقشہ پر عمدگی سے بتلائی جاسکتی ہے - بلکہ صرف ان باتوں کے بتلانے کے لئے استعمال کرنا چاہیئے جو کہ کسی اور طرح واضح

نہیں کیجا سکتیں - بہترین حالت میں بھی گلوب نسبتاً چھوٹا ہی رہتا ہے - اور اس پر سیاسی حصے یا پہاڑوں کی خصوصیات یا درحقیقت کوئی اور بات بجز زمین و سمندر کے بڑے حصوں کے بتلانے کی کوشش مضحکہ خیز ہو جاتی ہے اسے ایسے ہی باتوں کے بتلانے کے لئے استعمال کرنا چاہئے جو کہ نقشہ نہیں بنا سکتے تمام ایسے ہی باہمی تعلقات جو کہ صرف گلوب ہی پر بتلائے جا سکتے ہیں اور جو وسعت اور سمت سے متعلق ہونے کے باعث بہت ہی اہم ہیں لیکن ان سے غفلت برتی جاتی ہے یہ ایسے مقررہ اسباق کے لئے بھی موثر طریقہ پر استعمال ہو سکتا ہے جو دن اور رات اور موسم پر ہوں - گلوب جس قدر بھی ممکن ہو بڑا ہونا چاہئے - تختہ سیاہ کا گلوب کسی اور وضع کے گلوب سے غالباً بہتر ہوتا ہے یہ نامناسب ہے کہ تمام براعظموں کو رنگین کیا جائے یا سفید کر دیا جائے یا اُن کے خاکے سفید کئے جائیں - کام میں بہت سہولت ہو جاتی ہے اگر براعظموں کے خاکوں کو کریدلیا جائے - بعض مواقع پر ضرورت کے لحاظ سے براعظموں کا اندراج ہو سکتا ہے - خطوں عرض بلد طول بلد کا اندراج بھی اس طرح کیا جا سکتا ہے - یہ نمایاں نہیں ہوتے لیکن ضرورت کے وقت استعمال کئے جا سکتے ہیں -

تصاویر - ہم نے مشقوں کے مسئلہ پر ذرا تفصیل سے بحث کی ہے - کیوں کہ نقشہ یعنی کی قابلیت کے بغیر جغرافیہ کا گہرا مطالعہ ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ہم حقیقی چیزوں کی ضرورت پر زور دے چکے ہیں - ایک طریقہ اس امر کے تیقن کے لئے کہ تم کو حقیقت سے سروکار ہے سفر ہے - اور حصول تعلیم کے لئے طویل سفر بجائے کوئی اور تشفی بخش تجویز دریافت نہیں ہو سکتی ہے - اس میں شک نہیں کہ یہ بے موقع ہے کیوں کہ ہم مدرسہ میں تدریس جغرافیہ پر غور کر رہے ہیں اور اس میں بھی شک نہیں کہ یہ ذریعہ چند سے زیادہ کو میسر نہیں آسکتا ہے ہم کو یقینی کوئی ایسی تجویز

دریافت کرنی چاہیئے جو کہ مضمون کو جہاں تک ہو سکے حقیقت کی سطح پر قائم رکھے

مدرسہ کا سفر یا سیاحت قیمتی ہے اور ایک ایسا مرتبہ رکھتی ہے جو کوئی اور نہیں لے سکتا - مدرسہ کی سیاحت میں جو جغرافیہ سکھائی جاتی ہے وہ واقعی حقیقی چیزوں سے متعلق ہوتی ہے اور سیاحت مدرسہ کا ماحاصل جماعت کے کمرہ میں آجاتا ہے جس کے باعث جماعت کے کمرہ کی جغرافیہ کو بھی حقیقی فرض کرلیا جاتا ہے - بہر کیف سیاحت مدرسہ قریب کے اضلاع سے راست تعلق رکھتی ہے اور صرف ماحاصل پر بالکلیہ بھروسہ کرلینا خدشہ سے خالی نہیں ہے - تصاویر اپنی آپ وضاحت کرتی ہیں - یہ حقیقت کا حقیر بدل ہیں حاشیہ یا چوکھٹا بہت تکلیف دیتا ہے - حقیقی چیزوں کا حاشیہ یا فریم نہیں ہوتا - ہر چیز واضح طور پر کسی نہ کسی چیز سے تعلق رکھتی ہے ممکن ہے کہ اس کی اصلاح ہو جائے اگر کافی تعداد میں تصاویر دیکھی جائیں لیکن کافی تعداد میں تصاویر دکھانا ممکن نہیں ہے - کچھ تو اس وجہ سے کہ موزوں تصاویر کی مدرسہ میں کمی ہوتی ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ ان کے دکھانے میں عضوی مشکل ہے - اگر وہ اتنی بڑی ہیں کہ پوری جماعت دیکھ سکے تب چند سے زائد میسر نہیں آسکتی - کیوں کہ ان کا رکھنا مشکل ہے اگر چھوٹی تصاویر کا ذخیرہ جمع کرلیا جائے تو وہ جماعتی تدریس میں استعمال نہیں کی جاسکتی - کیوں کہ ہر طالب علم کیلئے ایک تصویر فراہم کرنا ممکن نہیں - تختہ سیاہ ہمیشہ موجود رہتا ہے جو کہ جماعتی کمرہ میں سب سے بڑا ڈرامائی آلہ ہے - اگر مدرس فن رس ہے تو سہل - لیکن موثر تصاویر کھینچی جاسکتی ہیں - ایسی تصاویر بہت ہی موثر ہوتی ہیں جو بتدریج سبق کے ساتھ ساتھ بنتی جاتی ہیں - اس صورت میں اور ایسی سب صورتوں میں جہاں عمل پر زور دیا جاتا ہے تختہ سیاہ انمول ہے - لیکن جو کچھ بھی تختہ سیاہ پر ہوتا ہے وہ اپنی نوعیت کے

ہو جب عارضی ہوتا ہے اسے نہ محفوظ کیا جاسکتا ہے اور نہ اس میں تفصیل ہی ہونی چاہیئے۔

غالباً کسی ملک کے حقیقی تاثرات پیدا کرنے کا بہترین ذریعہ سیر بین ہے۔ یہ نیچے درجوں کے لئے بہت ہی موزوں ہیں۔ لیکن اونچے طبقات میں بھی استعمال ہوسکتی ہے۔ چاہے کسی عمر میں سیر بین کا استعمال شروع کیا جائے فوری اور دائمی جملہ استعجاب کہ "یہ صحیح ہے" آلہ کی قیمت کی توثیق کرتا ہے۔ کسی تعداد کی جماعت کے لئے بھی عموماً بارہ تا پندرہ تصاویر کافی ہوتی ہیں ان کو گشت کرایا جاسکتا ہے جب کہ طلبہ تحریری کام میں مصروف ہوں۔ تصاویر جمع کرلینے کے بعد جو کچھ بھی دیکھا ہے اس پر باقاعدہ سبق دیا جاسکتا ہے۔ بیشک طریقہ چھوٹی تصاویر کے سلسلوں کے لئے بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن سیر بین کی تصاویر کے ساتھ زیادہ موثر ہوتا ہے۔ چھوٹی تصاویر کو مقوے پر چڑھا کر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اور کمرہ کی دیواروں پر آراستہ کیا جاسکتا ہے۔ اس صورت میں نہ صرف یہی مناسب ہے کہ ہر تصویر کا نام لکھا جائے بلکہ ایک دو باتیں ایسی بھی لکھی جائیں جو کہ قابل مشاہدہ امور پر توجہ منعطف کریں۔ یہ ممکن ہے کہ جماعت کے کمرہ کی دیواروں پر لکڑی کی ہلکی پٹیاں اس طرح لگائی جائیں جو ان تصاویر کے لٹکانے میں مدد دیں۔ تب اگر مقوے کے ٹکڑے جن پر تصاویر جمائی گئی ہیں ایک ہی طول کے ہیں تو ان کو حسب خواہش بدلا جاسکتا ہے۔

بہرحال تصاویر کو زیادہ سے زیادہ کارآمد بنانے کا ذریعہ لالٹین (Lantern) کا استعمال ہے اس میں بڑا عیب یہ ہے کہ لوگ اس سے گھبراتے ہیں اور اس سے کام لینے کی بجائے الماری میں بند رکھتے ہیں۔ اس کو جمانے میں ذرا دقت ہوتی ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں ہے۔ گیس کی لالٹین کے باوجود

بھی بہت جلد انتظام ہو جاتا ہے۔ لالٹین کو ہمیشہ ایک حرکت پذیر میز پر اکسیجن سلنڈر کے ساتھ رکھ چھوڑنا چاہیئے تاکہ ضرورت کے وقت گیس جٹ (Gas jet) میں نلی لگا دی جائے۔ اس سے بہتر بجلی کی لالٹین ہے۔ اب یہ اس قسم کی دستیاب ہوتی ہے کہ معمولی بجلی سے کام لیا جاسکتا ہے اور اس کو جمانے میں بالکل وقت نہیں لگتا۔ تصویر کو دیوار یا دیواری نقشہ کی پشت پر دکھایا جاسکتا ہے۔ سب سے بہتر تو یہ ہے کہ لالٹین کو خاص جغرافیہ کے کمرہ میں مستقلاً موزوں جگہ پر رکھا جائے۔ اس صورت میں کمرہ کو اندھیرا کرنے کا انتظام ہونا چاہیئے پردہ (Screen) مناسب موقع پر لگا رہنا چاہیئے اور بیس تا تیس سکنڈ میں تصویر پردہ پر دکھا دینی چاہیئے۔

لالٹین کے قواعد محتاج صراحت نہیں۔ خاکے اور قطعی طور پر نقشے اور اشکال کو اکثر و بیشتر کھینچنے کی بجائے اتارنا چاہیئے۔ غیر فنی شخص کے لئے اس میں بہت آسانی ہے یہ خاکے مستقل صورت رکھتے ہیں تختہ پر یہ لکھنے کی ضرورت نہیں رہتی کہ "براہ کرم اس کو مت مٹائیے"، علاوہ بریں پوری جماعت تصویر دیکھ سکتی ہے۔ بڑے چوکھٹے دار تصاویر بھی عموماً چھوٹی معلوم ہوتی ہیں۔ اور اس میں شک نہیں کہ لالٹین کی پھسلنیاں زیادہ بھی خریدی جاسکتی ہیں۔ کیونکہ ان کا نرخ کم ہوتا ہے رکھنے کیلئے بہت کم جگہ کی ضرورت ہوتی ہے اور ہر تصویر کو برآمد کرنا آسان ہوتا ہے۔ ذخیرہ ہی میں نہ صرف بہت زیادہ رکھی جاسکتی ہیں بلکہ دوران سبق میں بہت زیادہ دکھائی بھی جاسکتی ہیں۔ لالٹین کے ذریعہ ایک درجن تصاویر دکھانا اتنا ہی آسان ہے جیسا کہ ایک کا دکھانا۔ حقیقی کے مقابلہ میں بھی لالٹین کی تصاویر جماعتی کام میں چند فوائد رکھتی ہیں:— ایک تو یہ تعین ہوتا ہے کہ ہر ایک اسی چیز کو دیکھ رہا ہے اس کے

برخلاف یہ بہت ہی مشکل ہے کہ کسی ایک کو فاصلہ کی کوئی چیز دکھائی جائے اور اس کا تعین تقریباً ناممکن ہے کہ پوری جماعت اسی چیز کو دیکھیگی۔

چاہے تصاویر کے دکھانے کے لئے کوئی طریقہ استعمال کیا جائے تصاویر کو صرف دیکھنا کافی نہیں ہے ان کا مطالعہ ہونا چاہیئے۔ لالٹین میں یہ خدشہ رہتا ہے کہ بہت سی تصاویر دکھادی جاتی ہیں اور ایک کا بھی مطالعہ نہیں ہوتا۔ یہ بالکل درست ہے کہ بہت سی تصاویر دکھائی جائیں جب کہ مقصد ایک نام اثر پیدا کرنا ہو۔ لیکن تصاویر کا اہم استعمال اشیاء کی ظاہری حالت کا مطالعہ ہے اور اشیاء کے مشاہدہ کی مشق ہے اس لحاظ سے لالٹین کو سنیما موٹوگراف (متحرک تصاویر نگار) پر ترجیح ہے جو کہ تدریس جغرافیہ کے لئے ایک اور قیمتی آلہ ہے۔ سنیما موٹوگراف کی تصاویر کو بجز متحرک تصاویر کے مقابلہ میں جن کی حالت کا اطمینان سے مطالعہ کیا جاسکتا ہے مشاہدہ مشکل ہے۔ کم و بیش تمام تصاویر کا مطالعہ ہونا چاہیئے اور بچوں کو قطعی طور پر تصاویر کے اہم اجزاء کا مشاہدہ کرنے کی تربیت دینی چاہیئے۔ ان کی ایسی تربیت ہونی چاہیئے کہ وہ نہ صرف دیکھیں بلکہ بنظر غائر دیکھیں۔ بڑا سفر بھی ایسے اشخاص کے لئے بے سود ہے جو دیکھنا نہیں چاہتے۔ اس وجہ سے اکثر یہ مفید ہوتا ہے کہ ابتداء میں بدوران سبق چند ہی تصاویر دکھائی جائیں۔ لیکن جو کچھ دکھایا جائے اس کا گہرا مطالعہ کیا جائے۔ آگے چلکر تصویر کو نقشہ سے بڑے پیمانہ کے نقشہ سے متعلق کیا جائے۔ ایک دوسرے کا معمد ہوتا ہے۔ جب تک کہ تصویر نقشہ نہ بنائی جائے یا نقشہ تصویر سے۔ یہ یقینی نہیں ہے کہ ان میں سے کوئی بھی آسانی سے یا عمدگی سے سمجھ میں آئیگا۔

اس قسم کی مشقیں تنقیدی نظر سے دیکھنے کی تربیت کے لئے اشیاء کی تلاش کیلئے۔ اشیاء کے گرد و پیش کے لئے بہت مدد دیتی ہیں بہرحال نقشوں کے مطالعہ کی

طرح تصاویر کا مشاہدہ صرف ایک طریقہ ہے - اگر ہم اپنی جسمانی آنکھ سے ہر دکھائی دینے والی اشیاء کو دیکھیں تو ہم جغرافیہ کے مواد کا صرف ایک حصہ دیکھتے ہیں جو اس میں شک نہیں بنیادی مواد ہے ہم کو تخیل کے ساتھ اشیاء کا مشاہدہ کرنا چاہیئے - ہم کو ایسی چیزیں دیکھنی چاہئیں جو کہ آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتیں اور ان کی حقیقت کو سمجھنا چاہیئے -

کتب - کتب کے استعمال کے متعلق زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے - یہ اس وجہ سے نہیں کہ ان کا استعمال نہ کیا جائے بلکہ اس وجہ سے کہ ان کا استعمال ہوتا ہے - کہیں بہت زیادہ کہیں بہت کم - عام رجحان یہ ہے کہ کتاب پر بھروسہ کیا جائے اور اس میں جو درج ہے اس پر غور کرنے کے بجائے یاد کر لیا جائے - ایک یہ بھی رجحان ہے کہ درسی کتاب پر بالکلیہ بھروسہ کیا جائے - درسی کتاب، حوالہ جاتی کتاب، اس کی گنجائش ہے - اس کی عدم موجودگی میں تدریس میں صحت باقی نہ رہیگی اس میں ایسے اقل ترین معلومات ہوتے ہیں جن پر زور دیا جاسکتا ہے اور وہ ایسے طالب علموں کے لئے جو خاص اسباق سے غیر حاضر ہو جائیں تسلسل کار کا موجب ہوتی ہے لیکن بچوں کو اپنی درسی کتاب اور جماعتی کام کے ساتھ بتدریج ذیلی مواد مقررہ مقصد کے لحاظ سے وسیع مطالعہ کے ذریعہ سے جمع کرنیکی تربیت دینی چاہیئے اس کے لئے تربیت ضروری ہے اس کے لئے موزوں درسی کتابیں بھی ضروری ہیں - صرف ایک ہی درسی کتاب اتنی ہی مضر ہے جیسے کہ ایک ہی نقشہ - جو بچہ صرف ایک ہی درسی کتاب سے پہلے پڑھے، لاشعوری سے یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ صرف ایک ہی درسی کتاب ضروری ہے درسی کتابوں کی تبدیلی سے وہ انفرادی کتاب کا کم اور عام کتابوں کا زیادہ خیال کرنے لگتا ہے - درسی کتابیں جو کسی ایک عمر

یا منزل ارتقا، کے لیے موزوں ہوں دوسرے کے لیے موزوں نہیں ہوسکتیں۔

مواد مضمون۔ اس کی ترتیب اور زیادہ جو بارہ برس کے عمر کے بچوں کے لیے موزوں ہیں دس یا چودہ برس کے بچوں کے لیے موزوں نہیں ہوتے۔ عمر میں اضافہ کے ساتھ ساتھ وہ صرف واقعات نہیں یاد کر رہے ہیں بلکہ وہ یہ سیکھ رہے ہیں یا ان کو یہ سیکھنا چاہیے کہ نئے نقاط نظر سے اشیاء کو کس طرح دیکھیں اور بے شک وہ یہ بھی برابر سیکھ رہے ہیں کہ الفاظ کو کیسے استعمال کیا جائے۔ اس سے یہ فرض کرنا پڑتا ہے کہ مسلسل مدت میں جن خطوں کا مطالعہ کیا جائے وہ درسی کتابوں میں یک ساں طریقہ پر نہونے چاہئیں بلکہ ہر کتاب ماقبل کتاب سے زیادہ مواد پیش کرے۔ ابتدائیں درسی کتاب کو جماعت میں باآواز بلند پڑھنا چاہیئے۔ پھر بعض حصے چھوڑ دیے جائیں۔ لیکن جماعت میں خاموشی سے مطالعہ کرنے کے لیے وقت دیا جائے اس کے بعد متروک شدہ حصوں کو طول دیا جائے اور ذاتی مطالعہ کو کم و بیش مرضی پر چھوڑ دیا جائے دوسری کتابوں کی بھی سفارش کیجائے اور ایسی مشقیں دی جائیں کہ ان میں سے چند کتابیں کام میں آئیں۔ جماعت میں اعداد و شمار کے ماخذ کا بھی شروع ہی میں ذکر کر دیا جائے۔ اور بعد میں طلبہ کو ایسی کتابوں کا حوالہ دیا جائے جن میں وہ مواد موجود ہو۔

خاکہ نصاب۔ جغرافیہ کے نصاب کی ترتیب میں بہت سے امور پر غور کرنا پڑتا ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ دنیا کا خطہ واری مطالعہ کرنا چاہیئے اور طبعی جغرافیہ کو خطہ واری نصاب میں شامل کر لینا چاہیئے اور نقشہ کے نصاب کو بھی خطہ واری اسکیم میں جمانا چاہیئے۔ ہمیں آسانی سے مشکل کی طرف جانا چاہیئے ہم اس مخمصہ سے دوچار ہوتے ہیں کہ بچے درحقیقت دنیا سے واقف نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ اپنے وطن سے واقف نہ ہو جائیں اور وہ درحقیقت وطن سے واقف نہیں ہوسکتے جب

تک کہ دنیا سے واقف نہ ہو جائیں - تو اس سے ثابت ہے کہ کسی حالت میں بھی دنیا کا دو دفعہ خطہ واری مطالعہ ہونا چاہیئے - سال اول کا نصاب تجویز کر دیا گیا ہے - سال دوم میں گذشتہ سال کے کام میں اضافہ اور دنیا کا تیزی سے سرسری معائنہ ضروری ہے - لیکن اب بھی یہ وطن کے نقطۂ نظر سے ہونا چاہیئے اس کے بعد برطانیہ کا ( باشندگان برطانیہ کے لیے - مترجم ) زیادہ تفصیلی خطہ واری مطالعہ دنیا کے مطالعہ کی تیاری کے لیے ہونا چاہیئے جو کہ پھر خطہ واری ہوگا اور تین سال میں تقسیم ہوگا - یا دو سال میں ختم کر دیا جائیگا - اس اسکیم میں یہ عموماً باعث سہولت ہوتا ہے کہ براعظموں کو تین شمالی اور جنوبی حصوں کے جوڑوں میں تقسیم کر لیا جائے :—

شمالی و جنوبی امریکہ، ایشیا و اسٹریلیا، یورپ و آفریقہ، ان میں جغرافی بحث خود بخود ایک واضح صورت اختیار کر لیتی ہے اس کے علاوہ ثانویہ مدارس کے نصاب کے اختتام پر اتنا وقت ہوتا ہے کہ دنیا کو بحیثیت مجموعی دیکھا جائے اور دنیا کے مسائل پر غور کیا جائے جن کا مطالعہ اُسی وقت فائدہ مند ہو سکتا ہے جب کہ دنیا کے خطوں کے علٰحدہ علٰحدہ معلومات کے ساتھ جغرافی مواد کو استعمال کرنیکی قابلیت ہو -

اختتام - اس کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ ہر منزل پر بچوں کو کام کرنا پڑتا ہے وہ کسی نہ کسی مشکل سے دوچار ہوتے ہیں لیکن ایسی مشکل سے نہیں جو ان کے لیے واقعی زیادہ ہو - ان کو ایسا کام دیا جائے جس میں صحت تخیل کی ضرورت ہو کیوں کہ جغرافیہ ایک ساتھ سائنس اور انسیتی علم ہے اس کو ایک ہی آن سائنسی کام کی صحت اور ہمدردی کی ضرورت ہے جو علم انسیات ہی سے حاصل ہو سکتی ہے فقط

# باب ہشتم

## تاریخ

### الف

### از

### ایم۔ ڈبلو۔ کیٹنگ۔ ایم۔ اے۔ ڈی۔ ایس۔ سی

مدرسہ کے نصاب کے تمام مضامین میں تاریخ سے زیادہ کسی نے بھی زمانہ حال میں اپنی صورت اتنی نہیں بدلی۔ بادشاہوں کے واقعات اور سیاست کی تفصیل جنگوں اور قوانین کی فہرستوں۔ اور جس کے متعلق ہربرٹ اسپنسر کچھ ہی عرصہ قبل یعنی پچاس سال پہلے یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ سیاسی امور میں رہبری نہیں کرسکتی۔ تاریخ اب عمرانی مطالعہ ہوتی جاتی ہے اس کا اعتراف کیا جاتا ہے کہ تمدن کی ترقی اور ملت کی بحیثیت مجموعی ترقی کا کلچر۔ اقتصادی آزادی اور خود اختیاری حکومت کے ساتھ تعلق اس مضمون کی بنیاد ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ بہت کچھ جس کو تاریخ تصور کیا جاتا تھا۔ ایسے اجزاء کا بالکل روایتی یا بالکل ہی قدیم ہیں یا بالفاظ عام ایسے ابواب جو موجودہ زندگی کے مسائل پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے اور ہمعصر شہری کی کچھ مدد نہیں کرتے کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں شامل کرنیکے لائق ہیں۔

اور یہی نہیں کہ مواد تاریخ پر نظر ثانی ہونی چاہئیے۔ اس کی تدریس کے طریقوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔ مدرسہ کے طریقہ میں بحیثیت مجموعی بہت بڑی تبدیلی

ہو گئی ہے - تمام مدرسین یہ سمجھنے لگے ہیں کہ ان کا مقصد یہ ہونا چاہئیے کہ وہ طلبہ کی ایسی رہبری کریں کہ وہ اپنے آپ تحصیل علم کرنے لگیں نہ کہ تیار شدہ معلومات کو رٹ لیں - یہ کہ ہر طالب علم اپنے رجحان کے مطابق انفرادی طور پر اور اپنی رفتار کے بموجب کام کرے - یہ کہ عمل اکثر اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ نتیجہ یہ کہ تاریخ میں جہاں تک ممکن ہو تجربہ خانہ کے طریقے استعمال کرنے چاہئیں جیسا کہ سائنس میں ہوتے ہیں -

یہ خیال وافر اور مختلف نوعیت کے آلات کا طالب ہے اور یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ پرانی درسی کتاب - بعض اوقات غیر موزوں اور عموماً ناکافی ہوتی ہے - "آلات" کی اصطلاح اسواسطے استعمال کی گئی ہے کہ سائنس کے تجربہ خانہ کی کامیابی کے باعث ہم اس طرح کے طریقہ سے واقف ہوئے ہیں لیکن اس اصطلاح کا بیشک وہی مطلب لینا چاہئیے جو مضمون زیر بحث کے موزوں ہو - ایک حد تک اس کا تجربہ خانہ، کتب خانہ اور آلات، کتب ہونگے بالآخر - ایک تحریک یہ بھی ہے کہ تمام مضامین کو جہاں تک ہوسکے مقروں بنایا جائے اور نہایت ہی ابتدائی نوعیت کا درک جس ہمارا نقطہ آغاز ہو - چاہے ہم نقطہ آغاز سے جتنا بھی جلد ہوسکے دور ہو جائیں - تب یہ تین سرخیاں ہوں گی - جن کے تحت ہم تاریخ کی تدریس پر غور کریں گے - مضمون کی نوعیت بلحاظ مقصد، طریقے برائے استعمال اور آلات جن کے ذریعہ ان طریقوں پر عمل ہوگا اور جدید تدریس کے مطالبات کی تکمیل کی جائیگی - چون کہ طریقوں پر آلات سے علاحدہ غور نہیں کیا جاسکتا - ہم اپنے غور و خوض کے دو حصے کرینگے -

۱ - مضمون و مقصد

۲ - مواد اور طریقہ

اب تاریخ کی نوعیت اور طریقہ جن پر عمل ہونا چاہیئے بچہ کی نشوونما کی ہر منزل پر بدل جاتے ہیں اور ہر منزل کے لئے ایک کتاب لکھی جاسکتی ہے چونکہ ہماری بحث مختصر ہونی چاہیئے اور ہم اسے قابل عمل بنانا چاہتے ہیں اس لئے ہم صرف دو منزلوں میں اختیار کرینگے

ا۔ وہ جو دس تا بارہ برس کی عمر میں ہوتی ہے۔

ب۔ وہ جو بارہ کے بعد ہوتی ہے اور ہر عنوان پر بحث کر کے ایک حد تک یہ بتلایا جائیگا کہ عمر کے لحاظ سے طریقہ میں کیا تبدیلی مناسب ہے۔ ظاہر ہے کہ اس مختصر مضمون میں ایک نمونہ کے استحضار سے زیادہ توقع نہیں کیجاسکتی اور ناظر پر چھوڑا جاتا ہے کہ وہ نشوونما کے مختلف منازل اور بدلتے ہوئے حالات کے بموجب ہدایات پر عمل کرے

## مقصد۔ مواد اور حدود

تاریخ کی تدریس کا مقصد زمانہ حال اور وطن ہے۔ ہم گذشتہ واقعات کو اس لئے دوہراتے ہیں کہ طالب علم نظام معاشرہ کو جس میں وہ رہتا ہے اس کے ماخذ سے واقف ہو کر سمجھ سکے تاریخ کے ذریعہ وہ مدنیات سے روشناس ہوگا۔ اور اپنے اطراف کی معاشری قوتوں سے واقف ہوگا۔ لیکن اس مقصد کے حصول کے لئے مضمون کے حدود اس لئے ہونے چاہئیں کہ اب اسکا اعتراف کیا جاتا ہے کہ تاریخ کو صرف ایک ملک یا معاشری طبقہ یا دور کی تاریخ تک محدود نہیں کرنا چاہیئے یہ سچ ہے کہ خیرات کی طرح تاریخ کی ابتدا، گھر سے ہوتی ہے اور یہ کہ طالب علم کے شہر یا ضلع کی تاریخ سب سے زیادہ دلچسپ ہوگی۔ لیکن جغرافیہ کی طرح ہم جیسے ہی طالب علم کے قرب و جوار کی تاریخ کے باہر پہونچیں تو ہم کو چاہیئے کہ ذرا اور آگے نکل جائیں اور انگریزوں کی

تاریخ تو ہم کو بہ نسبت ان واقعات کے جو انگریزوں کی تاریخ کے ہیں راست یورپ کی تاریخ تک پہونچا دیتی ہے جو اس سے متعلق ہے اس مسئلہ کے دو پہلو ہیں - اور تمام مضامین میں یہ مسئلہ موجود ہے :—

تاریخ کے تھوڑے حصوں کو گہرائی اور تفصیل کے ساتھ پڑھایا جائے اور ساتھ ہی ساتھ واقعات کی رو کو ابتداء سے لیکر حال تک اور یورپ کی تاریخ کے واقعات کے تسلسل کو بتلایا جائے جن کے بغیر بہت کچھ انگریزوں کی تاریخ ناقابل فہم ہوگی -

تاریخ کا سرسری خاکہ کئی طریقہ سے دیا جاسکتا ہے - ظاہرہ طریقے یہ ہیں کہ تاریخ عالم کے نصاب تیار کئے جائیں اور ایک جماعت کو انگریزوں کی تاریخ کے بجائے یورپ کی تاریخ پر ایک میقات یا سال کے لئے لگا دیا جائے -

غالباً تاریخ عالم ہی کے نصابوں کے لئے طالب علم کو کافی مدت کے لئے اپنے ملک کی تاریخ سے گریز کرنا پڑیگا - بیشک ابتدائی منزلوں میں یہ گریز بے ضرورت ہے کیونکہ زمانہ کے خطوط کے لحاظ سے ایک ایک سبق بھی دیا جائے تو بہت جلد بڑے ادوار کو ختم کر دیا جاسکتا ہے - ہر زمانہ کے بڑے آدمیوں کی سوانح حیات اس خط میں موزوں جگہ پائیگی تاکہ تاریخی تسلسل قائم ہو جائے - ایک مختصر درسی کتاب کا استعمال کیا جائیگا - جس کی مدرس تشریح کریگا - چھوٹے بچوں کے لئے کچھ اس قسم کا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے اور اپنی سہولت کے لحاظ سے مدرس کو اس میں ردو بدل کر لینا چاہیئے -

لیکن تدریس کے آخری منازل میں - زیادہ وقت - دو میقاتیں یا ایک سال - تاریخ عالم کے لئے صرف کرنا چاہیئے اور ایک ایسی درسی کتاب جس میں تمدن کا پورا دور ابتدائی زمانہ سے لیکر حال تک ہو - طالب علم کے ہاتھ میں دیدینی چاہیئے - اب دو شرائط پوری ہونی چاہئیں :—

۱ - واقعات کے تسلسل میں ربط ہونا چاہئیے - مختلف اوقات کے تاریخی کارناموں کے خاکے - جن میں مسلسل نشو ونما بتلانے کی کوشش نہ کی گئی ہو - ناکافی ہیں -

۲ - ہر عہد کی تشریح ہونی چاہئیے - اور دستاویزات سے اس کی وضاحت ہونی چاہئیے مثلاً موزوں وقت پر جماعت کو چند قوانین ہیمورابی پڑھنے چاہئیے - ان کو ہومر کی کتاب ای لیئڈ اور قدیم انجیل کے متعلقہ حصوں - ہیروڈوٹس سیزر کی جنگ گنک سے لیکر فرانسارٹ کی تواریخ تک واقف کرانا چاہئیے - ایک اچھا مدرس - جس کے پاس اپنی جماعت کے لئے کافی تعداد میں ان مصنفین کے تراجم ہوں اس کو واقعات کے تسلسل میں جان ڈالنے اور حقیقت پیدا کرنے میں مشکل نہ ہوگی - ایسے نصاب کے لئے اگر اس کو اچھی طرح سے ترتیب دیا جائے تو ایک سال دینا کافی ہوگا - اور یہ تاریخ کے ہر دور کے سمجھنے کے لئے بدرجہ اتم اہم ہے - تاکہ اس قسم کے پس منظر میں وہ دور نمایاں معلوم ہو -

یورپ کی تاریخ کی تدریس جو تاریخ عالم کی عام اسکیم کے علاوہ ہو - جداگانہ حیثیت رکھتی ہے - تاریخ کی تدریس کے لئے اتنا کم وقت ہے کہ اگر یورپ کی تاریخ کیلئے ایک سال دیا جائے تو انگریزوں کی تاریخ کی مدت بہت کم کرنی پڑیگی یا تاریخ عالم کا عام نصاب اڑا دینا پڑیگا - یہ بہتر ہے کہ یورپ کی تاریخ کے ایسے اہم تاریخی واقعات سے بحث کی جائے جو انگریزوں کی تاریخ کے مطالعہ کے دوران میں آجائیں یا جن کی زیر مطالعہ انگریزوں کی تاریخ سمجھنے میں ضرورت ہو مثلاً الفریڈ اور کینوٹ کی روما کو روانگی - یورپ کے عام حالات سے بحث کا موقع دیتی ہے جس میں سے انہوں نے سفر کیا - نارمنوں کی انگلستان میں جیتیت فاتح آمد - ان کے یورپ کے حالات کا راستہ بناتی ہے نبلڈا کی شہنشاہ سے شادی انگلستان کو سلطنت اور اس

کی تاریخ سے ملا دیں ہے - جنگ صلیبی کے سورما ترکوں - مسلمانوں اور مذہب اسلام کی مختصر تاریخ کا دروازہ کھول دیتے ہیں - خانہ جنگی کے سپہ سالار مثلاً شہزادہ اوپرٹ جس نے اپنا فن سی سالہ جنگ میں حصہ لے کر سیکھا تھا قدرتی طور پر ایسے تباہ کن زمانہ کی تفصیل معلوم کرنے میں سہولت پہونچاتے ہیں - انگریزوں کی تاریخ کے تسلسل میں خلل ڈالے بغیر یورپ کے واقعات کی تشریح کے لئے مواقع کی کمی نہیں-

اس طریقہ سے جس کی تجویز کی گئی ہے - انگریزوں کی تاریخ کے حصے تاریخ عالم کے پسین منظر نمایاں ہوں گے اور ان حصوں سے اتنی تفصیلی بحث ہو گی کہ محنت طلب سائلی کام کے بہت مواقع نکل آئینگے - مسائلی کام پر بعد کے ابواب میں غور کیا جائیگا - جو تفصیل کے موزوں ہے اس سے یہاں بحث کی جائیگی مدرسہ کی ہر عمر میں انسانی اور اقتصادی تفصیلات طالب علموں کی دلچسپی کا باعث ہوتی ہیں اور ان کو اس قابل بناتی ہیں کہ آگے چل کر - سیاسی امور کا سودمندی کے ساتھ مطالعہ شروع کریں اس لئے ہمیں عوام کی زندگی سے اپنی ابتداء کرنی چاہیئے - مسٹر سی - آر - یل فیجر نے تمہیدی تاریخ انگلستان (Introductory History of England) میں یہ بتلایا ہے کہ ہر عہد میں دیہات سے ابتدا کس قدر بصیرت افروز ہوتی ہے - اور یہ کہ وہاں کے باشندوں پر سیاسی واقعات نے کیا اثر ڈالا - ہم اس تجویز کو بڑھا سکتے ہیں - ڈومس ڈے کتاب اور منشور اعظم کے حصہ کا عمدگی سے مطالعہ کافی تفصیل کے ساتھ کیا جائے کہ یہ دستاویزات غلام (Serf) اور کاشتکار (Reve, Villain) اور جاگیر دار (Lord) یہودی اور پادری - بیوہ اور بچے کے حالات کی کس طرح تشریح کرتے ہیں اور ان کی زندگانی پر کیا اثرات ڈالتے تھے - تو طالب علم غالباً پہلی دفعہ

سمجھ جائیگا کہ انگریزوں کی تاریخ صرف اور اُن کے ارتقاء کی تاریخ نہیں ہے - بلکہ عوام کی تاریخ ہے - جنھوں نے ان اداروں کی پناہ میں ترقی کی ہے - دیگر مقروں معاملات کا مطالعہ - قلعوں، گرجاؤں اور جہازوں کی تعمیر - کاشتکاری - حمل و نقل - تجارت سب ایک ہی مقصد کی تکمیل کرتے ہیں اور زندگی کے واقعات ظہور میں لاتے ہیں جو کچھ تو بادشاہوں، مقننوں اور مدبروں کی فعلیتوں کو مشروط کرتے ہیں اور کچھ انہیں کے باعث پیدا ہوتے ہیں -

اب اگر ہم مواد اور طریقہ سے بحث شروع کریں تو اس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ مضمون کی نوعیت اور مقصد پر مزید روشنی ڈالنے کا بہترین ذریعہ ہے -

## تصاویر

ابتدائی منزلوں کے لئے تصاویر واقعی بہت موزوں مواد ہیں - آرنالڈ آف رگبی نے تدریس تاریخ کے متعلق رائے دی ہے کہ بچوں کا موزوں سالنامہ ایسی تصاویر کی کتاب ہونی چاہیئے کہ جن کے بارے میں قصہ کہے جائیں اور گو حال ہی میں تدریس کے اغراض کیلئے موزوں قسم کی اور کافی تعداد میں تصاویر ملنے لگی ہیں - لیکن اس میں شک نہیں کہ آرنالڈ صحیح تھا - زیادہ عمر کے طلبہ کیلئے بھی ان کی مانگ ضرورت سے زیادہ ہونی مشکل ہے - تو پھر ہم کو دریافت کرنا چاہیئے کہ تصاویر کیسی ہونی چاہئیں ان کو کس طرح استعمال کرنا چاہیئے - اور وہ کہاں سے دستیاب ہوسکتی ہیں -

تصاویر تین قسم کی ہوسکتی ہیں - تاریخی حیثیت کے اشخاص کی تصاویر کم و بیش ہمعصر زمانہ کے گروہ اور مناظر کی تصاویر موجودہ خیالی تصاویر جو تاریخی مناظر بتلاتی ہیں - یہ مانتے ہوئے بلکہ اس کا مطالعہ کرتے ہوئے کہ تاریخی شخصیتوں کی تصاویر بتلائی جائیں - ہم غلطی کرینگے اگر یہ توقع رکھیں کہ

ان میں کم عمر طلبہ کافی سے زیادہ دلچسپی لینگے۔ کیوں کہ ان میں فعل کا عنصر بالکل مفقود ہے تصاویر کا سب سے قابل تعریف سلسلہ جیسا کہ کلیرنڈن پریس نے شائع کیا ہے۔ اسکا پسند ہونا بھی قطعی نہیں ہے۔ اگر یہ ہمیشہ ممکن ہو کہ ہم اپنی جماعت کو نیشنل پورٹریٹ گیلری لیجاسکیں تو دوسری ہی بات ہو جائے لیکن چھپی ہوئی (Prints) یا فوٹو (Photogravures) سے بنائی ہوئی چھوٹے پیمانہ اور معمولی قسم کی تصاویر جن تک ہماری دسترس ہے۔ نقطہ آغاز کیلئے چاہے کتنی ہی مفید ہوں۔ ان کو دوسرے قسم کی تصاویر کی معاونت کی ضرورت ہے۔ اس کی دو مثالوں سے وضاحت ہوگی۔ ریڈ کی تصاویر تاریخ برطانیہ۔ دی مڈل ایجز۔ وسطی زمانہ کی پہلی پارلیمنٹ کی تصویر ہے۔ جو شاہ ایڈورڈ اول نے اپنی تاج پوشی کے بعد منعقد کی یہ ایک عام وضع کی تصویر ہے۔ کیوں کہ پارلیمنٹ کا منظر پیش کرنے کے علاوہ جس کو مدرسہ کا نقش کش بڑے پیمانہ پر بنا سکتا ہے اور جو قصہ گوئی اور توضیح کے کام آسکتا ہے اس میں ایڈورڈ کے ساتھ کم از کم ایک ایسا آدمی ہے جس نے اس کو بعد کے زمانہ میں مصروف رکھا۔ ایڈورڈ۔ اسکاٹلینڈ کے انکزینڈر سوم اور ویلز کے سیولین دوم کے بیچ میں بیٹھا ہوا ہے۔ دائیں اور بائیں یارک اور کنٹربری کے بڑے پادری ہیں اور گروہ کی تکمیل پادری جاگیردار۔ کلاہی ایبٹ۔ جج اور اون کے تھیلے کرتے ہیں وہ مدرس بہت ہی خشک ہوگا جو اس چھپی ہوئی تصویر کو ایڈورڈ کی ویلز و اس کاٹلینڈ کی لڑائیوں۔ اُن کی تجارت جاگیرداروں کے مراتب عہد جاریہ میں کلیسا کے اثرات کو نقطہ آغاز نہیں بنائیگا (یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ پارلیمنٹ میں کاروباری آدمیوں سے زیادہ پادری ہیں)

میکلس کی مشہور تصویر جس میں کیکسٹن اپنا چھاپہ خانہ ایڈورڈ چہارم کو دکھا رہا

ہے دوسرے قسم کی ہے - اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں خاندان کے افراد یکجا ملتے ہیں - ایڈورڈ درمیان میں ہے اور ملکہ اس کے راست جانب ہے - سامنے شہزادی ایلزبتھ (جو کہ بعد میں ہنری ٹیوڈر کی بیوی بنی) اور دو شہزادے ہیں - جو قلعہ میں قتل کرادئے گئے تھے - پیچھے بادشاہ اور کیکسٹن کے درمیان بدمزاج چچا - رچرڈ آف گلاسٹر ہے تاریخی اشخاص اس طرح پر جمع کردئے جائیں تو ہمیشہ ان میں انسیتی جز زیادہ نمایاں ہو جاتا ہے - ہاسبین کے ہنری ہشتم شہزادی میری اور مسخرہ - ول سومرس کی گروہی تصاویر رکھنا ہنری ہشتم اور میری کی اکیلی تصاویر سے بہتر ہے

جیسے ہی تصاویر مہیا ہو جائیں تو دوسرا کام ان پر مشقیں دینا ہے - کیونکہ طالبہ ایسے مواد کی زیادہ قدر نہیں کرتے جو کہ بلا استعمال پڑا رہے - جیسا کہ بتلایا جا چکا ہے کہ موزوں تصویر کو مدرسین اور جماعت کے ایک یا زیادہ ہوشیار افراد بہت کچھ بڑا کر لے سکتے ہیں - پوری جماعت کیونکہ اکثر طلبہ تھوڑی سے ترغیب سے نقش کشی کرنے لگتے ہیں - اسی تصویر کو بعض خصوصیات کم یا زیادہ کر کے مکرر کھینچ سکتے ہیں، یا کہ جماعت سے یہ کیا جا سکتا ہے کہ فعل کی دوسری منزل کھینچ کے بتلائیں یعنی اگر یہ مشہور تصویر "تم نے اپنے باپ کو آخری دفعہ کب دیکھا تھا" زیر بحث ہو تو بعد کا منظر یہ ہو سکتا ہے کہ لڑکے کے کمرہ سے چلے جانے کے بعد گول سر کے سپاہی میز کے اطراف باتیں کرنے میں مصروف ہیں - اہم بات یہ ہے کہ طالب علم کو تصاویر میں مشغول رکھا جائے جن سے متعلق اس نے واقعات کو متلازم کر لیا ہے -

کمرہ جماعت میں تاریخی نظموں کے استعمال کی ضرورت پر بہت کچھ کہا گیا ہے - اور اس قسم کی نظموں کے عمدہ منتخبات موجود ہیں حال ہی میں بے شک پروفیسر

سی - ایچ فرقہ نے نظموں کا قابل تعریف انتخاب شائع کیا ہے - جو انیسویں صدی کے تاریخی کارناموں سے متعلق ہے لیکن نظم کو اپنا سب سے بڑا ذریعہ تصور کرنے میں بہت سی مشکلات ہیں - ان میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ایسی نظموں کی فراہمی ممکن نہیں جو طالب علم کی منزل ترقی کے لئے موزوں ہوں - نظموں پر مشقین دینے میں بھی مشکل ہے یا کسی اور طرح پر کام میں لانا مشکل ہے بجز اس کے کہ ان کو پڑھایا جائے یا بعض اوقات یاد کر لیا جائے غالباً رزمیہ نظمیں (Ballad) سب سے زیادہ کار آمد ہے اور اس وجہ سے کہ مقابلتاً نیچی جماعتوں کے لئے آسان ہے کہ وہ اپنی تاریخ کے کسی عنوان پر نشاندادہ نمونہ کے مطابق خود رزمیہ نظمیں (Ballad) لکھیں اور وہ ایسی مشق سے لطف اندوز بھی ہوتے ہیں -

قطعی طور پر اتنی احتیاط بھی نہیں کی جا سکتی کہ ادب کے گھنٹہ میں تاریخ کے گھنٹہ کی نظم و ڈراما جب کہ وہ موزوں ہوں جماعت کو پڑھائے جائیں - مثلاً بی ارس بلاؤمن جدید صورت میں اور شیکسپیر کے انگریزی تاریخی ڈرامے - لیکن ہمارے مدارس میں تاریخ کیلئے اتنا کم وقت دیا جاتا ہے کہ تاریخ کے گھنٹہ میں اس قسم کا مطالعہ نہیں ہو سکتا ہم کو تو مختصر اور اشاریہ نظم تک اپنے کو محدود کرنا پڑیگا اور ہم اس کو نہایت قیمتی ضمنی امداد پائینگے

مواد اور طریقہ کی بحث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ ہر ایک طالب علم سے بلا امداد انفرادی کام لیا جائے اہم آلہ درسی کتاب ہوگی - ترجیحاً ایسی جس میں چند دستاویزات بھی ہوں یہ نہ میسر آئے تو ایک درسی اور ایک دستاویزاتی کتاب اور ایک چھوٹا سا کتب خانہ جس میں بڑی دستایزات کی کتابیں اور عام تاریخوں کا ذخیرہ - رسالے اور سوانح حیات ہوں جو زیر مطالعہ عہد کے لئے موزوں ہوں -

درسی کتاب واقعات کا مجموعہ ہوگی - اس کی غرض یہ ہے کہ مدرس کو بہت سے نوٹ جماعت میں لکھوانے کی زحمت سے بچائے اور طالب علم کیلئے اختصار کے ساتھ واقعات اور سنین کی ریڑھ کی ہڈی پیش کر دے جس کی جسامت تعلیمی منزل کے لحاظ سے ہوگی - اس کو خوب یاد کر لینا چاہئیے اور یہ اس لئے بھی زیادہ ضروری ہو جاتا ہے جب کہ تاریخ کے سبق کے حوالوں کو وسیع کرنے کی کوشش کی جاتی ہے - دستاویزی کتاب عمدہ تدریس کیلئے نہایت ضروری ہے - چوں کہ اس کا دائرہ محدود ہونا چاہئیے - اس میں ایسی دستاویزات ہونگی جن پر مشقیں دی جاسکتی ہیں - (ایسی دستاویزات جن میں مقامی رنگ ہو ان کو مدرس بڑے ذخیرہ میں سے فراہم کر لے گا) اور کیونکہ حال میں ان مشقوں کی نوعیت کے متعلق بہت کچھ کہا گیا ہے - ہم یہاں صرف اس قدر کہیں گے کہ لڑکوں کی نیچی جماعتوں کیلئے جماعتی کتب خانہ میں جو زمانہ حاضرہ کی دستاویزات کے موزوں انتخابات ہوں ان کو اسی طرح استعمال کرنا چاہئیے اور اسی مقصد کے لحاظ سے جیسے کہ طریقہ کی کتابیں جن کا اب ذکر کیا جائیگا - راقم حروف کی رائے میں چھوٹے سے کتب خانہ کی فراہمی اور اس کا استعمال جس میں مثل تجربہ خانہ جماعت کام کرے گی ایک نہایت ہی ضروری اور نہایت دلچسپ مسئلہ ہے - جس کا حل جدید مدرس تاریخ کو کرنا چاہئیے - اس میں شک نہیں کہ ہر مدرس اس کو اپنے طریقہ سے حل کرے گا اور مندرجہ ذیل توضیح صرف ایک ایسے طریقہ کی ہے جو کہ ایک حد تک اس جماعت میں کامیاب رہا جس کے لئے تجویز کیا گیا تھا -

طلبائے جماعت کی عمر (۱۵ - ۱۴) ہے - مضمون عہد ہنری ہشتم ہے - اور یہ کتابیں جماعتی کتب خانہ میں مل سکتی ہیں :—

انگلستان کی سیاسی تاریخ - از ایچ - اے - ال فشر (۱۴۸۵ - ۱۵۴۷):

اس عہد کا تفصیلی اور متوازن بیان۔

ہنری ہشتم۔ از اے۔ ایف پولارڈ: ایک لاجواب تاریخ بعض جگہ ایسی تفصیلی کہ اس عہد کی جیتی جاگتی تصویر پیش کر دیتی ہے۔

انگلستان کی عہدی تاریخ۔ از سی۔ آر۔ ال فیجر (۱۶۶۰۔۱۴۸۵) ساڑھے فی صدی مخصوص اور قابل مطالعہ مواد پیش کرتی ہے۔

ولزی۔ از کرائی ٹن: ایک عمدہ رسالہ۔

سر تھامس مور کا گھرانہ۔ از این منیننگ: یہ مارگریٹ مور کی ڈائری کے طور پر ہے۔ یہ لڑکوں سے زیادہ لڑکیوں کے لئے موزوں ہے۔ لیکن ایوری مین کے ایڈیشن میں مور کی مختصر سوانح حیات ہے جو روپر۔ مارگریٹ کے شوہر نے لکھی ہے۔

خیالی دنیا۔ از مور: (Utopia)

مصلحان آکسفورڈ۔ از سی۔ بوم: ایراسمس اور کولٹ کے بارے میں بہت مواد عمدگی سے پیش کیا ہے۔ (ایوری مین)۔

انگلستان میں کیتھولک گرجا کی مختصر تاریخ۔ از گاسکے۔

تاریخ انگلستان کا ملخص۔ از لنگارڈ: یہ دونوں کتابیں کیتھولک نقطہ نظر سے حالات بتاتی ہیں۔

سر تھامس مور۔ از ڈبلیو۔ ایچ۔ ہٹن: لڑکوں کے لئے آسان کتاب جس سے اقتباسات حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

تھاس کرامول۔ از جے۔ جے۔ ایلس: کرامول کے متعلق بہت سارے

دلچسپ واقعات مذہبی (Evangilical) نقطہ نظر سے پیش کرتا ہے۔ یہ بالکل یک طرفہ ہے۔ اور کراموں کو پادریوں کے لئے آفت بتلاتا ہے۔ جس کو خدا نے اسی غرض کے لئے مقرر فرمایا ہے۔

تاریخ انگلستان کی توضیح اصلی ماخذ سے۔ از این۔ ال۔ فریدز: (۱۶۰۳-۱۴۸۵) اس میں بہت سے کارآمد اقتباسات توضیح کے اغراض کے لئے ہیں۔ اس کی کئی جلدیں رکھنی چاہئیں۔

معاون تاریخ انگلستان۔ از یارنارڈ: سماجی زندگی کے لئے بہت کارآمد ہے۔

ڈریک اور ٹیوڈری بحری قوت۔ از کاربٹ: جلد اول میں ہنری کی بحری قوت کا مفید بیان ہے۔

تاریخی تصاویر۔ جلد اول (کلریڈن پریس)

تصاویر برطانوی تاریخ۔ از ریڈ (ٹیوڈر) (اے۔ اور سی بلیک)

چاہے کتابوں کی یہ فہرست لمبی چوڑی معلوم ہو لیکن ان میں سے چند لازمی مدرس کے پاس ہوں گی اور اس سے مستعار مل سکتی ہیں۔ چند مدرسہ کے کتب خانہ سے میقات کے لئے جماعتی کتب خانہ میں منتقل کی جاسکتی ہیں چند (یعنی جو ایوری مین کے سلسلہ میں ہیں) کی قیمت صرف ایک شلنگ تین پنس ہے اور باقی مستعملہ کم قیمت میں خریدی جاسکتی ہیں۔ بہرحال اخراجات پر غور کرتے وقت یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ جب تک کہ اس قسم کے آلات نہ فراہم کئے جائیں تاریخ انگلستان کی تدریس اتنی ہی مشکل ہے جتنی کے کیمیا کی تدریس بلا تجربہ خانہ ہوگی۔

آلات اپنی جگہ پر تیار ہوں تو ان کا معقول استعمال ہمارے غور کے لایق ہے ہمارا مقصد یہ ہے کہ جتنا ممکن ہوسکے لڑکوں سے معینہ مقصد کے ساتھ کتابوں کو پڑھوائیں مختلف بہانوں سے کتابیں جماعت میں گشت لگاتی رہینگی۔ اس کے اراکین کو ان کے مطالعہ کی ترغیب ہوگی۔ اس کے علاوہ تیاری کے لئے مختلف عنوانات دئے جائینگے اور مختلف اسباق کے لئے مواد مہیا کیا جائیگا۔

اگر ہم اس کا اضافہ کردیں کہ جماعت میں درسی کتاب معہ دستاویزات ہوگی تو ہمارے سامنے پورے آلات موجود ہیں۔ ہم اس سے کیا کرینگے؟ پہلا حل شدنی مسئلہ ترتیب ہے۔ ہمارا کام عہد کی تدریس کرنا ہے یعنی یہ دیکھنا کہ میقات کے اختتام پر جماعت قصہ کے باقاعدہ سلسلہ وار واقعات جانتی ہے۔ بہت کچھ تعلیمی لحاظ سے بتلانا ہوگا۔ پیش کردہ کی تشریح اور اکثر نظرثانی کرنی ہوگی بعض وقت باقاعدہ لکچر (یہ ضروری نہیں کہ پورے گھنٹہ کے لئے) دینا ہوگا اور اس کے نوٹ جماعت کو یاد کرنے ہوں گے لیکن اس روزمرہ کے کام کے ساتھ خود طلبہ کا تنقیدی اور تعمیری کام بھی ہونا چاہئیے یہاں بھی جیسا کہ اکثر تدریس میں ہوتا ہے ترتیب کا مسئلہ ہے۔ کام کا ایک حصہ کسی لڑکے یا لڑکوں کے مختصر گروہ کو دیا جاتا ہے کہ کسی مقررہ تاریخ یا اس سے قبل یا قریب تک پورا کردیا جائے تو اسباق کا سلسلہ اس کے لئے تیار رہتا ہے۔ کیوں کہ لڑکے جنھوں نے کسی خاص تاریخ کے لئے کام تیار کرلیا ہے۔ اگر انہیں اس کے استعمال کے لئے ٹھیرنا پڑے تو وہ بے ہمت ہونے اور بھولنے لگتے ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہئیے کہ دستاویزات پر مشقیں جو درسی کتاب میں ہوں وہ کسی ایک زمانہ حاضرہ کے انفرادی کام کے جزء کے بعد دیجائیں یا اس کی تیاری کرتے وقت اصلاح کرکے واپس کیا جائے۔ یہ ظاہر ہے کہ بہت کافی ترتیب کی تیاری ضروری ہوگی۔

پہلے ہم اپنی جماعت کو تین گروہوں میں تسلیم کرتے ہیں - سی ( C ) ذہین طلبہ - (Clever) ایم ( M ) معمولی طلبہ (Mediocre) ایس - ٹی ( S.T ) بیوقوف - (Stupid) ان میں سے ہم ایسوں کا پتہ لگائینگے جن کو نقشہ کشی ڈھالنے یا موسیقی کا مذاق ہے اگر ایسے طلبہ معمولی ( ایم ) اور بیوقوف ( یس - ٹی ) گروہوں میں پائے جائیں تو بہت کار آمد ہوگا -

پورے نصاب کے اسباق کی تفصیل کی ہمارے پاس گنجایش نہیں ہے - ہم مختصراً صرف یہ بتلاسکتے ہیں کہ ہر طرز کے طالب علم کے لیے کس قسم کا مواد مطالعہ کنندہ پر ترتیب کا کام چھوڑتے ہوئے دیا جاسکتا ہے - بہر صورت صرف ایک ہی ترتیب دونوں قسموں کے لئے موزوں نہ ہوگی -

مختلف جماعتوں کے طالب علموں کو کتابیں دو اور مطلوبہ کام بتلاؤ -

## برائے ذہین

مصلحان - از - سی بھام : مور از سی رو پر - یوٹوپیا از سی مور - تین معمولی طلبہ کے لئے مور از ہٹن جس میں یہ مواد دیکھیں (cc. 1, 2) ابتدائی زندگی (C. 4) سیاسی زندگی (C - 5) قتل -

ولزی - از سی کرائٹن :

کسی بیوقوف طالب علم کے سپرد تصاویر کی جائیں تاکہ حسب ضرورت ان کو لگوایا جائے - خطوط وقت کے لحاظ سے اصلاح کا بیان - ہووس لوتھر - حوالہ - فشر اور سی بھام -

کولیٹ اور ایرارنس کا بیان - سی بھام -

برائے معمولی

ہنری کے بابت مواد بحیثیت جہاز تیار کنندہ - ڈریک از کاربٹ کہانی اِن از برنارڈ -

برائے معمولی یا بیوقوف

لوتھر کی تصویر مجلس اسپائرس کے سامنے جو ابڈ کی کتاب تصاویر تاریخ برطانیہ میں کیٹرمول کی تیار کردہ ہے - اس کی تفصیل دینا اور یاد رکھنا -

ہنری بحیثیت موسیقی داں - اگر کوئی طالب علم استعداد رکھتا ہو تو اسے گروہ کی لغت موسیقی کا حوالہ دیا جائے - بہرصورت وہ ہنری بھجن بجا سکتا ہے یا جماعت اسے گا سکتی ہے -

برائے ذہین یا معمولی

ایلس کی کتاب سے گرامول کے حالات معلوم و یاد کرنا -

میری - ایلز بتھ، ایڈورڈ ہشتم کا بچپن - حوالہ نشر و فیچر -

برائے ذہین

لنگارڈ اور گیسکٹ کے خیالات طلاق کے متعلق اور ان کا مقابلہ فشر اور پورلارڈ کے خیالات سے -

جن مصنفوں کا حوالہ دیا گیا ہے اِن کے اختلاف بیان کے متعلق چند ہدایات دی جاتی ہیں اور تھوڑی سی رہبری کی جاتی ہے - جس سے طلبہ مواد نکال لیتے ہیں اور آخر کار اپنی بیاضوں میں درج کر لیتے ہیں -

گیسکٹ - اس میں ذرا شک نہیں کہ پاپائے روما وہی کرتا جو ہنری چاہتا تھا بشرطیکہ یہ اس سے اپنے ضمیر اور قانون الٰہی کے بموجب ممکن ہوتا۔

پولارڈ - ۱۱ - مئی ۱۵۳۲ء کو ولزی کے اپنا دربار شروع کرنے سے دو ماہ قبل ہنری کی بہن مارگریٹ ملکہ اس کاٹلینڈ کو رومانے طلاق کی منظوری دی اس نے اپنے شوہر اینگس سے "پیش معاہدہ" دعویٰ کیا جس کا کبھی ثبوت نہیں دیا گیا - اس کا بیان تھا کہ جسمیں چہارم فلاڈن کے بعد تین برس تک زندہ رہا - اور حیات میں تھا - جب کہ اس نے اینگس سے شادی کی -

۱۸ - ستمبر کو کاسال نے ہنری کو لکھا:- چند دن گذرے کہ پاپائے روما نے رازمیں یہ تجویز کی کہ آپ کو دو بیویوں کی اجازت ہوسکتی ہے - میں نے کہا کہ میں ایسی تجویز کی حامی نہیں بھر سکتا ہوں - کیوں کہ مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ آیا یہ آپ کے ضمیر کے لئے تشفی بخش ہوگا -

گیسکٹ - (خانقاہوں کا معائنہ) مشاہدین نے اپنے معائنہ میں اس کا پتہ لگالیا جس کے دیکھنے کی ان کو توقع تھی اور ان کی اطلاعات - کم از کم بادشاہ نے ایسا ہی عوام کو یقین دلایا ہے - نے ثابت کیا کہ بڑی خانقاہیں ٹھیک چلائی جارہی تھیں - لیکن جن کی آمدنی دوسو پونڈ سالانہ سے کم تھی وہ خرابات کا مرکز تھیں

ایلس - یہ بتلایا جاتا ہے کہ خانقاہوں کی تباہی میں بے ضرورت زبردستی کی گئی - یہ مشکل سے توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ لوگ جو پادریوں کے متعلق سیاہ سیج جانتے ہوں وہ ان کے احساسات کا زیادہ لحاظ کرینگے -

ایسی تدریس کے متعلق رائے زنی کی ضرورت نہیں ہے جو ایسے اقتباسات پر مشتمل

ہو - جو اس طرح ایک دوسرے سے اختلاف رکھیں - یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے کام کے جزکی کامیابی کا انحصار مدرس کی انتظامی قابلیت اس کی ذکاوت اور مضمون کے متعلق معلومات پر ہے کسی وقت بھی اس کو اپنی تجاویز مسترد کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے اگر کسی وجہ سے وہ کامیاب نہیں ہو رہی ہیں - کسی وقت بھی اس کو تجرباتی طریقہ کے بجائے روزمرہ کے معمولی کام کی سخت خوراک دینی پڑے گی - اس قسم کے نصاب کی تیاری میں ہمیشہ معمولی اسباق کی زیادہ تعداد کی گنجایش رکھنی چاہیئے جن میں درسی کتاب کی چھان بین ہو جاتی ہے یا جماعت کو نوٹ لکھوا دئے جاتے ہیں - سال کے ختم پر اس قسم کے لئے موقع یا وقت بھی ممکن ہے نہ ہو - تاہم راقم یہ کہنے کی جرأت کرتا ہے کہ اس قسم کا کام مدارس میں تمام تدریس کی بنیاد اور اس طرح اس کا حقیقی حیوی جز ہونا چاہیئے اور دوسرے روزمرہ کے عناصر جو بعض وقت اس کو مسدود کر دیں کم اہمیت رکھتے ہیں گو مدرسہ میں تدریسی حالات کے مدنظر ضروری ہوتے ہیں -

کم عمر طلبہ کے ساتھ بھی یہی طریقہ استعمال کیا جاسکتا ہے - صرف اس میں زیادہ سوچ اور احتیاط برتنی چاہیئے - آسان ماخذی کتابیں اور تاریخی ناول حوالہ کی کتابیں ہوں گی - اور انفرادًا طالب علموں کو تیار کریں گی - اور وہ جو مواد تیار کریں اس میں امداد کی ضرورت ہو گی لیکن اصول ایک ہی ہے اور ایک ذکی مدرس اپنے کام کی نوعیت کے لحاظ سے اس پر عمل کر سکتا ہے -

ب

از

یوجین لوئی هیلك بی ۔ اے ۔ ایف ۔ آر ۔ هسٹ ۔ ایس

طلبہ کو جو سیاسی خیالات بتلائے جاتے ہیں اس کے متعلق مدرسہ کی ذمہ داری کے قدیم مسئلہ کو جدید تدریس ماسکہ پر صاف لے آئی ہے ۔ جرمنی کا تجربہ بتلاتا ہے کہ قوم کو حکام کے خیال کے مطابق ڈھال لیا جاسکتا ہے لیکن یہ اسیوقت ممکن ہے جب مدرسین خوشی سے آلہ کار بن جائیں ۔ باشندوں کو ڈھالنے سے پہلے حکومت کو مدرسین ڈھالنے چاہئیے ۔ مدرسین کی ذاتی آراء ۔ تاریخ کی تدریس کے سیاسی اثرات کے بارے میں بہت اہمیت رکھتی ہیں ۔ زمانہ ماسبق میں اس مسئلہ سے پہلو تھی کی گئی ہے ۔ قدیم ( کلاسکل ) روایات نے ممکن کر دیا تھا کہ تاریخ کا بہت کچھ حصہ روما اور یونان کے زمانہ کیلئے وقف کر دیا جائے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سیاست کی تدریس کم و بیش ایک خیالی صورت اختیار کر لیتی تھی ۔ جدید آرا کو بہت عمدگی سے قدیم ( کلاسکل ) مماثل واقعات سے ذہن نشین کیا جاسکتا ہے ۔ یہی اصول انگلستان کی تاریخ کی تدریس پر منطبق ہوتا ہے ۔ جب تک کہ زمانہ کافی قدیم ہوتا تھا یہ فرض کر لیا جاتا تھا کہ مدرس کی ذاتی رائے سے کوئی خدشہ نہیں ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ اس کے خیالات بے اثر کئے نہیں رہ سکتے تھے ۔ وہ لازمی طور پر گزشتہ واقعات کے استحضار کو ایک رنگ دیدیتے تھے اور طلبہ پر یہ اثر کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مسائل حاضرہ کو کس نقطہ نظر سے دیکھا جائے ۔

دور اندیشی ہیں یا یہ کہئے کہ بہت میں کمی کی وجہ سے ہم تاریخ اور سیاسیات میں فرق بتلانے کی کوشش کر کے اپنی تشفی کر لیتے تھے - یہ فرض کر لیا جاتا تھا کہ اگر ہم زمانہ حاضرہ کی تاریخ حذف کر دیں اور اس دور کو بھی جو اس سے پہلے ہو تو حقیقی تاریخ اور سیاسیات میں کافی حد بندی کر دیگئی ہے - اس طرح تاریخ کی تدریس میں ایک منزل تھی جب کہ ہمارے طلبہ کو اپنے دور سے قبل کے حالات کے متعلق کوئی تعلیم نہیں دیجاتی تھی - ماہرین نفسیات کہتے ہیں کہ حال ہمارے تجربات کے سلسلوں میں تاریک ترین لمحہ ہے - اور ہماری تاریخ کی تدریس بھی اسی بات کو صحیح ثابت کر رہی تھی کہ ہمارے طلبہ ہمارے طریقوں ہی کے باعث ان واقعات کے علم سے ناواقف رکھے جاتے تھے جو کہ ان کے اردلرد کے واقعات کی تشریح کرتے ہیں - کچھ عرصہ کے لئے سنہ ۱۸۱۵ ع کے بعد تاریخ مدرسہ کے طالب علم کے واسطے سادھا کاغذ ہو گئی تھی - تعلیم استقلال کے ساتھ آگے بڑھ رہی تھی حتیٰ کہ اس میں عہد وکٹوریہ کا ابتدائی حصہ شامل ہو گیا - لیکن یہ جدید تدریس کے لئے رہ گیا تھا کہ وہ یہ تجویز کرے کہ تاریخ کے نصاب کی ابتدائی منزلوں میں جو کچھ مدرسہ میں پڑھایا جائے وہ سب زمانہ ہمعصر کی تاریخ کا نچوڑ ہو -

یہ درحقیقت - یکطرفہ تدریس کے مسئلہ کو نازک صورت میں پیش کرتا ہے - یہ کہا جاتا ہے کہ زمانہ حاضرہ کی تعلیم ایک نہ ایک کی طرف داری کئے بغیر ممکن نہیں ہے - لیکن یہ بات قدیم وسطی تاریخ ہے - صرف فرق یہ ہے کہ ہمعصر زمانہ سے بحث کرتے ہوئے ہم کو اپنا مطلب صاف ظاہر کر دینا پڑتا ہے - اس کے برخلاف قدیم مسائل کی بحث کی تدریس ہم ایسے علامات سے ظاہر کرتے ہیں کہ ہمارے طلبہ آسانی سے سمجھ سکتے ہیں - بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس مشکل کو مدرسین غیر جانب دارانہ طرز اختیار

کر کے حل کر سکتے ہیں - جس کی نوعیت درحقیقت ایک قسم کی تاریخی کوپر ٹمپلزم (Cowper-Templeism) کی سی ہو - اس میں شک نہیں کہ مذہب کے مقابلہ میں تاریخ میں منصفانہ طرز اختیار کرنا آسان ہے - لیکن اکثر مدرسین کو زنجیروں میں رقص کرنے کے خیال سے نفرت ہوتی ہے یا بہترین صورت یہ ہوتی ہے کہ موافق اور مخالف مواد کے جھولے کا خشک کھیل کھیلیں ہمارے جدید مدرسین میں سے ایک ڈاکٹر ایف - ایچ - ہیورڈ یہ تجویز کرتے ہیں کہ ایسے تمام بحث طلب معاملات میں ہر مدرس کو ایک طرفہ نقطہ نظر سے پڑھانے دیا جائے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ وہ دونوں پہلو پیش کرنے پر مجبور کیا جائے - خصوصاً طلبہ کو مخالف پہلو کی طرف متوجہ کرے جو اس کے بہترین مؤید نے پیش کیا ہے ان کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ سیاسی انتہا پسند اشخاص کو مدارس میں جانے کا حق معقول حالات میں اس شرط سے ہونا چاہیئے کہ وہ مخالفین کی بحث سے بھی طلبہ کو مطلع کریں گے -

جو شیلے عملی مدرس میں ان غیر معین تجاویز سے نفرت پیدا ہوتی ہے وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے کو بے انصافی کے جھنجٹ میں ڈالے بغیر اپنا کام کرنا چاہتا ہے - لیکن جو کچھ بھی ہو عادلانہ رجحان دماغ تدریس کے ناموافق نہیں ہے - اور نہ جوش کے غیر مطابق ہے جب کہ واقعات اس کو ضروری کر دیں - ہر حالت میں ایک غیر جانبدارانہ طرز ہر اس مدرس کو اختیار کرنا چاہیئے جو ایمانداری کے ساتھ ان پیچیدہ مسائل کو طے کرنا چاہتا ہے جو لازماً تازہ واقعات اور حالیہ تاریخ کے ضمن میں پیدا ہونگے -

متنازع مضامین سے بحث کرنے کے بہترین طریقہ کے متعلق چند تجاویز کی جاسکتی ہیں - سنہ ۱۸۶۹ ع میں مجلس امراء سے سخت جھگڑے کے بعد گلاڈسٹون

ے ایرستان کی گرجاکی مسدودی کا قانون بنا دیا تقریباً پچاس برس سے مسدودی ایک امر واقعہ تھی - کیتھولک لگان دینے والوں کی شکایت رفع ہو چکی تھی لیکن یہ کون کہہ سکتا ہے کہ ہر شخص مطمئن ہے - ایک قدامت پسند مدرس جس نے حال ہی میں ویلز کے گرجاکے قانون کے مباحث پڑھے ہیں - یقینی سنہ ۶۹-۱۸۶۸ ع کے واقعات بدترین بے انصافی کا نمونہ خیال کرے گا کیا ہم اسپر بھروسہ کر سکتے ہیں کہ وہ آزاد پسندوں کا نقطہ نظر انصاف کے ساتھ پیش کریگا؟

سنہ ۱۸۷۸ ع میں ارل آف بیکنز فیلڈ نے لڑائی کی دھمکی سے اوس کو صلح نامہ سان اسٹیفانو کی ترمیم کے لئے اس طرح پر مجبور کیا کہ سلطنت عثمانیہ کو حسب منشا عمل کا موقع ہاتھ آگیا - انگلستان کے لئے "عظیم بلغاریہ" کا خدشہ کہا جاتا ہے کہ حقیقت میں نہیں بلکہ دکھاوے کے لئے تھا - لیکن اس وقت بیکنز فیلڈ کی حکومت ترکوں کی تائید میں مداخلت کو گلاڈاسٹون اور جدت پسندوں نے بدکاری ٹھیراکر بدنام کیا؟

سنہ ۱۸۸۱ ع میں گلاڈاسٹون بوروں کو خود اختیاری حکومت دینے کی تیاری کر رہا تھا - تاخیر کی تاب نہ لاکر انہوں نے ہتیار سنبھالے اور مجوبا پر ایک جھڑپ میں جنگی کامیابی حاصل کی - قدامت پسندوں کا اصرار تھا کہ اس طرح جو خون بہایا گیا ہے اس کا بدلہ لیا جائے - جدت پسندوں کی رائے تھی کہ اس افسوسناک واقعہ کو درگذر کرنا چاہئے - کیا کوئی مدرس دونوں فریقوں کے نقاط خیال کو پیش کر سکیگا؟

اس قسم کے حالات میں ہم ایک صاف سیدھے اور قطعی طریقہ کے استعمال کی تجویز کر سکتے ہیں - مدرس پہلے ان واقعات کو لیگا جو بحث سے بالاتر ہیں اور ان سے جماعت میں حسب معمول بحث کریگا - تب کسی حکم یا پالیسی کے دوران میں جس پر

عمل کیا گیا ہے وہ مخالف کا نقطہ نظر ظاہر کریگا - آخریں وہ حکومت کا نقطہ نظر ظاہر کریگا جو کہ اس کی ذمہ دار تھی - ایسے حکم یا پالیسی کے متعلق جو نامنظور کر دیگئی ہو یا عملاً ناکامیاب رہی ہو تو وہ پہلے تو اس کے موافق اور آخریں اس کے خلاف رائے ظاہر کریگا اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اس فریق کو تھوڑا بہت فائدہ رہتا ہے جو کسی مباحثہ میں آخری جواب دے سکے مدرس کو چاہیئے کہ قدامت پسند یا جدت پسند جو فریق بھی اپنی پالیسی میں کامیاب رہا ہے اس کو آخری جواب کا فائدہ دے - اس طریقہ پر متواتر عمل کرنے سے ناگوار خاطر تفریق نہیں کرنی پڑے گی اور تدریس کو قرین انصاف سمجھا جائیگا - مثال کے طور جنگ بوربابت سنہ ۱۸۸۱ ع کو لیجئے - جماعت میں مندرجہ ذیل واقعات تفصیل سے بتلائے جاتے ہیں اور ان پر بحث کیجاتی ہے :—

ٹرانسوال کا الحاق ، بوروں کی بے چینی ، بوروں کے نقطہ نظر سے انگریزوں کے جدت پسند فریق کی ہمدردی - گلاڈاسٹون کا اصلاح کے لئے وعدہ سنہ ۱۸۸۰ ع کے انتخابات اور جدت پسند فریق کی کامیابی فوری اصلاح کیلئے بوروں کی توقعات تاخیر اور دوسرے کام جو بوروں کے ساتھ رعایت کرنے میں مانع ہوے - بوروں کی بغاوت ، فوجوں کا مقابلہ ، مجوبا پہاڑ ، بوروں کی دو جمہوریتوں کی آزادی کا اعتراف ، یہ تمام واقعات بحث سے بالاتر ہیں - اس کے بعد ہم مخالف کا نقطہ نظر لیتے ہیں :—

مجوبا کے بعد جنگ جاری رکھنے کی تجویز جس پر عمل نہیں ہوا (احتیاط سے یہ بتلانا چاہیئے کہ یہ قدامت پسندوں کا نقطہ نظر تھا) - آزادی منظور کرنے کے نقصان - انگریزوں کی حکومت کے فوائد - بغاوت کرکے بوروں کا رعایت کے لئے اپنے حقوق کا تلف کرنا

جنگ سے مضر اثرات، محبو باکی بے عزتی، اس موقع پر رعایت سے انگریزوں کی کمزوری کا مغالطہ، آخر میں ہم حکومت کا نقطہ نظر لینگے - بوروں کی خود اختیاری حکومت پر پورا بھروسہ - کئی برس کے وعدے محبو باپر نقصانات کی کم اہمیت - معافی کی ضرورت، بوروں کی سرکشی فریق ثانی کی زیادتیوں کے باعث قابل معافی، سلطنت میں محفوظ قوت کا تحفظ جو آئندہ جھگڑوں میں کام آسکیگا - وغیرہ وغیرہ، اس پر یہ بھی یہ بہت ہی آسان ہوگا کہ جماعت کو جو بھی یادداشتیں یا خلاصے لکھوائے جائیں ان میں تعصب کو نہ آنے دیا جائے -

## تاریخ کی تدریس میں ڈرامائی عنصر

تاریخی ناول جس کو تاریخ کا جدید مدرس اہم جگہ دیتا ہے - اس میں یہ صفت ہے کہ وہ سیرت کو عمل میں پیش کرتی ہے - اس کے علاوہ مصنف کو وہ اس قابل کرتی ہے کہ ڈرامائی عناصر کا انتخاب کرے اور اس طرح واقعات کی غیر اہم تفصیل کو خارج کر کے بلا توجہ حاصل کرے اور دوسری تفصیل کو داخل کرے - جو درحقیقت بہت کم اہمیت رکھتی ہے - لیکن جمالیاتی اثر کو دوبالا کرتی ہے - اب یہاں تاریخ کی تدریس میں تفصیل کی صحت کا حجت طلب مسئلہ پیدا ہوتا ہے - جدید تدریس بالتصویر توضیحات کو زیادہ پسند کرتی ہے - لیکن سخت مدرسین توضیحات کی تاریخی صحت کے بارے میں بہت ہی بلند معیار اختیار کرتے ہیں - وہ ہمعصر زمانہ کی تصویر کو جدید مصور کے کمال پر ترجیح دیتے ہیں یہ طرز اس سرد مہری کی صراحت کرتا ہے جو تاریخ کے ماہرین نے سینمو موٹوگراف بحیثیت توضیح کنندہ درس تاریخ کے بارے میں ظاہر کیا ہے - وہ شکایت کرتے ہیں کہ لباس اور پسین مناظر تقریباً ہمیشہ ناقابل امتیاز بلکہ اکثر نمایاں طور پر غیر صحیح ہوتے ہیں - جدید تدریس کو اس میں شک ہے - ترقی پذیر مدرسین کی دو قسمیں ہیں :—

مورخین کو جو اپنے مضمون کو بحیثیت سائنس تصور کرتے ہیں - اور فن رس یا صناع جو اس کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ وہ بھی ایک لحاظ سے فنون لطیفہ میں سے ایک ہے - مسٹر جی ایم ٹرویلین نے اپنی کتاب کلیو دیوتی میں جمالیاتی پہلو بہت قوت کے ساتھ پیش کیا ہے اور مدرسین میں اسکے بہت سارے پیرو ہیں - تاہم سائنسی فریق اپنی ضد پر قائم ہے اور اس درجہ کی آزادی دینے سے ناراض ہے جو کہ ان کے زندہ دل ساتھی چاہتے ہیں - لیکن تمام مضامین کی جدید تدریس کی جدید خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ گو انسیتی علوم میں سائنسی طرز کو خوش آمدید کہا جاتا ہے - مگر ساتھ ہی یہ توقع کی جاتی ہے کہ سائنسی علوم انسیتی بو خو حاصل کر لینگے - تاریخ میں سخت اصطلاحی صحت کی گنجایش ہے لیکن آزاد اور فراخدل استحضار کی بھی گنجایش ہے جو کہ تفصیل کی لفظ بہ لفظ صحت پر بھروسہ کئے بغیر صحیح تاثرات پیش کرتا ہے - اسکاٹ مشہور تاریخی ناول نویس اسٹیپ (مشہور مورخ) دونوں کی گنجایش ہے - اسٹان لے لیمن جو ہمارے تاریخی افسانہ نویسوں میں بہت محتاط ہے - یہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ عموماً اپنے افراد کے لئے لباس ایجاد کرتا ہے اسکاٹ بھی اہم غلطیاں کر جاتا ہے گو میں امریکہ کے ناول نویس فرینک نارس کے اس بیان کی تصدیق نہیں کر سکتا کہ سروالٹر (اسکاٹ) رئیون ہو کے تذکروں میں ایکھز ارسال کی غلطی کرتا ہے - تاہم اسٹانلے لیمن اور سروالٹر اسکاٹ دونوں ایسا مواد فراہم کرتے ہیں جو کہ کوئی بھی تاریخ کا مدرس نظر انداز نہیں کر سکتا - تاریخ کے تخیل کی تربیت کے لئے جو ضروری چیز ہے وہ گذشتہ زمانہ کو "مربوط کل" بنانیکی قوت کی ترقی ہے - اگر تاریخی شخصیتیں جیتی جاگتی ہو جائیں چلتیں پھرتیں اور اپنی ہستی ایسی دنیا میں رہنے دیں جو متضاد امور سے آزاد ہو تو مقاصد تاریخ کی تکمیل ہو جاتی ہے جاکے کوٹ کی کاٹ چھانٹ یا سایہ (Kirtle) کی لمبائی غلط بتلائی گئی ہو - بیشک تاریخ کی

تدریس میں صحت کے لئے مبالغہ آمیز کوشش کی جاتی ہے جو قدرتی ہے لیکن بہت قابل اعتراض مدرسین بالخصوص طلبہ ایسے جوابات کے خواہشمند ہوتے ہیں جو کہ قطعی غلط یا صحیح ہوں۔ چنانچہ درسی کتابیں واقعات کو اس قطعیت سے پیش کرتی ہیں جو کہ ایک سنجیدہ طالب علم تاریخ کے لئے تعجب خیز ہے۔

جس کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ صرف ایسی باتیں جن سے کوئی نتیجہ نکلتا ہے اہم تصور کی جائیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جن کا گذشتہ سے تعلق ہے اور جو بعد میں آنیوالی باتوں کو متاثر کرتی ہیں کسی اور کے مقابلہ میں بہت زیادہ اسبارے میں فرق ہے جس کو سکون اور محرک علم کہہ سکتے ہیں۔ وہ طالب علم جو اپنی کتاب سے واقعات یاد کرتا ہے اور ان کو دوہراتا ہے سکونی طریقہ پر کام کر رہا ہے۔ لیکن وہ طالب علم جو فراہم کردہ مواد کو جیتی جاگتی تصویریں بدل دیتا ہے محرک کام کر رہا ہے۔ انجذابی منزل پر تاریخ کا مطالعہ یا تاریخی واقعات کی سینو موٹوگرافی تصویریں زیادہ تر تعمیری اظہار کا ایک عمل ہے ممکن ہے دماغ کو خارجی مہیج سے مدد ملے لیکن فعلیت کو داخل ہونا چاہیئے۔ سروالٹر جو اپنے ایسٹس فورڈ کے دارالمطالعہ میں ناولیں لکھ رہے تھے پرانے زمانہ کی ہر قسم کی پرانی چیزوں سے گھرے رہتے تھے۔ اگر وہ صرف انہیں کا تذکرہ کرتے جو وہ کاغذ سے نظر ہٹانے کے بعد دیکھتے تب ان کا کام سکونی ہوتا۔ واقعہ یہ تھا کہ انہوں نے جو کچھ دیکھا اس کی شرح کی اور امداد کے اجزاء میں روح پھونک دی۔ قلعہ ٹارکل اسٹون کی کھڑکی میں ایبیکا نے تاریخی مطالعہ کا سکونی عمل کیا ہے لیکن زخمی رئیسون ہونے محرکات فراہم کئے ہیں۔

ایک اور صورت ہے جس میں ڈرامائی عناصر تاریخ کی تدریس میں تشویش ناک اثر ڈالتے ہیں کچھ سچائی کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ عام قاعدہ یہ ہے کہ جس

قدر زیادہ سطحی دلچسپی تاریخی مواد سے پیدا ہو جائیگی - وہ مواد اسی قدر کمتر اہمیت کا پایا جائیگا - اس کی توضیح کے لئے یہ یاد رکھنا کافی ہے کہ تاریخ کے وہ حصے جو ہمارے طالب علموں کو بہت زیادہ پسند آتے ہیں وہی ہیں جو بلا تفریق مشاہیر کی زندگی - جنگ اور رسم و رواج کی تفصیل بتلاتے ہیں - اوسط درجہ کی جماعت چارلس اول، کرامویل، چیتھم اور نلسن کی ذاتی خصوصیات میں بے انتہا دلچسپی لیگئی ہے اور ذرا بھی خواہش ایسے سوالات کے لئے جیسے ان کے قوم پر اثر یا ان کے احکام و افعال کے سیاسی نتائج ظاہر نہیں کریگی - مقابلتاً ایجنکورٹ کی کم اہم لڑائی ہمیشہ وانڈی واش جیسی اہم لڑائی سے زیادہ یاد رہتی ہے یہ صرف اس وجہ سے کہ ہماری تاریخ کی کتب عموماً ایک کی جوش دلانے والی تفصیل دیتی ہیں اور دوسری کو چند خشک جملوں میں ختم کر دیتی ہیں - زمانہ وسطیٰ کے عادات اور سامان بزم یاد رکھتے ہیں جب کہ طریقہ گلڈ اور کیوریا ریجس بھولے ہوئے معلومات میں شامل ہو جاتے ہیں - طالب علم یہ واقعہ یاد دلاتے ہیں کہ این بولین کے ایک ہاتھ میں چھ انگلیاں تھیں جب کہ وہ یہ بھول چکے ہوتے ہیں کہ اس کا مذہبی طرز عمل کیا تھا - یا اس کی لڑکی کا کیا نام تھا - وہ ہنری ششم کے "فورسوتھ اینڈ فورسوتھ" کے اقتباسات سنا سکینگے جب کہ ناوٹن بامارنٹ کی اہمیت بتلانا ممکن نہ ہوگا - وہ یہ جانتے ہونگے کہ نپولین ناس لیتا اور اپنے چاقو سے فرنیچر خراب کرتا تھا جب کہ شہنشاہ کی پالیسی کے متعلق کچھ بھی معلوم نہ ہوگا -

ادنیٰ باتوں میں دلچسپی پر ملامت نہ کرنی چاہیئے - دراصل - یہ بالکل فطرتی ہے کہ بچوں کا دماغ ایسی چیزوں کی طرف زیادہ کھنچے جو وہ جلدی سے اپنے تصور میں لاسکتا ہے اور آسانی سے سمجھ سکتا ہے بہ نسبت ان وسیع تر اور غیر مادی خیالات کے جو زیادہ

پختہ دماغ کے لئے کشش رکھتے ہیں - تاہم اس ، واقعہ کے لحاظ سے یہ بخوبی واضح ہونا چاہیئے کہ ہم کو جس قدر بھی ہو سکے اس تفصیل کی چھوٹی چھوٹی باتوں اور رنگیلے پن کی خواہش کا ممکنہ استعمال کرنا چاہیئے گو ہمیشہ کی طرح - تاریخ کے مدرسین کو مٹھائی کی رشوت دے کر اپنے مضمون کو مقبول بنانے کی کوشش سے خبردار رہنا چاہیئے - اور گو تاریخ کے حقیقی اہم واقعات کی ستائش ربرابر اسباق کا انحصار رہنا چاہیئے ہمارے مضمون کی تدریس میں تاریخ کے ڈرامائی اور تماشائی پہلوؤں کو خوب کام میں لانا - خصوصاً مدرسہ کی نیچی جماعتوں میں بہت فائدہ مند ہوگا -

## ڈراما کرنا

مدرسہ کے ڈرامہ کے ذریعہ تدریس کوئی نئی تدبیر نہیں ہے لیکن طریقہ ہائے تعلیم کے بغور تنقید کنندہ اس سے انکار نہیں کرینگے کہ ڈرامائی طریقہ کا احیاء جدید تدریس کی خصوصیت ہے - مسٹر ایڈمنڈ یومس کا "ایگریا" مسز ہسپریٹ فن لے جان سن - نہ صرف ان کے مدرسہ بمقام میٹن کے طریقہ تقسیم کا نمونہ ہے بلکہ اس میں ڈرامائی طریقہ تدریس کی توضیح کی گئی ہے - مسٹر ایچ کاڈول کک نے اپنی کتاب کھیل کے طریقہ (Play Way) میں اس سے بہتر اور شگفتہ استحضار کیا ہے گو تاریخ ہی کی پابندی نہیں ہے مدرسہ کے ڈراماؤں کے ذریعہ تدریس اس مضمون میں بہترین ثابت ہوتی ہے - فطرتاً یہ جونیر جماعتوں کے لئے زیادہ موزوں ہے کیوں کہ اس منزل پر طالب علم خود شعوری کے زمانہ کو نہیں پہونچتے ہیں - لیکن بالاتر جماعتوں کے لئے بھی لباس پہننے اور سوانگ بھرنے میں بعض دفعہ دلچسپی ہوتی ہے حالانکہ بوڑھوں کی بات رکھنے کی خاطر کھیل لاطینی یا یونانی میں کرنا پڑتا ہے

گوڈرا ما سے جدید تدریس کی روش ظاہر ہوتی ہے لیکن بحالتہ موجودہ تدریس تاریخ میں اس کا بہت کم استعمال ہوتا ہے - ممکن ہے یہ زیادہ تر اس وجہ سے ہو کہ تاریخی حیثیت کے مدرسہ کے لائق ڈرامے کافی دستیاب نہیں ہوتے - لیکن واقعہ ہے کہ طبع شدہ اور شائع شدہ کھیل علمی کاموں کے لئے زیادہ مفید نہیں ہوتے - ایسا کھیل جو موقع کے لئے تیار کیا گیا ہو جس کو ہم فی البدیہ کھیل کہہ سکتے ہیں - مدرسہ میں نہایت کامیاب ہوتا ہے - اگر کسی ممکنہ کھیل کی تجویز کی جائے اس پر بحث ہو اور اس کو سبقوں میں تقسیم کر لیا جائے - اس کے خلاصہ کا خاکہ پھر اس کی تفصیل کر کے لکھا جائے - یاد کیا جائے اور سوانگ بھرا جائے تو اس کا نتیجہ بہ نسبت تیار شدہ کھیل کے بہت بہتر ہوتا ہے - جس کے ایک درجن نسخے خرید کر جماعت کے ہاتھ میں دیدئے جائیں - اگر طلبہ ہی سے کھیل کی تفصیل کرائی جائے تو اتنا ہی اچھا ہے اور جس قدر بھی طلبہ سین کی تجاویز کریں - افراد کی سیرت کا خاکہ کھینچیں مناظر بتائیں اور بول چال لکھیں اتنے ہی نتائج اچھے ہوں گے -

نمونے کے سبقوں کا لکھنا - کپڑوں کا تیار کرنا اور "کام کاج" بتلانے کے لئے موزوں طرز طریقے اور رسم و رواج بتلانا - جماعت کی اچھی مشق کے لئے مواد ہو سکتے ہیں مدرس اور طالب علم کی قابلانہ امداد باہمی سے کوئی شئے تیار کر کے مشق کے لئے پیش کی جائے تو یہ دیکھا جائے گا کہ طلبہ میں اداکاری میں حقیقی حصہ لینے کے لئے سخت مقابلہ ہونے لگتا ہے

جب کسی مدرسہ کا تاریخی کھیل تیار کیا جاتا ہے اور پیش کیا جاتا ہے تو عموماً یہ نہ صرف ضروری بلکہ مناسب بھی ہوگا کہ مشق مدرسہ کے اوقات کے بعد کی جائے - اور تجربہ یہ بتلا دیگا کہ کھیل کے وقت کا ایثار مشقی اوقات میں اچھی اور مسلسل

حاضری کے مانع نہ ہوگا۔ بشرطیکہ ان کو جوش سے اور ہنسی خوشی کیا جائے۔ جب کوئی کھیل پیشکشی کے لئے تیار ہو تو سامان اور کپڑوں کی تیاری کے لئے کام کرنے کا موقع نکل آتا ہے۔ جس کو کم و بیش آسانی سے موقتی رنگ دیا جاسکتا ہے اور ضروریات کے باعث نقش کشی اور نجاری میں ارتباط کا اکثر موقع مل جاتا ہے

مدرس کے وقت پر حملہ معہ زائد کام کے جو اس قسم کے کھیل کی تیاری سے علٰحدہ نہیں ہوسکتا۔ غالباً ایک میقات میں ایک یا دو سے زیادہ کھیل نہیں ہونے دیگا۔ درحقیقت مدرس اپنے کو غالباً خوش قسمت خیال کرے گا اگر وہ اس طرح کا ایک کھیل ہر میقات میں تیار کرلے۔ اگر صرف ایک ہی تاریخی کھیل ایک سال کے دوران میں پیش کیا جائے تو یہ معلوم ہوگا کہ طلبہ میں تاریخ سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے بہت کچھ کیا گیا ہے جن کو کتابی کام اور مشقوں سے کوئی دلچسپی نہ تھی ڈراما کرنے سے خاص واقعات جن کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے بابت معلومات یاد رکھنے ہی میں مدد نہیں ملتی بلکہ وہ ماضی میں زیادہ دلچسپی پیدا ہوجاتی ہے جو اس مضمون کی تدریس میں بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے

بعض حالات میں تاریخی کھیلوں کی جگہ علٰحدہ علٰحدہ تاریخی سین کئے جاتے ہیں یہ عموماً چھوٹے بچے کرتے ہیں۔ اور نیچی جماعتوں میں اور ابتدائی مدارس میں معاشرتی اور سوانحاتی عنوانات کی توضیح کے لئے جن کے بارے میں جماعت میں پڑھائی ہورہی ہے فی البدیہہ مکالموں کو رواج دینے کی عمدہ ترکیب ہے۔ ایسے مضامین جیسے سینٹ آگسٹن کی آئیھلیرٹ کو تلقین۔ کیارکٹیکس کا رومان میں بحیثیت قیدی آنا ہیرلڈ کا حلف اٹھانا بیکٹ اور اس کے سرداروں میں قتل سے پہلے جھگڑا۔ شیر دل بادشاہ کے مرنے کا منظر۔ لیموجس پر بلیک پرنس ہر ایک چھوٹے سے سین کا کام

دے سکے ہیں جن کا دوران چند منٹ سے زیادہ نہ ہو

ان مکالموں اور کھیلوں میں گفتگو کے متعلق یہ ظاہر ہے کہ ہم کو اصلی تاریخی صداقت سے بہت زیادہ لریز کرنا پڑے گا۔ کیوں کہ ہم نہ تو زبان ہی کی نمائندگی کر سکتے ہیں اور نہ تلفظ کی۔ اور نہ ان اشخاص کے حقیقی الفاظ کی۔ بہر حال ہمارا مطلب پورا ہو جائیگا۔ اگر ہم اہم تاریخی واقعات کو نمایاں کرنے میں کامیاب ہو جائیں اور اپنے طالب علموں کے دماغوں پر زیر بحث واقعات کا دیرپا اثر قائم کر دیں۔ حوالہ اور گفتگو میں علانیہ تضاد سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ متروک الفاظ اور محاورے اثر پیدا کرنے کے لئے لانا چاہیئے تو مکالمے کا زیادہ تر حصہ لازماً جدید انگلستان کی زبان میں ہونا چاہیئے۔ اس میں کوئی خامی بھی نہیں ہے کیوں کہ ہم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ گفتگو کے قدیم طریقے۔ محاورے اور تلفظ ہمارے اجداد کے لئے اتنے ہی قدرتی اور عام تھے جیسے کہ جدید انگریزی آجکل ہمارے لئے ہے۔

تاریخی کھیلوں کی کامیابی کے لئے موثر ذریعہ یہ ہے کہ نمایاں سوانگیوں کو ایسی کتابیں بتلائی جائیں جن میں ان کی حقیقی تاریخی حیثیت کے متعلق مواد مل سکے اس سے جماعت اور مدرسہ کے کتب خانہ کے عمدہ استعمال کے لئے ترغیب ہوتی ہے جس کے لئے ڈاکٹر کننگ اتنا زیادہ زور دیتے ہیں۔ تجربہ بتلاتا ہے کہ کم عمر سوانگیوں کو حوالہ دیکھنے کے لئے آمادہ کرنا یا اپنی اداکاری میں مستند خصوصیات یا مشاہدات کے رواج کے لئے تیار کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ ان کھیلوں کی کامیابی یا ناکامیابی کا انحصار زیادہ تر ڈراما کے معاملہ میں مدرس کی قابلیت پر ہے۔ اگر اس خصوص میں اس میں کوئی استعداد نہیں ہے تو غالباً یہ زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ ڈرامائی کام کرنے کی طرف توجہ ہی نہ کرے۔ یا کم از کم اس قسم کے

تجربات کو بہت ہی محدود رکھے - غالباً کسی اور وجہ سے زیادہ ڈرامائی شخصیت کے لئے شوق کی کمی اوسط درجہ کے انگریز مدرس کو جدید تدریس کے علم بذریعہ عمل کے اصول کو استعمال کرنے سے پیچھے رکھتی ہے - دوسری طرف ایک سیدھے سادے کھیل کی پیشکشی کم سن افراد کو بہت سی مصروفیات کا موقع دیتی ہے جن میں حقیقی ڈرامائی ہیجان بھی نہیں ہوتا لیکن وہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس میں شامل رہنا پسند کرتے ہیں - فنی اسٹیج پر جو کام 'بالاتر' کرتے ہیں اس سے ان لڑکوں کو جن میں دم خم تو ہے لیکن تاریخ کے لئے استعداد نہیں ہے - ایسا ہی کام کا موقع مل جاتا ہے جس کی ان کو ضرورت ہوتی ہے -

## ارتباط

جدید تدریس کی پر اثر خصوصیات میں سے ایک اس کے خلاف بغاوت ہے جس کو 'آب بند طریقہ' کہنے کا رواج پڑ گیا ہے - ترقی پذیر مدرسین محسوس کرتے ہیں کہ نصاب کے مضامین میں تقسیم کم و بیش ایک اسمی انتظام مدرسہ کی عملی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہے - اور مضامین کو آپس میں سختی سے علٰحدہ علٰحدہ نہ کرنا چاہیئے - اس بغاوت نے یہ صورت اختیار کر لی ہے کہ مدرسہ میں مختلف زیر مطالعہ شعبوں کے ارتباط کے لئے باقاعدہ کوشش کی جا رہی ہے - یہ سچ ہے کہ اس تحریک نے ایسی ترقی نہیں کی ہے جیسا کہ طریقہ تعلیم کی حالیہ تنقید کی جانچ سے خیال پیدا ہوتا ہے - یہ بغاوت شدید رہی ہے نہ کہ وسیع - لیکن محدود دائرہ میں اس کا ایسا زور رہا ہے کہ قوی رد عمل کے اسباب پیدا ہو گئے - مضحکہ اڑانے والوں نے مصلحین کی ان بے ڈھنگی کوششوں سے کہ مدرسہ کے نصاب کے سب مضامین میں ارتباط کیا جائے خوب فائدہ اٹھایا اور پر جوش اشخاص کی اندھی مساعی کو کہ جا کو ہٹ کی

اس نصیحت کو کہ ایک چیز اچھی طرح سے حاصل کی جائے مہمل بتلانے کے لئے بہت کم مشکل محسوس کی لیکن قصہ میں چھوٹے لڑکے کا پھول پر ملامت کرنا کیوں کہ اس کی مدرسہ کی زندگی کی ہر چیز اس کے ماسوا ناقابل اعتراض پھول کے گرد مرتکز کی جاری تھی - ایک بہت ہی چھوٹے گروہ کے غصہ کی نمائندگی کرتا ہے - کیوں کہ حقیقت میں ماہرین کی قوی جماعت کی پوری طاقت بے التفاتی کی صورت میں ارتباط کی ترقی کے خلاف جو انتہا پسندوں کے مطابق ہوصرف کی جاتی ہے - تاہم یہ سچ ہے کہ ترقی پذیر ماہرین مدرسہ کے مختلف مضامین میں ایک حد تک تعلق پیدا کرنے کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ طالب علموں میں علم کے واحد ہونے کا تصور ہونا مناسب ہے -

جدید تدریس کی اس خصوصیت کے مطالعہ کا بہت اچھا موقع تاریخ میں ملتا ہے - جب کسی تاریخ کے *پروفیسر کو اپنے مضمون کی پڑھائی کے بارے میں یہ کہتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ تاریخ کے مدرسین کا کام تاریخ پڑھانا ہے تو ہم کو یہ محسوس کرنے میں مشکل نہیں ہوتی کہ ان کو کسی اور چیز کے پڑھانے کے لئے کافی زور سے ترغیب دینے کی کوشش کی گئی ہے -

ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ انگریزی ادب کو تاریخ سے مربوط کرنے کے لئے قوی وجوہ موجود ہیں اور تجربہ بتلاتا ہے کہ نصاب کی دیگر اکثر شاخوں کا ہمارے مضمون سے بہت ہی قریبی تعلق کیا جاسکتا ہے - عام رواج کے مطابق جغرافیہ تاریخ سے ایسی وابستہ ہوگئی ہے کہ اس کو جدا نہیں کیا جاسکتا اور یہ بتلانا آسان ہے کہ ان دونوں میں سطحی سے زیادہ تعلق ہے - ایم ٹین صاحب نے قوم کی خصوصیات اور جغرافی حالات

* پروفیسر ایچ جانسن اپنی تدریس تاریخ (ٹیچنگ آف ہسٹری مین)

جن کے تحت وہ رہتی ہے ان دونوں کے ارتباط کو مقبول کر دیا ہے اور تاریخ کا بہت ہی سرسری مطالعہ کرنے والا بھی اِن واقعات میں جو وہ پڑھ رہا ہے اور جغرافی حالات جہاں وہ واقع ہوئے ہیں قریبی تعلق کا احساس کرنے پر مجبور ہوگا۔ لیکن بعض دفعہ وسیع تر ارتباط کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ تاریخ اور سائنس، ریاضی۔ زبانیں فنون لطیفہ، اور بلکہ انجینیری میں بھی تعلقات پیدا کئے جاتے ہیں۔ خاص طور پر دستی کام کے کمرہ اور فنون لطیفہ کے مدرسہ کو تاریخ کے مدرس کی امداد کے لئے طلب کیا جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ پورے مدرسہ کو تاریخ کے اسباق میں مدد دینی ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف تاریخ کے مدرس کو بھی اپنی باری کے وقت مدد دینا چاہیئے لیکن اس قسم کی باہمی امداد کے لئے بہت ہی احتیاط سے انتظام کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور درحقیقت جیسا کہ اول نظر معلوم ہوتا ہے۔ اس سے بہت زیادہ مشکل ہے تاریخ کا مدرس اگر مقام پر ہو تو اس کو پورے وقت کا پتہ چلیگا جو کہ دوسرے مضامین میں تاریخی معلومات کی فراہمی پر صرف ہوا اور ان کی برموقع کیا نوعیت اور ضروری مقدار تھی۔ اکثر ابتدائی مدارس میں اور دیگر مدارس میں جن میں جماعت کا مدرس یا معمولی مدرس (Ordinarius) کئی مضامین پڑھاتا ہے تو تاریخ کا مدرس انگریزی یا ریاضی یا السنہ قدیم کے مدرس کے قالب میں نظر آتا ہے گویا کہ دونوں کو جمع کر کے ایک جسم بنا دیا گیا ہے۔ لیکن کسی ایسے مدرسہ میں جہاں اختصاصی طریقہ اختیار کر لیا گیا ہے۔ ارتباط میں ترقی مشکل ہے۔ کیوں کہ متخصص معلم اپنے مضمون میں ایسا غرق رہتا ہے کہ دیگر مضامین پر مشکل ہی سے توجہ کرتا ہے۔

اس بارے میں تاریخ کے متخصصین دوسروں سے کچھ بہتر نہیں ہیں جب تک کہ سمجھ

بوجھکر کوشش نہ کیجائے ہم یہ دیکھینگے کہ یہ مدرسین بھی یہ بات بھولے لگینگے کہ دوسرے مضامین سے متعلق دلچسپ حوالوں کے لئے مواقع آتے ہیں اس کی خرابیوں سے ایک یہ خرابی اس متخصصین کے دور کی ہے جس میں ہم رہتے ہیں - اور ہم کو اس طریقہ کی متعلقہ خرابیوں کو دور کرنے کے لئے تیار ہونا چاہیئے جو اہم باتوں میں بلاشبہ ہرفن مولا کے پرانے طریقہ سے ثانویہ مدرس کے لئے تو کم از کم بہتر ہے -

متخصص مدرس کی شعبہ واری عالحدگی کو دور کرنے کے لئے باشعور اور متفقہ کوشش ہونی چاہیئے - مدرسہ کے اسٹاف میں سے صرف ایک مدرس کا ارتباط شروع کرنا کافی نہیں ہے - ایسے واقعات ہوئے ہیں کہ جہاں صرف ایک مدرس کی جدوجہد نے پورے مدرسہ کو اپنے خاص مضمون سے متاثر کر دیا - جہاں - مثلاً ریاضی، نجاری، نقش کشی، جغرافیہ، السنہ قدیم اور فرانسیسی - سب کے سب کو صرف ایک جوشیلے تاریخ کے متخصص کی لگاتار اور باہمت کوششوں نے اس کے مضمون کا کارندہ بنا دیا - ان میں سے ہر ایک پابندی سے مدرسہ کے اہم مضمون کے لئے اپنے حصہ کی مشقیں کرتا اور اس پر روشنی ڈالتا تھا - لیکن جدید تدریس میں اس قسم کا واقعہ شاذونادر ہوگا - اور صرف اس وقت وجود میں آئے گا جب کہ مدرسہ کے دوسرے کارپردازکم و بیش سست ہوں جب کہ فاتح متخصص سب سے پہلے صدر مدرس کو زیر کرے - اگر جیسا کہ ہونا بھی چاہیئے اپنے اپنے مضمون کے کارپردازوں میں سے اکثر جوشیلے اور کارگذار ہیں تو آپس میں بہت کچھ اعانت اور سمجھوتہ کی ضرورت ہوگی یا ارتباط قائم کرنے کی کوشش، دیوتاؤں میں برتری حاصل کرنے کے لئے لڑائی کی صورت اختیار کرلے گی - جدید تدریس کا نصب العین یہ ہے کہ مختلف مضامین کے نصاب کے بارے میں کمرہ اساتذہ میں اکثر بحث مباحثہ ہوتا رہے -

اور مدرسین کو ایک دوسرے سے وقفہ وقفہ سے ارتباط کے مسئلہ کے متعلق مشورہ کرتے رہنا چاہیئے - بدقسمتی سے آج کل "متخصص" مدارس میں یہ بہت کم ہوتا ہے - شعبہ واری آزادی - اور دوسرے مدرسین کے کام میں مداخلت سے ناراضی "جو ہے سو ہے" کا نظریہ ان سب نے قابل اطمینان طریقہ ارتباط کو ہمارے چند ثانویہ مدارس کے علاوہ کہیں اور قائم ہونے سے روک رکھا ہے -

ایک جانب - دیگر مضامین کے مدرسین کا رجحان ہے کہ تاریخ کے مدرس کے حدود پر چھاپہ ماریں لیکن اس کے برخلاف کچھ زیادہ اعتراض کرنے کی ضرورت نہیں ہے جہاں تک خاص سائنس کی ترقی کی تاریخ کا تعلق ہے غالباً یہ سب سے اچھا ہوگا کہ ہر مضمون کے مدرس کو ضروری معلومات فراہم کرنے کے لئے چھوڑ دیا جائے اس طرح کیمیا کا مدرس کیمیائی تحقیقات کی ترقی کو بیان کریگا ریاضی کا مدرس آرکیمیڈیز، گلیلیو نیوٹن سے بحث کرے گا - اور انگریزی کا مدرس - زبان کی تاریخ - طرز اور وزن بتلائیگا - لیکن دوسرے قسم کے ارتباط کا بہت موقع ہے - تاریخ کا مدرس مختلف مضامین کے مواد کے حوالوں کا اکثر موقع دیکھیگا اور ہم امید کر سکتے ہیں کہ دوسرے مدرسین بھی ایسے مواقع پائینگے جب کہ نہ صرف مفید بلکہ ضروری ہوگا کہ اپنے اسباق کو تاریخی حوالوں سے واضح کریں فقط

---

*

# باب نہم

# موسیقی

## (الف) موسیقی

از

پرسی - سی - بك یم - اے ڈاکٹر موسیقی

انقلابات - ایک تماشائی کی نظر میں تین منازل پیش کرتے ہیں - مروجہ تنظیم میں ایک نیا خیال ایک طرح پر مخالفانہ اور اس تنظیم کو رد کرنے والا پیدا ہوتا ہے نشوونما کے دور سے گزرتا ہے اور آخرالامر قائم شدہ تنظیم کا علانیہ مقابلہ کر کے خود اُس کی جگہ لے لیتا ہے یا تباہ ہو جاتا ہے - اور موسیقی اور تعلیم کی تاریخ - سیاست اور سماجیت کی طرح ایسے خیالات کی داستان ہے جو رفتہ رفتہ اداروں کی صورت اختیار کرتی ہے اور بعد میں جدید تر خیالات سے الٹ پلٹ ہو جاتی ہے - خیالات پکتے ہیں - ادارہ جات سڑتے ہیں - اور تمام تر ترقی سکون اور حرکت کی کشمکش کے درمیان ہوتی ہے -

ادھیڑ عمر کے اشخاص تعلیم میں اسی قسم کا انقلاب دیکھ چکے ہیں کیوں کہ وہ خیالات جو ان کے لڑکپن میں بلاخوف تردید مسلمہ تھے اب ایسے پارینہ ہو گئے ہیں کہ گذشتہ پر نظر ڈالی جائے تو زمانہ متوسط کے معلوم ہونے لگیں - لیکن اس مخصوص انقلاب میں نیا خیال ایسا تھا کہ پرانے عہد کو ختم کر دینے کے باوجود اپنے کو تعلیم میں

رہبرانہ اصول کی حیثیت سے قائم نہ کر سکا۔ ہر شخص اس تحریک کے موجدوں کا ممنون تھا جس نے ہم کو تعلیم کے تصور سے آزاد کیا جو ناقابل برداشت ہو گیا تھا اور اس کے باعث ہر شخص کچھ عرصہ کے لئے موجدوں کے مجوزہ اصولوں کو روا رکھتا تھا۔ لیکن نیا خیال ابتدا ہی سے تھوڑی بہت شبہ کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور گذشتہ تقریباً تیس برس میں معترضین کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ اب وہ اس کی کوشش کر رہے ہیں کہ پھر انقلاب کے ذریعہ ایسے اصول قائم کریں جن کی نوعیت بالکل مختلف ہو اور اس انقلاب کے پس پشت نیا خیال ہے جس کو "جدید تدریس" سے موسوم کرتے ہیں۔

اوپر جن تغیرات کا خلاصہ دیا گیا اب اُن پر تفصیل سے غور کرنا چاہئے کیوں کہ حقیقی تبدیلیوں کو سمجھے بغیر نئے خیالات جو موسیقی کی تدریس سے متعلق ہیں تصور میں نہیں آئینگے۔ چالیس سال قبل تک یہ ایک اٹل اور ناقابل ترمیم اصول پر مبنی تھی۔ اس میں ابتدا سے لیکر آخر تک قانون کی ڈراونی شکل نمایاں تھی۔ پہلے سبق میں طالب علم کو یہ بتلایا جاتا تھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کس طرح رکھے۔ اور آخر میں راگ (Symphony) کو علامات (Coda) میں کس طرح قلمبند کرے مگر کسی خاص حرکت کا حوالہ ہوتا تھا نہ راگ کا اور نہ کسی خاص طالب علم کا لحاظ بلکہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہوتا تھا کہ استادوں کے قواعد میں موجود تھا۔ اعلیٰ ترین استادوں کا سلسلہ جن میں سے ہر ایک اپنے جانشینوں کی تعلیم کرتا چلا جاتا تھا اپنے فن کے راز کو محفوظ رکھتا تھا اور مقدس حقیقتوں کی جوش سے حفاظت کرتا تھا اور یہ حفاظت ایک مسخرہ کے بقول "شعلہ زدہ چھتریوں" سے کی جاتی تھی۔ شک وشبہ کفر تھا۔ وجہ پوچھنا گستاخی تھی۔ کوئی بھی موسیقی داں جو اس زمانہ میں طالب علم

رہ چکا ہے آسانی سے ایسے قواعد کا اعادہ کر سکتا ہے جو کہ اس کو بڑے تیقن کے ساتھ بتلائے گئے تھے - لیکن جن کا آج کل کے طالب علم مذاق اُڑائینگے - اس ڈر سے کہ کہیں اس کو شاعرانہ مبالغہ نہ خیال کیا جائے ثبوت کے طور پر دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں - جن کا خود راقم کو تجربہ ہے - طالب علم کو سروں (Harmony) کی درسی کتاب میں بتلایا جاتا تھا کہ شہ سر دے (Major Key) کے وقت مدھم درجہ کی عام جھند (Chord) استعمال نہیں ہو سکتی اور جتنے بار بھی وہ اسے استعمال کرے (بشرطیکہ وہ فطرتاً یاسی اور مخالف ہو) اس کے استاد بڑی جانفشانی سے اسے قلم زد کر دیتے تھے - راگ کی ترتیب اور گتوں (Composition and Form) کی درسی کتاب میں سنجیدگی اور متانت سے بتلایا جاتا تھا کہ ہر انہر (Variation) میں اصلی تال یا لے (Harmony) کو بالکلیہ محفوظ رکھا جائے -

درحقیقت یہ مشکل ہوگا (دل تو چاہتا ہے کہ یہ ناممکن ہوتا) کہ آجکل کے اوسط درجہ کے طالب علم کو اس کا یقین دلایا جائے کہ اس کے استادوں کو فن موسیقی بالکل انہی اصولوں پر سکھایا جاتا تھا جس طرح کہ انہیں لاطینی قواعد پڑھائی جاتی تھی - کوئی بات جائز ہوتی - کوئی غلط اور کوئی مستثنیٰ - مضمون کے کسی جزیں بھی انسیت یا جذبہ کو جھانکنے کی بھی اجازت نہ ہوتی تھی - اور کوئی بھی استاد جو کہ حقیقی مقنن ہوتا اپنے طالب علم میں انسانیت کی رعایت جائز نہیں رکھتا تھا اور برا بھلا کہتا تھا جب کہ امتناع کے باوجود "کیوں" کا سوال اسے افراد کرتے تھے جو کہ اپنے استادوں کے ظلم سے غصہ آلود ہو جاتے تھے -

بہرحال تیس برس گزرے کہ اس ظالمانہ طریقہ کی مخالفت شروع ہو گئی تھی اور غالباً وہ طالب علم بدقسمت تھے جن کو کم از کم ایک آدھ ایسا استاد نہ مل جاتا تھا

جو کہ خدا کا نہ کہ کل (Machine) کا پیدا کیا ہوا ہوتا تھا - ایک نیا خیال خاموشی سے سرایت کر رہا تھا اور اس کا جوہر اس احساس میں پنہاں تھا کہ فرد اہمیت رکھتا ہے پروفیسر ایڈم نے اس بات کو بڑی خوبی سے ایک مثال کے ذریعہ واضح کیا ہے جس کو جتنا بھی دوہرایا جائے کم ہے - وہ کہتے ہیں کہ اگر معاملہ یہ ہے کہ جان کو لاطینی پڑھائی جائے (Johannem docere Latinam) تو قدیم اساتذہ سمجھتے تھے کہ سب سے پہلے اور اہم چیز لاطینی سے واقفیت ہے - اس کے برخلاف جدید، جان سے واقفیت کی ضرورت محسوس کرتے ہیں - یہ انکشاف اس قدر امید افزا ہے کہ یہ امید کی جا سکتی تھی کہ طویل اور بار آور زمانہ شروع ہو جائیگا - جب کہ پوری توانائیں نئے تصور سے مستفید اور قوی ہو کر کارکردگی کا اعلیٰ معیار حاصل کر لے گی - لیکن اب بہت سے ایسے مفکرین ہیں جن کو یہ خدشہ ہے کہ جان پر اتنی توجہ کی جا رہی ہے کہ لاطینی پس پشت ہو گئی ہے - گویا خیال بذات خود اتنا درست اور مضبوط ہے کہ ہم کو متعصب ملا یا پنڈت سے چھٹکارا دلادے - لیکن جذباتی اور خبطی اشخاص کے ہاتھ میں وہ آپے سے باہر ہو گیا ہے اور موسیقی میں ہم ایک ایسی منزل پر پہنچ گئے ہیں کہ جہاں طالب علم سے نہ صرف یہ توقع ہی نہیں کی جاتی بلکہ اس کو اجازت ہی نہیں ہوتی کہ وہ خود غور و خوض کرے - ہر گیت یا راگ (Note) اس کے لئے معین کر دیا جاتا ہے اور بعض اوقات اس کے متبادل اتار بھی مقرر کر دئے جاتے ہیں - ضمنی (Accidentals) قانوں کو دوہرا دیا جاتا ہے اور بعض دفعہ جب کہ حافظہ کمزور ہو تو سین لگا دئے جاتے ہیں - ہر جملہ (Passage) کی ضرورت سے زیادہ شرح کی جاتی ہے یہ سچ ہے کہ اکثر برے طریقہ پر غور کرنے کا موقع دیا جاتا ہے بشرطیکہ اس کی یہ قوت مسخ نہ ہو گئی ہو - اوپر کی پٹری (Stave) دھنے ہاتھ کے لئے بالکلیہ

محفوظ رہتی ہے تاکہ ترتیب کے لئے وہ اپنے دماغ پر زور دے - لے یا سر (Tune) بھی مطبوعہ ہوتا ہے تاکہ اس کا پتہ لگانے کی طالب علم کو زحمت نہ ہو - اور اگر اسے موسیقی داں کی حیثیت سے نمایشی شہرت حاصل کرنیکی خواہش ہو تو اس سے زیادہ کیا آسان بات ہے کہ وہ شرح کردہ پروگرام کے اجزا میں مستعملہ مضامین (Second subjects) علامات (Codas) گریز (Episodes) اور قواعد کے اصطلاحی جنجال کو حفظ کرلے (" Get up " all the technical jargon) -

اس حقیقت سے کہ گذشتہ تیس سال سے تعلیم ایک ایسی حیثیت حاصل کررہی ہے جب کہ اس کی بقا خطرہ میں پڑگئی ہے اور یہ حالت زیادہ تر انہی اشخاص کی بدولت ہوئی ہے جو اس کے حقیقی موید ین تھے - اس سے بہت کم ایسے لوگ انکار کرینگے جو کہ احتیاط کے ساتھ واقعات کی رفتار کو غور سے دیکھ رہے ہیں -

موسیقی کی تدریس میں یہ زمانہ پیانو کی تدریس - آواز کی تربیت - اصولی تدریب وغیرہ وغیرہ کے مقابلی نظامات میں جھگڑے کا ہے جس میں مثل دیگر معاملات بدترین چالبازوں نے سب سے زیادہ توجہ منعطف کرانے میں کامیابی حاصل کی محفوظ طریقوں ((Patent methods)) سے عاجلانہ نتائج کے لئے شور و غل ہوتا رہا اور موسیقی کے استاد دنداں سازوں کی طرح اپنے عمل کو بے دکھ کرنے میں مسابقت کرنے لگے -

خوش قسمتی سے اسی زمانہ میں ایسے اشخاص کی ایک جماعت مصروف بکار تھی جو کہ تعلیمی مسائل پر خصوصیت سے غور نہیں کررہی تھی لیکن ماہرین تعلیم کے لئے اساسی معاملات کے متعلق ایسا سائنسی تصور پیدا کررہی تھی جس سے امید ہے کہ فائدہ اٹھایا جائے تو ہنگامہ کی جگہ نظم قائم ہوجائیگا اور یہی سائنسی تصور جو ماہرین

نفسیات کی کوششوں کا نتیجہ ہے جسے ہم جدید تدریس کہتے ہیں - یہ ممکن ہے کہ ہم اس تصور کے بنیادی خیال کا خلاصہ ایک جملہ میں کرسکیں اسے یوں بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایسے واقعہ پر اصرار جس سے وہی آدمی واقف ہے جس کا اس نے خود اپنے لئے انکشاف کیا ہے - قدیم استاد جسے ہم درجہ (الف) کا کہیں گے ایسے قانون پر عامل تھا جو کہ قدمانے اس تک پہونچا دیا تھا درجہ (ب) کے استاد نے اسکی جڑیں ڈھیلی کردیں اور طالب علم کی انسیت کا لحاظ کرتے ہوئے قانون کی توضیح کی - گو اکثر یہ قانون نہیں بلکہ اپنا خیال خام ہوتا تھا - جدید استاد جو درجہ (ج) کا تھا اپنے طالب علم کی دلچسپیوں کو اس طرح مضمون سے وابستہ کرنا چاہتا ہے کہ وہ اپنی پوری تشفی کئے بغیر الگ نہیں ہوسکتا - اساسی غلطی جو ہر ایک کو اظہر من الشمس ہے (مثلاً ان کو جو ایک نسل قبل اصول موسیقی پڑھ چکے ہیں) اس مفروضہ پر مبنی تھی کہ قانون سے آغاز کیا جاسکتا ہے - اور اب ہم یہ مان نے لگے ہیں کہ قانون آخری قدم ہے نہ کہ ابتدائی اور ہر حقیقی ترقی استخراجی ہے نہ کہ استقراری - خوش قسمتی سے مقننین کا دور گزر چکا ہے گو موسیقی کی تدریس میں ان کے نشانات اب بھی غم آلود راگ (Figured basses) اور سخت آواز (Strict counterpoint) کی افسوسناک فصولیات میں نظر آتے ہیں - اور ان کے جانشینوں کا قاعدہ - جن کے ہم اسبات کیلئے ممنون ہیں کہ انہوں نے اسپر اصرار کیا کہ توضیح کیلئے انسانی خواہش کی تشفی کرنی چاہیئے گو ہم شکایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اس کے لئے دلالی کی - بنی نوع انسان کے اس احساس کے ساتھ ہی ختم ہوجائیگا کہ ہماری پشت پر قانون جیسی کوئی چیز نہیں ہے - کیونکہ تمام انسانی جدوجہد قانون کیلئے ہوتی ہے نہ کہ قانون سے شروع ہوتی ہے -

اس میں شک نہیں کہ اس حالت کی تصویر کھینچنی اور روایت سے ہٹنے کے باعث

خطرات اور خدشات کی تفصیل آسان ہے۔ اور یہ بھی تسلیم کر لیا جا سکتا ہے کہ جدید موسیقی کی انتہائی بے ضابطگی شرمناک حد تک پہونچ گئی ہے۔ تاہم یہ سب آخر الامر بہتری کیلئے ہے۔ کیونکہ گیہوں نکالنے کیلئے بھوسہ اڑانے سے زیادہ تشفی بخش کوئی اور طریقہ نہیں ہے۔ اور بہت ہی کم جدید راگ (Compositions) اپنی زیادتی کے باوجود موسیقی کی دیوی کیلئے ایسے ہتک آمیز ہیں جیسے کہ قدیم استادوں کی مشقیں تھیں۔ اور ہم چاہے فوری نتائج کو کتنی ہی بری نگاہوں سے دیکھیں ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے جو کہ کل تعلیم کی تہہ میں ہے کہ تحصیل معلومات پر علم مشتمل نہیں ہوتا۔ کوئی تنہا واقعہ علم نہیں ہوتا جب تک کہ اس میں جوڑ نہ لگایا جائے۔ اور اس کو کسی دوسرے سے متعلق نہ کیا جائے۔ دوران التزام میں علم پیدا ہوتا ہے یہی فلاسفر برگسن کے "شعلہ القاء" کی واضح بنیاد ہے اور جین کرسٹوفی کے دعوے میں مضمر ہے جو کہ تمام پرانے نظامات کے خلاف کیا گیا ہے۔ یہ وہ دعویٰ ہے جو تمام جدیدیات کا منشور اعظم (Magna Charta of all modernism) ہو سکتا ہے

> "زندگی میں ایک ایسا وقت آتا ہے۔ جب کہ انسان کو بے انصافی کی جرأت کرنی چاہیئے۔ اس کو ہر قسم کی تعریف و توصیف کو خیرباد کہنا چاہیئے اور جھوٹ و سچ سب سے منہ موڑ لینا چاہیئے اسے ہر اس چیز سے پرہیز کرنا چاہیئے جسکو اس نے خود اپنی زندگی میں سچائی کیساتھ محسوس نہ کیا ہو"

ہر زبردست تحریک گو اکثر لاشعوری سے کسی فلسفیانہ حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ اور موجودہ طرز میں تبدیلی بھی اس حقیقت کے احساس پر مبنی معلوم ہوتی ہے کہ تم جتنا زیادہ واقف ہو گے (نہ یہ کہ تم کو جتنا زیادہ بتلا دیا جائے) اسی قدر تمہاری لطف اندوزی میں زیادہ اضافہ ہو جائیگا۔ اس کے ساتھ یہ جمہوریتی

نارا ضگی کا سبب ہوگا کہ بہتر ین قسم کی لطف اندوزی کو اکثریت کی عام میراث خیال کرنیکے بجائے اقلیت کا اجارہ سمجھا جائے۔ اس جملہ کے آخر الذکر حصہ میں پورے مسئلہ کا حقیقی راز موجود ہے۔ قدیم اُکھڑ مدرس کے نزدیک موسیقی ایسا فن تھا جس سے پوری لطف اندوزی محدود دائرہ میں ہوسکتی تھی اور فطرت کا منشاء بھی یہی تھا کہ یہ ان چند خوش قسمت افراد تک محدود رہے جو اسکی تحصیل کرتے تھے۔ اور جس کی صرف ایسا ہی مدرس تعلیم دے سکتا تھا۔ جدید تدریس ابتداء ہی میں اس بدعت سے قطعاً انکار کرتی ہے اس کا بیان ہے کہ فن سے بہترین لطف اندوزی معدودے چند کا حق نہیں ہے۔ یہ گوہر کس و ناکس کی محض خواہش کی دسترس میں نہیں ہے لیکن ہر انسان کے قابو میں ہے جو اپنے کو اس کے لائق ثابت کرے۔ اور مدرس کا کام یہ ہے کہ وہ راستہ اور صدد ونوں کی رہبری کرے۔

موسیقی کی تدریس اس قدر زیادہ انفرادی چیز ہے۔ یعنی ایک شخص کا دوسرے شخص کو سبق دینا۔ کہ اصولوں کا استعمال بتلانے میں فرد نہ کہ جماعت کو مجبوراً پیش نظر رکھنا پڑیگا

ایک طالب علم مدرس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے "میں موسیقی سیکھنا چاہتا ہوں" ہم سب جانتے ہیں کہ درجہ (الف) کے مدرس کے قدیم زمانہ میں کیا ہوتا تھا۔ پیانو کھولا جاتا تھا۔ مسطر نزدیک رکھا جاتا تھا پنج انگل مشقی کتاب نکالی جاتی تھی اور وہ بیگار کے کام کا شکار اور مصیبت کا مارا کوہ مزیب پر سے اترنا شروع کردیتا تھا۔ درجہ (ب) کا مدرس جس کے معنی ہیں آج کل کا اوسط درجہ کا مدرس۔ بھی یہی کرتا ہے لیکن زیادہ انسانیت سے۔ یہاں مسطر نہیں ہے اور نہ انگلیوں کی زیادہ مشق ہے اور اگر کچھ ہے تو وہ بھی ایسی معمولی کہ (جس سے کہ ہر متمحن اتفاق کریگا) عملاً بے سود ہے۔

ابتدا میں چند دلچسپ سر (Tunes) ہونے کا امکان ہے اور دوسری سہولتیں بھی ہیں جو کہ سبق اور اکتساب سبق کو مدرس اور شاگرد دونوں کیلئے باعث فرحت بناتی ہیں لیکن مقصد میں کوئی خاص فرق نہیں ہے جو وہی ہے کہ ایک قابل لحاظ پیانو بجانے والا تیار کیا جائے۔ د، جہ (ج) کے مدرسین کے پاس وہی شاگرد آتا ہے اور وہی بات کہتا ہے اور مختلف تصور فوراً ظاہر ہو جاتا ہے مدرس کہتا ہے "بہت اچھا، تم یہ چاہتے ہو کہ میں تم کو موسیقی داں بننے میں مدد دوں۔ عمدہ موسیقی سے محبت اور خراب سے نفرت کرنا سکھاؤں اور ان دونوں میں تمیز کرنا بتلاؤں اس کے متعلق اچھی گفتگو کرنا اور یہ معلوم کرنا کہ لوگ کب لغو باتیں کر رہے ہیں۔ اس کی قدیم تاریخ سے واقف ہونا اور موجودہ کا ارتقاء معلوم کرنا اور قدرت کی مہربانی سے یہ پتہ لگانا کہ تم میں بجانے کی قابلیت بھی ہے جس کو بعد میں ترقی دینا مناسب ہوگا"

ماہرین نفسیات نے خیالات کے نشوونما میں جو حصہ لیا ہے اس کا اعتراف کیا جا چکا ہے۔ اور یہ مشکل نہیں کہ خاص مثالوں سے ہم احسانمندی ظاہر کریں سب سے پہلے ماہرین نفسیات نے ہم کو اس بات کی طرف متوجہ کیا کہ محض فنیت (Pure technique) اور تعبیر (Interpretation) میں فرق کرنے کی ضرورت ہے۔ اب کوئی نہیں سمجھتا کہ بجانے یا گانے کی بہترین تعلیم صرف ایک ہی مدرس سے ہو سکتی ہے (گو چند مشق پر بھروسہ رکھتے ہیں) چاہے وہ کیسا ہی مشہور ہو اور اپنے شاگرد کو فن کا ہر شعبہ سکھا سکتا ہو۔ تاہم انگلستان میں مشکل سے کوئی ایسا ادارہ ہے جہاں کوئی پیانو بجانے والا یا گانے والا۔ اسباب کی خواہش اور روپیہ خرچ کرنیکے باوجود ہاتھ کی مشق یا آواز سدھائی کسی ماہر کی نگرانی میں کر سکے تاکہ اسکے اعصابی آلات اس حالت میں آجائیں کہ وہ ماہر راگ کی تعلیم سے استفادہ کر سکے۔ ان اداروں میں

بے شمار عمدہ مدرسین میں مشکل سے کوئی ایسا ہے جو کہ اعلیٰ ترین فنی تربیت کے ساتھ اعلیٰ راگ کی تعلیم دے سکے۔ لیکن متعدد ایسے ہیں جو کہ اپنے اپنے شعبہ میں کام کرتے ہوے مل کر وہ مقصد حاصل کرسکتے ہیں جو کہ ایسے شاگردوں کے لئے بے انتہا فائدہ کا باعث ہوگا جن کو اب نیم تربیت پر اکتفا کرنا پڑتا ہے۔ جدید تدریس کا مقصد ہے کہ اس مطالبہ کو پورا کرائے کیونکہ فرد کیلئے اس کی تکمیل قرین انصاف ہے۔

ماہر نفسیات کا ایک اور مطالبہ آزاد مدرس پر یہ ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح بچوں کے ہاتھوں کو بڑے پیانو پر مشق کرنے کے غیر سائنسی اور مضر طریقہ کو مسدود کرے۔ یہ تجویز کہ بچوں کو بڑے وائے لن (Full-sized Violin) یا سیلو ('Cello) پر مشق کرائی جائے ہر جگہ مضحکہ خیز خیال کیا جائیگا۔ اور پیانو کی حد تک استثنائی صورت کیلئے ہی عذر ہو سکتا ہے کہ کم خرچ اور باعث سہولت ہے۔ یہ وہی پرانا عذر ہے جو بچوں پر تعلیمی مظالم کے بارے میں پیش کیا جاتا ہے۔ فنی نقطۂ نظر سے موجودہ طریقہ قابل ملامت ہے۔ اور جمالیاتی نقطۂ نظر سے دوسروں کے ساتھ ہمیں یہ نتیجہ معلوم ہوتا ہے کہ جس عمر میں بچوں کے کان۔ لب و لہجہ کے اہم معاملات کی تعلیم کیلئے تیار ہوتے ہیں اس وقت بچے قابل بھروسہ رفتار حاصل کرنے کے قابل نہیں ہوتے ہیں۔ اور وہ تقریباً اس عالمگیر خیال کے تحت نشو و نما پاتے ہیں کہ یہ بلند آواز ہی سب کچھ ہے اور کچھ نہیں ہے۔

انسانی طبیعتوں کے بنیادی اختلافات کی جڑ بنیاد تک پہنچنے اور نظری موسیقی کی تعلیم جیسے معاملات کی اولین اہمیت معلوم کرنیکے مزید سبق نفسیات کے مطالعہ سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ہر مضمون کے دو پہلو ہوتے ہیں جن سے کہ اس تک رسائی

حاصل کیجاسکتی ہے -

۱- عملی -

۲- نظری-

انگلستان میں درآں حالیکہ ایک بچہ قواعد کی تعلیم حاصل کرنیکے قبل ہی بولنا سیکھ جاتا ہے- یہ تقریباً ہرحالت میں فرض کرلیا جاتا ہے کہ ابتداء نظریات سے ہونی چاہئیے اور یہ کہ اس واقعہ کا کوئی لحاظ نہ رکھنا چاہئیے کہ قدرت نے ہمیں دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے- ایک گروہ کہیں زیادہ آسانی اور اکملیت کے ساتھ علم حاصل کرتا ہے بشرطیکہ اسکے ابتدائی قدم عملی ہوں - طالب علموں کی ایک بڑی اکثریت پہلے عمل سے اور مابعد اسکے علم سے بہترین تعلیم حاصل کرتی ہے - تاہم آج تک انگلستان میں تقریباً ہرطالب علم کو موسیقی کا نظریہ الٹے طریقہ (Reversed process) ہی پر سکھایا جاتا ہے -طالب علم کو اپنے دماغ میں تخیل قائم کرنیکی اجازت دینے اور اسے کاغذ پر تحریر کرلینے اور مابعد قواعد اور بحروں کو سیکھ لینے کی بجائے ایسے قواعد اور مستثنیات صبر کے ساتھ معلوم کرکے یہ سیکھنے پر لگایا جاتا ہے کہ وہ مہینہ سوالات کے جوابوں کے ذریعہ کاغذی (Jerry-built) مشقیں کیوں کر تیار کرے اور اکثر و بیشتر اسے اِن آوازوں کا کوئی تخیل تک نہیں ہوتا ہے جو اس کے موزوں کردہ گیتوں یا راگوں سے (Notes) پیدا ہوتی ہیں نتیجتاً گیت موزوں کرنیوالے (The composers) ان نشانات کو تمام عمر اِن مسین کی. سنائی ہوئی شکل میں ظاہر کرتے رہتے ہیں. جنہیں ہم انگریزی موسیقی میں اس قدر نمایاں پاتے ہیں اور باوجہ بجانیوالا انسانی دماغ کی حیرت انگیز قوتوں کا ثبوت مکرر دیتا ہوا امتحان میں اعلیٰ نمبر ایسے کام کو پیش کرنیکی وجہ سے حاصل کرلیتا ہے جسکے اکیلے چھند (Single chord) تک کو اگر اُس کے سامنے بجایا جائے تو وہ

شناخت نہیں کرسکتا ہے - جدید تدریس کا اعادہ ہے کہ دوہری جھنڈوں (Double-rooted chords) اور (Triple suspensions) کے اسراروں اور دوہری سخت آوازوں (Double counterpoint) اور (Combined species) کی ترکیبوں (Tricks) کے اگر آپ تمام راستے پورے بھی کرلیں تو موسیقی داں نہیں ہوتے اور یہ کہ نتیجتاً اس راستہ پر تھوڑا بہت چلا کر لوگوں کو موسیقی داں بنانیکی سعی کا ناکامیاب ہونا ایک امر طے شدہ ہے - اور یہ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ موسیقی داں بننے کی شرط ماقبل کے طور پر کان کی تربیت اس قدر زبردست اہمیت رکھتی ہے کہ جو کوئی طالب علم کسی استادیا ادارہ میں سے اس قابل ہوئے بغیر فارغ التحصیل کر دیا جائے کہ جو کاغذ پر لکھا ہوا دیکھے اسے سن سکے اور جو سنتا ہے اسے کاغذ پر لکھ سکے وہ اپنی تربیت کیلئے باعث ننگ و عار ہے -

الغرض جماعتی تعلیم کے مسئلہ پر بحث کرنیکے قبل یہ اب تسلیم کرلیا گیا ہے کہ عمدہ تعلیم کا مقصد یہ ہے کہ طالب علم میں اس قدر زیادہ شوق پیدا کر دیا جائے کہ اسے دوسری چیز کا خیال ہی نہ رہے - قدیم مدرس درجہ (الف) اس بات کا خیال نہ رکھتا تھا کہ اسے اس معاملہ سے کوئی تعلق ہے وہ اپنے معاہدہ کی تکمیل نہایت تکلف کے ساتھ کرتا تھا علم کو آپ کے سامنے رکھکر وہیں چھوڑ دیتا تھا - اس قسم کی ایک پرلطف مثال جدید مدرسہ کے ایک استاد کی لکھی ہوئی کتاب * میں درج ہے - ایک ممتحن نے (جو ہمارے درجہ الف کے دوستوں میں سے تھا) شکایت کی کہ اس مدرس کے لڑکوں نے نظم کو اچھی طرح حفظ نہیں کیا تھا - مدرس نے جس کی پوری قوت بچوں میں نظم کا شوق پیدا کرنے میں صرف ہوئی تھی جواب دیا کہ اسکے خیال میں نظم کی بہت

* *The Rudiments of Criticism*, by E. A. Greening Lamborn (Clarendon Press, Oxford), a book equally full of amusement and instruction.

زیادہ جبر یہ خوراکیں بچوں کی زندگی مابعد میں نظم کا شوق پیدا نہ کر سکینگی۔ ممتحن نے اسے بالکل فطرتی اور مناسب خیال کیا لیکن مجھ سے کہا کہ "لڑکے اسکول چھوڑنے کے بعد کیا کرینگے" اس سے مجھے کوئی تعلق نہیں ہے۔ درجہ (ب) کے مدرس نے اپنے متقدمین کے طریقوں میں رہنے دیکھتے ہوئے سونچ اور فکر کو آسان بنانیکے کام شروع کر دیا۔ وہ اب بھی جملہ دیگر علوم کی تحصیل کے مانند اسے طالب علم کے لئے ایک لازماً "تھکا دینی والی تلخی" خیال کرتا تھا لہذا اس نے شکر کی چاشنی دی درجہ (ج) کا آدمی یعنی ہمارا مدرس جدید اس ایقان کے تحت عمل کرتا ہے کہ آدمی کی جملہ خوشیوں میں اس سے زیادہ بڑی کوئی خوشی نہیں ہوتی کہ حصول علم کی خواہش کو جب کہ وہ ایک مرتبہ بیدار ہو جائے پورا کیا جائے اور بحیثیت استاد اس کی ذاتی قابلیت کا حقیقی معیار باب اول میں ایک پر معنی قول میں درج ہے۔

"ایک مدرس صرف اُس ہی وقت حقیقتاً کامیاب ہوتا ہے جب کہ
اپنے شاگرد کو وہ بغیر اپنی امداد کے کام کرنیکے لایق بنا دے"

گو تدریس موسیقی جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے اس قدر زیادہ انفرادی سبقوں کا معاملہ ہے۔ تاہم اگر یہ ظاہر کرنیکی سعی کی جائے کہ جدید تخیلات جماعتی تعلیم کو عام طور پر کس طرح متاثر کرتے ہیں تو یہ اس کتاب کے مضمون کے زیادہ مطابق ہوگا جو کچھ بیان ہو چکا ہے اُس کا اکثر و بیشتر حصہ گہری نظر رکھنے والوں کے لئے ایسی باتیں اور تفصیل میں تبدیلیاں تجویز کر دیگا جب کہ انفرادی طالب علم کے بجائے جماعت ہوگی۔ لیکن یہ ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ وہ اسباق جو فی الوقت بالکل انفرادی ہیں مابعد اشترا کی اہمیت اختیار کر لیتے ہیں۔ ہمارے آرکسٹرا (Orchestras)

اور بزم موسیقی (Choral societies) جن کی تعداد اور اہمیت تمام ملک میں اس قدر آسانی سے بہت زیادہ بڑھ سکتی ہے۔ سب کی سب بالغوں کی موسیقی کی جماعتیں ہیں - اور وہ اپنی مجموعی کارکردگی کے لئے ان افراد کی اہمیت کی محتاج ہوتی ہیں جن پر کہ وہ مشتمل ہیں - یعنی اس تعلیم پر جو کہ افراد نے انفرادی سبقوں سے حاصل کی ہے - لیکن مدارس کی موسیقی جماعتوں کے متعلق تجاویز کا ایک طویل سلسلہ پیش کرنا ہوگا جو اگرچہ اس قدر واضح معلوم ہوتی ہیں کہ ان کے خلاف کسی اعتراض کا تصور نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے تاہم وہ اس وقت کے عام عمل کے اس قدر مخالف ہیں کہ حقیقتاً وہ مجوزہ اصلاحات ہوگئی ہیں -

## ۱ - گانے کی جماعتیں

۱ - یہ جماعتیں صبح سب سے پہلے ہونی چاہئیں - پندرہ منٹ یا دس منٹ تک گانے کا مختصر وقت نہ صرف موسیقی کی مشق کے لئے بلکہ جسمانی چستی کے لئے بھی ضروری ہے اس کے بعد طبعی قوتوں میں اس قدر مستعدی پیدا ہو جاتی ہے کہ تمام امور مابعد اعلیٰ درجہ کو پہنچ جاتے ہیں - تاہم ایک مشہور درس گاہ اناث کے حالیہ معائنہ میں معلوم ہوا کہ اس میں مدرسہ کے اوقات میں روزانہ چار کے بعد آدھ آدھ گھنٹے کی تین جماعتیں ہوا کرتی تھیں اس لئے کہ نظام الاوقات میں صبح کے زیادہ اہم کاموں سے کوئی وقت نہ نکالا جاسکتا تھا -

۲ - حصول "نتائج" کی عجلت کو انفرادی آواز کے ساتھ غیر منصفانہ برتاؤ کی اجازت نہ ہونی چاہئیے - اس وقت تمام انگلستان میں ہزاروں لڑکے اور لڑکیاں ایسی ہیں جو اونچی آواز (Tenor) یا بھاری آواز (Alto) نکالنے کی مجبوری کی

جہ سے اپنے گلوں کو خراب اور آئندہ زندگی کے امکانات کو برباد محض اس لئے کر رہی ہیں کہ ان کی قرأت اچھی ہے۔ گلوں پر بڑا رحم اور انگریزی موسیقی پر بڑا کرم ہوتا اگر کسی مطلق العنان حاکم کو لڑکیوں کے مدرسے میں جہاں اونچی آواز (Alto) نکلوائی جاتی ہے اور لڑکوں کے مدرسہ میں جہاں اونچی اور بھاری آواز سے گوایا جاتا ہے منع کرنے کا اختیار حاصل ہوتا۔ اس کو روا رکھنے کے لئے جو عذر کیا جاسکتا ہے وہ محض اداکاری کیلئے تیار کرنے کی ضرورت ہوسکتا ہے یعنی یہ عذر کہ کسی ایک مظاہرہ (Concert) کی عمدگی کے لئے انفرادی گانا بلا مواخذہ تباہ کر دیا جاسکتا ہے۔

## ب۔ باجنے والوں کا جماعتی کام

۱۔ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ موسیقی سیکھنے کے معنیٰ نہایت اطمینان کے ساتھ پیانو بجانا سیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی اتنا ہی افسوس ناک ہے کہ پیانو بجانا سیکھنے کے معنیٰ عموماً پیانو پر چند گتیں بجانا سیکھنے کے سوا اور کسی چیز کے نہیں ہوتے ہیں۔ ابتدائی جماعت (Elementary ensemble-class) کا انتظام نہایت آسان ہے اور وہ اگر پیانو والوں کو وائلن یا گانے والوں کے ساتھ آسان گتیں، راگ بجانے کے مواقع مہیا کر دے تو موسیقی کا لطف اور اُس کا شوق ذوق دوبالا ہوجاتا ہے۔ یہ طریقہ محض لطف مزید بخشنے کے سوا بہت سے باہمت خوش الحانوں (Plucky readers) اور ہمدرد سازندوں (sympathetic accompanists) کو اپنی جگہ اور حالت معلوم کرنے مشق کرانے (making repeats) اور اپنے ساتھیوں کی غلطیوں کا لحاظ رکھنے کے علاوہ ماہر بناتا اور ان میں عام موسیقی دانی کی دیگر صفات پیدا کرتا ہے۔

۲ - ہر استاد افسوس کرتا ہے کہ انفرادی سبقوں میں ہر بات انجام دینے کا وقت نہیں ہوتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ پردوں (keys) تال اور ٹیکوں (time signatures) اصطلاحوں کے معنوں وغیرہ اور جملہ ان نکات کو سمجھانا جن کا سمجھنا اچھا باجا بجانیکے لئے لازمی ہے اکثر مدارس کے بہترین باجنے والوں کو بھی چت کر دیگا تاہم یہ جملہ چیزیں ایک جماعتی شکل میں متعدد طالب علموں کو جماعتی احساس یا ذہنیت کے باعث شاید زیادہ بہتر طریقہ پر سکھائی جاسکتی ہیں اور دیگر ضروریات کے لئے جو وقت خالی رکھا جائے اس میں سے نانگی سبق کو کافی حصہ مل جائیگا۔

۳ - بہت مدارس میں آرکسٹرا (Orchestra) ہوتا ہے اور بہت سے اس کا انتظام کرسکتے ہیں۔ لیکن ایسے آرکسٹرا (Orchestra) سے جو راگ نکالے جاتے ہیں وہ اکثر و بیشتر افسوسناک قسم کے ہوتے ہیں جب یہ کسی ناشر کے مطلوبہ معیار کے بموجب ادنیٰ درجہ کے کام یا زیادہ معروف گیت بنانے والوں کے مشہور عام بے اصلیاطیوں سے بچ نکلتا ہے تو اسے عموماً ہیڈن (Hydn) کے راگوں کے مجموعہ کی طرح ایک طویل اور دشوار کام کی صورت دیدی جاتی ہے جو نوجوانوں کے اس عالمگیر گمان محض کو مضبوط کرتا ہے کہ قدیم موسیقی یقیناً بالکل روکھی اور پھیکی ہوتی ہے۔ کسی نے ایک مرتبہ یہ کہکر لطیفہ کی شکل میں ایک بڑی صداقت کا اظہار کیا ہے۔ "جو کام کبھی کرنے کا ہوتا ہے وہ ناقص ہی طور پر کرنیکے لائق ہوتا ہے"۔ اور اوسط درجے کے مدرسہ کا ایک آرکسٹرا (Orchestra) جسے ایک یا دو استادوں کی امداد حاصل ہو اور ایک پیانو معقول کامیابی اور نہایت ہی لطف کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی جدید موسیقی کی بڑی حد تک تکمیل کرسکتے ہیں۔ کبھی

کبھی ایک اتفاقیہ گیت یا راگ کو بے خبری کی وجہ سے بری طرح بجایا جاسکتا ہے۔ لیکن مشق بڑی فرحت بخش اور پر لطف ہوگی اور اس مضبوط اعتقاد میں کہ عمدہ موسیقی بے مزہ ہوتی ہے کچھ نہ کچھ ضرور کمی ہوگی۔

ج۔ ہر مدرسہ میں فکر مند دماغ کے لئے ایک جماعت ہونی چاہئیے اور بہت سے مدرسوں میں پہلے ہی سر ملانے کی جماعتیں ("Harmony-class") موجود ہیں۔ اس جماعت کے ممبر اصولاً چند شوقین ہستیاں ہیں جو یہ محسوس کرتے ہوئے کہ موسیقی کے پردے میں کچھ نہ کچھ پوشیدہ ہے موسیقی کی گہرائیوں میں غوطہ زن ہونا چاہتے ہیں۔ یہ دیدہ و دانستہ پر مذاق معلوم ہوتا ہے کہ حال حال تک موسیقی کا آغاز ایک غم آلود راگوں کے نصاب کی مشق کی صورت اختیار کرتا تھا۔ یہ ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی بھکاری کو روٹی کے بدلے پتھر دیا جائے۔ جہاں جہاں یہ قدیم روایات اپنا اقتدار کھو چکی ہیں وہاں ان جماعتوں کی جگہ اب ستائشی جماعتوں ("Appreciation Classes") نے لے لی ہے۔ جن کی خوبیاں ایک قابل استاد کے تحت ناقابل شمار ہیں۔

د۔ دوسرے مضامین بھی جو جماعتوں میں پڑھائے جاتے ہیں رفتہ رفتہ جدید تخیلات کے اثر میں آرہے ہیں۔ مثلاً تاریخ موسیقی کو حال حال تک سنوں اور ناموں کے ایک خلاصے کے مانند جس میں کہیں کہیں ذاتی قصے دلچسپی پیدا کرتے تھے پڑھایا جاتا تھا۔ یہ ممکن تھا کہ نہایت اصولی ممتحنوں کو ماہرین موسیقی پلسٹرینہ (Palestrina) یا گلوکسٹ (Gluckists) اور پچی نسٹ (Piccimists) کے جھگڑوں کے ذاتی علم کے ذریعہ کسی متعلقہ راگ بتانے والے کا موسیقی کے سُر سے

واقف ہوئے بغیر مطمئن کر دیا جائے لیکن اب گو تھوڑی بددلی کے ساتھ یہ رفتہ رفتہ مسلمہ ہوتا جارہا ہے سوانح کے واقعات بجائے تاریخی معلومات خشک اور بے نتیجہ بدل ہیں۔ لیکن بے حد دوررس اصلاح جو آہستہ آہستہ لیکن یقینی ہو رہی ہے اور جس کا اوپر ذکر بھی کیا گیا یہ ہے کہ موسیقی دانی کے لئے تربیت سمع بنیادی چیز ہے اور نظری کام کے لئے ابتدائی شرط ہے۔ کوئی بچہ ادبی تربیت کا اس وقت تک قابل نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ جو دیکھے اسے پڑھ نہ سکے اور جو سنے اسے لکھ نہ سکے۔ اور جب تک کہ طالب علم جو سنے اسے لکھ نہ سکے اور جو لکھے اُسے پڑھ نہ سکے سر ملانے کی (harmony) اور سخت آوازوں کی (Counterpoint) تعلیم بھی اس کے لئے بے فائدہ اور حقیر ہی رہیگی۔

س۔ آخر کار ایک نظر یں پڑھنے کی اہمیت تسلیم کرلی گئی۔ استادوں پر یہ روشن ہوتا جاتا ہے کہ متوسط درجہ کے شاگرد کو جب ایک ایسا جدید سر یا راگ دیا جاتا ہے جس کی فنی دشواریوں کو ایک ہفتہ میں مغلوب کیا جاسکتا ہے تو وہ ایسے حقیقی راگ سے واقف ہونے کے لئے ابتدائی دو ہفتے صرف کرتا ہے۔ جس سے کہ اصلی فنی مشق کا آغاز ہونا بیان کیا جاتا ہے اور اس پندرہ روزہ مدت میں مقررہ راگ اتنی مرتبہ غلط بجایا جاتا ہے کہ خامیوں کو معدوم کرنے کے لئے ایک چوتھا ہفتہ بھی لازمی ہو جاتا ہے علامات موسیقی سمجھنا الفاظ کے پڑھنے کے مانند بالکلیہ آنکھ کی تربیت ہے اور جس طرح ہم یقین کے ساتھ یہ پیشین گوئی کرسکتے ہیں کہ بچہ جو (c, a, t.) میں الجھا ہوا ہے تھوڑے عرصہ میں روانی سے پڑھنے لگیگا اس ہی طرح ہم جانتے ہیں کہ پیانو بجانے والا جو اچل سا ("C") کی معمولی جھنڈ (chord) میں پھنسا ہوا ہے۔ اگر برابر مشق کرتا رہا تو اچھی طرح بجنے لگیگا۔

لیکن مدرسین حتیٰ کہ بعض وہ لوگ بھی جو آنکھ پڑھائی (sight-reading) کے بیحد شیدائی ہیں یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مضمون موسیقی کو درجہ بدرجہ اتنی ہی معقولیت کیساتھ پڑھانا چاہیئے جیسے کہ زبان دانی کی تعلیم دی جاتی ہے - خواندگی میں آنکھ معینہ طور پر ایک اکائی سے دوسری اکائی کی طرف جاتی ہے - پہلے حرف پھر اعراب پھر لفظ پھر الفاظ کا مجموعہ حتیٰ کہ ایک ماہر پڑھنے والا یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ اس لفظ کے جو اس کی زبان ادا کرتی ہے ہمیشہ چند انچ آگے دیکھتا رہتا ہے - اس ہی طرح ماہر نفسیات علامات موسیقی پڑھنے میں عمل کرسکتا ہے - سر کی اکائی سے چھند کی اکائی - دو چھند کی اکائی اور بول کی اکائی (Phrase unit) حتیٰ کہ ایک ماہر محسوس کرتا ہے کہ وہ اُن سروں سے جنہیں اس کی انگلی فی الواقعی چھوتی ہے انچ بھر زیادہ آگے دیکھتا رہتا ہے - لیکن آنکھ پڑھائی کے متعلق ماہرین کی لکھی ہوئی کتابوں میں بھی مندرجہ بالا واقعہ اور نیز اس عام اصول کے علاوہ کہ حقیقی منطقی ترتیب کے بموجب ابتدائی مثالیں سہل اور مابقی بتدریج زیادہ مشکل ہوں کوئی خاص واقفیت ظاہر نہیں ہوتی -

مشہور ہے کہ زندگی کے کسی شعبہ میں کام کرنیوالی جماعت کے طریقوں کے خلاف اعتراضات کی بوچھاڑ کرنے سے زیادہ شاید ہی کوئی اور بات آسان ہوگی - اگر کوئی مصنف صرف ان غلطیوں کو جو اس نے خود کی ہیں یا کر رہا ہے خود شمار کردے تب بھی ایک آدھ ایسا شخص کھڑا ہو جائیگا جو ان کو ایک زبردست اور خوفناک الزام کی صورت دیدے گا لیکن موجودہ باب کا اصلی مقصد غلطیاں ظاہر کرنا نہ تھا - بلکہ اس میں ذمہ دار اور غور و فکر کے اس جدید احساس کا تجزیہ کرنیکی سعی ہے جو موسیقی کے مدرسین میں بحیثیت ایک جماعت پھیلنا شروع ہوگیا ہے - اور ان مخصوص روایتوں کی ابتداء اور اصلیت معلوم کرنا ہے جو نشانۂ اعتراض بنی ہوئی ہیں - اور ایسے جدید تخیلات

کے جلد ترقی نہ کرنیکی وجہ کے بابت وثوق کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ یہ نہیں ہے کہ مدرسین انہیں قبول کرنے میں سست ہیں بلکہ دیگر بیرونی وجوہ فی الوقت بہت زیادہ قوی ہیں۔ امتحانات میں ایک معینہ مظاہرے کے ذریعہ مواد کا اندازہ لگایا جاتا ہے اور والدین ترقی کا اندازہ امتحانوں کے ذریعہ کرتے ہیں۔ اور جب تک امتحانات اور معائنہ کنندگان اپنے موجودہ مطالبات جاری رکھینگے اس وقت تک استاد کو فنی امور کی طرف توجہ مرکوز رکھنا اور موسیقی کو اپنے آپ جدوجہد کرتے رہنا ضروری ہے۔ لیکن نتائج معلوم کرنے کے طریقے کی تبدیلی کے لئے ایک جہاد مایوس کن نہ ہوگا اس لئے کہ انگلستان میں یہ حیرت انگیز خصوصیت ہے کہ وہ ایک ہی ایسا ملک ہے جو اس بات کا مدعی ہے (اور اپنے دعوے پر پبلک مدارس میں عامل بھی ہے) کہ تعلیم کا مقصد حصول علم نہیں بلکہ کردار اور سیرت ہے اور جس جگہ ایسا اعتقاد رکھا جائے وہاں کسی مفکر کو اس بات پر قائل کرنا غیر ممکن نہ ہوگا کہ فن تعلیم کا صحیح مقصد مذاق کا معیار بلند کرنا ہے نہ کہ کارپرداز پیدا کرنا ہے۔ ہر شخص جو ایک لحظہ کے لئے بھی غور کرے وہ اس بات کا اعتراف کرے گا کہ رسکن (Ruskin) نے اس جملہ میں ایک سادہ اور غیر مبہم صداقت کا اظہار کیا ہے "آپ مجھ سے جو چاہیں کہیں لیکن میں آپ سے صاف کہونگا کہ آپ کیا ہیں"؟

# (ب)

## تحتانیہ مدارس میں موسیقی

از

جان۔ ای۔ بورلینڈ (ڈاکٹر موسیقی)

تحتانیہ مدارس کی موسیقی اور اس عام موسیقی تعلیم میں جو کم از کم اب تک تقریباً بالکلیہ آواز کی علامتوں کے ظاہر اور باجوں کی بناوٹ سے تعلق رکھتی تھی اور حقیقی چیز یعنی موسیقی کو بالکل نظر انداز کر دیتی تھی بڑا بین فرق ہے۔ اس کی ایک وجہ تحتانیہ مدارس کے ابتدائی سالوں میں پیانو کی اہمت کی عدم موجودگی تھی مدرسین کو اپنے گلوں کی آواز سر کے کانٹوں۔ تختۂ سیاہ اور جوب دستیوں پر ان نتائج کے لئے جو وہ حاصل کرتے ہیں اکتفا کرنا پڑتا تھا اور یہ نتائج کسی طرح حقیر بھی نہیں ہوتے تھے۔ مدارس کی مجبوریاں ہی ان کی موسیقی کی نجات ثابت ہوئیں اس لئے کہ مدرس کے پاس گانا سیکھنے میں امداد دینے کے لئے پیانو نہ تھے اس لئے انہیں مجہول ترین طریقہ یعنی استاد کی نقل اختیار کرنا پڑا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو خیال ہوا یا وہ مجبور ہوئے کہ کان اور آنکھ کو کافی تربیت دیں جو تکمیل مقصد کے لئے ضروری تھا یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اعلیٰ مدارس۔ موسیقی تعلیم گاہوں اور موسیقی کی خانگی تعلیم جو آج کل کی تعلیم کی ایک بڑی نمایاں خصوصیت ہے اس کی ترقی کی وجہ ثانویہ مدارس سے نیچے کی طرف جانیوالی جمالیاتی قوت کی بجائے زیادہ تر اوپر لے جانیوالے تحتانیہ مدارس کے اثرات ہیں۔ یہ ایک عام تجربہ ہے کہ ہر نوعیت کے

اعلیٰ مدارس آواز سدھانے اور کان سدھانے کا وہ طریقہ اپنے ہاں جاری کر رہے ہیں جس پر کہ تحتانیہ مدارس سالہا سال سے عمل کرتے آرہے ہیں - ان سطور کے پڑھنے والوں کو یاد ہو گا کہ بڑے بڑے پبلک اسکولوں میں موسیقی سے حالیہ دلچسپی کی وجہ وہ تاثرات ہیں جو ایک صدر مدرس پر بہ زمانہ تعطیلات ایک دیہی مدرسہ میں کچھ گانا سنکر ہوئے اس نے یہ محسوس کیا کہ خود اس کے بچے کس نعمت سے محروم ہیں -

اس باب کا عنوان تحتانیہ مدارس میں موسیقی ہے لیکن ان لوگوں کے لئے جو ان مدارس کے کاموں سے واقف نہیں ہیں یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ گانے کی جماعت ہی فی الوقت موسیقی کی تعلیم کے لئے بموجب ضابطہ سرکاری ہے - بادی النظر میں یہ ایک محدود چیز معلوم ہوتی ہے اور تدریس کا بندوبست آسان معلوم ہوتا ہے لیکن جہاں مقصد اعلیٰ ہوتا ہے وہاں کسی حال بھی یہ صورت نہیں ہو سکتی - اس مضمون میں موسیقی کا طبعی پہلو بھی شامل ہے - سانس لینے کے عضو اور گلے کی ساخت کا مناسب استعمال - دوسرے معنوں میں صرف یہی شعبے ماہرین کے زندگی بھر کے مطالعہ کے لئے کافی ہیں - گانے کی جماعت میں کان اور آنکھ کی تربیت کا بھی انتظام ہوتا ہے اور اس کا مقصد مزید بچوں کے روبرو تقریباً ان تمام تاثرات کو پیش کر دینا ہوتا ہے کہ فن موسیقی اپنے وسیع معنوں میں کیا ہے - لہٰذا مدرسین کی ذمہ داریاں بہت اہم ہوتی ہیں - لیکن بعض دفعہ یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ان تمام شعبوں میں ایسے استادوں کی جو ماہر نہیں ہیں - جن کی فطرتی قابلیتیں اور تجربات محدود رہے ہیں اور جن کا فرصت کا وقت زیادہ تر دیگر نصابی مضامین کے شعبوں کی تیاری میں صرف ہوتا رہا ہے بڑی کامیابی حاصل کرتے رہتے ہیں -

جہاں کہیں کامیابی حاصل کی جاتی ہے وہ زیادہ تر تنظیم کی وجہ سے ہوگیا ہے - استادوں کی مخصوص موسیقی قابلیت بڑا کام کریگی - لیکن بچوں کے ساتھ ان کے بچپن سے اس کام کا سلسلہ اور بھی زیادہ اہم ہے بدترین نتائج ان مدارس میں دیکھے جاتے ہیں جہاں کہ خوردو کلاں اپنے آپ کو علٰحدہ رکھتے ہیں اور جہاں کہ ایک ہی طبقہ میں جماعتی قسم کی گروہ بندی کے ذریعہ بالکل علٰحدہ کر دیجاتی ہیں - ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ جب تک ایک حقیقی تسلسل نہ قائم رکھا جائے یہ بالکل ناممکن ہے کہ اس بڑے مرکب مضمون کی مدرسہ کی زندگی کے نو سال کے اندر تکمیل کی جاسکے - تسلسل کیلئے بعض اوقات اسٹاف کی کانفرس بعض اوقات نصاب کے خلاصے جسکی صدر مدرس موسیقی نگہداشت کرتا ہے اور بعض اوقات معمولی قسم کی تخصیص کے ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں یہ تمام تجاویز جب کہ رضاورغبت کے ساتھ اختیار کیجاتی ہیں تو خوب کام ہوتا ہے اور یہ ہرگز ضروری نہیں ہوتا کہ مایوسی کی حالت میں بیٹھکر یہ فیصلہ کرلیا جائے کہ ایک معمولی مدرسہ کی جماعت اور استاد کیلئے یہ کام اسقدر مشکل ہے کہ اسے کامیابی کیساتھ انجام نہیں دیا جاسکتا - بعض مدارس نے گلے (دھن) پر زور دیا ہے - اور بعض نے دھن کو نظرانداز کرکے دماغی شعبوں میں مہارت حاصل کی ہے - لیکن جب کہ اس تمام کام کو مناسب درجوں میں تقسیم کردیا جائے تو یہ سمجھوتے بیضرورت ہیں - بڑی جماعتوں میں گلے یا آوازکے عیوب بالکل مفقود ہونے چاہئیں - کیوں کہ مدرسہ کی زندگی کی ابتدا ہی میں عمدہ عمدہ آواز اور مخارج قائم کرلینا ممکن ہے - مدارس اطفال میں کانوں کی تربیت کی اچھی طرح تکمیل ہونی چاہیئے اور جب کہ دیگر مضامین مثلاً خواندگی اور جسمانی تربیت گانے کے مانع ہونیکی بجائے اس کی امداد کیلئے کام میں لائے جائیں تو ہر معمولی جماعت مضمون کے ہر جزو میں برتری حاصل کرسکتی ہے اور

صحت طبعی جماعتین جملہ مضامین میں کسی کو نظر انداز کئے بغیر ذرا کم تر درجہ تک پہنچ سکتی ہیں۔

ہم بورڈ کے مدرسون کی آواز (Board School Voice) کے متعلق بہت کچھ سنا کرتے تھے۔ یہ اصطلاح ناموزوں اور بالکل زبردستی کی تھی اس میں ایک قسم کی حقارت اور یہ پہلو تھا کہ ایک بھاری اور کرخت قسم کی آواز کے ذمہ دار مدرس تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کم درجہ کے اکثریت کی غیر تربیت یافتہ معمولی آواز تھی جو بورڈ کے مدرسوں میں بھرے رہتے ہیں اور جسکی اصلاح کیلئے مدارس بڑی جدوجہد کر رہے تھے۔ اسکی اصلاح کی کوشش پہلے ٹریننگ کالجوں میں شروع ہوئی اور اب اس قسم کی آواز کا استادوں یا طالب علموں میں پایا جانا نادر ہوگیا ہے۔ جہاں تک بچوں کا تعلق ہے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ گھر۔ کھیل کے میدانوں اربازاروں میں اپنا شام کا وقت ہفتہ کے آخری دن اور تعطیلات صرف کرنیکے مقابلہ میں ہفتہ میں صرف پچیس سے لے کر ساڑے ستائیس گھنٹے مدرسہ میں صرف کرتے تھے اور اس میں کا بھی اکثر و بیشتر وقت پڑھنے یا گانے کی بجائے دوسرے مضامین کیلئے وقف ہوتا تھا۔ تحتانیہ مدارس میں بعض حساس کانوں کے ایسے استاد ہمیشہ رہا کرتے تھے جو آواز کا ایک بلند معیار قائم رکھتے تھے۔ اور گذشتہ بیس سالوں میں ان کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ باقاعدہ اور موثر سانس کی مشقیں اور حروف علت کی آوازوں کی بہ احتیاط مشق اب سب اچھے مدارس میں لازمی قرار دیدی گئی ہے اور لندن میں ماہرین کے لکچروں کا سلسلہ قائم کرکے آواز کے استعمال کی ترقی کیلئے تحریک کو ایک خاص اہمیت دیدی گئی ہے۔ ایک اہم قدم اس وقت اٹھایا گیا جب کہ سانس پر ایک باب سنہ ۱۹۱۵ع کی تربیت آواز کی کانفرنس کی سفارشات میں شامل

کیا گیا اور دوسرے ہی سال بمشاورت منتظمین تربیت جسمانی اور مشیر طبی مدرسہ چند ضمنی قراردادیں عمل میں آئیں - ان سفارشات سے وہ تمام مدرسین واقف ہیں جو لندن میں ملازم ہیں اور دوسرے بھی اس سے جماعتی گانے کے رسالہ کے ذریعہ جو سنہ ۱۹۱۷ع* میں شائع ہوا واقفیت حاصل کر سکتے ہیں -

تحتانیہ مدارس نے اپنی موسیقی کی تربیت ذہنی جز زبانی سرگم الا پنے (Tonic Sol-fa system) کے طریقہ پر رکھا ہے اور کانوں کی تربیت کو بنیادی اور ما بقی سب کو بالائی حصہ تسلیم کیا ہے چیز، نام اور علامت تدریس کے اقدام ہیں - درآن حالیکہ نام نہاد موسیقی کی قدیم اور ناقص تعلیم میں پیانو بجانے میں علامتوں اور باجے کے پرزوں ہی پر تمام توجہ مرکوز کی جاتی تھی - اور طالب علم اس قابل بھی نہ کیا جاتا تھا کہ وہ موسیقی کی سادہ ترین تالیف کے نام بھی بتلا سکے - گذشتہ دو رکا ماہر مدرس موسیقی جو منفرد بچوں کو تعلیم دیتا تھا - ان میں موسیقی کا کسی قسم کا حقیقی شعور پیدا کرنے میں اکثر بری طرح ناکامیاب ہوتا تھا - لیکن مدرسہ کا معمولی مدرس جسے ایک وقت میں پچاس یا زیادہ لڑکوں کی جماعت کو تعلیم دینا پڑتی تھی سب سے پہلے کانوں کو راست متاثر کرنیوالی زبانی سرگم الاپنے کے طریقے سے ان میں بہت سے حقیقی موسیقی دان تیار کرنے میں کامیاب ہو جاتا تھا - عصائی علامتوں (Staff-Notation) کی تشریح کرنیوالی کی حیثیت سے زبانی سرگم کی اہمیت اب بہت سے موسیقی دان بھی تسلیم کر چکے ہیں جو پہلے اس سے متنفر تھے اور مدرسہ کا استاد بھی بچوں کو عصائی علامتوں کی عمدہ عملی تعلیم زبانی سرگم کی امداد سے شد گرام (single scale) یا دھرپت یا ایک تالے (single unit of time) کیساتھ دینے کے امکانات سے واقف ہے -

---

* *Class Singing and Ear Training in Schools*, published by P. S. King & Son, Ltd., 2 & 4 Gt. Smith Street, Victoria Street, Westminister, S.W. Price 2d.

مدارس میں کان کی تربیت میں اضافے موسیقی کو لٹریچر کے مانند خیال کرنیکے احساس کیوجہ سے ہوے ہیں۔اب یہ کافی نہیں تصور کیا جاتا ہے کہ بچوں کو محض وہی موسیقی سکھائی جائے جسے کہ وہ اپنے گلے سے ادا کرسکیں بلکہ اب یہ بھی ممکن اور مناسب خیال کیا جانے لگا ہے کہ انہیں ستائشی (appreciation) اسباق کے ذریعہ اعلیٰ تر موسیقی سے روشناس کرایا جائے۔ سرکاری نصاب میں ان کا ابتک کوئی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ لیکن ایک شوقین مدرس پر بہت بھروسہ رکھا جا سکتا ہے وہ اقل ترین نصاب سے زیادہ ایسے امور پر توجہ کریگا جن کی عمدگی کا اسکو یقین ہے۔ چھوٹے بچوں کو سادہ سروں (simple tunes) کے راگوں کو پہچاننا تانوں (phrases) کے ذریعہ انہیں قائم کرنا۔ ہم آہنگی پیدا کرنا (Harmonic background) وغیرہ وغیرہ سکھایا جاتا ہے۔انہیں موسیقی کی ان کیفیتوں (Moods of music) کا احساس شروع کرایا جاتا ہے جن کی ابتداء بلاشک ظاہری باتوں سے ہوتی ہے مثلاً تیز (quick) اور کومل (slow) رنج وخوشی کے اوزان سبک ناچوں اور سپاہیوں کی شاندار چال (Stately marches) میں نمایاں فرق۔ اس ابتداء سے آرکسٹرا کی ہم آوازی تک مسافرت مسلسل ہے اور اتنی طویل نہیں ہے جتنی کہ ایک زمانہ میں وہ خیال کیجاتی تھی۔ کام کے اس جز کے لئے ایک پیانو اور اچھا بجانیوالا ضروری ہیں لیکن بعض مدرسین نے استحضار کا کوئی بہتر ذریعہ میسر نہ ہونیکی وجہ سے گرام فون ہی سے بہت اعلیٰ نتائج حاصل کئے ہیں۔

موسیقی کی تعلیم کے متوازنی (rhythmic side) پہلو کی جیک ڈالکروز کے طریقے کی اشاعت کے ذریعہ مزید ہمت افزائی ہوگئی ہے۔ بہت سی وہ باتیں جو بڑی بڑی جماعتوں اور سختانیہ مدارس کے بچوں کیلئے بالکل ناموزوں

ہیں اس طریقہ میں شامل تھیں لیکن اس طریقے کے ابتدائی اقدام جو گیتوں یا سروں کے سننے اور طبعی حرکتوں سے ان کی تشریح کرنے پر مشتمل ہیں بہت سے مدارس میں کامیابی کے ساتھ جاری کر دئے گئے ہیں - اور یہ تحریک سرعت کیساتھ پھیل رہی ہے

تحتانیہ مدارس کے ابتدائی دور میں جب کہ ساز بہت کم یا موجود ہی نہیں تھا۔ آواز ملا کر گانیکی مشکل نے مدرسہ کی جماعتی موسیقی کو رفتہ رفتہ دو تین یا اس سے زیادہ ہم آوازوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ اس طرح ہم آہنگی کی فطرتی خواہش پوری ہو جاتی تھی اور بچوں کو زندگی مابعد میں ذیلی گانیوالے بننے کیلئے مفید تعلیم مل جاتی تھی لڑکیوں میں تیس فیصدی جن کی قسمت میں معمولاً کم آواز (Adult contraltos) بنا ہوتا تھا اور وہ لڑکے جو بالاخر بلند آواز (Basses, tenors) بننے والے ہوتے تھے اس طریقے سے کمتر حیثیت کے لئے تیار ہو جاتے تھے - مابعد جزوی یا ذیلی گانا اس نقصان کیوجہ سے جو بعض اوقات انتہائی قوت کے استعمال سے بچوں کو بعض اوقات ہو جاتا تھا کسی قدر بری نگاہ سے دیکھا جانے لگا تھا۔ لیکن کسی نقصان کی کوئی وجہ نہیں ہے بچوں کو سختی سے محفوظ رکھنے کیلئے جزوی موسیقی (part music) بڑی احتیاط کیساتھ انتخاب کرنی چاہیئے - اور آواز کی ابتدائی تربیت بہت مکمل ہونی چاہیئے اگر ان حفاظتی تدابیر کا خیال رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ بچے اس دماغی تربیت کے بے حساب فوائد سے لطف کیوں نہ اٹھائیں جو جزوی موسیقی بخشتی ہے -

الحاصل ہمیں گیتوں کی اقسام کی اس بہت بڑی تعداد کو فراموش نہ کرنا چاہیئے جو تحتانیہ مدارس میں کارآمد ثابت ہوئے ہوں - قومی ترانے ہمیشہ گائے جاتے ہیں لیکن تقریباً دس سال پہلے تعلیمی بورڈ کی بعض سفارشات نے ان معیاری راگوں کی

طرف تازہ توجہ دلادی ہے جن سے بچوں کو اچھی طرح واقف کرانا چاہیئے - تقریباً اس ہی زمانہ میں بہت سے قدیم اور تازہ دیسی گیت میسر آگئے ہیں جن سے نظام عمل میں اقسام کا اضافہ ہوگیا ہے مزید برآں سترویں اور اٹھارویں صدی کے شکسپیر کے گیتوں میں ایک تازہ دلچسپی پیدا ہوگئی ہے - آج کل قدیم ماہرین موسیقی یعنی باخ (Bach) ہینڈل (Handel) ہیڈن (Hydn) موزارت (Mozart) بتھیون (Beethoven) شوبرٹ (Schubert) مینڈلسون (Mendelssohn) شومان (Schumann) برحمس (Brahms) روبنسٹن (Rubinstein) اور گریگ (Grieg) کے غیر فانی راگ راگنیاں بھی عام طور پر رائج ہیں - سب سے اچھی فال یہ ہے کہ ہمارے قومی موسیقی دان مدارس کے لئے چھوٹے بڑے گیت موزوں کرنے میں اب جوش دکھا رہے ہیں یہ اگلے وقتوں کی طرح محض لچر (Banalities) تک محدود نہیں ہیں جو کھیلتے ہوئے موسیقی رجحان کی کلی کی شگفتگی کے لئے صرف واحد نسخہ خیال کئے جاتے تھے - بلکہ حقیقی زندہ گیت ہیں جن کے الفاظ بھی عمدہ ہیں اور پاری (Parry) اسٹانفورڈ (Stanford) ایلگار (Elgar) میکنزی (Machenzie) بانٹاک (Bantock) اور والفورڈ ڈیوس (Walford-Davies) جیسے شہرۂ آفاق استادوں نے ان کو ساز کے لئے موزوں کیا ہے - بہرحال مستقبل بہت امیدافزا ہے -

---

گو ڈاکٹر بورلینڈ لندن کاونٹی کاونسل کے ایک عہدہ دار ہیں لیکن اس مضمون میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اس سے کاونسل کو کسی قسم کا تعلق نہیں ہے

# باب دہم

## نقش کشی اور فن لطیفہ

از

ایچ - بیرٹ کارپنٹر

گذشتہ چالیس سال میں نقش کشی کی تدریس میں اس قدر زیادہ تبدیلی ہو گئی ہے کہ اس کو انقلاب کا نام دیا جاسکتا ہے - یہ انقلاب ابھی مکمل نہیں ہوا ہے - بلکہ اس سے بڑھ کر ہونے والی باتوں کی امید دلاتا ہے - چاہے ہم نقش کشی کی جدید تدریس کا ذکر کریں لیکن یہ درحقیقت بھولے ہوئے مطمح نظر کی کمر تلاش ہے جس میں ہم عقل سلیم سے مدد لیتے ہیں -

جب تعلیم جبری کر دی گئی ہے تو اس وقت کے حاکموں نے حکم دیا کہ چند مضامین ہر ابتدائی مدرسہ میں پڑھائے جائیں - جن میں بدقسمتی سے نقش کشی بھی تھی - بدقسمتی اس وجہ سے کہ جنھوں نے یہ حکم دیا تھا انہوں نے ہی نصاب بھی مقرر کر دیا - جس کی تیاری میں سب سے اہم بات یعنی بچہ کے قدرتی نشو ونما کے بارے میں ذرا بھی توجہ نہیں کی گئی - عملی اغراض کے لحاظ سے نقش کشی صرف ایک خیال یعنی نقل کرنے میں مہارت کی تربیت کے ماتحت تھی - عملاً - چھپی نقلیں اکثر خوبصورت یونانی نقش و نگار پر مبنی ہوتی تھیں لیکن نقلیں جب کہ ارزانی اور اشاعت کی سہولت کے لئے برائے نام نقلوں کی نقلیں ہونے لگیں تو ان میں یونانیت بہت ہی کم رہ گئی اور خوبصورتی تو اس سے بھی کم -

ٹھوس چیزوں کے لئے جامٹری اشکال پسند کیگئیں کیوں کہ یہ ایسی بہت سی چیزوں کا بنیادی ڈھانچہ ہوتی ہیں جو آدمی بناتا ہے - یہ ظاہر تھا کہ ٹھوس چیزیں خوبصورتی کے بجائے استعمال کے لئے اور چپٹی چیزیں استعمال کے بجائے خوبصورتی کے لئے تھیں - چاہے جو بات بھی ہو ہمارے لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو چلا کہ خوبصورت اور کارآمد چیزیں علٰحدہ علٰحدہ ہوتی ہیں - اور خوبصورت چیز اسیوقت خوبصورت ہوتی ہے جب کہ اس کا کوئی استعمال نہ ہو سکے - اگر کوئی شیطانی اصول ہو سکتا تھا تو وہ یہی تھا -

انقلاب کی طرف پہلا قدم یہ احساس تھا کہ بچے اس خشک کام میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے درحقیقت اس سے نفرت کرتے - لیکن انہیں میں سے بعض اپنی پسند کی چیزوں کے اطمینان سے نقش کشی کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے اس لئے "تفریحی نقش کشی کے نمونے" دئے جانے لگے اور بچوں کو ان کی مرضی پر چھوڑ دیا گیا کہ وہ ان چڑیوں، جانوروں اور مچھلیوں کی تصویریں بنائیں جو ان کو دی گئی ہیں - یہ چونکہ تفریح کے لئے تھا مدرس کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں تھی - اور وہ نشان دینے یا روزمرہ کے کام میں لگا رہتا تھا - خشک نمونے خشک چیزیں اور تفریحی "نوح کی کمانیں" جو غالباً کم خشک لیکن نقلیں ہی تھیں ایسے پتھر تھے جو سرکاری طور پر روٹی کی بجائے دئے جاتے تھے جس کی کمی کے باعث ہزاروں بچوں کے دماغ سوکھے اور ٹھٹرے ہوئے تھے -

فی زمانہ بہترین تدریس بچہ کی حقیقی ضروریات پر مبنی ہے جو کہ اجنبی دنیا میں آنے کے بعد اس کے اطوار مشاہدہ شدہ اشیاء کے مقصد اور ان کے استعمال - ان کے

اپنے اور خود اس سے تعلقات اور زندگی کا کچھ حسن و مسرت معلوم کرنے پر مجبور ہے۔

کم سن بچہ کی آنکھیں دلچسپی اور جستجو کے ساتھ ادھر اُدھر پھرتی رہتی ہیں۔ نقش کشی اسکی تشفی کے لئے کیا کرسکتی ہے؟ بھڑکیلے رنگ اس کی نظر روکتے ہیں۔ تو ہم بھڑکیلے رنگ استعمال کر کے اس کو غور و فکر میں مدد دینگے اور مزعومیت کی دنیا کھرے واقعات کے احساس کرانے میں اس کی معاونت کرے گی۔ ایک سیاہ رنگ کے کاغذ کے ٹکڑے پر ایک بڑا بھڑکیلے رنگ کا نقطہ اور اسی طرح دوسرے رنگ کا ایک چھوٹا نقطہ لگا دو۔ یہ نقطے کسی نہ کسی کے بجائے ہیں لیکن ایک بڑا ہے اور ایک چھوٹا۔ ایک یہاں ہے۔ اور دوسرا وہاں ہے۔ رفتہ رفتہ ان کے اطراف ایک قصہ بن جاتا ہے۔ لیکن ایک نقطہ ہمیشہ بڑا اور دوسرا اسی قدر چھوٹا رہتا ہے۔ اور وہ یہاں اور وہاں قائم رہتے ہیں آخر میں ہر بچہ کو تھوڑا سیاہ کاغذ اور رنگین چاک کے دو ٹکڑے دئے جاتے ہیں اور وہ یاد سے دو نقطے بناتا ہے۔ ایک بڑا اور ایک چھوٹا۔ اور انہیں وہیں قائم کرتا ہے جہاں کہ ہونے چاہئیں۔ اس میں متناسب جسامت اور متناسب جگہ کا تصور پیدا ہونے لگتا ہے۔ روز بروز نئے قصے نئی جسامت اور نئی نشست (position) کے ساتھ ہونے لگتے ہیں نقطے چار حصوں اور مختلف حلقوں میں تقسیم ہوتے ہیں مختلف طول کی لکیریں۔ مختلف رخ اور مختلف رنگ شامل ہو جاتے ہیں۔ اور اس اثناء میں جھنڈے بننے لگتے ہیں۔ اور نقطے سادے پتوں۔ میووں پرندوں اور مچھلیوں کی شکل اختیار کرنے لگتے ہیں۔

غیر تربیت یافتہ ہاتھ جو قلم یا پنسل کے لئے ناموزوں ہے چاک کا ٹکڑا پکڑ سکتا ہے۔ اور اس سے آزادی اور وضاحت کے ساتھ نقاشی کر سکتا ہے

جس سے فطرت کے مطابق جسم و دماغ دونوں کی ترقی ہوتی ہے - جیسے ہاتھ اور بازو پر قابو حاصل ہونے لگتا ہے تو آسان رنگین اشکال کی جگہ آسان شکل کی اشیاء لینے لگتی ہیں - مثلاً گول - بیضاوی - مربع، وغیرہ - لیکن ہر ایک میں اس کی خصوصیت ہوتی ہے اور ہر ایک کی ایک خاص نشست، رخ اور تناسب ہوتا ہے -

اس کے بعد تفصیل کی چھان بین ہوتی ہے (نئے ملک میں کھوجی کا کام) اور ہر تفصیل کو اس کی اپنی موزوں نشست پر جمایا جاتا ہے - پروں کے خوبصورت نقش - پتوں کی نمایاں رگیں - بنکھے کی تیلیاں پر ٹائی کے تہ - رسی کی گرہ کے بل - یہ اس قسم کی تفصیلات ہیں جو کھوج لگانے والے کم سن دماغوں کے لئے لامتناہی دلچسپی رکھتے ہیں - اس طرح سے کل کے ساتھ جز کے صحیح تناسب کی بنیاد رکھی جاتی ہے نقاط کی جگہ - خطوط کے رخ - جگہ کا تناسب — اقلیدس کی ترتیب کا اعادہ ہو جاتا ہے -

لیکن صرف اسی ایک پہلو کی تربیت نہیں کرنی ہے - بعض قوتیں اور صفتیں ایسی ہیں جو کم و بیش سب میں پائی جاتی ہیں اور جن کی نشوونما ہونی چاہئیے لیکن بعض انفرادی ہستیاں ایسی بھی ہیں جو اپنے خاص انداز سے اپنا اظہار کرنا چاہتی ہیں - اس لئے مطالعہ کے معینہ گھنٹوں کے ساتھ ساتھ ایسے گھنٹے بھی ہوتے ہیں جب کہ ہر بچہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے انداز میں کسی قصہ کا اظہار کرتا ہے یا کسی ایسے خیال کو ظاہر کرتا ہے جو اُسے بھایا ہو - ابتداء میں ایسی نقش کشی علامتی (symbolic) ہوتی ہے - ایک حلقہ آدمی یا جانور، گھر یا درخت ظاہر کرتا ہے اور اسوقت بھی جب کہ اشیاء ایک شکل اختیار کرنے لگتی ہیں نقش کشی اس تناسب سے کہ بچے جس چیز کو بنا رہے ہیں اس میں کتنی دلچسپی لے رہے ہیں

ملامتی رہتی ہے عموماً جتنی زیادہ دلچسپی ہوتی ہے اتنی ہی زیادہ بڑی مشکل ہوتی ہے جیسے کہ ہم اسیریا کی سنگ تراشی اور وحشی اقوام کی نقش کشی میں دیکھتے ہیں رفتہ رفتہ بچہ کے دماغ میں نشست، رخ اور تناسب کے متعلق خیالات میں ترقی ہوتی ہے اور اشیاء کے بارے میں اس کا اظہار باقاعدگی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں انفرادیت باقی رہتی ہے۔

خیالات پر عبور اور ہاتھ پر زیادہ قابو حاصل ہونے کے ساتھ بڑھتا ہوا بچہ اس قابل ہوتا ہے کہ ٹھوس اشیاء کی نقش کشی کی مشکلات سے دوچار ہوسکے اور ان کو ہر نقطہ نظر سے دیکھ سکے لیکن ظاہری شکل کے مسئلہ کو یہ نہیں چاہیئے کہ ذہین نشین کرنے کے مسئلہ کو پس پشت ڈالدے۔ جاندار اشیاء اور ان اشیاء کے مطالعہ میں جو انسان نے بنائی ہیں ساخت کا خیال کسی غرض کے تحت موجود رہنا چاہیئے۔ ان کی نقش کشی میں صرف ناپ کا معاملہ ہی نہیں ہے کہ کتنا لمبا یا کتنا اونچا ہے۔ بلکہ یہ کس قسم کی مخلوق ہے؟ یہ کہاں رہتی تھی اور کیوں کر۔ اس کی لمبی گردن کیوں ہے؟ اس کی آنکھیں کیوں ایسی جگہ ہیں؟۔ اس کے کھر انگوٹھے یا پنجے کیوں ہیں؟ دم اتنی لمبی اور پتلی کیوں ہے؟ یا اتنی چوڑی اور مضبوط کیوں ہے؟ اگر کوئی چیز انسان کی بنائی ہوئی ہے تو سوال ہوتا ہے کہ کس لئے ہے؟ یہ کیوں کر بنی اور کس نے بنائی؟ اس کی ایسی شکل کیوں ہے؟ اس کا منہ یا پائے یا دستے اس طرح کیوں لگائے گئے ہیں؟ غور سے جانچ کے بعد اس چیز کو ہٹا لیا جاتا ہے اور اس کی نقش کشی کی جاتی ہے بلکہ یہ کہنا چاہیئے کہ نقش کشی کے بجائے اس کو بنایا جاتا ہے اور اس میں ایسا زور اور تازگی اور ذاتی اثر ظاہر ہوتا ہے جو محض نقل میں مشکل سے پایا جائیگا۔

جب تک کہ ساخت کی دریافت اور اس کے وجوہ ایک عادت سے نہ بن جائیں

نظری اختصار (foreshortening) کے مسائل کامیابی کے ساتھ حل نہیں ہوسکتے۔ اور عملاً بھی یہ پتہ چلا کہ بہتر یہی ہے کہ چوکھونٹی اشیاء کے بجائے گول سے ابتداء کی جائے۔ سیدھے بازوؤں کی اشیاء کے اندر کناروں پر ہمیشہ دقت سے عبور ہوتا ہے۔ اس کا ہر ایک مشکل سے احساس کرتا ہے کہ کسی شئے کی جامٹری شکل کے کم از کم دو منظر ہوتے ہیں (خاکہ اور صورت) تاکہ ساخت کی کیفیت اور کل کے ساتھ اجزا کی تناسبی جسامت بتلائی جاسکے۔ لیکن ایک معمولی نقش کشی میں ان سب کو بتلانا چاہیئے اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہ ان کو کس نقطہ نگاہ سے دیکھا گیا تھا۔ نظری اختصار کے مسائل پر عبور ذہنی ترقی میں ایک بڑا قدم ہے۔ اس سے اشیاء کا باہمی حقیقی رشتہ سمجھ میں آنا اور ساخت پر پورا عبور ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

اس مسئلہ پر کہ بچوں کے استعمال کے لئے کونسے نقش کشی کے آلات بہترین ہیں بہت کچھ غور کیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہ محسوس کیا گیا ہے کہ پانچ، پندرہ اور پچیس برس کی عمروں میں ہماری جسمانی قوتیں بہت مختلف ہوتی ہیں۔ اس بارے میں ہم کو قطعی تصفیہ کی ضرورت ہے اگر ہم دانشمند رہبر بنا چاہتے ہیں۔ برش اور قلم یا پنسل کا استعمال اس وقت تک شروع نہیں ہونا چاہیئے جب تک کہ کلائی اور ہاتھ اتنے مضبوط نہ ہوجائیں کہ ان کو اپنے قابو میں رکھیں۔ اس کا پورا لحاظ نہیں کیا جاتا ہے اور بختہ عمری کے آلات کم عمری کے ہاتھ میں دیدئے جاتے ہیں۔ بہت سے کم عمر بچوں کو برش دیا جاتا ہے اور اس کا استعمال تک نہیں بتلایا جاتا جس کا نتیجہ تصویر اور مصور دونوں کو تباہ کرتا ہے۔ اس سے رنگ غلیظ کاغذ غلیظ اور انگلیاں غلیظ ہوتی ہیں اور بچے کام میں دلچسپی کم کردیتے ہیں۔ لیکن جب برش استعمال کرنا اور صفائی اور عمدگی سے رنگ لگانا سکھلایا جاتا ہے تو خود اعتمادی میں اضافہ ہوتا ہے اور عمدہ کاریگری کا لطف آنے

لگتا ہے - قلم اور پنسل کے لیے ہاتھ کی ایسی نازک حرکت کی ضرورت ہوتی ہے کہ ان کا استعمال اس وقت تک نہ ہونا چاہیئے جب تک کہ ہاتھ کی اچھی طرح نشوونما نہ ہو جائے۔

یہ کافی کہا جا چکا ہے کہ ابتدائی مدارس میں نقش کشی کی تدریس میں بہت زیادہ تبدیلی ہو گئی ہے - اس میں شک نہیں کہ بہت تبدیلی ہوئی ہے لیکن یہ تمام ملک میں عام نہیں ہوئی ہے اور بہت کچھ کرنا باقی ہے - بہت سے مدارس میں نقش کشی کو ایک ایسا مضمون سمجھا جاتا ہے جس کی تعلیم کے لیے حکم ہے نہ کہ ایسا جس کی آنکھ کے ذریعہ دماغ کی تربیت کے لیے ضرورت ہے - تمام نقش کشی ایسی ہونی چاہیئے جو معائنہ کنندہ کے حسب منشاء ہو جس کے اس مضمون کے بارے میں حیرت انگیز خیالات ہوتے ہیں - بہت زیادہ مدرسین اس بات سے مطمئن ہو جاتے ہیں جو ان سے کہدی جائے اور اس کے وجوہ دریافت کرنے کا خیال بھی نہیں کرتے - دوسرے "زمانہ کے ساتھ چلنے" کے شوق میں بیقراری کے ساتھ تازہ ترین زباں زد جملے جیسے "دار تباط" یا "خود اظہاری" کو قبول کر لیتے ہیں یا برش یا چاک میں راہ نجات دیکھتے ہیں - ایسے جملے یا کام اپنی غرض اور اپنا استعمال رکھتے ہیں - لیکن اکثر اوقات یہ دھوکے کی ٹٹی ہیں - قابل ذکر مثال مجتمع نقش کشی ("mass-drawing") کی ہے جس کے مقصد سے اگر آپ واقف ہوں تو بہت ہی مفید ہے لیکن ناواقفیت کی صورت میں وہم پرستی ہو جاتی ہے - حقیقت میں مجتمع نقش کشی کا مطلب ایک شئے یا مجتمع اشیاء کی بحیثیت مجموعی نقش کشی سے ہے نہ کہ چھوٹے اجزاء کے مجموعہ سے اور اس پر عبور کم سن دماغ کی حقیقی ترقی ظاہر کرتا ہے جو پختہ عمر کے انسان کی دماغی حالت کے مقابلہ میں ہوتی ہے -

متعدد مدارس میں ایک عجیب الٹ پھیر کے باعث مجسم نقش کشی کے معنیٰ یہ لئے جاتے ہیں کہ ایک شکل نقطہ کے بیچ میں سے شروع کر کے اس کے گرد لکیریں کر کے ایسی بنائی جائے کہ ایک بے قاعدہ گول مینار مطلوبہ جسامت کا تیار ہو جائے - اس وحشیانہ اصول کی اکثر لوگ تلقین کرتے ہیں اور اس واقعہ کو فراموش کرتے ہیں کہ یہ ایک مصنوعی طریقہ ہے (کیوں کہ کوئی بچہ ایسی نقاشی نہیں کر سکتا) اور یہ ہمارے تجربوں کے خلاف ہے کہ نظر کا احساس دماغ تک کس طرح پہونچتا ہے اختلاف جو آنکھ کی رگ کو ایک دھچکہ دیتا ہے ہم کو اس کے وجوہ معلوم کرنے پر مجبور کرتا ہے اس لئے کنارہ ہی ہماری توجہ کو منعطف کرتا ہے - اور کنارہ کی شکل یا پتہ کا کنارہ دماغ پر اثر کرتا ہے اور یہی وہ شکل ہے جس کو قدرتاً بچے سب سے پہلے کھینچتے ہیں اگر ان کو انہیں کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے - اس کی تفصیل کا بعد میں اندراج کیا جاتا ہے -

بہت سے امور جن کی تکمیل کرنی چاہئیے ان میں سب سے اہم حس رنگ کی تربیت ہے جس کو پوری طرح پر ہاتھ میں لینا چاہئیے - قوت مقابلہ کی ترقی میں اس سے بہت زیادہ مدد ملتی ہے - اور یہ دماغ میں ایسا اثر پیدا کرتا ہے کہ وہ ہر خوبصورت چیز سے لطف اندوز ہوتا ہے - اگر حس رنگ کو ابھارا نہ جائے تو وہ خفتہ رہتا ہے بلکہ اس کے مردہ ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے - ہم کو اس کی اجازت نہ دینا چاہئیے کیونکہ جدید زندگی کے حالات میں ہمیں مضبوط اور صحت مند حس رنگ کی (Strong and healthy colour-sense) پہلے سے زیادہ ضرورت ہے -

اگر ہمارے ابتدائی مدارس میں نقش کشی کی تدریس میں بڑی تبدیلی ہوئی ہے تو ثانویہ مدارس میں بھی کم تغیر نہیں ہوا ہے - اس میں شک نہیں کہ دونو وضع کے مدارس میں بہت کچھ تلجھٹ باقی ہے لیکن خوش قسمتی سے اس میں کمی ہو رہی ہے - آج کل اس

زمانہ کے لڑکے اور لڑکیوں کے مدارس (سرکاری و غیر سرکاری) کے نمونوں کو دیکھنے سے ایسے ہی جذبات برافروختہ ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ازمنہ وسطیٰ کے آلات ایذا رسانی کے مجموعہ کے دیکھنے سے ہوتے ہیں۔ پھول جن میں اتنے نشانات لگائے گئے ہیں کہ ان کی جان ہی نکل گئی۔ جانور جن کے جسم بالوں سے بھرے ہوئے۔ ان کو مشکل سے پہچانا جاسکتا ہے۔ انسان کا سر۔ خشک اور روغن شدہ۔ ان میں ایسی شیشہ کی آنکھیں جو برابر گھورتی رہتی ہیں۔ کیا ہم نے ان سب کو نہیں دیکھا جو فریم کرکے صاف کرنیکے بعد شکار کے دور اور قبیلہ کے دیوتا کے ساتھ خاندانی گھر میں عزت کی جگہ پر رکھے جاسکتے ہیں۔ خوش قسمتی سے ہم اس غار جہالت سے نکل چکے ہیں۔ لیکن اب بھی ایسے زخمی اور خستہ لوگ ہیں جو آزادی کے لئے ٹھنڈی سانسیں لے رہے ہیں۔ ایسے صدر مدسین ہیں جو نقش کشی کو زائد مضمون خیال کرکے اس کی تعلیم کھیل کے گھنٹوں میں سے وقت نکال کر جائز رکھتے ہیں۔ اور ایسی بھی صدر معلمات ہیں۔ جنہوں نے قاعدہ بنا رکھا ہے کہ اس کی تعلیم کھانے کے بعد جب کہ دماغ سست رہتا ہے دینی چاہئیے۔ پھر بھی ہمیں مظلوموں کی نجات کے لئے کوشش کرتے رہنا چاہئیے۔

متعدد ثانویہ مدارس میں بچہ کی قدرتی بالیدگی پر سب سے زیادہ توجہ کی جاتی ہے اور پوری اسکیم میں نقش کشی کا نصاب سب سے زیادہ دلچسپ ہوتا ہے لیکن لڑکیوں کے مدارس میں تو اس کو سب پر اہمیت حاصل ہے۔ مختلف قسم کی دلچسپیوں کو کام میں لایا جاتا ہے جس کی وجہ سے طریقوں کا ایک ہی رنگ اختیار کرلینے کا کم اندیشہ ہوتا ہے اور معلم یا معلمہ کو اپنی جدت کام میں لانے کا زیادہ موقع ملتا ہے نقش کشی پنسل یا برش تک محدود نہیں ہے کیونکہ اب یہ محسوس کیا جانے لگا ہے کہ ٹانکا لگانا ٹوکری بننا یا برتن پر نقاشی کرنا بھی حقیقتاً نقش کشی کی مشق ہے ان تمام مختلف

طریقوں سے صحیح نشست، صحیح رخ اور تناسب کا اندازہ اتنے ہی ترقی پاتے ہیں جتنے اشیاء خطوط یا رنگ میں بنانے سے اور بہت سے بچے کاریگری سے شوق ظاہر کرتے ہیں - جب کہ مصوری سے کٹ سے مس نہیں ہوتے - ڈھلائی کو بھی نہیں بھولنا چاہیئے - کیونکہ وہ چیزیں بنانے کی خواہش پر بہت زیادہ اثر کرتی ہے جو ہمارے اکثر بچوں میں پیدا نہیں ہوا کرتی ہے - لیکن جس کو اکثر اوقات ملیامیٹ کر دیا جاتا ہے - کیونکہ کم سن کاریگر بہت زیادہ گڑبڑ کرتے ہیں - لڑکوں کی تعمیری جبلت بہت قوی ہوتی ہے - اور اگر کم عمر جماعت کو مٹی کا گھر بنانے کیلئے کہا جائے تو اُن کا ذوق شوق تعجب خیز ہوتا ہے یہ مناسب ہو گا کہ اس کام کی نوعیت اور مقدار کا مقابلہ ایسے کام سے کیا جائے جو وہ کسی شئے کی محض نقل اتار کے کاغذ پر کریں - نقش کشی کی طرح ڈھلائی میں بھی تدریس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ صرف کاریگری پر زور دے - جس چیز کو ڈھالا جائے اس کی غرض و غایت سے پہلے بحث کرنی چاہیئے حتیٰ کہ ہر طالب علم کو کافی طور پر معلوم ہو جائے کہ ہر قدم پر وہ جو کچھ کرنے والا ہے اس کے کیا وجوہ ہیں اگر ایسا عمل ہو تو نتیجہ اس حقیقی خوشی میں ظاہر ہو گا جو کم سن معمار مضبوط تعمیر میں دکھائینگے - بہت سے بچے مٹی کے استعمال کی نئی ترکیبیں بتاتے ہیں جن سے عمارت زیر تعمیر کے لئے موزوں ترین مصالحہ پتھر، لکڑی، چونہ یا چھپر کے لئے تجاویز نکل آتی ہیں -

ڈھلائی میں ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے کہ ابعاد ثلاثہ سے حقیقی طور پر سابقہ ہوتا ہے اور نتیجتاً مقابلے، جسامت کے اندازے اور مضبوطی کے احساس کا تجربہ حاصل ہوتا ہے - جوں جوں تجربہ بڑھتا ہے مختلف اشیاء کا تنقیدی مقابلہ بہت بہتر ہو جاتا ہے اور جب زندگی کے کسی منظر یا قصبہ کا نمونہ بنا کر توضیح کی کوشش کی جاتی ہے تو مختلف اجزاء

کو ایک دوسرے سے ملانا بہت ہی دلچسپ مسئلہ بن جاتا ہے اور بچوں کو کام میں لگا دیتا ہے جو مشاہدہ کرتے ہیں - یاد کرتے ہیں اور نہایت ہی خوشی سے محبت کرتے ہیں یہ دیکھنے سے دلچسپی ہوتی ہے کہ منظر کے لئے عمدہ سماں پیدا کرنے کی خواہش کی بنا پر ٹھوس ڈھلی ہوئی اشیاء کے لئے ناقابل یقین منظر تجویز کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کم عمر دماغ کس قوت سے کام کرنے لگتا ہے جب کہ اس کو قدرتی راستہ پر ڈالدیا جائے -

لڑکوں کی تعمیری فعلیت جس کو ڈھلائی میں تھوڑا بہت اظہار کا موقع ملتا ہے وہ کسی حد تک لڑکیوں کی سوئی کے کاموں میں دلچسپی سے متوازن ہو جاتی ہے اب سوزن کاری قدیم سلائی سے بہت مختلف اصولوں پر سکھائی جاتی ہے رنگین تاگوں سے بڑے ٹانکوں نے (تاکہ ٹانکے نظر آئیں) سفید زمین پر سفید ٹانکوں کی جگہ لیلی ہے یہ آنکھوں پر کم بار ڈالتے ہیں - اور نگرانی کی بھی کم ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ ہر بے ڈھنگا ٹانکہ باوازِ بلند پشیمانی اور درستی کا مطالبہ کرتا ہے - ٹانکے لگانا بلا مقصد نہیں ہوتا بلکہ کسی کام کی چیز کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ کنارے موڑنا اور ان کو سینا شروع ہی سے قدر و قیمت رکھیں - یکے بعد دیگرے ٹانکوں کی لمبائی اور رخ میں اختلاف وضع کا اثر پیدا کرتا ہے جو اس چیز کی بناوٹ کے ساتھ بڑھتا ہے اور کاریگری میں ترقی کے ساتھ ساتھ اس میں بہت زیادہ دلچسپی ہونے لگتی ہے - اس طرح یہ سبق سکھایا جاتا ہے کہ اچھی کاریگری بذات خود عمدہ چیز ہے اور نقش و نگار کا اضافہ ابتدائی بناوٹ پر حاوی نہیں ہو سکتا ایسی آسان کوششوں کے بعد زیادہ پیچیدہ مسائل آتے ہیں - جیسے پھندنے کے کپڑے یا خانگی استعمال کی اشیاء اور ان میں بھی ٹانکوں کی ترتیب سے مطلوبہ کام میں دلکش نقش و نگار کا موقع ملتا ہے - اور عمدہ رنگوں کے انتخاب سے اثر میں اضافہ کیا جا سکتا ہے اس کے بعد ڈوریاں اور

بٹن بنائے جاتے ہیں رفو کا کام ایک دھبہ کی بجائے خوبصورت ہو سکتا ہے۔ بلا ضائع کئے کپڑوں کی ترمیم اور مطلوبہ مقاصد کے حصوں کے لئے غیر متوقع تدابیر خوشی کا باعث ہوتی ہیں۔ ان تمام باتوں میں انتخاب کا جز قوت تمیزی میں موجود رہتا ہے اور انتخاب میں آزادی انفرادی قوتوں اور ذاتی مذاق میں ترقی کا باعث ہے روزمرہ کی چیزوں میں خوبصورت رنگ استعمال کرنیکی ترغیب ہوتی ہے تاکہ بار بار تجربہ سے لڑکیاں اِن خواتین سے واقف ہو جائیں جن کے وہ تحت ہیں اور اس طرح ایسے مذاق کی تربیت ہو جائے جو ہر قسم کی بد صورتی سے جنگ کرتا رہے۔ ایسی تدریس کا جواب عمل تعجب خیز ہوتا ہے اور ایسی مثالوں کی کمی نہیں ہے جب کہ کمسن دماغ جو کہ ہر قسم کی ترغیب و تحریص سے اعتنائی برت رہے تھے کاریگری کی پیدا کردہ خوبصورتی کے اثر سے بیدار ہو گئے۔

سبد (ٹوکری) بافی ایک اور ہنر ہے جو اسی غرض کے حصول کے لئے کام میں لایا جاتا ہے۔ اس میں بھی قوت تمیزی کو بُننے کے سامان وضع، قطع اور رنگ کے انتخاب کا موقع ملتا ہے۔ اس میں بھی ویسی ہی لگاتار کوشش اور مستقل قابو کی ضرورت ہے۔ اور آخر میں بنی ہوئی چیز سے ویسی ہی خوشی ہوتی ہے کیوں کہ وہ مقصد کو پورا کرتی ہے اور وہ بھی خوبصورتی کے ساتھ۔

لڑکے اور لڑکیوں دونوں کے لئے قدرتی اشیاء اور استعمال کی اشیاء کی نقش کشی نے نقشوں اور جامٹری کی شکلوں کی نقش کشی کی جگہ لیلی ہے اور خیالی نقش کشی رفتہ رفتہ اپنی مستحقہ جگہ لیر ہی ہے مفروضی نقش کشی انفرادی سے اجتماعی اور اجتماعی سے ان کے گرد و نواح اور اس طرح گھروں کے اہم حصوں اور گھروں کی طرف قدم اٹھاتی ہے۔

اس سے زیادہ اہم تعمیری کام ہوتا ہے۔ اور عماریات میں باسمجھ دلچسپی پیدا ہوتی ہے۔ یہ خاص مقصد بہت سے لڑکوں کے مدارس میں پیمائشی نقش کشی کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے بہت ہی معمولی ابتدا کرکے لڑکے معمولی فرنیچر۔ نجار کے کام اور لوہے کے کام اور اس طرح عمارت کے حصوں کی پیمائش کرنے لگتے ہیں۔ یہ ایک اور ثبوت زیر ترتیب کام پر پوری طرح حاوی ہونے کی تربیت کی ضرورت کے لئے ہے تاکہ ہر جز کل کے ساتھ اپنا حقیقی تعلق رکھ سکے۔

جامٹری کام ایک اور مفید غرض کی تکمیل بھی کرتا ہے۔ گو اس کا زیادہ استعمال صفائی اور صحت کے عادات کے قائم کرنے میں ہوتا ہے۔ لیکن رنگ کی تدریس میں اس سے بہت مدد لی جاتی ہے۔ سادہ ترین اشکال کے استعمال سے اور باری باری سے جگہوں کو رنگ دے کر وضع کا احساس پیدا کیا جاتا ہے اور اس سے تجربہ کا شوق دلا کر اور مختلف رنگوں کو ایک جگہ کرکے ان کا مقابلی اثر دکھلا کر۔ لڑکوں کو ان کے رنگ کے متعلق احساسات کو آزادی کے ساتھ ظاہر کرنے کیلئے ہمت دلائی جاسکتی ہے۔ توقع ہے کہ وہ ایسے اثرات پیدا کرینگے جو نہ صرف مختلف ہونگے بلکہ اتنے ہی خوبصورت بھی ہونگے۔ صرف لال اور نیلے رنگوں سے ابتدا کرکے بیس کی ایک جماعت نے تھوڑی سی مشق کے بعد ایسے نقش کشی کے نمونے بنائے جن میں رنگوں کی بہت رنگارنگی اور گوناگونی تھی۔ ان میں دو ایک سے نہ تھے۔ اور ایک کو بھی خراب نہیں کہا جاسکتا تھا۔

ایک اور اہم خصوصیت حرف کشی کی تدریس ہے۔ عمدہ خطاطی میں تنزل اور پبلک اور خانگی اغراض کے لئے اچھے خط کی ضرورت نے واضح اور خوش نما خط کی تائید میں جدوجہد کردی ہے۔ جس کے باعث اس خصوص میں بہت کچھ احیا ہوا ہے۔ چونکہ یہ ایک واجبی بات ہے کہ عمدہ خیالات عمدہ الفاظ میں ادا کئے جائیں اس لئے

یہ شایان ہو گا کہ ان کی ظاہری شکل اتنی ہی خوشنما ہو اور اگر ہم عمدہ ادب کو اپنے مدارس میں اعلیٰ خیالات اور موزوں زبان کی خاطر پڑھاتے ہیں تو معلم نقش کشی بھی عمدہ حرف کشی سکھانے میں بالکل حق بجانب ہے۔ سنیکڑ ں نوجوان ان نفرت انگیز لکیروں کو حقارت کی نظروں سے دیکھنا سیکھ رہے ہیں۔ جو ہماری بیاضات کو ذلیل کرتی ہیں اور ہمارے خطوط کو ہمارے دوستوں کے لئے باعث تنفر بناتی ہیں گو ابتداء میں واضح اور قابل قدر خطاطی آہستہ ہو جاتی ہے۔ تاہم یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشق کے بعد واضح اور خوش وضع خط اتنا ہی تیز لکھا جا سکتا ہے جتنا غیر واضح اور جلدی میں لکھا ہوا۔

آج کل نقش کشی کا ایک اچھے ثانویہ مدرسہ میں یہ مطلب ہوتا ہے کہ آنکھ کے ذریعہ ذہن کی ترغیب (ہمیشہ آسان ترین راستہ) مشاہدہ۔ حافظہ اور قوت استدلال کی قدرتی ترقی۔ اور بالآخر قوت فیصلہ کی تربیت کی جائے اس کا یہ بھی مطلب ہوتا ہے کہ تمام قدرتی ساختوں میں اور خوبصورتیوں میں جو ان کا نتیجہ ہیں گہری دلچسپی کی جائے اور ان کی قدر کی جائے اور ہر عمدہ کاریگری اور ایماندارانہ کوشش سے لطف حاصل کیا جائے۔

اگر درحقیقت۔ ثانویہ اور ابتدائیہ مدارس میں نقش کشی کی جدید تدریس ہوتی ہے تو تعجب ہو گا اگر اس میں فنون لطیفہ کے مدارس کا کوئی ہاتھ نہو۔ کچھ عرصہ سے یہ رواج ہو گیا ہے کہ ہمارے فنون لطیفہ کے مدارس کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ اور ان کا اس طرح سے ذکر کیا جاتا ہے جیسے کہ وہ غار عزلت میں ہیں۔ تاہم سچ تو یہ ہے کہ تدریس نقش کشی۔ نقاشی اور کاریگری کو بہتر اور جاندار بنانے کی اکثر تحریکات کا منبع یہی مدارس رہے ہیں اکثر اوقات انہیں معترضین نے اپنے روشن خیالات انہیں مدارس سے حاصل کئے ہیں جن کی لے دے کرنے میں ان کو لطف آتا ہے

مشکلات کا بڑا باعث وہ پرانا طریقہ نظم ونسق تھا جس کے بموجب بدقسمت معلم نقش کشی مدرسہ کی امداد کی اجرائی کے لئے ایک مقررہ طرز کے امتحانات کے لئے طالب علم تیار کرکے اور ایک خاص معیار کے "کام" جو ایک سال میں مکمل ہو جائیں پورے کرکے حاصل کرتا تھا - معلم نقش کشی جس میں خودداری تھی وہ بغاوت کرنے یا دقیانوسی بننے پر مجبور تھا - خوش قسمتی سے یہ سب قصہ ماضی ہے اگر کسی معلم میں اپنی خیالات ہیں تو وہ ان کے مطابق عمل کرنیکی آزادی رکھتا ہے اور اسی کی بدولت کئی فنون لطیفہ کے مدارس میں تدریس باقوت اور جاندار ہو گئی ہے -

قدیم تدریس کی خصوصیت محنت طلب اعادہ تھا - ہر چیز کی نقل اتاری جاتی تھی - نقش ونگار کی نقل ہوتی تھی - نمونوں کی نقل ہوتی تھی انسانی ہیئت کی نقل ہوتی تھی - اور وضع قطع کی نقل ہوتی تھی - جب طالب علم اتنی نقلیں اتار لیتا تھا کہ وہ جبلی طور پر انکا اعادہ کرسکے تو اسکی تعلیم ختم ہو جاتی تھی یہ اندھا دھند نقالی ہمہ قسم کی غلطیوں کا منبع تھی - اس سے صحت بھی پیدا نہیں ہوتی تھی کیوں کہ طالب علم کا ذہن جو تفصیل کی نقل اتارنے میں منہمک رہتا تھا اس چیز کو بحیثیت مجموعی دیکھنے سے قاصر رہتا تھا اور اس طرح وہ ایک قسم کا فن رس پیٹر پین (Peter Pan) بن جاتا تھا - کیوں کہ وہ ہر چیز بچہ کی نظر سے دیکھتا اور ہمیشہ بچہ ہی رہتا تھا -

آج کل بہترین تعلیم کی خصوصیت یہ ہے کہ طالب علم کے دماغ کی ترقی ہوتا کہ نہ صرف اس کی قوتیں ترتیب پائیں بلکہ اس میں ایسا ولولہ پیدا ہو کہ وہ اپنی پوری

قوت صرف کرنے لگے - اسی مقصد کے لئے اس کو ترغیب دیجاتی ہے کہ وہ جستجو کرے اور مشاہدہ شدہ چیزوں اور جو کام سپرد ہوا ان کے اسباب معلوم کرے تاکہ اپنے موضوع کو خوب سمجھکر اور اس کے حصول کے ذرائع سے واقف ہوکر اپنی پوری قوت بلا عجلت اور بلا تضیع اوقات صرف کر سکے -

سابق میں طالب علم کی ابتدائی کوششیں چھپے نقش و نگار اور جامٹری کے نمونوں کی اشکال کے مجموعہ کی نقل اتارنے میں لگی رہتی تھیں - جلد سے جلد نقل اتارنے کے لئے احتیاط سے ہدایات دیجاتی تھیں - لیکن ایسی ہدایات نسخہ یا گر کی مبتذل صورت اختیار کر لیتی تھیں - اب اسی طالب علم کو ایک پودا یا کوئی اور قدرتی چیز دیجاتی ہے - جس کو معائنہ کرنے کے لئے اسے ترغیب دیتے ہیں - تاکہ وہ اس کی پیداوار کے طریقہ - اس کی ساخت اس کے حصوں کا مطلب اور استعمال سمجھ سکے - پھر ذہنی یادداشت کو اکٹھا کر کے وہ پودے کو بناتا ہے - اس کو ایسا ہی اگتا ہوا بتلاتا ہے جیسا کہ ہونا چاہئیے اور اس میں ایسی خصوصیات بتلانے کی کوشش کرتا ہے جن کو اس نے دلچسپی اور تعجب سے دیکھا ہے - اس قسم کے کام پر تنقید اس طرح نہیں ہوتی کہ یہاں یا وہاں تبدیلی کا حکم دیدیا جائے یہاں بڑھا اور وہاں گھٹا دیا جائے بلکہ ایک قسم کی تحقیق اختلافات کے متعلق ہوتی ہے جس کے بعد موضوع کی پھر جانچ کی جاتی ہے - حتیٰ کہ طالب علم اپنے مشاہدہ کا پورا مطلب سمجھ جاتا ہے - اور پھر صحیح نقش کشی کرتا ہے - اگر موضوع روزمرہ کے استعمال کی چند چیزوں پر مشتمل ہو تب کاریگر کے خیال اور ان اشیاء کے بنانے کے وجوہ کے متعلق جستجو کی جائیگی جو خام مال استعمال کیا گیا ہے اس کی نوعیت پر غور کیا جائیگا - اور اسکے بعد ہر چیز کے کسی

خاص پہلو کو اس کے درجہ کے لحاظ سے دیکھا جائیگا آخر میں تمام چیزوں کا ایک دوسرے سے باہمی اور اپنے پورے مجموعہ سے تعلق دیکھا جائیگا۔ پہلے تحلیل پھر ترکیب ہوگی اور ثانی الذکر پر زور دیا جائیگا۔

زیادہ اعلیٰ کام کے لئے قدیم طریقوں سے بہتر اور نئے طریقوں پر جاندار (Drawing from Life) کی نقش کشی سکھائی جاتی ہے عرصہ دراز تک جاندار جماعت میں پہونچنے کا صرف ایک ہی مسلمہ ذریعہ تھا اور وہ قدیم کا طویل مطالعہ تھا اس طریقے سے محنتی طلبہ نہ کہ فن رس پیدا ہوتے قدیم کی نقش کشی مسلسل ناپ اور سطحی اشکال کی بہت ہی سچی نقل اتارنے پر نہ کہ حرکت اور توازن اور ساخت پر مشتمل تھی جو حصول مقصد کا ایک ذریعہ تھے قدیم مدرسہ کا تازہ طالب علم جاندار چیزوں کو پریشان کن بے قابو اور اِس سے بہت کچھ مختلف سمجھتے تھے جس کے وہ عادی ہوتے تھے اکثر وہ یہ محسوس کرتے تھے کہ وہ ابتدائی تازہ دماغی کو کھو چکے ہیں اور اس کو کسی طرح بھی دوبارہ حاصل نہیں کر سکتے۔

اس کا علاج پھر قدرتی طریقہ کو اختیار کر لینا ہے۔ اگر کوئی لڑکا کہے "میں لوگوں کی نقش کشی کرنا چاہتا ہوں" تو جواب یہ ہے "اچھا یہی کرو" معلومات محصلہ کے لحاظ سے لڑکا جوش و محنت سے زندہ لوگوں کی شکلیں کچھ نہ کچھ کرتے ہوئے بناتا ہے اور اپنی غلطیوں کے احساس اور معلومات میں کمی دیکھکر۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ اپنی اصلاح اور کمی کو پورا کرے۔ ابتدا ہی سے وہ قدرتی حرکات کی تلاش کرتا ہے اور اپنی شکلوں میں حقیقی توازن قائم کرنا سیکھتا ہے۔ اور پژمردہ ہونے کے بجائے زیادہ شوقین اور زیادہ ناقد ہوتا ہے۔ اور اپنے مضمون مواد اور خود اپنی ذات پر متواتر زیادہ قابو حاصل کرتا رہتا ہے جاندار نقش کشی کو بے حرکت نشست کے نمونہ تک محدود کرنے کے بجائے

متحرک شکل کی نقش کشی کی تائید میں رجحان ہوتا جاتا ہے۔ اس میں بڑا فرق ہے کیوں کہ طالب علم یہ محسوس کرتا ہے کہ حرکت کیسی دکھائی دیتی ہے۔ اور اس کو کس طرح بتلایا جاسکتا ہے اور مدرس یہ محسوس کرتا ہے کہ بے حرکت نشست جو کسی حرکت کو ظاہر کرنے کیلئے ہوتی ہے بالکل مہمل چیز ہے۔

نقش و نگاری کی تدریس بھی بالکل بدل گئی ہے۔ اس قدیم خیال کے بجائے کہ ایک محدود جگہ پر کسی پودے کو بٹھا دینے پر سب کچھ منحصر ہے۔ یہ بات ہونے لگی ہے کہ درحقیقت نقش و نگاری کے کیا معنی ہیں اس سے بہتر یہ بات ہے کہ طالب علم تیار شدہ اصول کو قبول کر لینے کے بجائے اپنے اصول تجربہ سے اخذ کرے۔ نقاش یہ سیکھتا ہے کہ کونسا رنگ استعمال کیا جائے جس سے اطمینان یا اثر انگیزی ہوگی اور جس میں نہ خوف ہی اس کو پابند کرتا ہے اور نہ جاہلانہ جلدی اس کو دھوکا دے سکتی ہے۔ بافندہ سنجیدگی یا شگفتگی۔ نزاکت یا مہارت ظاہر کرنا اور چند رنگوں سے زیادہ کا کام لینا سیکھتا ہے۔ رنگریز کو سکھایا جاتا ہے کہ وہ کیسے نمونہ بنائے جو مختلف اقوام کے استعمال کے لئے موزوں ہوں اور رنگ کے استعمال پر اتنا حاوی ہو جائے کہ ہم آہنگی اور بلا تضیع کے ساتھ وہ بیسیوں طریقوں سے اپنے نمونوں کو بدل سکے۔ چوب کار کی مدد کی جاتی ہے کہ وہ کس طرح لکڑی میں خوبصورتی اور عمارت اور فرنیچر دونوں میں نئی دلکشی پیدا کرے۔ اسی طرح دھات کار۔ طباعت کرنے والا۔ کاپی نویس سوزن کار اور لباس ساز نہ صرف اپنے فن کے طریقے سیکھتے ہیں بلکہ اپنے کام کے حقیقی مقصد سے بھی واقف ہوتے ہیں ہر صورت میں مال مصالحہ کے امکانات اسکے بعد مقصد اور اس کے حصول کے بہترین ذریعہ پر غور کیا جاتا ہے۔ بیکار تفصیل کی تعریف کرنے کے بجائے جدید تدریس سادہ لیکن پختہ کاریگری کو بلند پایہ سمجھتی ہے۔ صرف اپنے

نقش و نگار جو کاریگر کے کام میں دلچسپی ظاہر کرنے اور مال مصالحہ کا بہترین استعمال کرتے ہیں اور پژمردہ مقامات میں شگفتگی پیدا کرتے ہیں یہ ہے۔

نیا نصب العین جسکی جستجو میں سب تو نہیں ہیں لیکن تھوڑے ایسے ضرور ہیں جو فن لطیفہ ((Art)) کو ہماری قومی زندگی کا ایسا قیمتی جز خیال کرتے ہیں کہ جس کی قربانی ناقابل تلافی نقصان بغیر نہیں ہو سکتی۔

چاہے ابتدائی۔ ثانوی یا فنی مدرسہ ہو جدید تدریس کی بنیاد زندگی کے جسمانی اور روحانی پہلوؤں کے قریبی تعلق پر قایم ہے ہم چونکہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو ہمیں اپنے دماغوں سے سمجھنا بھی چاہئیے تاکہ ہم بدصورتی کے مقابلے میں خوبصورتی سے زیادہ خوش ہوں۔ کیونکہ اگر جسمانی آنکھ ایسی چیزوں سے خوشی حاصل کرنے لگے جو صاف سادہ اور حقیقی ہوں تو روحانی آنکھیں بھی ان کے دیکھنے کے لئے کھل جائینگی فقط

# باب یازدھم

## دستی کام

از

جارج ایف جانسن ایم۔اے

دستی کام کی تدریس کی تنقید شروع کرنے سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ سابق میں اس کے رجحانات پر مختصراً عام تبصرہ کیا جائے۔ مختلف قسم کے سامان کے استعمال کو عملی ذرائع بنانے کیلئے ابتدائی زمانہ کے فلسفیوں سے لیکر وہ بھی جو تعلیم کی طرف زیادہ جھک گئے مثلاً پستالوزی۔ کامی نی ایس، فروبل وغیرہ تلقین کرتے آئے ہیں۔ اس پر مشکوک طریقہ سے اس ملک میں بھی ایسے اشخاص عمل کرتے تھے جن کا اعتقاد۔ علم بذریعہ عمل پر تھا حتیٰ کہ وہ عام ہوگیا اور اس کو فنی، تعلیم سے موسوم کیا گیا اور گذشتہ بیس بائیس سال پہلے کے سررشتہ تعلیمات نے اس کی کچھ قدر افزائی کی۔ فنی تعلیم کی ایسی عاجزانہ ابتدا سے اس میں ترقی ہوئی اور اس کا نام دستی تدریب یا دستی تربیت ہوگیا۔ وہ انہیں ناموں سے مشہور رہوئی اور اس کا اعتراف ہوتا رہا یہاں تک کہ چند سال قبل بورڈ آف ایجوکیشن نے اس کا نام دستی کاریگری (Handicraft) رکھدیا۔ سب کو بظاہر یہ بات معلوم نہ ہو۔ لیکن ہر نام میں کچھ نہ کچھ اہمیت اس کام کی نوعیت کے لحاظ سے ہے جو کہ اس وقت کے خیالات کے بموجب تھی۔ اور ہر نام کے تحت جس قسم کا کام

انجام پاتا تھا وہ خیالات کا ارتقا، ظاہر کرتا تھا - اس سے کوئی فنی تربیت نہیں ہوتی تھی کیوں کہ وہ کسی لڑکے کو کسی روزگار کے لئے تیار نہیں کرتی تھی - بلکہ بارہ سال کے لڑکے کے لئے یہ جاننا مفید خیال کیا جاتا تھا کہ وہ کس طرح اوزار استعمال کرے اور اسی حد تک تدریس میں اس کی فنی قیمت تھی لیکن مقصد یہ نہیں تھا کیوں کہ اس کا مدعا لڑکے کو لکڑی کے ساتھ اوزار استعمال کرنا سکھانے سے کچھ زیادہ تھا - اس کا مطلب تھا کہ لڑکے کے ہاتھوں کی ایسی تربیت ہو کہ وہ بہتر معمار یا انجینیر ہو سکے اور اس لئے اس نے دستی کام یا تربیت (Manual training or instruction) کی صورت اختیار کرلی بعد میں معلوم ہوا کہ کام کا حقیقی مقصد ظاہر کرنے کے لئے یہ کافی نہیں ہے - کیوں کہ مقصد نے محض ہاتھ کی تربیت سے زیادہ اہمیت حاصل کرلی ہے اور غالباً اس میں آنکھ بھی شامل ہے گو نام اس پر مشتمل نہیں ہے - بہرحال "ضابطہ" میں "دستی کاری گری" (Handicraft) نمودار ہوی اور دستی تربیت (Manual instruction) غائب ہو گئی بیشک یہ نیا نام زیادہ واضح نہ تھا لیکن اس نے بھی سابقہ ناموں کے مقابلہ میں تعلیمی کام کی ترقی کے اس پہلو کے متعلق خاص ذمہ دار اشخاص کے خیالات کو اسی حد تک ظاہر کیا جس طرح ہم اس عام اصطلاح تعلیمی دستی کام (Educational Handwork) سے کرتے ہیں جو ہمارے مدارس میں بالک گھر سے لیکر اوپر تک - سامان مشغولیات پر حاوی ہے - اسی کے ساتھ زیادہ عمر کے لڑکوں کے دستی کام یا دستی کاری گری سے متعلق عملی ارتقاء کے پورے دور میں یعنی ابتدائی مدارس میں بارہ سے لیکر چودہ برس کی عمر تک - مختلف کوششیں کم عمر طالب علموں میں دستی کام رائج کرنے کے لئے کی گئیں مثلاً "مختلف مشغولیتیں" مقوہ سازی - کاغذ تراشی وغیرہ یہ بہت

ہی عارضی طور پر مقبول ہوئیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ جو اس کے مدرس تھے ان کے خیالات کوتاہ تھے صرف ہاتھ اور آنکھ کی تربیت کے سوا اور کسی بات کی کوشش نہیں کی جاتی تھی اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کی قدر ہی اس سے زیادہ نہیں سمجھی گئی تھی بہرحال بورڈ آف ایجوکیشن کے تحقیقاتی کمیشن نے جس نے ملک کا دورہ کیا اور دستی کام میں اوزار اور سامان کے استعمال اور ہاتھ اور آنکھ کی تربیت میں چند اوصاف معلوم کرنے کی کوشش کی - اس میں کچھ جان ڈال دی - تعلیمی اوصاف زیادہ وضاحت کے ساتھ مشاہدہ میں آنے لگے - اور زیادہ عمر کے لڑکوں کی دستی تدریب اور ان سے کم عمروں کے ہاتھ اور آنکھ کی تربیت کی جگہ دستی کام لینے لگا - جو کہ تربیت کے علاوہ تعلیمی مقصد بھی رکھتا تھا یہ دیکھا گیا کہ بچہ کو کاغذ موڑنا سکھانے سے محض موڑ توڑ کے علاوہ اور بھی کچھ سکھلایا جاسکتا ہے مثلاً دو نصف یا چار مربع کل کے برابر ہیں - ایک رندہ کیا ہوا لکڑی کا ٹکڑا میکانیات کے سائنسی حقیقتوں یعنی لیور یا اثر (Levers, moments) کو تجربوں کے ذریعہ معلوم کرا سکتا ہے - اب دستی کام کی تدریس کی یہ کچھ حالت آج کل کے چند جدید ترین مدارس میں ہے - چند ایسے ہیں جو اعلیٰ وضع کے تعلیمی دستی کام اختیار کرتے ہیں - لیکن ان میں اکثر موضوعی نہ کہ معروضی قدور کے زیادہ معترف ہیں - یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دستی کام کو مقصد کا ذریعہ نہ کہ محض ذریعہ بالذات ہی تصور کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا بلکہ بہت کچھ فائدہ ہوسکتا ہے - پستالوزی نے یہ مان لیا تھا کیونکہ وہ کہتا ہے وہ "آدمی کو پہلے محض سیکھ لینا اور پھر عمل کرنا نہیں چاہئیے بلکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اس سے سیکھنا چاہئیے" اس اصول کی توضیح کے لئے دو مثالیں کافی ہیں - کیونکہ جدید تدریس کے لئے جو کہ عنقریب لازمی طور پر رائج ہو جائیگی اس کا تعلق نہایت ہی اہم ہے -

انسانی ذہن یا نفس کی غالب خصوصیت "غرض" یا مطلب ہے اور قدرتی رجحان ایسے ذرائع کی کوشش کے لئے ہوتا ہے جو کہ عامل کو ضروری معلوم ہوتے ہیں - بچہ کی دلچسپیوں کا اب زیادہ لحاظ کیا جاتا ہے اور اس کے سامنے معقول عملی مسائل پیش کئے جاتے ہیں - اس لئے یہ باعث دلچسپی ہوگا کہ مندرجہ ذیل واقعات کا جو راقم کے مشاہدہ میں آئے ہیں اور جو وضاحت سے سابقہ اور آئندہ کے عمل کا فرق بتلاتے ہیں مقابلہ کیا جائے - دو لڑکے دو مختلف مدرسین کے تحت دستی تربیت پا رہے تھے - دونوں لڑکوں کی عمر بارہ برس تھی - اور یہ غرباء گھرانوں کے تھے - ان میں سے ایک کے پاس جوتا بھی نہ تھا - ایک روز الف نامی لڑکا دو دو تو نون کیلئے ایک دو تون آویز بنانے میں مشغول تھا - اس نمونہ کی جسامت یہ تھی - ( ۱/۲ ۶ ) انچ لمبائی ( ۱/۲ ۴ ) انچ چوڑائی اور ( ۳/۸ ) انچ موٹائی زرد رنگ کے پائین کی لکڑی استعمال کرنی تھی - لڑکے سے پوچھا گیا کہ تم یہ نمونہ کیوں بنا رہے ہو - اس نے جواب دیا کیوں کہ یہ نمبر ( ۹ ) ہے وہ نمبر ( ۸ ) ختم کر چکا تھا - اور بظاہر اس سے مطمئن تھا - اس سے پوچھا گیا زرد بائیں کیوں استعمال کر رہے ہو تو اس نے کہا یہ استاد کا حکم ہے جب مدرس سے استفسار کیا گیا تو اس نے لڑکے کے بیان کی صحت کی تصدیق کی - جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ نمونہ کیوں بنایا جا رہا ہے تو یہ بیان کیا گیا کہ وہ ایک نئی مشق ہے یعنی اوزار سے نیا کام لیا جا رہا ہے - ایک مربع (Square mortice) گول سوراخ سے بنایا جا رہا ہے تاکہ نمونہ کو ٹنگایا جا سکے -

یہ دیکھا گیا ہوگا کہ نمونہ میں بچہ کا کوئی "مقصد" نہیں ہے - اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے اس کو دلچسپی ہو بجز اس کے کہ وہ "کچھ بنانے سے لطف" اٹھائے - اس لڑکے کو قطعاً نہ کوئی ذاتی دلچسپی تھی نہ اس کو دو تون آویز کی

ضرورت تھی - جب اس کے پاؤں میں جوتا بھی نہ تھا تو زیادہ امکان یہی ہے کہ اس کے پاس دستانے بھی نہیں ہوگا - چہ جائے کہ دو دستانے - اگر دستانے آویزکی ضرورت پیش آئے تو ایک ایسا نمونہ بنانا چاہیئے جو کہ اس ضرورت کو پورا کر سکے -

لڑکے کو آویزہ کی ضرورت اپنے لئے ہوتی ہے یا کہ وہ اپنے گھر کی ضرورت پورا کرنی چاہتا ہے - بصورت اول صرف ایک دستانے کا آویزہ بنانا چاہیئے - بصورت دوم خاندان کے دستانے کیلئے گنجائش رکھنی چاہیئے - اس سے بیشک یہ مطلب ہے کہ لڑکے کو ایسا نمونہ بنانے کی خواہش ہوتی ہے جب کہ نمونہ ایک خشک اسکیم کی بندھی ہوئی سی بات ہو تو اس کی ضرورت کا احساس نہیں ہوتا - وہ ذاتی ہوتا ہے اور نہ کسی وجہ کی بناء پر بلکہ خارجاً اس پر عائد کر دیا جاتا ہے - جس کی وجہ اس سے زیادہ کوئی اور نہیں ہوتی کہ وہ نمونہ فلاں نمبر کا ہے - لڑکے کو انتخاب کا موقع نہیں ہوتا - جسامت لکڑی - طریقہ ساخت سب پہلے مقرر کر دیئے جاتے ہیں اور لڑکا ایک کل کی طرح جس حد تک کہ فطرت اجازت دے عمل کرتا ہے - اب اس کا دوسری مثال سے مقابلہ کیجیئے :—

ب نامی لڑکا کھیل کا انجن بنانے میں منہمک تھا اور زیادہ تر وہی مال مصالحہ استعمال کر رہا تھا جو وہ تعلیمی تربیت گاہ کے لئے اپنے ساتھ لایا تھا - اس کے پاس ایک کافی کے ٹین کا ڈبہ معہ بیرم - ایک سگریٹ کے ٹین کا ڈھکن اور کئی تار کے ٹکڑے تھے اس لڑکے کا کئی اسباق میں مشاہدہ کیا گیا اور گو اس کا نمونہ جب تیار ہو گیا تو دیکھنے میں اچھا نہیں تھا لیکن چلتا تھا اور اس سے لڑکے کو آگے بڑھنے کا موقع ملا جس کی اس کو خواہش تھی اور آخر کار ایسا ہی درحقیقت ہوا - ٹین کے دونوں طرف ٹین کے دو پشتہ جوڑ دیئے گئے اور ان میں تار کیلئے سوراخ کیے گئے تاکہ تکلہ (Spindle)

کا کام دے۔ سگریٹ کے ٹین کا ڈھکن ایسا موڑا توڑا گیا کہ پہیہ کا کام دے۔ اور جوشدان (Boiler) میں تین تار کے پائے لگائے گئے (Turbine) جوشدان کے اوپر ایک چھوٹا سا سوراخ کیا گیا تاکہ بھاپ نکل سکے اور پہیہ کے موڑے ہوئے حصہ سے ٹکرائے۔ ایک منجن کے ڈبہ کا جس کے ڈھکنے میں بھی سوراخ کیا گیا اسپرٹ لمپ بنایا گیا اور اس میں دیاسلائی کی بتی لگائی گئی۔ یہ پہلی کوشش تھی اور بہت سی غلطیوں کے بعد اصلاح کی گئی۔ پہلے انجن کی تکمیل کے بعد وہ لڑکا ان امور سے خوب واقف تھا۔

۱۔ یہ کہ اسپرٹ لمپ میں اوپر ایک چھوٹے سوراخ کی ضرورت ہے تاکہ ٹین میں گیس کے پھیلاؤ کی گنجائش رہے۔ یہ تجربہ سے معلوم ہوا۔

۲۔ جوشدان کو تار کے پائے جوڑنے کے بجائے کوئی اور طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔ یہ بھی تلخ تجربہ سے معلوم ہوا۔

۳۔ جوشدان میں کیل سے سوراخ کرنے کے بجائے ایک نلی لگانا بہتر ہے۔

۴۔ تکلہ میں لکڑی کی پھرکی لگانے سے ایک اور نمونہ بھی چل سکتا ہے۔

بات چیت کے دوران میں اس لڑکے کو بتلایا گیا کہ ٹین کے ڈھکن کو جوشدان کے اوپر لگانے کے بجائے نیچے لگایا جاتا تو بخارات کی زیادتی سے وہ اڑ نہ سکتا تو اس کا یہ صاف جواب دیا گیا کہ حباب ڈھکن نیچے سے بھی اسی آسانی سے اڑ جائیگا جیسے اوپر سے۔ لیکن نیچے سے نکلا تو اسپرٹ لمپ پانی سے بجھ جائیگا۔ اس سیدھے سادے نکتہ میں اس لڑکے نے اس ایجاد کو معلوم کرلیا تھا۔ جس کے باعث موجودہ سفری اور جنگی جہازوں کے جوشدانوں میں لگنے والی ڈانٹ لگادی جاتی ہے۔ جہاں تک

ممکن ہو لڑکے کا طرز عمل اپنے کام کی حد تک یہ ہونا چاہیئے کہ وہ کوئی مسئلہ حل کر رہا ہے جو آگے چل کر کسی حقیقت کا پتہ دیگا۔ کسی اصول کا عمل اور ثبوت دیگا یا مدرسہ کے سبق کی توضیح کریگا۔

بس تو یہ "روح" ہونی چاہیئے جو کہ آیندہ کے دستی کام کی تدریس میں پھونک دیجائے۔ اس "روح" میں افراد اور جماعتوں کے لحاظ سے کمی و بیشی ہی کی ضرورت ہے مدرس کی رہنمائی۔ ہمت افزائی اور ہدایات سب کے سب اس کے کام میں اپنی جگہ پالینگے۔

اب ہم اس نتیجہ پر پہونچ گئے ہیں کہ دستی کام کے اساسی اصولوں کی خاص طور پر دو توصیفی خوبیاں ہیں۔

۱۔ ارتقائی وظیفہ کاری کے لئے بتدریج فعلیت۔

۲۔ اوزار اور سامان کے استعمال میں مہارت تاکہ مطابقت اور وسیلہ پیدا ہو۔ اس میں شک نہیں ہے کہ اول الذکر کے لئے ماہر مدرسین کے طریقوں میں بہت سے مواقع ہیں جن سے طلبہ کی ذہنی ترقی میں مدد ہوسکتی ہے نہ اس سے ہی انکار ہوسکتا ہے کہ ثانی الذکر میں دستی ترقی کے فوائد نہیں ہیں۔ بہت کچھ مدرس کے اختیار اور زیر تربیت طلبہ کی عمروں کے توازن پر منحصر ہے۔ انفرادی مدرس کے مطمح نظر کی بہت کچھ رہبری اور اس کا تعین عہدیدار کرتے ہیں جو اس کے کام پر مقتدر ہوتے ہے۔ مدرس ایسا بالغ ہوتا ہے جو سوجھ بوجھ اور تفکیر کرنیکی قوت رکھتا ہے اس لئے بہتر طریقہ بتلانے میں بہت بہترین ذریعہ ہے۔ بچوں کی حد تک یہ ہے کہ ان کے لئے زیادہ تر ہدایات دیجاتی ہیں۔ ہر صورت تدریس کے طریقے اور بالکل

بحاطور پر عمر کے لحاظ سے مختلف ہوتے ہیں - اب یہ مان لیا گیا ہے کہ عموماً بچہ کا ارتقاء عام سے خاص مجموعہ سے تفصیل اور اساسی سے معاون ہوتا ہے - جیسے جیسے وہ بڑھتا ہے وہ اپنی بساط کے موافق تخصیص شروع کر دیتا ہے - کوئی بچہ حرکی ہوتا ہے - کوئی حسی - کوئی بے چین ہوتا ہے کوئی خاموش - ایک آیندہ کا ماہر میکانیات ہے اور دوسرا پیش از وقت فلسفی تب تو جو صاحب اقتدار ہیں ان کا یہ کام ہے کہ طریقوں کو ایسی تنظیم دیں کہ بچہ کی فطرت میں جو بہترین جوہر ہیں ان کے قدرتی نشوونما میں مدد ہو - عام ترقی کی پہلے داغ بیل ڈالی جائے - اور بعد میں کسی خاص پوشیدہ قوت کو جو مشاہدہ میں آئے ترقی دیجائے - جب طالب علم کم عمر ہو - جبراً ذہنی پھول اور میوے پیدا کرنے سے احتراز کیا جائے - اور عام ذہنی جسم بنایا جائے تاکہ اسی درخت میں بہتر اور افراط سے بار آئے یقینی ایک وقت آئیگا جب کہ چھپا ہوا طبع زاد اظہار خود ہی کریگا - اگر اس کو جلد بڑھ جانے دیا گیا - تو اس کی ان بیجوں کی سی کیفیت ہوگی جو راستہ کے کنارے بودے دئے جائیں یہ عام دستی کام کے وجوہ وجوہ ہیں - خاص دستی کام کے وجوہ بعد میں دئے جائینگے -

مدارس تحتانیہ کے بالک گھر اور نیچی جماعتوں میں دستی کام عام ہوتا ہے اور ایسا ہی ہونا بھی ہمیشہ چاہیئے - مدارس تحتانیہ کی اونچی جماعتوں میں مدارس ثانویہ میں اور ادنیٰ روزگارانہ مدارس میں ایسے طریقے ہوں گے جو عام ذہنی ترقی کی امداد کے ساتھ بتدریج معیار تک پہونچ جائینگے اور طریقہ و فن کے لحاظ سے جامعہ یا کارخانہ کے مماثل ہونگے - مخصوص فنی مدرسے کے طریقے کارخانہ سے اتنے ہی کم سے کم اختلاف رکھینگے جو عملاً ممکن ہوگا - بالک گھر میں دستی کام زیادہ تر کاغذ کے موڑ توڑ - مقوی سازی - پرونے - ریشہ کے کام - تارسازی - ڈبہ سازی

ٹین سازی - یا ٹن گری اور سینکڑوں چھوٹے موٹے مشاغل پر مشتمل ہوگا جو بچہ کی کم سنی کا لوازمہ ہیں - چھوٹے بچہ کو اس کا تخیل اسبارے میں مدد دیتا ہے کہ ایک لپٹا ہوا گرد پونچھ (Rolled-up duster) "خود اس کا بچہ" - الٹی کرسی ایک موٹر کار یا گاڑی دکھائی دے جو کہ مسن کو مہملات لیکن بچہ کو بالکل حقیقی معلوم ہوتے ہیں - اس لئے ضرورت ہے کہ ہمدردی سے کام کرتے ہوئے سامان مہیا کیا جائے - جو حقیقی اور خیالی ہو تاکہ سیرت کا اظہار ہو سکے - یہ افراط اور مختلف سامان اور بڑی جماعتوں کے عمل حدود میں آزادی انفرادیت کے نشوونما کے لئے دینی چاہیئے - یہ چھوٹے بچوں کی تعلیم میں صحت تدریس کا جز نہ ہونی چاہیئے بلکہ ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو ہمدردانہ، مستقلانہ اور ایمائی ہو تاکہ ہر بچہ یہ یقین کرنے لگے کہ اس نے جو کچھ کیا ہے اس سے بہتر بھی کر سکتا ہے - اس سے عمو ماً ہر مہینہ اور ہر سال بتدریج ایک اعلیٰ معیار قایم ہوگا جسکی کے مدرسہ کے اعلیٰ طبقہ تک رسائی ہوگی - اور اس کی عادت پڑ جائیگی - اور اسی قدر اہم بات یہ ہوگی کہ بتدریج عام دستی مشق سے مخصوص مہارت پیدا ہو جائیگی - جو بچہ کے ارتقاء کے اساس کے بموجب ہوگی - اس کے لئے نگرانی اور احتیاط کی ضرورت ہے کہ ہر بچہ اپنے حقیقی کام میں ترقی کر رہا ہے ورنہ تکمیل شدہ کام میں معیار گر جاتا ہے جو پائیداری اختیار کر لیتا ہے - اور دستی کام کی ضمنی قدر - اکتساب مہارت کو نقصان پہونچاتی ہے اور اخلاقی اور تمدنی اثرات ہمیشہ کے لئے ادنیٰ اور متوسط کام کی تائید میں ہو جاتے ہیں -

جیسے جیسے بچوں کی استعداد و عمر میں اضافہ ہوتا ہے - دستی مشق اور مال مصالحہ کے استعمال میں زیادہ مشکلات پیدا ہوتی ہیں، کاغذ، مقوی، لکڑی، اور دھات

یہ سب مال مصالحہ کے استعمال کے مدارج کا اندازہ ظاہر کرتے ہیں - اور ان کے ساتھ بیشک اور بھی مختلف چیزیں ہیں جن سے ان کے ساتھ اور درمیان میں کام لیا جاتا ہے قینچی، چاقو، آرہ، رندہ، سوہن، ہتوڑی، سب جسمانی قابلیت میں اضافہ کی ضرورت بتلاتے ہیں - کم سن کے لئے مناسب دستی کام کاغذ اور دھات کے درمیان ہوتا ہے - لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہر درجہ میں وہی مال مصالحہ استعمال کیا جائے تو ہمارے مقصد کی پوری طرح تکمیل کے لئے مل سکتا ہے - ضرورت پڑے تو کاغذ اور لکڑی جماعتوں میں اور دھات بالکل گھر میں - کام کی کوئی بے سوچ اسکیم نہ ہونی چاہیئے بلکہ اصولوں کی اسکیم تیار کر لینی چاہیئے اور اس میں سے طالب علم یا مدرس انتخاب کر سکتا ہے اور آخر الامر اسکو انفرادی کوشش کی صورت اختیار کر لینی چاہیئے -

اس زمانہ میں کام کی نوعیت محدود ہوگی اگر تنظیم میں اصلاح نہ کی گئی - عملی کام کے لئے ہر مدرسہ میں ایک علحدہ کمرہ ہونا چاہیئے (درحقیقت ہر جماعت کا کمرہ ہونا چاہیئے) اور مدرسہ میں ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ ہر جماعت آزادی سے اس کا زیادہ سے زیادہ استعمال کر سکے یہ بڑی عمر (۷ تا ۱۴ سال) کے لڑکوں کے دستی کاریگری کے آراستہ کمرہ کے علاوہ ہوگا اس میں ہر قسم کے دستی کام کی سہولت دینی چاہیئے اور ضروری ساز و سامان کاغذ، مقوی، نرم مصالحہ ہلکی لکڑی، دبیز، ریشہ، بید اور دوسرا سامان جس کی ضمنی حیثیت ہو مثلاً تار، ڈوری، ٹین، ٹنیان، ڈبے، ٹین کے ڈبے وغیرہ وغیرہ - اس منزل پر ایک مدرس کی نگرانی کے لئے معقول تعداد (۲۵) ہے - اگر اس سے زیادہ ہو تو کام جس کی حیثیت انفرادی ہوتی ہے اس کی موثر نگرانی نہ ہو سکیگی - کیوں کہ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا مقصد "تعلیم" ہے اور تدریب صرف اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے - جماعت چھوٹی ہو تو بیشک زیر تعلیم کی بہتر تعلیم کا

باعث ہوگا۔

ڈسک کی بجائے میز اور کرسیاں رکھنی چاہئیں۔ اور ان کی اونچائی ایسی ہو کہ بچے آرام سے بیٹھ سکیں اور وہ اتنے مضبوط و وزنی ہوں کہ استعمال کے وقت آسانی سے انہیں بلاوجہ ہٹایا نہ جاسکے۔ ہر میز میں جو پانچ فٹ لمبا اور دو فٹ چوڑا ہو ایک چھوٹا وائس لگایا جائے ہر میز میں ایک دراز بھی ہونی چاہئے تاکہ ہر لڑکے کا سامان رکھا جاسکے بشرطیکہ ایسے خانے بنائے جائیں کہ ہر اوزار اپنی جگہ پر رہے۔ عام استعمال کے اوزار دیوار پر آویزہ میں رکھے جائیں۔ یا ایک الماری میں آسانی سے رکھے جاسکیں اور ضرورت کے وقت نکال لئے جائیں ایک چھوٹی بنچ کسی دیوار سے لگائی جائے جس پر دہات اور دوسرے کام کی چیزیں رکھی جاسکیں۔ اسی بنچ پر دہات کے کام کی وائس گوندانی، بنسنی، چھلا۔ چھال چولھا۔ جمائے جائیں اور ضروری اوزار اس کے سامنے کی دیوار پر آویزہ میں لٹکائے جائیں۔

یہ ظاہر ہوا ہوگا کہ کوئی خشک اسکیم پیش کی گئی اور نہ مشقین ہی تجویز کی گئیں درحقیقت ان کی اجازت ہی نہ ہونی چاہئے۔ پہلے جو اصول بتلایا گیا اس کے منشاء کے مطابق عام طریقہ کار بتلا دیا جائے اور اس کی تفصیل سے رہبری حاصل کی جائے اور ہرگز نمونوں کی اسکیم کی پابندی نہ کی جائے۔ خصوصاً اس وقت ہر طرز کے مدرسہ کے لئے معینہ اسکیمات تیار کرنا نامناسب ہوگا ایسا کیا گیا تو مدرسین کے ذاتی خیالات، جدت طبع اور آزاد اظہار کو نقصان پہونچنے کا امکان ہے اور یہ بات ترقی کے حق میں مفید نہیں ہوسکتی اسی کے ساتھ۔ ایک عام خاکہ یا طرزی اسکیم جو معقول تعلیمی اصولوں پر مبنی ہو مقامی حالات کی ضروریات کے لحاظ سے جس کے عمدہ نکات کو تفصیلی اسکیم رد کتی ہے کام کرنے کے لئے کافی ہوسکتی ہے۔ یہ مدرسہ کی انفرادیت

اور مدرسہ کے اس کام میں مدت کو قائم رکھیگی۔

دستی کام کی تدریس کے چند مسلمہ قوانین ہیں جن کی کبھی خلاف ورزی نہ کرنی چاہیئے۔ اور یہ تمام مدارس کے کام کی اٹل بنیاد ہونے چاہئیں۔ علاوہ برایں چند اور ضمنی امور ان قوانین سے متعلق ہیں جن کا کچھ اعتراف کیا جاسکتا ہے۔ بلکہ ان کی ترغیب بھی دینی چاہیئے تعلیمی نکتہ نظر سے یہ بہتر ہے کہ مدرس اپنے اصولوں پر اعتماد اور اعتقاد کے ساتھ عمل کرے بہ نسبت اس کے کہ وہ کسی اور اصول کی بے اعتمادی اور بے اعتقادی کے ساتھ پابندی کرے۔ شرط یہ ہے کہ وہ تعلیمی اعتقاد کے اساسی قوانین کے خلاف ورزی نہ کرے۔

بچہ کی نشوونما کے ابتدائی مدارج میں یہ دیکھا گیا ہے کہ مقاصد اور ذرائع ایک دوسرے سے بہت قریب ہوتے ہیں۔ یعنی نتیجہ فعل خود فعل سے زیادہ دور نہیں ہوتا۔ اس ابتدائی منزل میں بچہ سے یہ بجا توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے کام کریگا جن کے مقاصد دور دور ہیں یا فعل سے زیادہ ہٹے ہوئے ہیں۔ گو یہ واقعہ ہے لیکن شروع میں بچہ کے استقلال اور صبر پر زیادہ بار نہیں ڈالنا چاہیئے اس مقصد کے پیش نظر ایسا کام جو معقول مدت میں تکمیل ہو جائے اور جس میں بچہ کی عمر اور اس تعداد میں اضافہ ہو۔ مدت بھی بڑھائی جاسکتی ہے۔ اس کے علاوہ معقول مدت میں کام کی تکمیل کا اخلاقی اثر یہ ہوگا کہ کام پر عبور اور قوت کا احساس ہوگا۔ ایسے بھی بچے ہوں گے جو دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ استقلال اور صبر سے کام لینگے۔ عموماً بچہ کی عمر کے ساتھ وقت کی مدت بڑھتی جائیگی۔ ان حالات میں یہ ناممکن ہے کہ کوئی وقت مقرر کیا جاسکے یا استعداد کی حد معین کی جاسکے جو سب کے لئے موزوں ہو مدرس کی اپنے طالب علموں سے واقفیت اس کو اپنی قوت تمیزی استعمال کرنے میں رہبری کرے گی۔

اس منزل پر صحت اور تربیتی کام کے مسئلہ پر احتیاط سے غور کرنا چاہیئے۔ کیوں کہ طلبہ جو بالکل گھر اور اعلیٰ طبقات کے درمیان ہیں ان میں زیادہ صحت اور مہارت بھی اوسط درجہ کی ہونی چاہیئے اس لئے تمام کام میں زیادہ صحت اور مہارت ہونی چاہیئے اور تکمیل کار کے معیار میں عام یکسانیت پیدا کرنی چاہیئے۔ اس سے یہ نتیجہ نہ نکالا جائے کہ آزاد کام میں کمی کی جائے گی۔ اس کے برخلاف اس عمل سے قوت اور مہارت میں جس قدر اضافہ ہوگا آزاد اظہار میں بھی ترقی ہوگی۔ رفتہ رفتہ مہارت اور صحت کا بالکل گھر سے اعلیٰ جماعتوں تک "تدریجی پیمانہ" (Sliding scale) بنانا چاہیئے۔

باب کے شروع میں اسی کام کی نوعیت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو طلبہ کو اعلیٰ جماعتوں میں دیا جائے۔ یہاں پھر یہ کہنا ہے کہ بہت کچھ اس طریقہ کا تدریس پر انحصار ہے۔ بعض ایسے مدرس ہیں جن کا خیال اور عمل طریقہ "کہو اور بتاؤ" پر ہے۔ دوسرے "جو جی چاہے کرو" پر عامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی طریقہ قابل تقلید نہیں ہے سب کا اختلاط بہترین ہے جس میں ایسی ترمیمات کر لی جائیں جو طلبہ کی طبیعت کے موزوں ہوں

آہستہ آہستہ جیسے جیسے حالات اجازت دیں اوزار کا استعمال کراتے رہنا چاہیئے۔ لیکن طلبہ کو اوزاروں پر طویل اسباق نہیں دیئے جائیں جب تک کہ وہ ان کا عملی کام سمجھ لیں۔ طالب علم کو کام کے مختلف اعمال کیلئے خود اوزاروں کا انتخاب کرنے دینا چاہیئے بیشک ان میں چند حدود ہیں اور اگر وہ بالکل ہی غلط استعمال کرے تو اصول کو عمومی اور اساسی حیثیت سے پوری جماعت کو سمجھانا چاہیئے اور صحیح استعمال کر کے بتلانا چاہیئے اس کے لئے طویل بحث کی ضرورت نہیں ہے بلکہ چند منٹ کی گفتگو کافی ہے مدرس محسوس کرے گا کہ

جماعت پورے قابو میں ہے اور ترقی کر رہی ہے - اوزار اور مال مصالحہ سے اچھی واقفیت ضروری ہے اور سمجھدار مدرس اس کا اطمینان کر لے گا کہ یہ بات حاصل ہوگئی ہے - اوزار کی ساخت پر بھی اسباق دینے ضروری ہوں گے اور اس پر بھی کہ کن کن طریقوں سے لکڑی اور دھات قابل استعمال بنائے جاتے ہیں -

اس منزل پر ایک ایسی بات پیش آتی ہے جس سے قطعی آیندہ بحث کرنی ہوگی - اور وہ یہ ہے کہ اب جو کچھ ہوتا ہے اس سے زیادہ ایجادی اور تعمیری نمونہ سازی ہوگی - اس کے لئے کوشش کی جارہی ہے - لیکن اب بھی کتابوں اور رسالوں سے بہت زیادہ نقل کی جاتی ہے - یہ پرانی خشک اسکیمات سے بہتر ہے لیکن اکثر اوقات طالب علم کو تجربہ کرنے اور خود تجویز کرنے کا موقع نہیں دیا جاتا - مال مصالحہ کی خرابی اور ختم مدت پر کچھ نہ بتانے کا بہت زیادہ ڈر لگا رہتا ہے - کاش "نان برآب" پر زیادہ بھروسہ کیا جاتا - اگر ایسا ہوتو نہ بھوئیں چڑھائی جائیں گی نہ سر کھجائے جائیں گے - اور نہ خیالات پریشان ہوں گے - بلاشک لڑکے ایسی چیزوں خوش ہوتے ہیں جو "چلتی" یا "کام" دیتی ہیں - اور اس رجحان سے فائدہ اُٹھانا چاہیئے - اس سے قطع نظر کہ یہ کام دلچسپ ہوتا ہے اور طلبہ اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں اس میں یہ فائدہ ہے کہ تعمیری اصولوں اور جدت کو کام میں لانے کے مواقع نکلتے ہیں - اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ قلیل ترین خارجی اثر - اعظم ترین اور مسلسل کوشش کیجاتی ہے - اقتصادی نظر سے بھی یہ فائدہ مند ہے کیوں کہ بہت زیادہ کوشش اور عملی کام مقابلتاً بہت کم مال مصالحہ سے کیا جاتا ہے -

ایک مشکل جس سے مقابلہ کرنا ہے یہ ہے کہ وزنی دستی کام، لکڑی اور دھات کی مدرسہ کے باقی نصاب سے مطابق کی جائے - آیندہ "مرکز" غائب ہو جائے گا اور ہر مدرسہ

میں اعلیٰ اور ادنیٰ دستی کام کے کمرے ہوں گے۔ جہاں اعلیٰ دستی کام کا کمرہ موجود ہے اور اس کا مدرس اسٹاف کا رکن ہے۔ وہاں کم مشکل ہوگی جب تک کہ صدر اور مدرس میں میل ہے اور دونوں کا صحیح مطمح نظر ہے۔ ایسی حالت میں دستی کام اور سائنس ریاضی اور دوسرے نصابی مضامین کا حقیقی ارتباط نسبتاً آسان ہوگا لیکن جب کہ کئی مدارس کے طلبہ دستی تربیت کے مرکز میں ہر ہفتہ نصف دن حاضری دیں تو مشکلات زیادہ پیچیدہ ہو جاتی ہیں بہر حال مدرسہ اور مرکز کی خوشگوار امداد باہمی اور کام کے متعلق ملاقات اور تبادلہ خیالات سے صحیح راستہ کی طرف قدم اُٹھایا جاسکتا ہے یہ طرز عمل ہونے سے پہلے بہت کچھ تعصب اور شبہات دور کرنے کی ضرورت ہوگی۔

یہ باب مکمل نہیں ہوسکتا جب تک کہ مضمون نقش کشی کا دستی کام سے تعلق نہ بتلایا جائے۔ کسی لڑکے کے لئے قدرتی اظہار کا طریقہ نقش ہے۔ ہم جسے کام کے نقشہ کا مسودہ کہتے ہیں۔ اس میں نمونہ کی عام شکل طول و عرض وغیرہ اور حاشیہ کی یادداشت مال مصالحہ اور طریقہ ساخت ہونے چاہئیں۔ یہ کسی اجنبی کے کام کرنے کے لئے بھی کافی ہونا چاہئیے۔ انجینیر اور معمار کے فنی طریقے چیزوں کو قائم تظلیل میں دکھاتے ہیں۔ یہ اظہار کا مصنوعی طریقہ ہے۔ لہذا قدرتی کو مصنوعی سے ملانے کے لئے محرف تظلیل اور (Oblique and isometric projection) کا استعمال کرنا چاہئیے۔ یہ میکانی نقشوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جو لڑکا قدرتاً کھینچ سکتا ہے۔ یہ نقش کشی کے آلات کا استعمال شروع کراتے ہیں اور قائم تظلیل کے لئے راستہ تیار کرتے ہیں۔ جب یہ مدارج طے ہو جائیں تو ہر لڑکا وہ طریقہ اختیار کرسکتا ہے جو مجوزہ کام کی بہترین توضیح کرسکتا ہے بہر حال یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ کام کا نقشہ اتنا ہی کار آمد اور مطلب برآر ہوتا ہے جیسے تفصیلی نقشے لیکن لڑکے کو صرف ایک ہی طریقہ ہمیشہ نہیں استعمال کرنے

دینا چاہیئے اس کو تو چاہیئے یکے بعد دیگرے تینوں کو کام میں لائے۔

تیرہ برس کا لڑکا جس نے لکڑی اور دھات کا دو سالہ نصاب متذکرۂ بالا رائے کے مطابق ختم کر لیا ہے۔ کم و بیش فنی مدرسہ کا نصاب شروع کرنے کے لایق ہو جائیگا۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ لیکن مندرجۂ ذیل نصاب کسی خاص پیشہ کی تیاری کے لئے نہیں ہے بلکہ کسی پیشہ یا فنی مدرسہ تک پہونچنے کا راستہ ہے جہاں اس قسم کی پیشہ وری کی تعلیم ہوتی ہے۔ بہرصورت حال میں ایک تجربہ ہوا ہے اور جہاں تک کہ اب کہا جا سکتا ہے۔ بہت اچھے نتائج نکلے ہیں۔ تحتانیہ کے طالب علم کے آخری سال میں (تیرہ تا چودہ برس) ہر ہفتہ نصف دن مدرسہ اور نصف مرکز پر صرف کیا جاتا تھا۔ مرکز میں دو جماعتیں کام کر رہی تھیں۔ ایک جماعت نصف ہفتہ میں مسلسل پانچ نصف دن کے ساعات حاضر رہتی تھی اور دوسری جماعت یہی وقت اپنے مدرسہ میں گذارتی تھی اور ہفتہ کے دوسرے نصف حصہ میں اس کے برخلاف عمل ہوتا تھا۔ مدرسے میں چند ترمیمات کر لی گئیں تاکہ ادبی کام میں کم قباحت ہو۔ اور مرکز کا کام اس طرح پر تقسیم کیا گیا:—

نظام اوقات جماعت الف

| | صبح ۹ تا ۱۲ | دو پہر ۳ تا ۴ |
|---|---|---|
| دوشنبہ | عملی ریاضی و نقش کشی | لکڑی کا کام |
| سہ شنبہ | سائنس کے نمونے | سائنس۔ کل پرزوں کی ساخت |
| چہارشنبہ | دھات کے کام کا کرہ | مدرسہ مین جماعتی کام |
| جمعرات | مدرسہ مین جماعتی کام | ایضاً |
| جمعہ | ایضاً | ایضاً |

نصاب کی حد تک لکڑی اور دھات کا عملی کام زیادہ تفصیل اور بمقابلہ سابقہ پیشہ وری اعمال سے زیادہ ملتا جلتا تھا لیکن بالکل ایسا نہ تھا۔ یہ کارآمد نمونوں کے علاوہ۔ جوڑوں کے بارے میں واضح تربیت اور تعمیری کام کے دوسرے اصولوں پر مشتمل تھا جو کسی نمونے سے متعلق یا اس سے علٰحدہ تھے۔ اس سے زندگی کے کارزار کے امکانی راستوں میں زیادہ توسیع ہو جاتی ہے کیوں کہ لکڑی اور دھات کے کام سے متعلق متعدد ضمنی پیشے ہیں۔ اعلیٰ نقش کشی میں جامٹری اور کل پرزوں کی ساخت اور نقش کشی کے اصولوں کا نمونوں اور خولدار چیزوں کی تینوں جسامتوں کی بالیدگی شامل ہے۔ میکانیات ریاضیات اور دوسرے طبعیات پر اسباق جو دستی کام پر منطبق کئے جا سکتے ہیں شامل کر لئے گئے تاکہ اصول اور عمل میں حقیقی تعلق پیدا ہو اور وہ ایک دوسرے کے متمم اور معارف ہوں۔ ایسی حقیقتوں اور اصولوں پر عمل کیا جاتا ہے جیسے بنسنی شمع۔ آواز اور شور کی پیدائش گھٹانے اور بڑھانے کا اسپرنگ (تار) وغیرہ اور مختلف نمونے جو زیر تجربہ نمونوں کے اصول کی توضیح کرتے ہیں۔ عمل ریاضیات میں قواعد اور ضابطے دریافت کئے گئے ہیں۔ اور نتائج نکال کر قلمبند کیا گیا۔ جہاں تک یہ ہو سکا یہ کام تجربی نوعیت کا تھا اور اس لئے اس کی رفتار دھیمی تھی۔ یہ ایک اچھے مدرس کی نگرانی میں کیا گیا جو یہ دیکھتا تھا کہ بلا ضرورت وقت کسی تجربی کام پر صرف نہیں کیا گیا ہے۔

اس قسم کے نصاب کے لئے لڑکوں کو آمادہ کرنے کے لئے کوئی دقت نہیں ہوتی اور واقعہ یہ ہے کہ اختتام کے وقت وہ کام میں اتنی دلچسپی لینے لگے کہ اس نصاب میں چھ مہینہ کی توسیع کی خواہش کی۔ اب یہ پہلے ہی کی طرح تشفی بخش طریقہ پر چل رہا ہے۔ ایک ناصحانہ اور انتخابی عمل سے اس قسم کے آئندہ پیشہ کے لئے ناموزوں لڑکوں

کو آگاہ کیا جائیگا اور ان کو سمجھایا جائیگا اور آخر میں جماعتوں سے علحدہ کر دیا جائیگا طالب علم کی زندگی کی اس منزل پر (درمیان تیرہ و چودہ) اعلحدگی میں وہ معاشرتی اور معاشی مشکلات نہیں ہوتیں جو بعد میں ہو جاتی ہیں جب کہ چوکھونٹی میخوں کو گول سوراخوں میں جمانے میں بہت دیر ہو جاتی ہے - اس کے برخلاف وہ لڑکے جو کسی خاص طرف اپنی رجحان ظاہر کرتے ہیں ان کو اپنے مستقبل کے لئے زیادہ اطمینان سے مشورہ دیا جاسکتا ہے گو یہ مقصد نہیں ہوتا کہ کسی لڑکے کو کسی خاص پیشہ کے لئے تیار کیا جائے بلکہ یہ ہوتا ہے کہ چستی اور تطبیق وغیرہ کے لئے عام تربیت دی جائے جو کہ کسی نہ کسی پیشہ کے لئے وقت پر اس کے کام آئیگی - تاہم کاروباری اور دوسرے اشخاص کو مختلف کاموں کے لئے موزوں امیدوار فراہم کئے جاسکتے ہیں اور اگر کوئی طالب علم "تفصیلی نصاب" کے بعد کسی پیشہ میں مسلسل نہ بھی رہے تب بھی اس کا تجربہ اس کو کوئی ضرر نہیں پہونچائیگا

اس باب کو دستی کام کے مدرس کی تربیت پر رائے زنی کئے بغیر ختم نہیں کیا جاسکتا ابتدائی جماعتوں میں جس قسم کا کام کیا جاتا ہے اس کے لئے زیادہ مہارت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن طریقہ تدریس اور کام کے عملی اعمال سے ٹریننگ کالجوں سے تمام طالب علموں کو واقف ہونا چاہیئے ہمارے ٹریننگ کالجوں میں یہ افسوس ناک کمی ہے اور وہ ایسی ہے جس کو فوراً رفع کرنا چاہیئے - یہ معلوم ہے کہ ان اداروں میں کچھ کام کرایا جاتا ہے لیکن اس کا نتیجہ کیا ہے؟ عموماً یہ ہوتا ہے کہ طلبہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں - مدرس کا کام تدریس اور تعلیم ہے - لیکن اس میں شک ہے کہ ٹریننگ کالج کے طلبہ کو زمانہ ٹریننگ میں پیشہ وری کی کافی تربیت مل جاتی ہے - اس کو ریاضی تاریخ - جغرافیہ وغیرہ سے متعلق حد سے زیادہ معلومات بہم پہنچائے

جاتے ہیں لیکن وہ اپنا زیادہ وقت امتحان کے اغراض کے لئے مواد جمع کرنے میں نہ کہ اپنے پیشہ کی باریکیاں سمجھنے میں صرف کرتا ہے۔ اس زمانہ میں کافی وقت دستی کام کی تدریسیات اور اوزار۔ مال مصالحہ کے استعمال کے لئے دینا چاہیئے اور طالب علم زیر ٹریننگ کو مستعمل طریقہ کے "کیوں اور کس طرح" سے بخوبی واقف ہونا چاہیئے۔

یہ قابل افسوس ہے کہ ہمارے ٹریننگ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں ایک بھی ایسا ادارہ نہیں ہے جو ایسے مدرسہ کے لئے کارآمد ہو جو عملی مضامین کی تدریس کی طرف زیادہ راغب ہے۔ جب کہ اصلاح تعلیم کے بارے میں آج کل بہت کچھ کیا جا رہا ہے اور مدرسین کی قلت تعلیم کی آئندہ ترقی میں سخت خدشات پیدا کر رہی ہے۔ کیا یہ وقت نہیں ہے کہ یونیورسٹیاں اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لیں اور عام تعلیم بالخصوص دستی کام کے لئے ایک ڈپلوما یا ڈگری کا نصاب جاری کریں؟ آج کل کافی تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ مدرسین کے لئے بہت مانگ ہے اور یہ زیادہ ہو جائیگی جب اصلاحات شروع ہونگی اور فراہمی صفر ہوگی۔ یہ سچ ہے کہ چند اس کام کے لئے تیار ہیں۔ لیکن وہ افسوس ناک طریقہ پر اس کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ بالخصوص کاریگر (Artisans) اپنے فن سے واقف ہیں لیکن طلبہ کے نظم و نسق اور تدریس سے ناآشنا ہیں کیا ان اشخاص کو نئے کام کا عہدگی سے آغاز کرنے کے لئے یونیورسٹی میں شام میں یا چند گھنٹوں یا ایک دو سال کے لئے حاضر نہیں کیا جا سکتا؟ یہ ایک عارضی صورت ہوگی۔ دراصل علاج کی ضرورت ہے اور اس کے لئے معقول تربیتی نصاب وضع کرنا ہوگا۔ ایسے مردوں کے لئے عملی مضامین میں اعلیٰ تربیت کا نصاب ہوگا جو بیش روزگارانہ

اور روزگارانہ مدارس میں ملازم ہوں گے۔ اس طرح ان کو مزید تربیت حاصل کرنی ہوگی جو اعلیٰ نصاب کی تکمیل کرنا چاہینگے

اس کے علاج کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ زیر ٹریننگ طلبہ کو کسی ایسے ٹریننگ کالج یا یونیورسٹی میں یک تا دو سال نصاب کے لیے پورے وقت حاضر رکھا جائے جہاں ایک تقابلی ڈپلوما دیا جاتا ہے۔ اس کا معیار اور درجہ اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ اور اس لائق ہو کہ اس پر اتنا وقت اور روپیہ صرف کیا جائے بعد میں ٹریننگ کی مدت میں اضافہ کر دینا چاہیئے تاکہ کوئی طالب علم کم سے کم دو سال ڈپلوما حاصل کرنے میں لگادے۔ گو یہ ڈپلوما دستی کام اور اس کی تدریس کے لیے ہے اس سے یہ نتیجہ نہ نکالنا چاہیئے کہ مدت ٹریننگ میں صرف دستی کام سکھایا جائیگا۔ ایک عام کلچری نصاب ہونا چاہیئے جس میں تخصیص پر زور دیا جائے اگر یہ پکوان کے مدرس کے لیے ضروری ہے تو دستی کام کے مدرس کے لیے بھی ویسا ہی لازمی ہے۔

آخر میں تمام مضمون کا وسیع پیمانہ پر معائنہ کیا جائے اور اس مسئلہ کو اسی نظر سے دیکھا جائے جو اس اہم تحریک کے موزوں ہو جس کو لبرل ایجوکیشن یعنی ادبی تعلیم کی اصطلاح واضح کرتی ہے فقط

# باب دوازدھم

## جسمانی تربیت

از

گے ۔ ایم کیمبل ایف ، سی ، ٹی ، بی ۔ ایف آر ، جی ، ایس

والدین سے اگر پوچھا جائے "آپ اپنے بچوں کو کیوں تعلیم دلاتے ہیں" تو غالباً جواب ملے گا "ان کو موزوں اور قابل بنانے کیلئے کہ وہ دنیا میں محنتی اور کارآمد مرد اور عورت کی حیثیت سے حصہ لیں" اور گو کہ "اچھے جسم میں اچھے دماغ" کا اصول روز بروز مقبول ہوتا جاتا ہے ۔ اور ایک قومی تنظیم کی ضرورت پر مسٹر فشر کے قانون تعلیم (انگلستان) میں زور دیا گیا ہے ۔ اس کے عملی جز کی تمام سلطنت کے ہر گھر میں حتی اہمیت کو ابھی تک پوری طرح نہیں تسلیم کیا گیا ہے ۔ بہت سے جسمانی تربیت کو اسی نظر سے دیکھتے ہیں جیسے خوراک پر حسب منشاء پابندی جو باتیں بنانے کیلئے تو خوب ہے لیکن ایسا معاملہ نہیں خیال کیا جاتا جس کا راست تعلق ہر ماں باپ سے ہے ۔ تاریخ نے جو بار بار سبق سکھایا ہے یعنی جسمانی تربیت سے غفلت نے یکے بعد دیگرے سلطنتوں کو کمزور خستہ اور پارہ پارہ کر دیا "جلدی سے امیر بننے" کی فکر میں بھولا دیا جاتا ہے ۔ لیکن روپیہ کمانے میں معمولی کامیابی حاصل کرنے کے واسطے بھی صحت ضروری ہے ۔ دن بدن ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے آدمی جن کے لئے محنت ۔ زندگی اور بیماری موت ہے ۔ ایسے آدمی جو بڑے اعراض اور بڑے کاموں کے

لئے وقف ہوگئے ہیں - ایسے آدمی جو زندگی کی شرط میں ایسے پاؤں پر دوڑ رہے ہیں جن میں خالص امید کے پر لگے ہوئے ہیں - منزل مقصود کے سامنے لڑکھڑاتے اور گر جاتے ہیں - اور یہ صرف تکان یا پریشانی یا ناامیدی کی برداشت کے لئے ذرا سی جسمانی سکت قوت اور جسمانی موزونیت کے نہونے کے باعث ہوتا ہے - کتنے آدمی سچے، جوشیلے - متحمل اپنے پیشوں میں لگے ہوے ہیں جن کو اپنے خاتمہ کا ہر وقت خدشہ لگا ہوا ہے - جو صحت اور قوت حاصل کر سکتے تھے بشرطیکہ تربیت ذہن کے ساتھ ان کی روزانہ زندگی میں منظم اور معقول ورزش کے لئے باقاعدہ وقت بھی ہوتا - ورزش نہونے سے بھوک نہیں لگتی - قوت نہیں رہتی - نیند قدرت کی بہترین معالج نہیں آتی - اور پورا نظام بگڑ جاتا ہے -

کوئی خدمت - پیشہ یا کام ایسا نہیں ہے جس میں معمولی تربیت یافتہ جسم کارآمد نہ ہوگا - بہت ہی ذہین آدمی کی کامیابی کے واسطے بھی یہ ضروری ہے -

ہمیں کتاب کا کیڑا - باجنے کا ڈبہ یا نٹ نہیں چاہیئے محض ذہن یا جسم کی تربیت ایک افسوس ناک غلطی ہے ذہن اور جسم کو ایک مکمل کل کے دو موزوں ترین حصے تصور کرنا چاہیئے - جن کا مقصد ایک دوسرے کی مدد کرنا اور برقرار رکھنا ہے - اور ان میں سے ہر ایک ہماری بہت زیادہ توجہ اور نگرانی کا مستحق ہے - کوئی آدمی دو بیلوں کو جوتنے کا خیال نہیں کریگا کہ وہ ایک دوسرے کو کھینچیں لیکن ہم یہ اکثر بھول جاتے ہیں کہ ذہن اور جسم کی جوڑی پر جو بوجھ ڈالا جاتا ہے وہ مساوی ہے -

موزوں اور باقاعدہ ورزش کا جسم کے نظام کے وظائف پر راست اثر

پڑتا ہے - خصوصاً ان حصوں پر جن میں حسی اعضا ہیں اور جن کی پوری نشوونما پر تمام زندگی میں صحت اور وظیفہ کاری کی قابلیت کا انحصار ہونا چاہیئے - ایسی ورزشوں سے آدمی اس قابل ہوگا کہ اپنی حفاظت کے ساتھ زیادہ کام اور محنت برداشت کرسکیگا اور اپنے ہم جنسوں کے لئے زیادہ کار آمد ہوسکیگا - یہ تربیت کم عمری میں بہرصورت حاصل کرنی چاہیئے جب کہ جسم بڑھتا ہوتا ہے - ہر چیز نرم ہوتی ہے بدلتی رہتی ہے اور بدلی جاسکتی ہے - یہی وقت ہر قسم کی تربیت روحانی، ذہنی، اور جسمانی کے لئے ہے - اور بالخصوص آخرالذکر کے لئے -

ورزش دو قسم کی ہوتی ہے - تفریحی اور تعلیمی پہلی قسم میں مدرسہ کے کل کھیل - گیمس اور اسپورٹس شامل ہیں - ایک طویل اور متبدل فہرست جس کو ہر انگریز فخر اور محنت سے دیکھتا ہے - کیونکہ ان سے ہمارے نوجوان کے جسم اور کردار دونوں کو ڈھالا جاتا ہے - قومی کھیلوں کا قومی کردار پر اثر بے حد قیمتی ہے - کوئی چیز ان کی جگہ نہیں لے سکتی اور کوئی چیز اس کمی کو پورا نہیں کرسکتی -

لیکن اس کے باوجود کہ یہ ورزشیں قیمتی ہیں یہ فوراً دیکھ لیا گیا ہوگا کہ ان میں سے ایک کا بھی مقصد جسم کی باقاعدہ تربیت نہیں ہے - پہلا خیال - چستی - فن ہے - اور ان بالکلیہ تفریحی ورزشوں میں - ذات کی فراموشی - سب کچھ کھیل ہی کھیل - ان کی سب سے بڑی قدر و قیمت ہے -

اس زبردست فائدہ میں ایک نقصان ہے ان ورزشوں کو جسم کے ایسے حصے کرتے ہیں جو ان کو عمدگی سے انجام دے سکتے ہیں نہ کہ وہ جن کو ورزش دینے کی ضرورت ہے فٹ بال، کرکٹ، ویکٹ، ٹینس، کشتی رانی، چہل قدمی، دوڑ کود چھاند پر

غور کرو تو یہ معلوم ہوگا کہ ٹانگوں اور دہنہ ہاتھ کو سب سے زیادہ کام کرنا پڑتا ہے ہر ایک آنکھ یہ اچھی طرح دیکھتی ہے کہ ہماری قومی تفریحی ورزشوں سے جسم کے نچلے حصہ کی اوپری حصہ کے مقابلہ میں زیادہ تربیت ہوتی ہے - حالانکہ نچلے اعضا، عموماً لمبے ہوتے ہیں اور زیادہ وزنی نہیں ہوتے سینہ اوپر کے اعضا، عموماً چھوٹے ہوتے ہیں اور ان کی بالیدگی بھی ناقص ہوتی ہے - درحقیقت نچلے اعضا سے یہ بلحاظ بالیدگی اور ترقی برسوں پیچھے ہوتے ہیں - محض تفریحی ورزشیں یکساں اور ہم آہنگ بالیدگی پیدا نہیں کرسکتیں، نہ کیونکہ جسم کو پوری طرح استعمال نہیں کیا جاتا اور جو حصے نظر انداز کئے گئے ہیں وہ دوسروں سے قوت - چستی - چالاکی اور برداشت میں پیچھے رہ جاتے ہیں - لہذا تعلیمی ورزشوں کے لئے قومی تنظیم کی ضرورت ہے - جیسے منضبط جمناسٹک - تیراکی وغیرہ لیکن ورزش کا یہ اہم اصول کبھی بھی بھولنا نہیں چاہئیے "ورزش انفرادی مناسبت کے لحاظ سے ہونی چاہئیے اس کی ابتداء بتدریج کرنی چاہئیے اور قوت کے اضافہ کے ساتھ ساتھ اس میں بھی اضافہ ہونا چاہئیے" کیونکہ ایسی ورزش جو ایک کے لئے زور آزمائی ہو دوسرے کے لئے نقصان دہ اور اندیشناک ہوسکتی ہے - اس لئے نگرانی بھی لازمی ہے - ایسے مدرس کے متعلق کیا کیا جائے گا جو کہ لڑکے لڑکیوں کو اس خیال سے انہیں کے حال اور مرضی پر چھوڑ دے کہ وہ چست اور ذی استعداد ہیں؟ برایں ہم لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دیتے ہیں کہ "تمام ورزشیں مرضی پر منحصر ہونی چاہئیں - اور لڑکے کے انتخاب اور منشاء پر چھوڑ دینی چاہئیں - کیا ہم اس کی غذا آرام اور مطالعہ کے اوقات کے بارے میں بھی یہی روا رکھتے ہیں؟ غیر تربیت یافتہ جسم میں بڑھنے کی گنجایش تناسب اور قوت سے بہت ہی مختلف ہے جو موزوں تربیت اور نگرانی میں حاصل ہوسکتے ہیں جیسے کہ ہوشیار اور خود آموز آدمی جو کہ فنی

+ تدریب سے کیا کا کیا ہو سکتا تھا۔ جس طرح کہ زنجیر کی قوت اس کی کمزور ترین کڑی پر منحصر ہے اور اس کمزور کڑی کو آخر وقت تک نظر انداز کیا جاتا ہے اسی طرح انسانی جسم کے نقائص آزمائش کے وقت تک پوشیدہ رہتے ہیں۔

جسمانی تربیت کے قومی نظام میں جو مقصد پیش نظر رہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ نظام درجہ بدرجہ، یکساں، ترقی پذیر ابتدا سے لیکر آخر تک بڑھتا ہوا اور مختلف قسم کا اور دلچسپ ہونا چاہیئے۔ ایسا اثر انگیز ہو کہ ہر لڑکا اور لڑکی صحت جسمانی کی ضرورت کو تمام عمر محسوس کرے۔ اور مدرسہ کی زندگی کے اختتام پر جسمانی ورزش کا خاتمہ نجات نہ تصور کرے۔

اس ملک (انگلستان) میں دو نظام اہمیت رکھتے ہیں سوئیڈی اور برطانوی۔ گو مولر، ڈالکروز اور سنیڈو نظامات کے متعلق بھی چند امور کا بیان بے موقع نہ ہوگا۔

سوئیڈی نظام کو سنہ ۱۹۰۴ع سے بورڈ آف ایجوکیشن نے مسلمہ قرار دیا ہے۔ اور بحری، بری فوجوں کی جسمانی تربیت کا انحصار بھی اسی پر ہے۔ لیکن اس میں ایسی باتیں نہیں ہیں جو کہ حقیقی قومی نظام میں ضروری ہیں۔ جن کے اصول پہلے بیان کئے گئے ہیں بورڈ آف ایجوکیشن کی قبولیت اور سوئیڈن نظام کی منظوری نتیجہ ہے بین سررشتہ جات کمیٹی کا جو کہ بورڈ اور اسکاٹ لینڈ کے سررشتہ تعلیمات نے مشترکہ طور پر مقرر کی تھی۔

یہ اور زیادہ تعجب خیز ہے جیسا کہ رائل کمیشن بابت جسمانی تربیت سنہ ۱۹۰۳ع نے اپنی رپورٹ دفعہ (۱۷۶) میں بیان کیا ہے۔ "سوئیڈی نظام اصولاً قابل تعریف ہے اور خاص نتائج حاصل کرنے کے لئے اس کی خاص ورزشیوں کا تطابق تقریباً مکمل ہے۔ یہ اس حد تک ناقص ہے کہ اس سے تکان ہوتی ہے اور

اس پر پوری طرح عمل کیا جائے تو بیزاری پیدا ہوتی ہے اور اس میں اقسام اور دلچسپی بلکہ کی کمی مدرسہ کی نو برس کی زندگی کے لئے اس کو ناموزوں کر دیتا ہے - لیکن منتخب ورزشیں ایک وسیع اور اقسام کے کل کا جز ہونی چاہئیں - اس سے زیادہ حیرت انگیز بورڈ کے طبی افسر بابت سنہ ۱۹۱۴ ع کی رپورٹ کا یہ اقتباس ہے - "اس کے زبردست دلدادہ موئید بھی تسلیم کرینگے کہ سوئیڈی نظام میں چند خامیاں ہیں اور اس کی ورزشوں اور ان کے استعمال کو مکمل کرنے کے لئے تحقیق اور تجربہ کی ضرورت ہے اور یہ بھی کوئی نہیں کہیگا کہ یہ جسمانی تربیت کی ابتدا، اور انتہا ہونی چاہئے - تاہم یہ یقینی ہے کہ تربیت کی عام بنیاد کے لئے یہ موزوں ترین ذریعہ ہے" -

یہ بیان کہ سوئیڈی ورزشیں تربیت کی عام بنیاد کے لئے موزوں ترین ذریعہ ہیں - صورت حال کو کوزہ میں بند کرتا ہے - بورڈ کے نقطہ نظر سے مزید موزونیت اخراجات کی کفایت ہے - کسی خرچ کی ضرورت نہیں ہوتی - کیوں کہ بچے اپنے مدرسہ کے کمروں، اپنی بازیگاہوں میں روزمرہ کے کپڑوں میں - مدگار مدرسہ کی نگرانی میں ان ورزشوں کو کر سکتے ہیں اس کے علاوہ سرکاری نصاب میں جو تختے دئے ہوئے ہیں ان میں ایسی احتیاط برتی گئی ہے کہ عبی سے غبی بچوں سے ان کی تکمیل کرا سکتا ہے یہ سب کچھ خوب ہے - لیکن نو برس تک اس قسم کی مشق جو ایک ہی طرح کی ہو اور ایک ہی طریقہ پر دیجائے بالکل اکتا دیتی ہے اور ترک مدرسہ کے بعد بھی اس کا سلسلہ قائم رکھنے کی خواہش کو بالکل مردہ کر دیتی ہے - اور وہ بھی ایسے وقت جب کہ چست اور اثر پذیر ورزشوں کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے سنہ ۱۹۰۹ ع میں بورڈ کو اس کا ایسا یقین ہو گیا کہ مدرسین کو ہدایت دی گئی کہ "قدم اٹھا کر چلنا" رقص - کود - پھاند اور جمناسٹک کے کھیل رائج کریں - مدرس پر بھی الزام لگایا گیا کہ وہ کافی دستگاہ

نہیں رکھتا۔ یہ ناواجبی تھا کیوں کہ مدرس کا اولین کام مدرسہ کے مضامین کی مدریس ہے۔ سوئیڈی مؤید کا ایقان ہے کہ ان کا نظام انسانی ذہانت کی انتہا ہے اور ایک مختصر درسی کتاب کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ پھر ایک مدرس یہ جانتے ہوئے اس کی عدم دلچسپی کو کیسے دور کر سکتا ہے؟ وہ جو اقسام سے ناواقف ہیں نئی قسم کیسے بتلا سکتے ہیں؟ اور اس کے بجز عدم دلچسپی کو کس طرح کم کیا جا سکتا ہے؟

علاوہ برایں۔ ہم اگر حرکات کی تحلیل کریں تو دیکھتے ہیں کہ "دھڑ کے سوئیڈی حرکات کم یا محدود ہوتے ہیں" دھڑ کو آگے یا پیچھے یا دونوں پہلوؤں کی طرف سیدھا کھڑے ہو کر خم کیا جاتا ہے اور پھر جیسے کے ویسے ہو جاتے ہیں۔ یا سامنے سے پہلوؤں کی طرف موڑتے ہیں اور پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں۔ یہ حرکات عموماً آہستہ کی جاتی ہیں۔ حالاں کہ جب کہ کسی نوجوان کو موزوں ابتدائی تربیت دیدی جائے تو دھڑ کو تیزی سے حرکت دینا اور لمبے لمبے سانس لینا نہ صرف اعصاب کو تیزی سے بڑھاتا ہے بلکہ اندرونی اعضاء کے لیے بہت منفعت بخش ہے۔

سینہ کا مبالغہ آمیز ابھار سہولت سے گہری سانس لینے میں روکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ اس بارے میں ڈینش بحری اور بری فوج کے قواعد صفحہ (۲۶۵) کو دیکھئے سانس کی ورزشوں کی انجام دہی ہمیشہ ایک سی نہیں ہوتی۔ اس کا تعین سانس لینے کی کیفیت کے لحاظ سے ہونا چاہیئے۔ اگر سابقہ زور کے باعث دم چڑھ رہا ہے تو طبعی حالت سے زیادہ تیزی کے ساتھ سانس لینا چاہیئے۔ ہم کو جے۔ پی مولر سے بخوشی اتفاق کرنا چاہیئے جو کہتا ہے کہ "یہ ہدایت بالکل غلط ہے۔ زور کرنے کے بعد جب کہ پھیپھڑوں کو زیادہ ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بہت ہی زیادہ مناسب ہے اور جو شخص صحیح طور پر

سانس لینا جانتا ہو اس کے لئے بالکل ممکن ہے کہ زیادہ گہرا سانس بہت زور کرنے کے بعد ہی آہستہ آہستہ لے اور یہ خوب جانتے ہوئے کہ دل کو قوت دینے اور طبعی حالت پر لانے کا یہی بہترین ذریعہ ہے"

ہم سے کہا جاتا ہے کہ اوپر کے جسم کو خم دینے سے ریڑھ کی ہڈی کا اوپری حصہ الٹی طرف جھکتا ہے - بالائی پسلیاں اونچی ہوتی ہیں - اور اس سے سینہ کی گنجائش میں اضافہ ہوتا ہے درحقیقت الٹی طرف خم دینا فطرت کے خلاف ہے اس سے مصنوعی سختی پیدا ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ دل اور پھیپھڑے آسانی سے متاثر ہو جائیں -

اور بھی مثالیں دی جا سکتی ہیں - لیکن یہ بتلانے کے لئے کافی مواد پیش کیا گیا ہے کہ گو سوئیڈی نظام قومی نظام کی تعمیر کے لئے بنیاد کا کام دے لیکن اس میں یہ خامیاں ہیں :—

۱ - یہ غیر دلچسپ اور اکتا دینے والا ہے -

۲ - کمزور کے لئے مضرت رساں ہو سکتا ہے -

۳ - مضبوط کے لئے بے سود ہے -

برطانوی نظام جو کہ جرمن اور اکسفورڈ کے ارچیولڈ میکلارن کے نظامات سے نکلا ہے - چاہتا ہے کہ انسانی ڈھانچہ کا بہترین ہم آہنگ ارتقاء جسمانی تربیت میں ایسی دلچسپی پیدا کر کے کرے جو تمام عمر قائم رہے لہذا اجتماعی تربیت یعنی عوام کے لئے آزاد حرکات کے علاوہ جھنڈیاں، جریب، باربل، ڈمبل، مگدر، جھلے وغیرہ کو رواج دیا گیا - انفرادی تربیت افقی ڈنڈوں، جھولا گھوڑا، محاذی ڈنڈے، بک، جھلے میز وغیرہ کے ذریعہ انجام پاتی ہے ان آلات کے استعمال سے ہمت - خود اعتمادی

اور جدت میں ترقی ہوتی ہے جو کہ محض اجتماعی حرکات پیدا نہیں کر سکتے - ورزشیں درجہ بدرجہ ہیں - اور آسانی سے ہر عمر اور ذکور و اناث کے لئے موزوں بنائی جاسکتی ہیں - اس قسم کے اجتماعی یا عوام کی حرکات کے لئے جن پر عبور حاصل ہو گیا ہو - موسیقی کا استعمال تازہ دلچسپی اور نیا جوش پیدا کرتا ہے تجربہ سے ثابت ہوا کہ برطانوی نظام لڑکے اور لڑکیوں مردوں اور عورتوں کو پسند آتا ہے - ترک مدرسہ کے بعد بھی ترک نہیں کیا جاتا اس میں یکسانیت یا اکتاہٹ نہیں ہوتی جس کو بعد میں نفرت کی نظر سے دیکھا جائے بلکہ ہمیشہ نئے اور زیادہ پیچیدہ ترتیبیں ہوتی ہیں جس کے باعث نوجوان کی پوری چستی - چالاکی اور قوت کام میں آتی ہے یا دلچسپی ہوتی ہے اور بوڑھے کو باصحت رکھتی ہے تو پھر یہ نظام قومی کیوں نہیں ہے ؟ اس میں کیا خامیاں ہیں ؟ اول - مصارف - دوم - معمولی مدرس کے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ مطلوبہ معلومات حاصل کر سکے -

مصارف ایک مبالغہ آمیز ہوا ہے - اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہر مدرسہ میں مکمل ورزش گاہ ساز و سامان سے آراستہ ہو - ایک ایک چیز خرید کر ابتدا کرو مثلاً - جریب پہلے سال ڈبل دوسرے سال والخ - تنصیب شدنی آلات کے لئے ضلع یا بلدیہ کی ورزش گاہ بنائی جائے - اور بچوں کو وہاں ہفتہ عشرہ میں ایک بار لے جاؤ جیسا کہ وہ مدارس کرتے ہیں جو تیراکی سکھاتے ہیں -

ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور سوئٹزرلینڈ میں ورزش گاہ نہ صرف ورزشی بلکہ معاشرتی مرکز ہے - ورزشی اور معاشرتی جلسے وہیں ہوا کرتے ہیں - جرمنی میں جمناسی آرک یا ناظم جسمانی تربیت کا درجہ ، ناظم بلدیہ کے بعد ہے -

یہ معلوم کرنے کے بعد کہ ہمارے امریکن بھائی ورزش گاہ کو قوم کے لیے حقیقی اور زندہ مرکز بنانے کی اہمیت کا کتنا احساس رکھتے ہیں۔ نیو یارک کے مین ہاٹن جمنیزیم یا باسٹن کی باسٹن ایتھیلٹک ایسوسی ایشن کو جاؤ اور دیکھو۔ بڑے تالار کے علاوہ جس میں جرمن نظام کے معمولی آلات ہیں گیلریوں میں دوڑنے کے راستوں پر ربر لگا ہوا ہے۔ پٹ بازی کے کمرے۔ مکہ بازی کے کمرے۔ گولہ اندازی کی جگہ۔ چھت پر اسکیٹنگ کا انتظام۔ تیراکی۔ ترکی حمام۔ روسی حمام۔ بلیرڈ کا کمرہ۔ مطالعہ کا کمرہ جہاں میز پر دنیا بھر کے اچھے اخبارات اور رسالہ ہوتے ہیں۔ کھانے کا کمرہ جس میں دو سو کی نشستیں ہیں وغیرہ وغیرہ ہر چیز جو کہ جسمانی صحت اور جسمانی آسائش کی ترقی میں ممد ہے۔ صبح کے چھ بجے سے رات کے بارہ بجے تک ناظم اور اس کے مددگار موجود رہتے ہیں، اور مرد، بچے، نوجوانوں کی تربیت برابر ہوتی رہتی ہے، باسٹن جمنیزیم کے اراکین کی تعداد ہمارے معائنہ کے وقت دو ہزار تھی اور ڈیڑھ ہزار امیدواروں کی فہرست تھی۔ صوبہ کا گورنر اس کا میر مجلس تھا۔

پرانے جرمن جمنیزیم واقع سنٹ پنکراس روڈ لندن نے بہت سے انگریزوں کو کامیابی کے ساتھ تربیت دی ہے۔ بلکہ اس سے زیادہ کیا۔ اس نے برادریت سچی برادریت سکھائی۔ جمنیزیم میں حقیقی اور سخت کام ہوتا تھا لیکن گیت گائے جاتے تھے تماشے اور ناٹک بھی وہیں کے چھوٹے سے اسٹیج پر کیے جاتے تھے۔ وہاں بے وسیلہ نوجوان بھی مطمئن ہو سکتا تھا۔ اس کو غریبوں کا خیال دلایا جاتا تھا خصوصاً کرسمس کے زمانہ میں جب کہ جمنیزیم کو سجایا جاتا تھا۔ ایک درخت کھڑا کیا جاتا تھا اور ممکنہ کوشش کی جاتی تھی کہ پڑوس کے بچوں کو سال میں کم سے کم ایک دن خوش وخرم کیا جائے۔ بیسیوں نوجوان جو کہ اب "قدما" میں شمار ہوتے ہیں

اس دن کو احسان مندی کے ساتھ یاد کرتے ہیں جب کہ وہ جمنیزیم کے رکن ہو کر آوارہ گردی سے بچ گئے تھے اور جسمانی اور معاشرتی لحاظ سے آدمی بنے تھے - ہمارے آج کل کے وائی - ایم - سی اے پرانے جرمن جمنیزیم کی قائم کردہ مثال کی صرف تقلید کر رہے ہیں - وہ سب لوگ قابل تعظیم ہیں جنھوں نے اتنے عرصہ قبل سنہ ۱۸۶۰ ع میں اس کو قائم کیا - اس وقت ایماندارانہ خواہش یہ تھی کہ نوجوانوں کے لئے کوئی مفید کام کیا جاے -

تمام جرمنی میں ہر سال مابین شہر اور اضلاع دوستانہ مقابلے ہوتے ہیں اور ہر پانچویں سال قومی مقابلہ ہوتا ہے - آخری مقابلہ جو کہ راقم نے دیکھا ہے - نورمبرگ میں ہوا تھا جہاں وہ بتیس ہزار شرکاء میں ایک تھا جو دنیا کے تمام حصوں سے آئے تھے - ان قومی مقابلوں کے لئے ایکڑوں اراضی محفوظ کی جاتی ہے جس پر خاص عمارتیں بنائی جاتی ہیں -

حکومت خاص امداد دیتی ہے - بحاظور پر وہ سمجھتی ہے کہ قوم کی صحت حکومت کا بہترین اثاثہ ہے - ہر قسم کے ممکنہ جسمانی مقابلہ کا انتظام کیا جاتا ہے گیمس، حرکت پذیر آلات سے کام، تنصیب شدہ آلات سے کام، جماعتوں سے مقابلے افراد، کم عمر اور مسن کے لئے، بچوں کے مظاہرے بڑوں کے مظاہرے، تین ہزار بچوں نے آزاد حرکات اور نمائشی چال کا مظاہرہ کیا آٹھ ہزار مردوں نے لوہے کے ڈنڈوں سے مظاہرہ کیا، سفید ریش نے "قدما" کی تکڑی کی آلات پر رہبری کی - چالیس سے کم عمر کو تکڑی میں شرکت کی اجازت نہیں تھی - محاذی ڈنڈوں پر ایک تکڑی کی پیشوائی ایک بہتر سالہ نے بڑی عمدگی سے کی - بلجیم، فرانس، سوئزرلینڈ میں اسی اصول پر کام ہوتا ہے - برطانیہ میں ایسا ہی قومی جوش کب میسر آئیگا؟ جب کہ حکومت محسوس کرے گی کہ

ایک مقبول اور معقول نظام کی ضرورت ہے جس کی جڑیں ابتدائی مدارس میں ہوں - جب کہ عام مدرسین جسمانی تربیت پر لعن طعن کرنا چھوڑ دینگے - اور اس بات پر راضی ہو جائینگے کہ اس اہم مضمون کے مدرس کا درجہ دوسرے تربیت یافتہ مدرسین کے مساوی رکھا جائے اور جب یہ احساس ہو جائیگا کہ ان کا مشاہرہ اس اسکیل کے لحاظ سے دیا جائیگا جو کہ کسی ماہر کو دیا جاتا ہے -

سنہ ۱۹۱۲ ع میں قومی مقابلہ کے لئے اس ملک (برطانیہ) میں حقیقی کوشش کی گئی جب کہ پہلا میدہ شیش محل (کرسٹل پیلس) کے احاطہ میں منعقد ہوا تھا دوسرا سنہ ۱۹۱۳ ع میں ہوا اور آخری سنہ ۱۹۱۴ ع میں جب کہ تین ہزار سے زیادہ اس میں شریک ہوئے تھے -

لیکن اس میں کوئی نقائص نہیں ہیں ؟ ہاں - سب سے زیادہ یہ کہ بیسیوں ورزشیں ہوتی ہیں - ان کی تعداد ہزاروں تک پہونچ جاتی ہے - ایک اناڑی مدرس اس کے بھنور میں گم ہو جائیگا اس پر سوئیڈی نظام کے موئید کا یہ سب سے بڑا اعتراض بنتا ہے - لیکن تربیت اور تعلیم یافتہ کے لئے یہ حائل نہیں ہوتا - کیوں کہ ورزشوں کو آسانی سے گروہوں میں تقسیم کر لیا جاسکتا ہے جس طرح کہ سوئیڈی حرکات کو کیا جاتا ہے -

اس کے بعد ہم سے کہا جاتا ہے کہ برطانوی نظام آدمیوں کے گول مونڈھے بناتا ہے - جب یہ ہوتا ہے تو ناقص تدریس کا نتیجہ ہے جو کہ اس نظام میں اتنی ہی عام ہے جتنی کسی اور میں اور یہ نظام میں قصور نہیں بلکہ اس کے استعمال کا -

یہ نٹ تیار کرتا ہے - کم و بیش اتنے ہی جتنے کہ سوئیڈی نظام جس کی یکسانیت اور عدم دلچسپی کو رفع کرنے کے لئے قلابازیاں اور اسی قسم کی ورزشیں اضافہ کرنی پڑتی ہیں -

سینڈو نظام کیا ہے ؟ اس کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ربر، فولادی اسپرنگ اور اسی قسم کی دوسری چیزوں پر بھروسہ کرنا پڑتا ہے اس کا زور مسلسل ہونے کے بجائے وقفہ وقفہ سے ہوتا ہے - عام صورت حال یہ ہے کہ اس کا رجحان ہے کہ اعصاب کو بڑا اور بھاری بنائے جس سے حرکات میں بار برداری کے موٹے گھوڑے کی طرح سستی پیدا ہوتی ہے یہ نظام بھی غیر دلچسپ اور تھکا دینے والا ہے

ڈلکروز نظام یا توازنیات الگ الگ ہر جوڑ اور ہر جسم میں توازن اور قابو حاصل کرنے کے لئے بہترین ہے - ابتدائی منازل میں یہ بچوں کے لئے مفید ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ تھوڑی جسمانی قوت استعمال ہوتی ہے جیسے کہ معمولی رقص میں - اس کے استعمال پر موسیقی نہ کہ جسمانی نقطہ نظر سے زور دیا جاتا ہے

پروفیسر جے، جے فنڈلے توازنیات کی صراحت یوں کرتے ہیں- جسم کا استعمال موسیقی آلہ کی طرح - یہ ایسا ہنر ہے جس میں جسم وائلن اور پیانو کے پہلو بہ پہلو بہترین آلہ کی حیثیت سے جگہ پا سکتا ہے - یونانیوں کے زمانہ سے لیکر اب تک ڈلکروز پہلا ماہر موسیقی ہے جس نے یہ محسوس کیا کہ ہم اپنے آلات میں کتنا اضافہ کر سکتے ہیں جب کہ اس میں خود اپنا دھڑ اور اعضاء شامل کر دیں اور اپنے اندرونی تحسسات سے راست توازن پیدا کریں جو کہ مرتب کنندہ ( کمپوزر ) بہت ہی نامکمل طور پر علامات کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے - ایک دوسرا مولف ورزشوں کو دو گروہوں میں منقسم ہونا بیان کرتا ہے - پہلے قابو کی ورزشیں دوسرے تعبیر کی ورزشیں جن سے ارتکاز، مہیج کے فوری ردعمل، مساوات جسمانی و ذہنی- ضبط نفس اور خود اعتمادی میں ترقی ہوتی ہے - یہ سب بالکل صحیح ہے اور جمالیاتی حساسس کی تربیت قدر و قیمت رکھتی ہے - لیکن یہ بھی اسی طرح صحیح ہے کہ

توازنیات کتنی ہی ہو۔ کیسی ہی دلفریب و دلکش ہو۔ بچہ کو خندق پر سے کودنے یا رسی پر چڑھنے کا بہترین طریقہ نہیں سکھا سکتی اور نہ ایم ڈالکروز کا ہی یہ دعویٰ ہے۔ ایک ایسا نظام جو جسم کو "موسیقی کا آلہ" بنائے مشکل سے اتنا کارآمد ہوسکتا ہے کہ قومی نظام جسمانی تربیت کا وہ اہم جز بنایا جاسکے۔

مولز نظام آزاد حرکات کا نظام ہے۔ اور اس کی ورزشوں سے بہترین نتائج مقررہ غرض اور کسی نظام کے بھی کم سے کم وقت میں حاصل ہوسکتے ہیں۔ یہ سوئیڈی نظام سے معقولیت اور سائنسی اعتبار سے بہت بڑھا ہوا ہے گو کہ کم عمر اور مسن دونوں کے لئے موزوں ہے۔ لیکن بالغوں کو باصحت رکھنے کے لئے بہترین ہے (خصوصاً ایسے اشخاص کے لئے جو کام کاج کے وقت زیادہ بیٹھے رہتے ہیں) ہر "مسن" کو اس سے واقف ہونا چاہیئے۔ اس میں بھی یکسانیت کا نقص ہے

ہاں! ناظر کہتا ہے۔ یہ سب کچھ درست ہے لیکن ہم کو قومی نظام کے اساس چاہئیں نہ کہ ادھر اُدھر کے نظامات کا تبصرہ۔ سچ ہے لیکن جب تک کہ ہمارے ملک اور دیگر ممالک کے مروجہ نظامات کا تھوڑا تصور غیر جانبدار غیر فنی شخص کو نہ ہو جائے وہ کیسے کوئی تصفیہ کرسکتا ہے۔ ہمیں توقع ہے کہ ہم نے یہ کافی واضح کردیا ہے کہ کوئی بھی موجودہ نظام ہماری قومی ضروریات کے لئے کافی نہیں ہے سر فریڈرک ٹربوس نے فزیکل ایجوکیشن (۱۸۹۲ع) صفحہ (۵۶) پر اس خیال کی پرزور تائید کی ہے:— "بہت جلد اس نتیجہ پر پہونچنا پڑتا ہے کہ کوئی بھی نظام بذات خود مکمل اور بالکل کافی نہیں ہے۔ کسی کا بھی دعویٰ بین الاقوامی قبولیت کے لئے نہیں ہوسکتا۔ کسی ایک طریقہ کی اندھی تقلید برے نتائج پیدا کرسکتی ہے اور قومیت، جسمانی حالت

اور ورزش کے مذاق کا بہت زیادہ لحاظ ضروری ہے - اسی سلسلہ میں وہ کہتا ہے :—
جرمن نظام کو انجذابی کہہ سکتے ہیں - جرمن مولفین اور مدرسین نے دوسری قوموں کی جسمانی تعلیم میں جو اچھی باتیں دیکھیں ان کو قبول و اختیار کر لیا - کوئی اور نظام اسقدر وسیع - اسقدر تفصیلی اور اس قدر آزاد نہیں ہے -

برطانوی قومی نظام کا سب سے اہم اساس یہ ہونا چاہیئے کہ وہ انجذابی ہو -

یہ پوچھا جائیگا کہ کیا اب تک ایسی ترتیب کے لئے کوئی کوشش نہیں کی گئی - برطانوی نظام کے موئیدین نے برسوں تک مسلسل اور بار بار کوششیں کی ہیں - لیکن اس وقت تک سوئیڈی نظام کے موافقین الگ سلگ رہے - یہ بڑے غرور کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ ان کا نظام یکتا ہے - جن اشخاص نے یا جنھوں نے دوسرے نظامات کا مطالعہ کیا ہے اور ان پر عمل کیا ہے ان کو کیا حق حاصل ہے کہ ان کو بیکار کہیں - ایسے شخص کے متعلق کیا خیال کیا جائیگا جو ہمیشہ بتئی کھاتا رہا ہو اور جس نے سیب کبھی نہ چکھا ہو لیکن سیب کو برا کہے اور ان پر لعن طعن کرے جو دونو سے لطف اندوز ہوتے ہیں - درحقیقت ایسے مدرسین جو ایک سے زیادہ نظامات کا مطالعہ کر چکے ہیں وہ ہر نظام کی بعض خوبیوں کا اعتراف کرنیکی طرف مائل رہتے ہیں - راقم کا قطعی تجربہ ہے کہ ایسے مدرسین جو برطانوی اور سوئیڈی نظامات کے فارغ التحصیل ہیں وہ ثانی الذکر کی کئی وجوہ سے قدر کرتے ہیں گو وہ اس نظام کو جسمانی تعلیم کے لئے ہر لحاظ سے مکمل نہیں خیال کرتے - یہ افسوس ہے کہ اس طرح کی رواداری کو دوسرے جائز نہیں رکھتے ہیں -

مختصر یہ کہ برطانوی نظام کو قومی بننے کے لئے ہر دلعزیز ہونا چاہیئے اُسے عوام کے دلوں کی گرفت کرنا اور ترقی پذیر ہونا چاہیئے - اسے دونو جوانی اور بڑھاپے - عمر

کی ہر منزل کے مقاصد کی تکمیل کرنی چاہیئے - اسے جسمانی ترقی کے ذرائع کے علاوہ ہمت - ہمت - جستی - جدت - خود اعتمادی - اور ذمہ داری کی تعلیم دینی چاہیئے -

لدو بیل اور نہ شرط کے گھوڑے مطلوب ہیں - بلکہ مقصد شکاری گھوڑا ہے - یعنی صبر و تحمل کی عمدہ تربیت - بڑے بڑے پھیپھڑے اور مضبوط دل کے ساتھ معمولی رفتار چاہیئے

یہ کیون کر کیا جائے ؟

۱ - شاہی کمیشن کی تجاویز پر عمل کیا جائے اور ہر نظام میں سے ایسے انتخابات کئے جائیں جن کو سب سے زیادہ پسند کیا گیا ہے

۲ - ابتدائی تربیت کے لئے سوئیڈی نظام پر عمل کرو

۳ انگریزی، جرمن یعنی برطانوی ورزشوں کا اضافہ نوجوانوں (۱۴ تا ۱۸) اور مسن (زائد از ۱۸) کے لئے کرو

۴ - مولر نظام کی اہم حرکات سے اس کی تکمیل کرو -

۵ - اس کی احتیاط رکھو کہ اس کی تدریب و تربیت واقعی ماہر اور موزوں سند یافتہ مدرس کے ہاتھ میں ہے (ابتدا میں یہ مدرسین گشتی ہوں گے)

۶ - اخراجات کی پروا مت کرو -

حال میں بورڈ آف ایجوکیشن نے چند نمائندوں سے ملاقات کر کے بیان کیا کہ بورڈ برطانوی نظام کے خلاف نہیں ہے - لیکن اس کی تائید کرنے سے پہلے وہ چاہتا ہے کہ اس کے مقاصد کی تعریف اور اس کے اصول کی درسی کتابوں کی جانچ کی جائے - یہ بھی کہا کہ اس کے متعلق ایک بھی چھپی ہوئی کتاب موجود نہیں ہے -

لیکن اب ایک کتاب تیار ہو گئی ہے اور زیر طبع ہے - مؤلف نے اہم اصولوں کو دیگر درسی کتب سے جمع کیا ہے اور یہ بتلایا ہے کہ سوئیڈی اور برطانوی نظامات کو کس طرح مخلوط کیا جاسکتا ہے - اگر ان اصحاب کا بیان درست ہے جنہوں نے یہ کتاب دیکھی ہے تو حقیقی قومی نظام میں جو مشکل سد راہ تھی وہ رفع ہو گئی ہے -

ہماری قوم جنگ سنہ ۱۹۱۴ ع جاری رکھنے کے لئے ستر لاکھ پونڈ روز خرچ کر رہی ہے - اسی رقم کے $\frac{۲}{۷}$ حصہ سے جسمانی تربیت کا موزوں نظام جیسا کہ تجویز کیا گیا ہمیشہ کے لئے قائم کیا جاسکتا ہے اور اسی کے ذریعہ نہ صرف ملک کے لاکھوں کم عمر افراد کو فائدہ پہونچایا جاسکتا ہے - بلکہ ان لاکھوں بچوں کو ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں - کیا قوم میں اتنا دم نہیں ہے کہ وہ ان فوائد کی تحصیل کے لئے مطالبہ کرے ؟

## سوئیڈی نظام کی تائید میں *

از

مس میورئل ایچ اسپالڈنگ

جسمانی تربیت پر جدید تنظیم تعلیم میں جو ہمارے پاس پیش ہے یقینی زیادہ توجہ کی جائیگی - قومی جسمانی تعلیم کے قیام کا امکان مختلف مروجہ نظامات کے ناشروں کو بے چین کر رہا ہے تاکہ وہ بڑے اصرار کے ساتھ اپنے دعوؤں کا اعتراف کرائیں اس معاملہ کا آخری تصفیہ ایسے حکام کے ہاتھ میں ہے جن کے معلومات لازمی طور پر ایسے فنی نہیں ہیں - جیسے کہ ان مدرسین کے جن کے خیالات پر وہ غور کرینگے - لیکن

---

* جسمانی تربیت کا مسئلہ اس قدر متنازع ہے کہ ایڈیٹر کی رائے میں اس مضمون کو شامل کرنا قرین انصاف ہے تاکہ ایک اہم جماعت کی رائے بھی بلا اظہار نہ رہ جائے

جمناسٹک کے پیشہ وروں کے مختلف طبقات اس موقعہ پر بلاشک وشبہ اپنے نظامات کے اصول و مقاصد پیش کرینگے۔ سخت اختلاف آرا کے باوجود جو موجود ہے یہ یقینی ممکن ہے کہ فرقہ وارانہ رجحانات کو جن پر ایک حد تک مالی فائدہ کا رنگ چڑھا ہوا ہے نیست و نابود کیا جائے۔ وہ سب جو اس مسئلہ کو حقیقی معقولیت کے نقطہ نظر سے دیکھتے ہیں اس سے اتفاق کرینگے کہ آخر کار اب موقع آگیا ہے کہ جسمانی تربیت اور تعلیم میں بحیثیت کل صحیح تعلق پیدا کیا جائے۔ اس تعلق کے بعد اول الذکر کو تنہا عنصر نہیں سمجھا جائیگا بلکہ اس کو اس نظر سے دیکھا جائیگا کہ وہ تعلیم کے دیگر شعبہ جات کے انسٹیٹی مقاصد کے لئے خصوصیت سے ہے۔ وہ اصول جسمانی تربیت کے ہوں ان کو نہ صرف بالکلیہ صحیح ہونا چاہئے بلکہ ان میں کافی لوچ ہونا چاہئے تاکہ نئی ضروریات کی تکمیل کے لئے استعمال کئے جاسکیں جو کہ تعلیم کے سائنس کی ترقی کے ساتھ برابر پیدا ہوتی جائینگی۔ اس مضمون کا مقصد یہ ہے کہ مختصراً سوئیڈی نظام جمناسٹک کے اصولوں کی جانچ دیگر نظامات سے مقابلہ کر کے جگہ کی گنجائش کے لحاظ سے کی جائے۔

سوئیڈی نظام اپنے مقاصد اور طریقوں میں اپنی ورزشوں کے مقابلہ میں دیگر نظامات سے زیادہ مختلف ہے۔ جس معیار پر اس میں ورزشیں شامل کی جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ کس حد تک وہ صحت برقرار رکھنے میں مدد دے سکتی ہیں۔ ہر ورزش کا استعمال۔ دل پھیپھڑے اور دوسرے اعضاء کے وظائف میں ترقی پیدا کرنے کے لئے ہوتا ہے اعصاب کا لحاظ صرف اسی حد تک کیا جاتا ہے جس حد تک کہ ان کے کام اور ارتقاء کا تعلق جسم کے دوسرے وظائف سے ہے۔ اعصاب پر باشعور قابو حاصل کرنے کے لئے خاص توجہ کی جاتی ہے اس غرض کے لئے قوت امتناع کی ترقی اتنی ہی اہم ہے جتنی کہ قوت اشتعال ہے۔

ان عام مقاصد کی خاطر اصولوں میں تلخیص کر دی گئی ہے جن پر کام کے ہر پہلو کا انحصار ہے ۔ ایسے اصول جو غالباً سوئیڈی نظام کو دوسروں سے واضح طور پر ممتاز کرتے ہیں درج ذیل ہیں:—

۱۔ اعصاب کی ترقی پورے جسم کے وظائف کی ترقی کے تحت ہوتی ہے۔

ہم آہنگ نتیجہ (جو مدعا ہے بہت زور سے مختلف ورزشوں اور آلات کا جو استعمال کیے جاتے ہیں) کی اہمیت اور طریقہ ہائے عمل میں کارفرما ہوتا ہے ۔ سختی سے ڈمبل، مگدر اور محاذی ڈنڈوں کا اخراج جس پر اس نظام کے مدرسین زور دیتے ہیں اس عقیدہ پر مبنی ہے کہ ان کا استعمال بالخصوص بچے کیلئے قطعاً غیر متناسب نشو و نما اور سر، سینہ اور ریڑھ کی غلط نشست کا باعث ہوتا ہے علاوہ بریں ان کا استعمال ہاتھوں کو سیدھا نہیں ہونے دیتا جن میں معمولی دستی کاموں سے سختی پیدا ہو جاتی ہے ۔ جس کی اصلاح اہم ہے ۔

۲۔ خاص قوانین ترقی پذیر کی قبولیت۔

یہ قوانین ورزشوں کی ذہنی اور جسمانی دونو مشکلات میں اضافہ کرنے کے طریقوں کا تعین کرتے ہیں وہ طریقے جو آزادانہ کھڑے رہنے کی ورزشوں کے لئے ہیں ان کا انحصار زیادہ تر بر میت قاعدہ کے عرض اور جسم کی میکانیات کے دوسرے اصولوں پر ہے ۔ اس لئے یہ بتدریج ترقی کا بہت موقع دیتے ہیں اور بیجا زور کا خدشہ نہیں رہتا جو کہ آلات کے استعمال میں ہوتا ہے جن کا وزن بتدریج بڑھتا رہتا ہے ۔ تسلسل کے اکثر طریقے یہ کرتے ہیں کہ توجہ اور تطابق کی تعداد میں خاص طور پر اضافہ ہو جو ورزشوں کا نتیجہ ہیں تاکہ قابو حاصل ہونے میں رفتہ رفتہ زیادہ قدرت ہو جائے ۔

۳۔ مجاے موسیقی احکام کا استعمال۔

اس سے مدرس کو بے سمجھے بوجھے کام کا انسداد کرنے میں مدد ملتی ہے۔ آواز کے

موزوں اتار چڑھاؤ جو حکم کی خصوصیت ہوتی ہے مدرس اور جماعت میں راست اور اور زیادہ ہمدردانہ رشتہ قائم کرنے میں بہ نسبت ایسی ورزشوں کے جو موسیقی کے ذریعہ انجام پاتی ہیں۔ اس تعلق کے لحاظ سے جماعت کو ایک آرکسٹرا (Orchestra) سے تشبیہ دیجاسکتی ہے جو مدرس کے ہدایات پر عمل پیرا ہو۔ ہر فرد کو جائز حدود میں خود اظہاری کی گنجائش ہوتی ہے وہ اپنا کام کنڈکٹر (Conductor) کی طرف احساسی جواب عمل کا طرز رکھتے ہوئے انجام دیتا ہے۔

۴۔ "ترتیب حرکات" کی پابندی جو ہر سبق کی بنیاد ہے۔

اس نظام میں جو ورزشیں ہیں وہ سب اپنے خاص وظائف کے بموجب گروہوں میں تقسیم ہیں۔ یہ گروہ سائنسی اور ترقی پذیر طریقہ پر ترتیب دیے گئے ہیں۔ پھر سبق ورزشوں پر مشتمل ہوتا ہے جو ان گروہوں میں سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ اور مقررہ طریقہ پر ترتیب دیے جاتے ہیں۔

یہ اصول ایک معیار قائم کرتے ہیں جو مدرس کی اسبارے میں رہبری کرتے ہیں کہ وہ کونسے نئے خیالات اور طریقوں کو قبول کرے۔ اور اپنے شاگردوں کی عمر میلان، صنف کی خاص ضروریات کے لحاظ سے اپنے کام میں کیا ترمیم کرے۔

اس نظام کی ترمیم پذیری۔ سب سے بڑی وجہ تھی جو اس کے بانی لنگ نے اس کی قبولیت کی تائید میں پیش کی۔ غالباً لنگ بھی اس کا اندازہ نہ لگاسکا تھا کہ اس کا دعویٰ بعد میں کس حد تک صحیح ثابت ہوگا۔ صرف وہی اشخاص جو اس نظام کے غیر محدود استعمال کا تجربہ رکھتے ہیں یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس میں کس قدر مواقع موجودہ تعلیمی خیالات سے ارتباط کرنے کے لیے ہیں۔ اس نظام کو نہ صرف

جسمانی بلکہ مختلف عمر کے بچوں کی نفسیاتی ضروریات کے مطابق کرنا ممکن ہے - کم عمر کیلئے اس کی ورزشوں کی خصوصیت، تیزی، زور آور اجتماعی حرکات ہیں - جو بچوں کی قدرتی فعلیت کی مجوزہ ہیں کھیل کا عنصر غالب ہے اور ان کے تقلیدی اور ڈرامائی جبلتوں کو تحریص دیجاتی ہے زیادہ عمر کے بچوں کیلئے بھی انہیں حرکات کو جاری رکھا جاتا ہے - اسی کے ساتھ وہ ورزشیں جن کی تفصیل کیلئے زیادہ مسلسل کوشش، زیادہ صحت اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے رفتہ رفتہ شروع کرائی جاتی ہیں -

ورزشوں کی صحتی غرض اور نتائج اور احکامات کی فوری اور صحیح تعمیل کی قدر و قیمت جماعت کو سمجھائے جاسکتے ہیں - اس طرح "صحت" کے اسباق میں جو نظری تعلیم دی جاتی ہے - اس سے تعلق پیدا کیا جاتا ہے یہ ایک عام شکایت ہے کہ جدید تعلیمی طریقوں سے بچے عمل اور تفصیلی اور صحیح کام کی قوت کھو رہے ہیں - سوئیڈی جمناسٹک کی ٹھیک تعلیم صحیح تربیت کے بنیادی خصوصیات کے دوبارہ قیام میں قیمتی معاون ہوگی نمایاں ترقی کا احساس جوان باشعور اور بتدریج کوششوں کا نتیجہ ہے جو کہ مفید مقصد کیلئے کی جاتی ہیں اور برادریت کے خیال سے جو اثر انگیز حکم کے جواب میں مشترکہ حرکات کی انجام دہی سے پیدا ہوتا ہے - صحیح کردار کی تربیت میں مدد ہے - جس پر صحیح تعلیم مشتمل ہے - اس نظام کی وسعت جس کا اوپر بیان ہے غالباً ایسے اشخاص کے مخالفانہ اعتراضات کا آسان نشانہ ہے جن کو اس پر عام طور پر غور کرنے کا موقع ملا اور نہ ان کا اس طرف رجحان ہی ہوا - اکثر غیر فن داں اشخاص کے دل میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ اس نظام کی مکمل صورت حکومت کے ورزش جسمانی کے نصاب میں ہے جو ابتدائی مدارس میں نافذ ہے اس نصاب نے ابتدائی مدارج میں بہت مفید غرض پوری کی ہے اور امید کی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد

وسیع ترقی کا باعث ہوگا - مدرسین جو اس نصاب پر عمل کرتے ہیں وہ اکثر بہت ہی امید افزا نتائج برآمد کرتے ہیں حالانکہ ان پر بہت سی قیود عائد ہیں مثلاً غیر کافی وقت غیر موزوں لباس - آلات کی قلت اور سب سے زیادہ خود ان کی ماہرانہ تربیت میں کمی اس لیے اس نظام کے نتائج جو ابتک نیم تربیت یافتہ مدرسین مدارس ابتدائیہ نے برآمد کیے ہیں وہ اس نظام کی حیثیت کل کے خلاف دلیل کے طور پر نہیں پیش کیے جاسکتے -

تاہم یہ ماننا پڑیگا کہ سابق میں تربیت یافتہ ماہرین کی تدریس بھی زیادہ اصول اور طریقوں اور مقاصد کے لحاظ سے محدود رہی ہے اس نظام کے اصولوں میں جو رعایت ملحوظ ہے جو کہ درحقیقت اس کی اہم خصوصیات میں سے ہے اس کی پوری طرح قدر نہیں کیگئی ہے - اس پر یہ عام اعتراض کہ یہ خشک اور محدود ہے غالباً اس بناء پر ناواجبی نہیں ہے - یہ حقیقت کہ سوئیڈی نظام گزشتہ بیس برس میں تقریباً تمام اہم خانگی اور سرکاری مدارس نسوان اور مدارس ذکور کی ایک کثیر تعداد میں رائج کر دیا گیا ہے اور جو مقبولیت اس نے طلبہ و طالبات میں حاصل کرلی ہے - بہرصورت اس اعتراض کو رد کرتی ہے - غالباً پیشہ کے ایسے ارکان جو ماہر مدرسین کی تربیت سے متعلق ہیں - جدید تعلیمی مقاصد کے مدنظر اس نظام میں زیادہ وسعت کی ضرورت بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں - یہ بات سوئیڈی ٹریننگ کالجوں کے اس تصفیہ سے ظاہر ہوتی ہے کہ مدت تربیت کو بڑھا کر سہ سالہ کر دیا گیا ہے - تجربہ سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک کی دوسالہ تربیت جس پر یہ کالج زور دیتے تھے طلبہ کو اس قابل بنانے کیلئے کافی نہیں تھی کہ وہ فنی اور سائنسی معلومات حاصل کرنے کے بعد اس نظام کی گنجائش سے فائدہ اٹھاسکیں یہ توقع ہے کہ نصاب میں توسیع طالب علم کو اپنے کام کی ضروریات

اور ذمہ داریوں اور دیگر تعلیمی مصروفیات سے اس کے تعلق پر بہتر قابو حاصل کرے دے گی۔

سوئیڈی جمناسٹک کے مدرسین پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ وہ اپنے قواعد کی مذہبی جوش کے ساتھ پابندی کرتے ہیں اور دوسرے نظامات سے سخت دشمنی رکھتے ہیں۔ ان میں اور دوسرے نظامات کے ناشروں میں مخالفت کی وجہ اصولوں اور مقاصد میں ایسے اساسی اختلافات ہیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ وہ اپنے اعلیٰ نصب العین سے منحرف ہو جائینگے۔ اگر وہ دوسروں سے کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کی کوشش کرینگے۔

# باب سیزدھم

## مضامین خانہ داری

از

مس ایم، ای، مارسڈن

مضامین خانہ داری کی تدریس کے ارتقاء کا بہترین مطالعہ تحتانی، ثانوی اور فنی مدارس ادارہ جات تعلیم المعلمین اور جامعاتی نصابوں کے موضوعات کے تحت کیا جا سکتا ہے۔

مقامی تعلیماتی حکومتیں اس مضمون کو تحتانیہ مدارس میں شامل کرنے کے لئے تجاویز اختیار کرتی ہیں۔ بورڈ آف ایجوکیشن (مجلس تعلیمی) نے کم و بیشی کی اجازت دے رکھی ہے اور اُن اسکیمات کی ہمت افزائی کی ہے۔ جو مختلف حلقوں کی ضروریات کے لحاظ سے موزوں ہوں۔ شہروں میں پکوان شوبی کام اور انتظام خانہ داری کے لئے مضامین خانہ داری کے مخصوص "مراکز" قایم کئے گئے ہیں۔ ان کا تعلق محض تحتانیہ مدارس سے کر دیا جاتا ہے۔ جہاں آس پاس کے مدارس کی گیارہ تا چودہ سالہ طالبات نصف یوم سے لیکر پانچ یوم فی ہفتہ حاضر رہتی ہیں۔ اضلاع میں تدریسی سہولتیں پہونچانے کا سوال زیادہ مشکل ہے۔ اگر مضامین خانہ داری کے "مراکز" تمام دیہاتی مدارس سے متعلق کر دئے جائیں تو ہفتہ کے بیشتر زمانہ میں وہ بیکار رہینگے۔ اس لئے بعض اضلاع میں سفری مدرسین مقرر کئے جاتے ہیں۔ یہ ہر

گاؤں میں دو سے لیکر چار ہفتوں تک قیام کرتے ہیں - جہاں جماعتوں کے لئے مناسب کمرہ کا انتظام کیا جاتا ہے - اور مدرس کے زمانہ قیام میں طالبات تھوڑے وقت یا پورے دن تدریب حاصل کرتی ہیں - ایک دوسرا انتظام یہ ہے کہ مدرس مختلف اضلاع میں ہفتہ میں ایک دن گزارتا ہے - نیز ایک اور انتظام سفری "گاڑیوں ("Van") کا ہے جو اصل میں بکوان وانتظام خانہ داری کے تدریسی سامان سے آراستہ حرکت پذیر کمرے ہوتے ہیں عام طور پر یہ ہر مدرسہ میں چار ہفتہ تک ٹھہرتے اور اس عرصہ میں "مراکز" کا کام انجام دیتے ہیں - بلاشبہ ایک ناقد کو ان طریقوں میں سے ہر ایک میں خامیاں نظر آئینگی لیکن اُن حالات اور مشکلات کے پیش نظر جن سے دوچار ہونا پڑتا ہے، ہر ایک طریقہ بذات خود فوائد بھی رکھتا ہے - اس پورے کام کی ہمت افزا، خصوصیت وفراست اور عملی دلچسپی ہے جو اس بندوبست سے ظاہر ہوتی ہے - جو تحتانیہ مدارس کی طالبات کے لئے مضامین کی خانہ داری کی تعلیم کی خاطر ایک معمولی آراستہ مکان سے لیکر سفری گاڑیوں میں تک کیا گیا ہے نصاب کو کئی مختلف طریقوں سے ترتیب دیا گیا ہے، بعض میں طالبات دو سال تک فی ہفتہ نصف یوم - اور بعض میں ایک سال تک ہفتہ میں دو نصف یوم کام کرتی ہیں - برخلاف اس کے بعض مدارس میں اس کی تدریس پر اتنی توجہ دی جاتی ہے کہ طالبات بارہ ہفتوں تک روزانہ یا چوبیس ہفتوں تک ہفتہ میں ڈھائی دن کے حساب سے مضامین خانہ داری کی تعلیم حاصل کرتی ہیں - بکوان کے نصاب میں طالبات کو بکوان کے اصول اور اعمال سکھلائے جاتے ہیں سادے کھانوں کی تیاری سے ابتداء کرتی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ ان کی طرف رجوع ہوتی ہیں جن میں دستی مشاقی کے اعلیٰ معیار کی ضرورت لاحق ہوتی ہے - اس کے بعد وہ کھانوں کی

فہرست بنانے، ان کو پکانے او ان کی سربراہی کرنے کی طرف قدم بڑھاتی ہیں۔
حی الوسع طالبات آزادانہ طور پر کام کرتی ہیں۔ سامان اور برتنوں کے انتخاب
میں سخت احتیاط برتی جاتی ہے اور ایسی ہی اشیاء منتخب کی جاتی ہیں جیسی کہ ان
کے گھروں میں پائی جاتی ہیں تاکہ طالبات اپنے کام کو مشق کے طور پر گھر پر بھی جاری
رکھ سکیں۔ صفائی، پاکیزگی اور باقاعدگی کا اعلیٰ معیار پیش نظر ہوتا ہے اور وقت،
محنت اور سامان کی کفایت کی مشق کرائی جاتی ہے طالبات کو ان کے اپنے تیار کردہ
کھانوں کو خریدنے کی ترغیب دلائی جاتی ہے تاکہ والدین کو اپنے بچوں کے کام کی
قدر و قیمت کو جانچنے کا موقع مل سکے۔ اکثر اس امر کا انتظام کیا جاتا ہے کہ والدین
مدارس کا معائنہ کریں اور کام کرتے ہوئے دیکھیں۔ اس ذریعہ سے والدین کو
پکوان کے جدید طریقوں اور غذا کی تبدیلیوں سے آگاہ کیا جاتا ہے۔ شوبی کام کا
نصاب انہی عام طریقوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جو بالعموم گھر کی دھلائی میں استعمال
ہوتے ہیں۔ وہ تمام اشیاء اور کپڑے جنہیں طالبات گھروں سے اپنے ساتھ لاتی
ہیں انہیں آسان اور کم خرچ طریقوں سے دھو کر صاف ستھرا کر دیا جاتا ہے۔ طالبات
کو یہ سکھلانے میں سخت احتیاط برتی جاتی ہے کہ کس طرح سے ایک چھوٹے گھر میں
گھر والوں کو ذرا بھی زحمت ہوئے بغیر خاندان کی دھلوائی کا کام انجام دیا جاسکتا ہے
انتظام خانہ داری میں طالبات گھر کے مختلف ترین "فرنیچر" اور دھات کے
سامان کی صفائی اور ترتیب (fittings of a home) اور مکان کی ماہانہ یا سالانہ
صفائی کا سبق حاصل کرتی ہیں انہیں گھر کے رکھ رکھاؤ، حساب کتاب لکھنے اور
خاندان کے لئے تفصیل تیار کرنے اور روزانہ کھانے پکانے کا عملی تجربہ کرایا جاتا
ہے۔ اس میں شیر خوار اور کم عمر بچوں کی نگہداشت اور ابتدائی طبی امداد سے

متعلق آسان اسباق بھی شامل ہیں - بعض تعلیماتی حکومتوں کے تحت مخلوط مضامین خانہ داری کی تدریس کی اسکیمات رو بہ عمل ہیں اس طرح کا نصاب بارہ سال سے زیادہ عمر کی ان لڑکیوں کے لئے مخصوص ہے جنھوں نے سابق میں پکوان اور دھلوائی کے نصابوں کی تکمیل کر لی ہو - ان میں جو بہتر ادارے ہیں ان میں ایک مکان ہوتا ہے - جسے کارپرداز بطور قیام گاہ استعمال کرتے ہیں - یہاں لڑکیاں گھر کا کام کرتی ہیں اور اس طرح مروجہ جماعتی کام ترک کر دیا جاتا ہے یہ طریقہ ایک باقاعدہ گھر کے روزانہ نظام عمل سے بہت ملتا جلتا ہے - اسی لئے اس کی عملی قدر و قیمت بہت زیادہ ہے -

جدید ترین اسکیمات میں مضامین خانہ داری کے "مخلوط نصاب" بھی شامل ہیں گیارہ سال کی عمر والی لڑکیاں جنھوں نے سابق میں مضامین خانہ داری کی تعلیم نہ پائی ہو، ان مدارس میں شریک ہو سکتی ہیں، ان میں فن خانہ داری کے تمام شعبوں کی تعلیم کے ساتھ ساتھ شیر خواروں کی نگہداشت بھی شامل ہوتی ہے - ابتداء میں مضامین کو علٰحدہ علٰحدہ کیا جا سکتا ہے - لیکن نصاب کے آخری حصہ میں سب کو ایک ساتھ لینا ہوتا ہے مثلاً چند لڑکیاں خاندان کی دھلائی کا کام کرتی ہے ہیں تو چند شام کا کھانا پکاتی ہیں اور دوسری صفائی کے مختلف کاموں میں مشغول ہو جاتی ہیں - بہت ہی دور افتادہ اضلاع میں "ارتکازی مخلوط نصاب" کار آمد ثابت ہوا ہے - ایک ضلع کی لڑکیاں اس نصاب کے لئے مدرسہ کے چار ہفتے کا کام وقف کر دیتی ہیں - اس مدت کے ختم پر مدرس معہ اپنے ساز و سامان دوسرے مرکز کی طرف روانہ ہوتا ہے دوسرے سال اعلیٰ "مخلوط نصاب" کا انتظام ہو سکتا ہے اس اسکیم کی خوبیاں اس کی مطابقت، مختصر ساز و سامان کی ضرورت انفرادی کام کے مواقع اور گھریلو

حالات سے مماثلت رکھتے ہیں - مرکزی مدارس (سنٹرل اسکولس) میں مضامین خانہ داری کے سائنسی نقطہ نظر، کا خاص طور پر مطالعہ کیا جاتا ہے - اس طرز کے مدرسہ میں، مضامین خانہ داری کا اسکیم زیادہ تر گھریلو کام میں طبعیات اور کیمیا کے تعلق اور حفظ صحت کے مطالعہ پر مبنی ہوتا ہے - بناء برایں یہ قرین مصلحت ہے کہ فن خانہ داری کے کام کے معیار کو بڑھا کر ان مدارس کی تدریسی سائنس سے اس کا زیادہ ارتباط کیا جائے -

یہ بھی چاہتا ہے کہ کانس ثانوی مدارس کے مروجہ طریقہ ہائے تعلیم کی طرح تدریس مضامین خانہ داری کیلئے اس قسم کے نئے نئے طریقے رائج کئے جاتے - بحالت موجودہ اس مضمون کی تدریس کی حالت مسرت انگیز نہیں ہے - تاہم ثانوی مدارس کی تائید میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۹ ع تک بورڈ آف ایجوکیشن نے ثانوی مدارس کے قواعد و ضوابط میں یہ فقرہ شامل نہیں کیا تھا کہ لڑکیوں کے لئے خانہ داری کی عملی تعلیم کا انتظام کیا جائے اور پندرہ سال سے زیادہ کی لڑکیوں کے لئے سائنس کی بجائے مضامین خانہ داری کے نصاب کو شامل کیا جائے -

ثانوی مدارس میں لڑکیوں کو اس قسم کی تعلیم دینے کی ضرورت محسوس ہونے سے قبل تحتانیہ مدارس میں مضامین خانہ داری کی تدریس کی اسکیمات نہایت باقاعدگی کے ساتھ رائج تھیں - بہرحال لندن اور صوبہ جات کے ثانوی مدارس نے اس مضمون کو بورڈ کے قواعد میں شامل ہونے سے قبل ہی اپنے نصاب میں شامل کرلیا تھا - ثانوی مدارس کی لڑکیوں کے لئے مضامین خانہ داری کا پہلا جز سوزن کاری تھا - اس کے بعد کے پکوان کو دوسرا جز قرار دیا گیا - ثانوی مدارس کی زیادہ روشن دماغ صدر معلمات نے ابتداء ہی سے فن خانہ داری اور سائنس کے باہمی تعلق کو محسوس کرلیا اور ان دونوں میں باہمی ربط پیدا کرنے کی کوشش کی میرے خیال میں اکثر ثانوی مدارس میں نصاب کی زیادتی کے

باعث "صدر معلمات" کو مدرسہ کے نظام اوقات میں مضامین خانہ داری کے لئے گنجائش نکالنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے - فراہمی اساتذہ، رہایش اور سامان جیسی مشکلات زیادہ آسانی سے حل ہو جاتی ہیں - بہرحال میں یہ خیال کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر ہر ایک صدر معلمہ اس بات کو محسوس کرے کہ اول تو ہر عورت کو اپنی زندگی میں کسی نہ کسی وقت گھر کے انتظامات اور روزمرّے کے کام کاج میں حصہ لینا پڑیگا - اور دوسرے گھر چلانا شیر خوار اور کم عمر بچوں کی نگہداشت اور قوم کی آمدنی کے ایک بڑے جز کا خرچ اکثر عورتوں کی زندگی کا مخصوص کام ہوگا تو وہ اپنا فرض سمجھیگی کہ ہر لڑکی مضامین خانہ داری معہ حفظ صحت کی بہترین عملی تعلیم حاصل کرے - ہونے والے شہری کی حیثیت سے ہر لڑکی اس قسم کی تعلیم کا جائز مطالعہ کر سکتی ہے اور قوم کو لازم ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے طبقہ کے لئے اس قسم کی تعلیم کا بندوبست کرے کہ وہ اپنی زندگی کے کام کاج کے واسطے اچھی طرح سے تیار ہو جائیں - یہ قرین قیاس ہے کہ ثانوی مدارس کے ادنیٰ اور وسطانی جماعتوں میں اصلاح شدہ طریقہ ہائے تدریس کی مدد سے اور لڑکیوں کے کام سے پوری واقفیت اور اس پر عبور حاصل کرنے سے مضامین خانہ داری کی تدریس کے لئے اتنا وقت مقررہ نکال لیا جائیگا کہ جس سے دوسرے مضامین کو، جو مدرسہ کے تعلیمی اسکیم کا جز ہیں نقصان پہونچنے نہ پائے ثانوی مدارس میں مضامین خانہ داری کے انتظامات دو عنوانات کے تحت آتے ہیں -

۱ - اسکیمات جن کی مدرسہ کی سب جماعتوں میں تعلیم ہو -

۲ - اسکیمات جن کے تحت یہ مضمون باستثنائے سوزن کاری بالکلیہ "بعد مدرسہ" مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جائے -

جن مدارس کی تمام جماعتوں میں یہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں - وہاں ابتدائی جماعتوں میں سوزن کاری کی تعلیم کے لئے علی العموم ہفتہ میں ایک یا ڈیڑھ گھنٹہ دیا جاتا ہے - بچیاں تھیلیاں اور سادے کپڑے تیار کر کے ٹانکوں سے اکثر ان پر اپنے نمونے ڈالتی ہیں وسطانیہ اور فوقانیہ جماعتوں میں پکوان کی تعلیم عام طور پر ہفتہ میں ڈیڑھ یا دو گھنٹہ ہوتی ہے - تقریباً ہر ثانوی مدرسہ کی اسکیم میں طبعیات، کیمیا اور فن خانہ داری کے ارتباط پر زور دیا جاتا ہے - لڑکیوں کے لئے سائنس بہت ہی دلچسپ مضمون ہو جاتا ہے جب کہ وہ امور خانہ داری میں اس کے عملی استعمالات دیکھیں اور یہ محسوس کریں کہ طبعیات اور کیمیا کی تعلیم سے وہ گھریلو کام میں کمال حاصل کر سکتی ہیں بشرطیکہ فن خانہ داری کی عملی مشق کے لئے وہ کافی وقت دیں - فن خانہ داری کا معیار یقیناً بڑھایا جا سکتا ہے اور ثانوی مدراس میں سائنس کا ارتباط بہت موثر طریقہ پر جاری رکھا جا سکتا ہے بشرطیکہ نصاب کی درجہ بندی اس مناسبت سے کیجائے جتنی کہ اس فن میں مہارت درکار ہے - ترتیب جو خود بخود پیدا ہو جاتی ہے - یہ ہے کہ نصاب کی ابتداء مختلف قسم کے برتن، آلات اور فرنیچر کی صفائی کے طریقوں کی مشق سے ہونی چاہیئے جو گھر میں استعمال کئے جاتے ہیں اور یہ شبو بی (دھلائی) کام کا پیش خیمہ ہونا چاہیئے - جس میں نہ صرف کپڑوں کی صفائی بلکہ ان کی مکمل حالت کی نزاکت بھی سکھلائی جانی چاہیئے - بادی النظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ فن خانہ داری کو مختلف اشیاء اور سامان کی صفائی کی تعلیم سے شروع کرنے میں یہ مضمون طلباء کی دلچسپی کو نہیں بڑھائیگا لیکن ایسی کوئی بات پیدا نہ ہوگی اگر لڑکیوں کو خود ان کی ذاتی چیزوں یا ان اشیا کو صاف کرنے کا موقع دیا جائے - جنہیں وہ گھر یا مدرسہ میں استعمال کرتی ہیں - اگر وہ اس قسم کی صفائی کے لئے

مختلف روغن (Polishes) اور لیئی (Pastes) تیار کریں اور ساتھ ہی ان کو مختلف اجزاء کے استعمال کرنے کی سائنسی وجوہات بتلائی جائیں تو ان کو گہری دلچسپی ہوگی - لڑکیاں ضروری تنظیفات کی تیاری سے بہت لطف اٹھاتی ہیں - اور ایسے محصلہ معلومات ان بیش قیمت بازاری اشیاء کے متعلق جو سامان کو صاف کرنے کے لئے روزمرہ استعمال میں آتی ہیں، ایک طرح کے ضروری تنقیدی طرز عمل کی بنیاد کا باعث ہوتے ہیں - اس کے بعد پکوان شروع کیا جاتا ہے - کیوں کہ یہ سائنسی نقطہ نظر اور مطلوبہ دستی مہارت ہر دو کے لحاظ سے سابقہ مضامین سے زیادہ مشکل ہے - اگر بجائے دو ہفتہ میں تین مسلسل گھنٹے پکوان کے لئے مختص کئے جائیں تو بلا مبالغہ اس نصاب کی عملی قدر و قیمت دگنی ہو جائیگی دو گھنٹہ میں متعدد طرازی اور معیاری کھانوں کے مصالحے تیار کرائے پکائے اور کھلائے نہیں جاسکتے - لڑکیوں کے تیار کردہ مصالحوں کے بعد پکوان کو دوسروں کے حوالہ کرنے کی رسم قطعی طور پر غیر تعلیمی ہے -

اگر اس درجہ بند اسکیم پر عمل کیا جائے تو ثانوی مدارس میں مضامین خانہ داری کا دوسرا شعبہ انتظام خانہ داری ہوگا - جس میں حفظ صحت اور شیر خوار بچوں کی نگہداشت بھی شامل ہوگی نصاب کے ابتدائی مدارج کا اعادہ گھر کے کام کے عام انتظام کے ایک جز کی حیثیت سے کیا جائیگا - اس اسکیم کا آخری جز سادہ لباس کی تیاری پر مشتمل ہوگا - جس سے واقفیت ہر لڑکی کے لئے مفید ہوگی -

چند ثانوی مدارس میں جہاں سوزن کاری کے علاوہ مضامین خانہ داری نصاب میں داخل نہیں ہیں وہاں "بعد مدرسہ" نصابوں کا انتظام ہوتا ہے - بالعموم ان کو

اس طرح مرتب کیا جاتا ہے کہ وہ ایک سال میں ختم ہو جائیں - ان نصابوں کی سترہ یا اٹھارہ سال کی لڑکیاں تکمیل کرتی ہیں - وقت مقررہ کا زیادہ حصہ فن خانہ داری اور حفظ صحت کے لئے دیا جاتا ہے لیکن نظام اوقات میں عموماً زیادہ تر کلچری مضامین :— السنہ، فنون، وغیرہ کے مطالعہ کا موقع بھی دیا جاتا ہے - خواہ یہ نصاب کتنے ہی مفید کیوں نہ ہوں معمولی مدرسہ کے نصاب میں مضامین خانہ داری کے عوض ان کا شمول ناکافی بدل ہے - کیوں کہ بہت کم لڑکیاں ان نصابوں سے مستفید ہونے کے قابل ہوتی ہیں اکثر والدین اپنی بیٹیوں کو مدرسہ میں ایک زائد سال نہیں رکھ سکتے اور اگر لڑکیوں نے پیشہ کی تعلیم کا کوئی نصاب پورا کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو بالعموم لازمی طور سے انہیں یہ کام مدرسہ چھوڑنے کے بعد ہی کرنا پڑے گا - یہاں اس کا ذکر ضروری ہے کہ بعض ثانوی مدارس میں سولہ اور سترہ سال کی لڑکیوں کے لئے فن خانہ داری کی تعلیم کا ایک دوسالہ اسکیم رائج ہے ان میں تقریباً نصف وقت فن خانہ داری اور اس سے متعلقہ مضامین کے لئے دیا جاتا ہے - اور بقیہ وقت عام کلچری مضامن کے لئے وقف ہوتا ہے - گو یہ نصاب ایک مستحکم سائنسی بنیاد پر قایم ہے اور اس کی ترتیب بہت عمدگی سے دیگئی ہے - تاہم اس کو مقابلتہً بہت کم لڑکیاں لیتی ہیں اور اسی وجہ سے اس پر بھی "بعد مدرسہ" نصابون سے متعلقہ اعتراض وارد ہوسکتا ہے -

تحتانیہ مدارس میں مضامین خانہ داری کی جماعتوں میں لڑکیوں کی تعداد اٹھارہ تک محدود ہوتی ہے لیکن ثانوی مدارس کی جماعتوں میں یہ تعداد اٹھارہ سے لیکر چوبیس تک ہوتی ہے - ثانوی مدارس کی جماعت میں سولہ سے زیادہ تعداد نامناسب ہے - کیونکہ

مدارس کے لئے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد کے انفرادی کام کی معقول نگرانی ناممکن ہے۔ تدریس کے طریقے مختلف ہوتے ہیں۔ بعض اسباق میں مدرس کسی فنی کام کے خاص جز کی توضیح کرتا ہے جو کہ جماعت بعد میں کرتی ہے۔ دوسرے اسباق میں مدرس اور شاگرد ایک ساتھ کام کرتے ہیں اور شاگرد عمل کے مختلف اقدام سے متعلق تجاویز کرتے ہیں نیز بعض اسباق ایسے ہوتے ہیں جن میں شاگرد تجرباتی کام کرتے ہیں تاکہ مدرس کے پیش کردہ اصول کی جانچ کریں اور جہاں ممکن ہو خود بھی اصول اخذ کریں۔ نیز شاگرد بہت دلچسپ تجرباتی کام کر سکتے ہیں جو ان کو یہ بتلا سکیں کہ مثلاً دھلوائی کے کام میں اونی کپڑوں کو دھونے کے لئے بہترین طریقے کیا ہیں یا پکوان کے لئے ترکاریوں کی سبزی کو کیونکر محفوظ کیا جا سکتا ہے تدریس جتنی اچھی ہوگی اتنی ہی وہ کم اصولی اور زیادہ عملی ہوگی حالات جنگ کے عائد کردہ قیود سے فن خانہ داری کے تمام شعبہ جات میں نئی نئی باتیں پیدا ہوتی ہیں مثلاً ترکاریوں کے پکوان پر زیادہ توجہ دی جانی لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نئے اور لذیذ کھانے پکنے لگے جن کے خاص اجزا ترکاریاں ہوتی ہیں عام طور پر تحتانیہ مدارس میں انفرادی سبق کی مدت ڈھائی سے تین گھنٹہ تک ہے اس کے برخلاف ثانوی مدارس میں اکثر ڈیڑھ یا دو گھنٹے ہوتی ہے۔ یہ مدت نہ تو اس فن میں اعلیٰ معیار حاصل کرنے دیتی ہے اور نہ تشفی بخش تجرباتی کام کے لئے کافی ہے۔ لڑکیوں کو ان کے اپنے یا دوسروں کے کھانے پکانے دینے کی تجویز مناسب ہے بشرطیکہ کسی صورت میں بھی تدریس کے تعلیمی پہلو کو اس سے ضرر نہ پہونچے یہ بالکل ممکن ہے کہ اسباق کے تعلیمی وصف کو کھانوں کی زیادہ تعداد کو ایسے طریقوں سے پکانے پر زور دیکر کھو دیا جائے جن کو جماعت نے اچھی طرح سمجھا نہیں ہے

27۔

اور کام کی تکمیل کی توقع اتنے کم وقت میں کیجائے کہ وقت مقررہ میں کئی کھانوں کے پکوان کی کوشش سبق کو اول سے آخر تک الٹ پلٹ کر دے - ان مدارس میں جہاں لڑکیاں مدرسہ کے لئے کھانے پکاتی ہیں وہاں بعض دفعہ ان سے زیادہ تعداد کھانے تیار کرنے اور پکانے کی توقع کیجاتی ہے - اس کے علاوہ اگر مدرس پکے ہوئے کھانوں کو فروخت کر کے اس مضمون کو آمدنی کا ذریعہ بنانے پر مجبور ہو تو بہت زیادہ ہرج کار ہوتا ہے - کیونکہ پکوان کے فروخت نہ ہونے کے ڈر سے کافی مقداریں مال مصالحہ نہیں منگواتا نیز وہ مقبول کھانے ("Popular" dishes) مثلاً مٹھائیاں (Pastry) کیک وغیرہ ہی تیار کرنا سکھلاتا ہے اور نخنیوں اور ترکاریوں کے پکوان کو ترک کرتا ہے - کیونکہ ان کی نکاس مشکل ہے - بحیثیت مجموعی یہ طریقہ ان دونوں میں سے بدتر ہے - جب ممکن ہو لڑکیوں سے وہی چیزیں پکوائی جائیں جو مدرسہ میں کھانے میں آجائیں اور ضمنی کھانوں کے پکوان کے لئے دوسرے انتظامات کئے جائیں - جب تک لڑکیوں کو ان کے خود تیار کردہ پکوان کو کھانے کا موقع نہ دیا جائے وہ اپنے کام کی نوعیت کا حقیقی اندازہ نہیں کر سکتیں - اس سلسلہ میں اقامتی مدارس بہت سہولتیں بہم پہونچاتے ہیں اور کئی روزینہ مدارس میں بھی، مدرسہ میں لڑکیوں کے لئے شام کے کھانے کا انتظام کرنے سے عملی اور معاشی حیثیت سے فائدہ ہوتا ہے - کیونکہ پکوان کی جماعتوں کے تیار کردہ کھانے یہاں کام آسکتے ہیں -

یہ امر واقعہ ہے کہ اکثر ثانوی مدارس میں مضامین خانہ داری کا پورا لحاظ نہیں کیا جاتا - گو انہیں نظام اوقات میں شریک کیا جاتا ہے لیکن ان کی قدر و قیمت کا احساس نہیں کیا جاتا اور فن خانہ داری کا ایک باقاعدہ اور تدریجی اسکیم مرتب

کی تعلیم دیجاتی ہے لیکن اُن کو باہم دیگر ملا کر ایک کرنے کی کوشش نہیں کی ہوتی ثانوی مدارس میں مضامین خانہ داری کو تعلیمی اسکیمات کا ایک تکملی جز قرار دینے کے کرنے کی نسبت کم یا کچھ بھی کوشش نہیں کی جاتی - ایک یا دو جداگانہ فنی مضامین کافی مواقع حاصل تھے لیکن چند مدارس کے سوائے باقی سب نے اس موقع کو کھو دیا - تاوقتیکہ خانہ داری کی تعلیم و تربیت کی حیوی اہمیت کو تسلیم نہ کیا جائے - اناث ایسی تعلیم حاصل نہیں کرسکتیں جو انہیں اپنے سماج سے متعلق فرایض اور ذمہ داریوں کی انجام دہی کے قابل بنائے - امید ہے کہ ثانوی مدارس کی صدر معلمات یہ محسوس کرلینگی کہ وہ لڑکیاں جنہیں اس قسم کی تربیت دی گئی ہو اس قومی عمارت کی ترمیم و تعمیر میں ہاتھ بٹا سکینگی جس کو جنگ کی تباہ کاری نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے -

فن خانہ داری پر عمدہ درسی کتابوں کے لئے بہت وسیع میدان پڑا ہے دراصل ان کی عدم موجودگی زیادہ نمایاں ہے - چند بلکہ بہت کم ایسی کتابیں ملینگی جو طلباء کے ہاتھوں میں اس خیال سے دی جاسکتی ہیں کہ ان کے پیش کردہ فنی طریقے قطعاً اطمینان بخش اور ان کا سائنسی مواد بالکلیہ قابل اعتماد ہے - گو ایسی درسی کتابوں کی تصنیف آسان کام نہیں ہے تاہم ان کی ضرورت شدید ہے اور وہ ایک حقیقی ضرورت کو پورا کرینگی - اچھی درسی کتابوں کا فقداں، مضامین خانہ داری کی جماعت میں کثرت کے ساتھ نوٹ لکھنے کی طرف مائل کرتا ہے اور بعض مدرسین کی اسباق کے اشارے یا خلاصے لکھنے کی عادت کے لئے تاکہ جماعت کے تختہ سیاہ پر سے ان کو نقل کرے ایک عذر ہوگیا ہے - بہرکیف شاگردوں سے فن خانہ داری کی جماعتوں کے کام کو کسی خارجی امداد کے بغیر خود تیار کرکے لانے کا طریقہ اب پہلے سے

زیادہ عام ہوگیا ہے - بعض مدرسین کو بہت ہی پاک و صاف بیاضوں کا خبط ہے جو باطن کو ظاہر کے لئے قربان کرتے ہیں - لیکن اساتذہ کی اکثریت اب شاگردوں کے ذاتی تحریری کام کے تعلیمی وصف کو تسلیم کرنے لگی ہے - تاہم یہ یاد رکھنا چاہئیے کہ بیاضوں کا مسئلہ بہت آسانی سے حل ہو جائیگا - اگر مختلف قابل اعتماد اور نئی طرز کی درسی کتابیں دستیاب ہونے لگیں -

چند تعلیمی اداروں میں جہاں مضامین خانہ داری کی تعلیم ہوتی ہے تجرباتی باورچی خانوں کا انتظام کیا گیا ہے - سائنس اور فن خانہ داری کے تعلق کی تدریس میں ان کے مفید اور کار آمد اضافوں کی اہمیت پر زور دینا چاہئیے - ان میں اتنے برتن مہیا کرنے چاہیں کہ فن خانہ داری کے امور کو اسی پیمانہ پر کیا جاسکے جو کسی اوسط درجہ کے گھر میں ہوتے ہیں - دو یا تین اونس گوشت پکا کر میوہ جات میں چار زرد آلو یا چھ کروندوں یا اناج کے پکوان میں ایک اونس چاول کی پڈنگ بنا کر طریقہ تدریس بتلانا فضول بات ہے - پکوان کے طریقے اجناس کی تعداد اور نوعیت کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں اور اسی لئے نو آموز کو ایک معقول مقدار کے پکوان کی مشق کرانی چاہئیے تجرباتی باورچی خانہ کا بنیادی خیال ایک عمدہ چیز ہے اور یہ بہت بہتر ہوگا اگر ہر ادارہ جو فن خانہ داری کی سائینسی تعلیم دیتا ہے ایک تجرباتی باورچیخانہ رکھے -

فنی مدارس کی اسکیمات اتنی مختلف اقسام کی ہیں کہ اس باب میں صرف ان میں سے چند پر بحث ممکن ہے - ان کو حسب ذیل صدر عنوانات کے تحت لایا جاسکتا ہے - جو یہ ہیں -

۱ - اقامتی اور غیر اقامتی مدارس ان لڑکیوں کے لئے جنہوں نے تحتانی یا

ثانوی مدراس کو ترک کر دیا ہے۔

۲ - مسن کے لئے روزینہ اور شبینہ نصاب۔

۳ - تجارتی مدارس۔

یہاں ان میں سے صرف پہلے دو گروہوں پر ہی غور کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ان روزینہ فنی مدارس میں جو اُن لڑکیوں کے لئے ہیں جنھوں نے تحتانیہ تعلیم حاصل کر لی ہے، طالبات کی عمر چودہ تا سولہ سال ہوتی ہے۔ نصاب کی مدت ایک سے لیکر دو سال تک ہوتی ہے۔ چونکہ لڑکیاں فن خانہ داری سے متعلق سابق میں کچھ تعلیم پا چکی ہوتی ہے۔ اس لئے اب وہ زیادہ اعلیٰ م کر سکتی ہیں۔ ان کی سوزن کاری کی تعلیم سے پوشاک سازی اور ٹوپی سازی میں مدد لی جاتی ہے اور دھلوائی کے سادہ طریقوں کی مہارت سے اس کے اور زیادہ مشکل مدارج کو انجام دینے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ پکوان اور امور خانہ داری کی مشق، کھانوں کی ترتیب اور انتظامات کے اور زیادہ اعلیٰ کام اور عملی داروغہ گیری (Practical housekeeping) کے لئے ایک مفید اساس کا کام دیتی ہے۔ اس نصاب میں دیگر مضامین۔ جیسے انگریزی مدنیات، سائنس؛ اور فنون کو شریک کیا جاتا ہے۔ طالبات کے روزینہ فنی مدارس میں جہاں لڑکیاں ثانوی تعلیم ختم کرنے کے بعد شریک ہوتی ہیں، طالبات کی عمر سولہ تا اٹھارہ سال ہوتی ہے اور نصاب کو عام طور پر اس طرح مرتب کیا جاتا ہے کہ وہ ایک یا دو سال میں ختم ہو جائے۔ تاوقتیکہ طالبات ان مدارس سے نہ آئی ہوں جہاں مضامین خانہ داری سب کے لئے لازمی ہو۔ انہیں اب فن خانہ داری کے سادہ تر اعمال کو سیکھنا پڑیگا۔ اسی باعث وہ عملی دستی مہارت میں اتنا بلند معیار واصل نہیں کر سکتیں جتنا کہ ابتدائی سالوں میں بنیادی امور سے واقفیت حاصل کر لینے کے بعد حاصل

ہوسکتا تھا۔ بہرحال ان کا کام بالعموم سمجھ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ ایک طویل مدت تک عام تعلیم حاصل کی ہوئی ہوتی ہیں جس میں اکثر سائنس ہوا کرتا ہے۔ عملی خانہ داری، شوبی کام۔ پکوان، گھر کا انتظام، سوزن کاری، درزی گری، نصاب کا زیادہ حصہ لے لیتے ہیں۔ لیکن دوسرے مضامین بھی شامل ہوتے ہیں مثلاً سائنس، انگریزی۔ دینیات وغیرہ۔ روزینہ فنی نصابوں کی قیمت میں زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگرچہ طالبات اس زمانہ میں تھوڑی یا پوری مدت اقامت خانہ ہی میں گزارتی ہیں۔ لیکن غیر اقامتی نصابوں کی طالبات کو بھی مدرسہ سے متعلقہ گھر یا اقامت خانہ میں کام کرنے کا موقع ملتا ہے نصاب کی آخری منزلوں میں اس ضرورت پر زور دینا چاہئیے کہ روزمرہ کا مقررہ کام جماعتی کمرہ کے بجائے کسی گھر میں کام کیا جائے۔

فنی مدارس میں بالغوں کے روزینہ نصاب بالعموم وہی طالبات لیا کرتی ہیں جن کی عمر اٹھارہ اور پچیس یا تیس سال کے درمیان ہوتی ہے چند طالبات سہ ماہی یا شش ماہی نصاب لیتی ہیں۔ لیکن یہ اس قدر مختصر ہوتے ہیں کہ انکی کوئی ایسی زیادہ عملی قیمت نہیں۔ اسلئے عام طور پر تعلیمی مدت ایک سال سے کم نہ ہونی چاہئیے کیونکہ یہ نصاب کامیاب ادارتی یا خانگی خانہ داری یا مدرسہ کی دادا (Matron) کے لئے لازمی تیاری ہے یہ نصاب عملی مخصوص عملی مضامین خانہ داری پر مشتمل ہوتا ہے جس میں ایک کثیر تعداد کے کھانے پینے کے انتظام کے تجربہ کے ساتھ ساتھ حفظان صحت ابتدائی طبی امداد اور گھریلو تیمارداری بھی شامل ہے خانہ داری کرنے والوں کے لئے غذا کے اوصاف اور اغذیہ کی موزوں ترتیب کا لحاظ نہایت اہم ہے اسی لئے اسکو ایسی تعلیم کا جز لاینفک ہونا چاہئیے وسیع پیمانہ پر خانہ داری اور سربراہی کے ایک اہم مستقبل کے آثار نمایاں ہیں۔ خانہ داری کی تعلیم کے اقامتی نصاب بہ مقابل

عہد اقامتی نصابوں کے کہیں زیادہ کارآمد ہیں۔

ان کے لئے جو فنی مدارس کے روزینہ تعلیمی نصابوں کے لئے وقت اور پیسہ صرف کرنے سے مجبور ہیں شبینہ نصاب ایک بڑی نعمت ہیں۔ یہ اس طرح ترتیب دئے گئے ہیں کہ محدود وقت میں ممکنہ طور پر عمدہ اور مکمل عملی تعلیم دی جا سکے اور اسے طالبات کی ضروریات کے مطابق بنایا جا سکے اس میں عام طور پر کام کا معیار بلند ہو جاتا ہے۔ کیوں کہ طالبات کو خود بھی جلدی ہوتی ہے اور دوران نصاب میں جو بھی مواقع انہیں دستیاب ہوں وہ ان سے کماحقہ استفادہ کرتی ہیں۔

اس طرز کے جملہ مدارس میں تدریس فن خانہ داری کی ترقی مضامین خانہ داری کے کلیتہ المعلمات کی مرہون منت ہے۔ جن کی ترقی و تشکیل کے بغیر اس کام کی ترقی کا اپنی حقیر پستی سے نکل کر موجودہ معیار پر پہنچنا ممکن نہیں ہوتا۔ مدرسہ خواہ کسی طرز کا ہو، تدریس طالبات کی کوئی اسکیم اساتذہ کے بغیر روبہ عمل نہیں لائی جا سکتی۔ کلیتہ المعلمات کے کام کا معیار مدارس کے کام کے معیار کا تعین کرتا ہے ابتدائی تربیتی نصابوں میں پکوان کے مدارس کی تعلیم کے لئے تین سال کی مدت کافی تصور کی جاتی تھی لیکن اب مضامین خانہ داری کی تعلیم کے لئے اقل ترین دو سال ہے۔ کئی طالبات سہ سالہ نصاب لیتی ہیں اور ایک کافی تعداد کلیتہ المعلمات چہارسالہ نصاب کی تکمیل کرتی ہیں۔ مضامین خانہ داری کے تعلیمی اسکیمات کے ضمن میں اس کے تین اہم پہلوؤں کا انتظام ضروری ہے:—

۱۔ فن

۲۔ معلومات فن جن پر فن مشتمل ہے۔

۳- فن تدریس کی ترتیب

تمام فنی مضامین جن کا ذکر اس سے قبل اس باب میں ہو چکا ہے، مدرسین زیر تعلیم کے طویل نصابوں میں شامل ہیں - چند سال سے باٹرسی کے حرفتی مدرسہ (Battersea Polytechnic) کے شعبہ تربیت میں فن خانہ داری سے متعلقہ سائنس کا ایک مخصوص سال چہارم کا نصاب پڑھایا جاتا ہے جو بہت مفید ثابت ہوا ہے مختصر نصابوں کے مقابلہ میں اس نصاب میں عملی کام کے کافی مواقع حاصل ہیں (جس سے ثابت ہوتا ہے کہ فن خانہ داری یقیناً ایک ذیلی سائنس ہے) یہ نصاب مضامین خانہ داری کے مدارس کی سائنسی طریقہ کار کو اور مضبوط کرتا ہے - اور اگر یہ یا اس سے مشابہ نصاب کثرت کے ساتھ لئے جانے لگیں تو اس امر کا قوی امکان ہے کہ مسائل فن خانہ داری کے حل میں سائنسی مسائل اختیار کئے جانے لگیں گے -

مضامین خانہ داری میں مدرسین کے تربیتی نصاب کا زیادہ حصہ اس فن سے متعلق مختلف شعبہ جات میں صرف ہوتا ہے - اشیاء اور آلات کے ہنرمندانہ اور عاجلانہ استعمال کے ذریعہ عملی کام میں مہارت کا ایک بلند معیار حاصل ہونا چاہیئے جو کافی اور مسلسل مشق کے بغیر ناممکن ہے - یہ بدیہی بات ہے کہ جو لڑکی اپنی تعلیم اٹھارہ سال کی عمر میں شروع کرتی ہے اور جسے اس سے قبل فن خانہ داری کی مشق کا موقع نہ ملا ہو، اس نصاب کو بہت مشکل پائے گی گو مبادیات طبعیات اور کیمیا کی سنجیدہ معلومات اسے اپنی مشکل کو دانشمندی سے حل کرنے میں مدد دینگی مدرسین کی تعلیم کے کئی سالہ تجربہ کے نتائج اس خیال کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ اساتذہ کو مختلف طرز کے مدارس میں تعلیم دینے کا موقعہ ملنا چاہیئے تاکہ ان کے

کسی ایک طرز کے مدرسہ میں ہمدردی اور کارآمد مدرس ثابت ہونے کا یقین ہو جائے۔ اگر مضامین خانہ داری کے مدارس کے کام قومی معاشی اسکیم کا آشیانہ بنانا منظور ہو تو سماج کے متبدل ضروریات کے ساتھ تطابق لازمی ہے۔ اس مقصد کے حصول کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ مدرسین کو ایسی تعلیم دی جائے کہ جس سے ان میں مختلف ضرورتوں عمروں اور مختلف قابلیتوں کے طالبات کو تعلیم دینے کی اہلیت پیدا ہو جائے۔

اب اگر ہم مضامین خانہ داری کی تدریس کے خاص رجحانات کی طرف متوجہ ہوں تو ہمیں امید ہے کہ ہم یہ پیشین گوئی کر سکیں گے کہ جدید تدریس آئندہ کیا طرز اختیار کرے گی۔

۱۔ یہ مضمون اور زیادہ عام ہوگا یعنی اسکی حیثیت میں اضافہ ہوگا۔ ابتدائی اور ثانوی مدارس میں اس پر زیادہ وقت دیا جائیگا اب بھی ثانوی مدارس میں، خواہ وہ خانگی ہوں یا سرکاری، مضامین خانہ داری کو عام طور پر پڑھانے کا رجحان پایا جاتا ہے۔ جدید بلدی ثانوی مدارس جو ہر سال طالبات کی ایک معتدبہ تعداد کو اپنی طرف مائل کرتے ہیں، ہمیشہ ان میں فن خانہ داری کا مخصوص انتظام ہوتا ہے۔ خانگی مدارس جنگی حالات کے باعث اپنے بڑھتے ہوئے اخراجات کے باوجود سال بہ سال مزید نصاب کا انتظام کرتے اور مضامین خانہ داری کی تدریس کے لئے مزید کمروں اور مکانوں کا اضافہ کرتے ہیں۔ لڑکیوں کے روزینہ تسلسلی مدارس کا قیام گویا فن خانہ داری کی مزید تدریس کا باعث ہے۔ بالغوں کے فنی مدارس میں فن خانہ داری کے نصابوں میں معتدبہ اضافہ کی توقع درست ہے۔ موجودہ طرز زندگی میں عام طور پر جو سادگی پائی جاتی ہے وہ یقیناً باقی رہے گی اور اغلب ہے کہ جنگ کے بعد اس میں

اور بھی اضافہ ہو جائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر فرد کا شخصی کام بڑھ جائے گا اور یافت گھٹ جائیگی مثال کے طور پر ان بیاہی ملازم پیشہ عورتوں کے لئے ممکن ہے رہائشی کمروں کی مانگ بہت زیادہ بڑھ جائے۔ سابق میں عورتوں کی کثیر تعداد شبینہ فنی نصابوں کی تعلیم حاصل کیا کرتی تھی، کیوں کہ مدرسہ کی زندگی میں کارخانہ داری سے متعلق ایسی کوئی تعلیم نہ ہونے اور پیشہ ورانہ تعلیم کے زمانہ میں مشق کا موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے انہوں نے محسوس کیا کہ گھر کی اشیاء کو عمدگی سے استعمال کرنے کی ان میں بہت کم اہلیت ہوتی ہے۔ مستقبل میں اکثر عورتوں کو خانہ داری میں حصہ لینا پڑے گا اور اس خصوص میں وہ تھوڑی بہت تعلیم کی ضرورت محسوس کرینگی اس لحاظ سے ایسی عورتوں کی تعلیم کے لئے جنہیں سابق میں گھر یا مدرسہ میں فن خانہ داری کی مقررہ اور باقاعدہ تعلیم نہ دی گئی ہو، روزینہ تدریس کا بہت وسیع میدان ملیگا مزید برآں یہ تجویز کی جاسکتی ہے کہ تمام جامعات میں شائنسی اساس پر فن خانہ داری کی تدریس عورتوں کے تعلیمی نصاب کا ایک جزو ہونا چاہیئے۔ نیز اس بات کا بھی امکان ہے کہ کلیتہ المعلمین کو جامعہ کے ساتھ ملحق کرنے کی تحریک کے ساتھ ساتھ ہماری تمام جامعات میں فنی خانہ داری کی سائنسی تعلیم اور ان مضامین میں تدریس کی تربیت کے لئے مخصوص مدارس قائم ہو جائیں گے۔

نیز ہمیں اس کا بھی امکان ہے کہ لڑکوں کو مضامین خانہ داری کی زیادہ تدریس دیجانے لگیگی۔ عورت اور مرد کے کام کا درمیانی خط فاصل سرعت کے ساتھ مٹتا جارہا ہے اور فی الوقت بعض امور کی حد تک بالکل مٹ چکا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ وہ کیوں مکرر اپنی ماقبل جنگ حالت پر نمودار نہ ہو۔ کیوں نہ مدرسہ کے نصابوں میں اس کا انتظام کیا جائے؟ گھر کے کام کاج کے لئے تنخواہ دار ملازم کا ملنا دن بہ دن

ناممکن نہیں تو کم از کم مشکل ضرور ہوتا جارہا ہے۔ اگر ضرورت پر گھر کے مرد اور لڑکے عمدہ امداد دیں تو کیا گھر کے نظام العمل کے تتر بتر ہونے کا انسداد نہیں ہوسکتا؟ بحالت موجودہ اکثر عورتیں اپنے مردوں کے کاروبار انجام دے رہی ہیں جو فوجی خدمات پر مامور ہیں۔ پس کیا وجہ ہے کہ مرد ضرورت پر خانگی انتظامات کو اسی طرح سے تھوڑا بہت سنبھال نہ سکیں؟ بائے اسکوٹس کو امور خانہ داری کی جو تعلیم دی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ تمام قسم کے گھریلو کاموں کو بڑے شوق اور مستعدی سے سیکھتے اور انہیں عملی طور پر انجام دینے کے بے حد خواہاں نظر آتے ہیں۔

۲۔ جدید تدریس موجودہ حالت کے مقابلہ میں اور زیادہ اعلیٰ عملی وصف سے مالا مال ہوگی اور طلبا، کی خانگی زندگی کے ساتھ ایک زیادہ معین اور قریبی رشتہ پیدا کرے گی۔ جنگ نے فن خانہ داری سے متعلقہ تمام امور کی عمومی معلومات میں توسیع کرنے کی ضرورت کو واضح کر دیا ہے سب سے پہلے اغذیہ کے اوصاف کی بسیط معلومات کی شدید ضرورت ہے تاکہ پکوان میں اعلیٰ وصف پیدا ہوسکے۔ اس سلسلہ میں جنگی حالات کی عائد شدہ پابندیوں کے تحت بہت کچھ مفید کام ہوچکا ہے۔ پکوان کا کام اب بہت مشکل ہوگیا ہے۔ کیوں کہ اکثر وہ مسالے جو پہلے ضروری خیال کئے جاتے تھے میسر نہیں آتے۔ اس لئے اب پکوان کی سائنس اور فن کی معلومات کی بہت زیادہ ضرورت ہے تاکہ غذائیت اور ذائقہ کی جاذبیت کا ضروری معیار حاصل کرسکے ہمیں یقین ہے کہ صلح کے ساتھ ساتھ "کثرت" نہ ہوگی اور ابھی کئی سال روتے جھینکتے گزارنے پڑینگے۔ پس اس لحاظ سے موجودہ حالت کے مقابلہ میں مستقبل میں میسر شدہ اغذیہ کے اضافی غذائی اوصاف کی عام معلومات حد درجہ

ناگزیر ہوں گی - محنت ، وقت اور سامان کے وسائل میں کفایت شعاری برتنے کی خاطر حد درجہ لاابالی شخص بھی انتظام خانہ داری میں کفایت شعاری سے کام لینے کے لئے مجبور ہو جائیگا بلا نقصان کارکردگی جو کفایت شعاری ہوگی اس سے کام کا ایک بلند معیار حاصل ہوگا اور یہ ناممکن ہے تاوقتیکہ مضمون کی تدریس جامع اور مکمل نہ ہو - اس تدریس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمام قسم کے گھریلو کام زیادہ عمدگی اور وقت ، محنت اور روپیہ ، پیسہ کی کفایت کے ساتھ انجام پائینگے - عورتیں اس بات کو تسلیم کر لینگی کہ ایسا بہت کچھ بیگاری کام جسے فی الوقت گھر کے انتظامات سے علحدہ کرنا ناممکن معلوم ہوتا ہے ، غیر ضروری ہے - اگر گھریلو کام کاج سوچ سمجھ کر انجام دئے جائیں تو اس سے ایک تو محنت بچ جائیگی اور دوسرے بیگاری کام کی مستقل طور پر بڑی حد تک تخفیف عمل میں آئیگی

۳ - جدید تدریس نہایت وضاحت کے ساتھ اس حقیقت پر زور دے گی کہ فن خانہ داری ایک عملی سائنس ہے - بلا پس و پیش یہ تسلیم کیا جانا چاہئیے کہ زمانہ حال تک خانہ داری کا فن عمل کی سرحد سے بہت دور تھا پکوان اور شوبی کام میں جو طبعی اور کیمیائی تغیرات ہوتے ہیں ان کا علم مقابلتہً بہت کم ہے اور جو ہے وہ صرف طبعیات اور کیمیا کی اسی کٹھن اصطلاحات میں بیان کیا جا سکتا ہے جو کم عمر طالبات کے لئے ناقابل فہم ہوتی ہیں - تاہم تجربہ بتلاتا ہے کہ اگر سائنس کے عام ابتدائی اصول جو مضامین خانہ داری کے اعمال سے متعلق ہوں واضح طور پر سمجھ میں آجائیں تو مضامین خانہ داری اچھی طرح ذہن نشین ہو سکتے ہیں فن خانہ داری کے بہترین اساتذہ نے جن مشکلات کا مشاہدہ کیا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس مضمون کو کس طرح حقیقی تعلیمی وصف کا مضمون بنایا جائے اور ساتھ ہی اس کے عمل مہارت کے معیار

کو اطمینان کے ساتھ بلند رکھا جائے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ مضامین خانہ داری کی تدریس کے سائنسی پہلو پر اس درجہ زور دیا جائے کہ طلبہ عملی مہارت میں ضروری معیار تک نہ پہنچ سکیں جدید تدریس اس امر کو واضح کر دے گی کہ فن خانہ داری کی تعلیم کے طریقے مسلسل ترقی اور جدید حالات کے ساتھ تطابق کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اسی لئے انہیں حقیقی سائنسی جوش کے ساتھ پڑھایا جائے اور اعمال و طریقہ کی حد تک، ابتدائی اور ثانوی مدارس میں نفس کی تنقیدی عادت کو سراہا جائے۔ اس صورت میں ہمارا یہ توقع رکھنا حق بجانب ہوگا کہ طالبات جدید طریقوں کو شوق سے آزمائینگی گھر کے انتظام، خانگی فرنیچر سامان، برتن، اور دیگر اشیاء کو بہتر بنانے میں مشورے دینگی اور مسائل خانہ داری کو حل کرنے کے لئے جدید اور بہتر طریقوں کی تحقیق کرینگی۔

مابعد جنگ امور خانہ داری میں مزید سائنسی معلومات کی ضرورت کو واضح کرینگے تاکہ روزمرہ کاموں میں جو اشیاء استعمال کی جاتی ہیں وہ بہ احسن الوجوہ کام میں لائی جاسکیں۔ اور کم خرچ بالانشین تدابیر پر زیادہ توجہ مرکوز کی جاسکے مثلاً انسان کی سالہاسال کی اس محنت پر روشنی ڈالنا دلچسپ ہے جو گرد کو دور کرنے میں صرف کی گئی۔ صرف اس لئے کہ اسی طرح سے اسے پھر کسی غیر پسندیدہ جگہ پر جمع کیا جائے اس سے بھی زیادہ حیرتناک آج کل کی وہ مخالفت ہے جو گرد کو سائنسی طریقوں سے دور کرنے کی ضمن میں کی جاتی ہے بالخصوص جب کہ ہر شخص جانتا ہے کہ یہ رجحان ان لوگوں تک ہی محدود نہیں جن کے ذمہ مکان کی نگرانی ہوتی ہے بلکہ یہ محکمہ جات صفائی کے فرائض میں داخل ہے جن کے سر خصوصیت سے قصبوں اور شہروں کی صفائی کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر خلاء جھاڑو۔ (Vacuum cleaners)

صرف مکانوں بلکہ گلی کوچوں اور سڑکوں کی صفائی کے لئے عام طور پر استعمال کی جانی چاہیئے۔

موجودہ زمانہ کے مقابلے میں فن خانہ داری کے تدریسی طریقے ثانوی و تحتانیہ مدارس، کلیتہ المعلمات اور جامعات میں عام طور پر کم اصولی اور زیادہ عملی (یعنی سادہ تحقیقاتی) نوعیت کے ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ بالخصوص ثانوی مدارس میں عملی فن خانہ داری کو نمایاں بلند معیار تک پہنچانے کی کوشش کی جانی چاہیئے اگر مضمون کو سنجیدگی سے پڑھایا جائے، تدریسی اسکیمات بہت غور و خوض سے مرتب کی جائیں اور اس امر کا انتظام کیا جائے کہ کوئی لڑکی خانہ داری کا ایک مکمل نصاب ختم کئے بغیر مدرسہ میں داخل نہ کی جائے تو اس سے قوم کو بہت ہی قیمتی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر عام طور پر فن خانہ داری کو ذیلی سائنس کی ایک شاخ گردانا جائے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ مضمون رفتہ رفتہ جامعات کی نگرانی میں آتا جائیگا جس سے بدیہی طور پر تعلیماتی دنیا میں فن خانہ داری کی وقعت بڑھ جائیگی۔ فی الحال انگریزی جامعات نے فن خانہ داری کو مقابلتہً بہت کم تسلیم کیا ہے نارتھرن یونیورسٹیز جائنٹ میٹریکولیشن بورڈ نے علم خانہ داری، شوبی کام، پکوان، سوزن کاری، اور دارونہ گیری کو اسکول سرٹیفکٹ کے امتحان میں اختیاری مضمون کے طور پر لینے کی اجازت دی ہے اگر تمام اسکول لیونگ یا میٹریکولیشن کے امتحانات میں فن خانہ داری کو تھوڑا بہت تسلیم کیا جائے تو اس سے ثانوی مدارس میں فن خانہ داری کی تدریس کو بہت کچھ مادی فائدہ پہونچیگا جامعہ لندن میں بھی جو ہرگز زیادہ ترقی کنان ادارہ نہیں ہے مضمون خانہ داری میں ڈپلوما دینے کا انتظام کیا گیا ہے۔ جامعہ شیفیلیڈ میں بھی اسی طرح کا اہتمام ہے کیا اب یہ وقت مناسب نہیں ہے کہ نظری اور عملی خانہ داری

کو اس کے ذیلی سائنسوں کے ساتھ ساتھ جامعات کے انٹرمیڈیٹ اور آخری بی - ایس سی - کے امتحانات کے امیدواروں کے مضامین میں جگہ دی جائے ؟ مثلاً کسی امیدوار کو اجازت دی جاسکتی ہے کہ وہ بی - ایس - سی کے آخری امتحان میں کیمیا طبعیات اور خانہ داری کے مضامین لے -

الحاصل - تعلیمی کام کے تمام شعبوں میں مدرس اہم عنصر ہے - تمام مدرسین کو سہ سالہ تربیتی نصاب ختم کرنا چاہیئے - کیوں کہ ایک ایسے تشفی بخش نصاب کی تکمیل جس میں اس کام کے تینوں ضروری اجزاء شامل ہوں قلیل مدت میں ناممکن ہے - چہارسالہ تدریسی نصاب لینے کے لئے اساتذہ کی فراخدلی سے ہمت افزائی کی جانی چاہیئے مضامین خانہ داری کے تغیرات کے سلسلہ میں چہار سالہ نصاب کی تکمیل لازمی معیار قابلیت قرار دی جائے جس میں انتظامی اہلیت اور دیگر خصوصی ذمہ داری بھی شامل ہوگی - اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے نہایت فیاضی کے ساتھ عام طور پر تعلیمی وظائف اور رعایتی وظیفے اسی غرض سے دینا کہ وہ امریکہ اور دوسرے مقامات پر جاکر وہاں کے کام کی نوعیت کو دیکھ آئیں اس مضمون کے مستقبل کے مدرسین کے لئے بے حد مفید ہے فقط

# باب چہاردھم

## تجارتی مضامین

از

فریڈ پالس بی۔ اے

تجارتی تعلیم ایک ایسی اصطلاح ہے جو مختلف دماغوں میں بالکل مختلف تخیلات پیدا کرتی ہے۔ تجارتی تعلیم کو گذشتہ دور میں اور اب بھی دو غیر واجبی مشکلات کے باعث نقصان عظیم پہنچتا رہا ہے۔ تجارت کی طرف عوام کا طرز عمل اور تجارتی تعلیم کو معمولی مختصر نویسی اور تھوڑے بہت ٹائپ کے کام پر مشتمل اور علم و ادب کو اس سے بے تعلق سمجھنا۔ لفظ "تجارتی" کے معنوں تک کو بذاتہ اس قدر مبتذل کر دیا گیا کہ یہ بعض کے نزدیک صرف طمع اور لالچ کا مترادف خیال کیا جانے لگا اور اسکا مطلب اُن کے ذہن میں جائز ناجائز طریقے پر جلب منفعت ہی ہو گیا۔ اس کے صحیح اور حقیقی معنی تجارت سے متعلق ہیں۔ اور اشیاء کے مبادلہ یا معاوضہ کو تجارت کہتے ہیں لہذا تجارت اور صنعت پیشہ کی قسمیں ہیں جو ماہرا قتصادیات کی پیداوار اور تقسیم کی درجہ بندی کے مماثل ہیں۔ جملہ مضامین جو اشیائی پیداوار اور ان کے آخری استعمال کے درمیانی دور سے متعلق ہو سکتے ہوں تجارتی مضامین ہیں۔ اور تجارتی تعلیم وہ ہے جو انسان کو تاجر بننے کے قابل بناتی ہے جو ریاست کے سرمایہ کا امین ہوتا ہے اور

ایسا کام کرتا ہے جس میں نہ صرف شہرت ہے بلکہ بھروسہ کی بھی ضرورت ہے اس کام کو بہت ہی دیانت اور ہوشیاری کے ساتھ انجام دینا چاہئے تاکہ ذاتی نفع مفاد عام کے ساتھ ساتھ رہے۔

اپنے زمانے میں تھامس من بیوپار کو ایک پیشہ یا کسب قرار دیتے تھے۔ اور ایچ۔ بی گرے (H. B. Gray) اور سیموئیل ٹرنر (Samuel Turner) نے بھی اپنی کتاب موسومہ ایکلپس اینڈ ایمپائر (Eclipse and Empire) میں اسی خیال کو ظاہر کیا ہے۔ اس پیشہ کیلئے کسی کو تیار کرنا اسے تجارت کی تعلیم دینا ہے۔

تجارتی تعلیم کا کام جس کا تدریس سے تعلق ہے۔ یہ ہے کہ وہ اپنے شاگردوں کو بہتر تاجر۔ بہتر شہری۔ بہتر انسان بننے میں مدد دے۔ ان کو غور و فکر میں مدد دے۔ ان کو اچھی بیوپاری عادتیں حاصل کرنے میں امداد دے۔ اور ان کو کارآمد معلومات بہم پہونچائے۔ تدریس کے مقاصد سیرت سازی۔ ذہنی تربیت اور بیوپاری زندگی کے لئے مطلوبہ عادتوں کی تقویت ہے یہ مقاصد کارآمد مضامین کی تدریس سے حاصل ہوسکتے ہیں۔

جے۔ اے فراوڈ نے اپنے صدارت نامہ میں جو انہوں نے سینٹ انڈریوز کے طالب علموں کو سنہ ۱۸۶۹ ع میں دیا تھا بیان کیا ہے کہ مضمونوں کی تعداد اس قدر زیادہ ہوگئی ہے کہ ان سب کی تعلیم کا باقاعدہ بندوبست مشکل ہے اس لئے ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرلینا ضروری ہے اور ان مضامین کے متعلق جن کی تعلیمی اہمیت مسلمہ ہے انتخاب کی وجہ لازماً ان کی افادیت ہے۔ انہوں نے فرمایا "موجودہ اعلیٰ تعلیم میں اس کا افسوس ہے کہ ان مضامین پر اس قدر زیادہ محنت و مشقت اور

اتنے زیادہ قیمتی سال برباد کئے جاتے ہیں جنہیں زندگی میں کوئی عملی اہمیت حاصل نہیں ہے"

جن مضامین کی تدریس جدید پر باب ہائے ماقبل میں بحث کیجاچکی ہے۔ ان کی تجارتی تعلیم میں جگہ ہے لیکن نظریہ عام ثانوی مدارس سے اس قدر مختلف ہے اور منتخبہ مضمون کا حصہ اس قدر خصوصی ہوتا ہے کہ بعض دفعہ وہ مضمون تقریباً ایک نئی صورت اختیار کر لیتا ہے۔

مختلف نظریوں کے متعلق خود والدین ہی کو کہنے دیجئے۔ "میرا لڑکا ایک قدیم پبلک اسکول کی چھٹی جماعت میں تعلیم پاتا ہے۔ یونانی زبان میں مضمون نگاری خوب کر لیتا ہے لاطینی میں نظم موزوں کر لیتا ہے اور قدیم تاریخ کا علم بھی اچھا رکھتا ہے اب میں اسے تجارتی مدرسہ میں داخل کر رہا ہوں تاکہ جب وہ شہر جائے تو احمق نہ معلوم ہو

ایک اور مکتب میرا بچہ (ایک جدید مدرسہ میں تعلیم پاتا ہے۔ جو کارگذاری اور عمدہ نتائج امتحان کے لئے ایک اعلیٰ شہرت رکھتا ہے) آگے چل کر میرے بیوپار کو سنبھالیگا میرا کاروبار فرانسیسی لوگوں سے ہے اور وہ سب فرانسیسی زبان ہی میں ہوتا ہے لیکن اس مدرسہ میں فرانسیسی کی موزوں تعلیم نہیں ہوتی وکٹر ہیوگو کی کتابیں۔ نظم زمانہ متوسط اور قدیم کی فرانسیسی پڑھائی جاتی ہے۔ اس کے لئے جو چیز کہ سیکھنی ضروری ہے وہ عصر حاضر کی فرانسیسی زبان۔ اُس کا پڑھنا۔ لکھنا۔ بولنا اور فرانسیسیوں کو سمجھانا ہے کہ وہ کس طرح رہتے ہیں۔ کیا کرتے ہیں کس قسم کے خیالات رکھتے ہیں اور اُن کی کیا ضروریات ہیں؟ اگر آپ پران (Patras) والوں سے تجارتی کاروبار کرنا چاہتے ہیں تو افلاطون یا تھیوسیڈیڈز (Thucydides) کی زبان آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیگی

یونانیوں کی سیرت و کردار کا جو اندازہ کوکرین (Cochrane) نے بیان کیا ہے وہ ان صفات کے مقابلے میں جن کا مظاہرہ تھرماپولی (Thermophylæ) پر کیا گیا کہیں زیادہ مفید مطلب ہے"

یا پھر الفریڈ (Alfred) اور کیکون یا فلسطین میں شیر دل رچرڈ (Richard Coeur de Lion) یا ملکہ برطانیہ کے سینے پر کیلے (Calais) کے نقش وغیرہ کی کوئی پروا نہیں ہے۔ طالب علموں کو یہ سکھائیے کہ سلطنت کی نشوونما کیونکر ہوئی؟ یورپ کی تاریخ جدید کیونکر وجود میں آئی؟ انہیں وہ بنیادی اُصول بتا دیجئے جن پر کہ برطانیہ کی سلطنت کے مستقبل کا انحصار ہے۔ اگر کیکوں سے اس کی بنیادیں زیادہ مستحکم ہوسکتی ہوں تو خیر ورنہ انہیں بھی ترک کر دیجئے۔

تجارتی تعلیم انہی والدین کی خواہشات کی تکمیل کرتی ہے اور جیسا کہ مسٹر فراوڈ نے کہا ہے۔ یہ لوگ اس کا انتخاب افادیت کے لحاظ سے کرتے ہیں۔ اس کا مواد مضمون ہمیشہ تغیر پذیر اور ترقی پذیر رہتا ہے۔ اشیاء کا جیسی کہ وہ تھیں یا ہیں یا ہونگی مطالعہ نہیں کرتی بلکہ یہ دیکھتی ہے کہ رخ اور انداز انہیں کس طرف لئے جا رہا ہے۔ یہ مسائل کا سوال ہے جو حرکتی ہیں نہ کہ سکونی۔

مضامین کی مختلف نوعیتوں تجارتی زندگی کے پیہم تبدیل ہونیوالی حالتوں اور اس کی ہمیشہ بدلتی رہنے والی صورتوں کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ اس کی تدریس لازماً کشادہ دلی تجربی۔ ایسائی اور غیر تحکمانہ ہونی چاہیئے ایک کام کرسکے چند صحیح طریقوں کو تسلیم کر لینا کافی نہیں ہے اس کا طریقۂ کار معلوم کرنا بتلانا چاہیئے۔ اس تعلیم کا ایک نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ طالب علموں کا ایک گروہ پیدا ہو جائے جو اپنے

ذاتی نظریوں کے علاوہ دوسروں کے نظریوں کو سمجھنے اور ان کی ستائش کرنے کے قابل ہو۔ یہ صفت تجارتی زندگی کے لئے بہت ہی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس سے مدرس پر ذمہ داری کا ایک بوجھ اور مشقت مزید عائد کرتی ہے۔ پس مدرس کو حقیقی اور مختلف صحیح طریقوں یا جوابوں کی نسبتی قیمتوں کا سمجھنا اور اندازہ لگانا چاہیئے اپنے طالب علموں کی بھلائی کی خاطر اسے ان کا مقابلہ اور موازنہ کرنا ضروری ہے۔ اور اس کام کو انجام دینے کے لئے اسے اپنے مضمون کا اس معیار سے کہیں زیادہ وسیع علم ہونا چاہیئے جس کے مطابق کہ اسے تعلیم دینی ہے۔ وہ دن گئے کہ ایک شخص اپنی قابلیت سے ایک درجہ کم جماعت کو سبق دے سکتا تھا۔ یہ طریقہ کھاتہ کے قدم مدرس میں غیر مفقود نہیں ہے۔

اس تعلیم کا ایک تقاضہ یہ بھی ہے کہ مدرس اپنے مضمون کے کامل علم کے علاوہ زندہ اور کشادہ دل رکھے اور اپنے شاگردوں کے ساتھ گہری ہمدردی سے پیش آئے علاوہ ازیں یہ تعلیم سبقوں کا رٹنا اور ان کا دوہرانا غیر ممکن بنا دیتی ہے اور اگر اس طریقہ کو جس میں کہ ایک مدرس محض ایک اصلی پولیس والے کے مانند ہوتا ہے (آخر الذکر یہ دیکھتا ہے کہ بعض امور کا ارتکاب نہو۔ اور اول الذکر یہ دیکھتا ہے کہ چند امور پر عمل ہو) تدریس جدید میں کوئی جگہ حاصل ہوتی تب بھی تجارتی مضمونوں کے معاملہ میں نصابی کتب کی عدم موجودگی کی وجہ سے اس طریقے کو کالعدم قرار دیدیا جاتا ہے بہرحال جو مضامین کہ اب زیر غور ہیں اُن کی تدریس کا ذکر ابتدائی بابوں میں ہو چکا ہے۔

ریاضی و حساب۔ تاریخ (جو تاریخ صنعت و حرفت سے بالکل مختلف ہو) سائنس اور لسانیات کے تجارتی پہلوؤں پر اگر کوئی موزوں اور مناسب کتاب ہے تو وہ ایک

آدھ ہی ہے - تجارتی حساب پر چند کتابیں ہیں - لیکن کوئی اچھی متوسط درجہ کی کتاب ملنا ازحد دشوار ہے ایک قسم کی کتابیں تو وہ ریاضی دانوں کی ہیں - جنہیں تجارت کا قطعاً کوئی تجربہ ہی نہیں ہے اور دوسری اصطلاحات سے اس قدر لبریز ہیں کہ ایسے ایک طالب علم کے لئے جو تجارتی زندگی کی ابھی دہلیز ہی میں قدم رکھ رہا ہو وہ کسی حال بھی موزوں قرار نہیں دی جا سکتی ہیں -

بہرحال درسی کتب کی عدم موجودگی ایک لحاظ سے بڑی مفید بھی ہے - یہ تدریس کو غیر مبدل رہنے اور مدرسین کو دوسروں کی مستانہ آواز سے بھٹک جانے کے مانع ہے - علاوہ ازیں درسی کتابوں کا وجود اور استعمال کام میں عملی فضاء پیدا کر دینے کا بھی میلان رکھتا ہے - اور ایک عملی کاروباری آدمی کے لئے عملی فضاء عموماً بیکاری ہی کے مترادف ہوتی ہے - تجارتی تعلیم کی موجودہ روز افزوں ترقی پذیر حالت میں درسی کتب جوں ہی لکھی اور استعمال میں لائی جائینگی اُن کے فوراً ہی متروک اور بعد از وقت ہو جانے کا احتمال بھی قوی ہے -

یہ عام رائے زنی جملہ مضامین سے متعلق ہے - اب انفرادی مضامین کی تدریس کے متعلق کچھ کہنا چاہئیے - دیگر مضمونوں کے مدرسین کی نسبت جغرافیہ کے "جدید" مدرسین اس مضمون کے تجارتی پہلو کے "جدید" مدرسین سے زیادہ قریب اور مطابقت رکھتے ہیں - اگر وہ زمین کی ہیئت (Configuration) سے آب و ہوا اور ذرائع حمل و نقل آب و ہوا سے پیداوار اور اس سے آبادی کی تقسیم کی طرف جائیں تو انہیں اپنی تدریس تجارتی ضرورتوں کے مطابق کرنے کے لئے جس بات کی ضرورت ہوگی وہ صرف یہ کہ پیداوار، ذرائع حمل و نقل اور تقسیم آبادی پر ذرا زیادہ زور دیں - تجارتی جغرافیہ میں پیداوار - رسل و رسائل اور آبادی ہی کو

بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

اس کے برخلاف انگریزی زبان کے مدرس کو مختلف مقاصد کی شناخت کرکے ان کو یاد رکھنا پڑتا ہے۔ اُس کا اصل مقصد ادبی شاہکاروں کی خوبیوں کو پہچاننا۔ ادبی طرز کو اختیار کرنا نہیں ہے۔ بلکہ واضح مختصر اور کام کاج کی انگریزی لکھنے کی قابلیت پیدا کرنا ہے۔ یعنی ایسی انگریزی لکھنا کہ بیوقوف بھی اسے سمجھنے میں غلطی نہ کرے کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اس کے حاصل کرنے کا بہترین طریقہ شاید خلاصہ اور کیفیت نویسی ہے۔ عمدہ خلاصے یا کیفیت کی عبارت بندی زبانی ہو یا تحریری نہ صرف انگریزی ہی کیلئے مشق ہے بلکہ صحیح طور پر غور و خوض کرنے کیلئے بھی بڑی مفید چیز ہے۔ اور صحیح سوچ بچار ایک بڑی تجارتی دولت ہے۔

مسٹر سومرول ایٹن کے نمائندہ نے تجارتی تعلیم کے متعلق سنہ ۱۸۹۸ع کی کانفرنس میں گلڈ ہال میں تحریری یا زبانی امور کی اکملیت کے متعلق جو عذر پیش کیا تھا اسے لسانیات جدید کے مدرس کو اچھی طرح سے ذہن نشین رکھنا چاہیئے جب اسے اکملیت حاصل ہو جائے تب ہی آگے بڑھنا چاہیئے اور زائد مضمون کی تدریس کے لئے کوئی ایک طریقہ تجویز کرنا اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ محض یہ لکھدینا "آپ کا آج کی تاریخ کا خط وصول ہوا" تجارتی فرانسیسی نہیں ہے بلکہ وہ ان ممالک کے لوگوں کی عادتوں معیشت۔ اطوار۔ خیالات ضروریات اور پیداوار کا مطالعہ ہے جہاں کہ وہ بولی جاتی ہے۔ اس وقت تک تدریب کا ذریعہ تقاریر اور مباحثے رہے ہیں۔

تجارتی حساب عام حساب کے برعکس یا بالذات خود ایک مقصد ہے۔ یہ ذہنی تربیت کا مقصد پورا کرنے کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ ایک اوزار ہے جس کے بغیر

ایک بیوپاری اپنے کاروبار کے ایک پہلو یعنے مالی پہلو کو چلاسکتا ہے۔ بیوپاری حساب کو اعداد شمار اور کھاتہ کے لئے تیار کرنا چاہئیے اور گراف بنانا اس میں ایک کافی اہم اضافہ ہے ان ارتقائی منازل میں ریاضی و حساب کے عصر جدید کے مدرس کا طریقہ استعمال ہوسکتا ہے لیکن ریاضی کے مدرس نے اسوقت تک اپنے آپ کو ناقابل مطابقت یا ناقابل فہم بنا رکھا ہے اور اس کا ممتحن تو مدرس سے بھی کہیں زیادہ بدتر ہے وہ یہ تک معلوم کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا کہ بلا صحت ریاضی محض بیکار ہے اور بیوپاریں تو وہ باعث تضیع اوقات ہے۔

ایک طالب علم جو تین یا تیرہ رقومات کو جوڑ سکتا ہے وہ مدرس کو یہ اطمینان دلاسکتا ہے کہ وہ جمع کے طریقۂ عمل سے واقف ہے چاہے وہ دو تین غلطیاں بھی کر جائے۔ لیکن تجارتی ریاضی کے مدرس کو اُس وقت تک ہرگز مطمئن نہ ہونا چاہئیے جب تک کہ اُس کا شاگرد تیئیس یا تینتیس رقومات کی جمع تک بغیر کسی غلطی کے نہ کرلیتا ہو۔ صحت کا یہ معیار ممکن ہے بہت اعلیٰ اور بلند معلوم ہوتا ہو لیکن ۱۴ تا ۱۸ سالہ عمر کے ایسے طالب علموں کے لئے جنہیں کہ ابتدائی مدارج میں معقول طور پر تعلیم دیدی گئی ہو اس صحت کا حاصل کرلینا بالکل آسان کام ہے۔ آج کل کے تجارتی مدارس میں بدقسمتی سے اکثر راست اسلئے قدموں واپس ہونا۔ اور مانوی مدارس میں کافی مدت تک تعلیم پائے ہوئے (۱۷) سالہ عمر کے طالب علموں کو بھی سادی جمع سکھانا ضروری ہوتا ہے وقت تھوڑا ہوتا ہے۔ تاہم مشق حاصل کرنے کے لئے ان قدیم معموں کے عبارتی سوالوں کو ترک کرکے کافی وقت نکالا جاسکتا ہے جو ریاضی کے ایک ایسے ممتحن کو بہت مرغوب ہوتے ہیں جو خوردہ فروش کے عطا کردہ دس فیصد کمیشن کے غل و شور کا بذات خود مجرم

ہوتا ہے - جب تک کہ صحت اور تیقن حاصل نہ ہو سادہ عمل کی مشق کرنا اس سے کہیں بہتر ہے کہ یہ طے کیا جائے کہ جو عورتیں اور اُن کی لڑکیاں سودا سلف کے لئے بازار میں گئیں - ان میں جین کی ماں کونسی ہے - طالب علموں کو اپنے پر صرف مشق ہی سے بھروسہ حاصل ہو سکتا ہے جو طویل مگر سادہ حساب اور ہندسوں کے انباروں سے غیر متزلزل رہے -

تجارتی مدارس میں ایسے مضمون بھی ہوتے ہیں جو ثانوی مدارس کے حدود سے باہر ہوتے ہیں - ان میں سب سے زیادہ ابتدائی مختصر نویسی - ٹائپ کا کام - کھاتہ اور شاید بحاطور پر عملی و نظری تجارت ہیں -

مختصر نویسی اور ٹائپ کے کام کی عرصہ دراز تک نااہل و ناتجربہ کار مدرسین یعنی اسکول کے معتمد - صیغہ دار اخبار کے ایسے مخبر کے ہاتھوں بڑی مٹی خراب رہی جو ہفتہ میں ایک یا دو گھنٹہ فرصت کے نکال سکتے تھے لیکن تدریس کا ذرا سا بھی علم یا مہارت نہ رکھتے تھے - ان مضامین کی اصحاب اقتدار کی طرف سے بھی کوئی حوصلہ افزائی یا ہمدردی نہ کیجاتی تھی اور والدین کے بیہم مطالبوں کے باعث ان مضامین کو ناقص طریقے پر پڑھانے دیا جاتا تھا - ان مضامین کو اس قدر قلیل مدت دی جاتی اور اس قدر ناقص طور پر ان کی تقسیم کی جاتی تھی کہ کسی قسم کی ترقی بعید از امکان تھی - بہرحال اس میں ایک وجہ ان کی بدنامی کی ہے جو ان سے وابستہ کر دیگئی ہے - تھوڑا سا وقت یعنی نصف یا پون گھنٹہ جو ہر مضمون پر صرف کیا جاتا تھا یقیناً بڑی کفایت کا انتظام تھا مختصر نویسی میں سو الفاظ فی منٹ کی رفتار حاصل کرنے کے لئے جو جملہ وقت صرف کیا جاتا تھا اس کو روزانہ سبق کی مدت کو طویل کر دینے سے گھٹایا جا سکتا ہے - لیکن کارکردگی کی انتہا جلد

حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً تجربہ سے یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ روزانہ چار گھنٹے اس قدر زیادہ موثر نہیں ہوتے جس قدر کہ اُن کا نصف موثر ہو سکتا ہے۔

ان مضامین کو کسی قسم کی تعلیمی قدر و قیمت سے معذور خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن یہ بلاوجہ اور زیادتی معلوم ہوتی ہے۔ یہ مضامین مستعدی۔ حوصلہ مندی اور خود اعتمادی کے طالب ہیں اور جدید حالات کے تحت ان کی تدریس ان صفات کی تربیت دیتی۔ ہے یہ تفصیل میں صحت کی بھی اعلیٰ تربیت دیتے ہیں۔

ناقص تدریس کے باعث کھاتہ سے زیادہ شاید ہی کوئی دوسرا مضمون اس قدر زیادہ اور مسلسل گھاٹے میں رہا ہو گا اور اس کا سبب اس مضمون کا تھوڑا سا علم حاصل کرنے کی وہ سہولت ہے جو ایک خطرناک چیز ہے۔ کھاتہ کی تعلیم دینیوالے اب بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جن کا اس "طبع زاد فن" کے متعلق اگر کوئی طالب علم ہے بھی تو نہایت معمولی اور اس سے زیادہ نہیں ہے۔ جس کا ذکر جارج فشر نے سنہ ۱۷۹۷ء میں کیا تھا۔ اور بہت سے بیوپاری یہ یقین رکھتے ہیں کہ مدرسہ کے مدرسین کے متعلق اُس کا بیان اب بھی صحیح ہے۔ "کھاتہ کے فن یا سوداگروں کے حساب کتاب کا ذکر کرتے تو بہت لوگ ہیں۔ لیکن اس کے سمجھنے والے معدودے چند ہی ہیں"

مضمون کھاتہ کے ایک مدرس نے حال میں یہ شکایت کی کہ اُس کے لڑکے کو جو پرچہ سوالات دیا گیا تھا اس میں اس طریقے کے مخالف خانے تھے جو ایک کھاتہ کے امتحان میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس شخص کو یہ یقین دلانے میں کافی مدت صرف ہوئی کہ کردی کے خانے محض اُس طریق کے سوا جو وہ جانتا تھا اور جسے وہ صرف ایک ہی صحیح طریقہ خیال کرتا تھا اور بھی کئی طریقوں پر صحیح ہو سکتے ہیں۔

جس کشادہ دل کی تمام تجارتی مضمونوں کی تدریس کے لئے سفارش کیگئی ہے اس کی کسی دوسرے مضمون کے لئے گنجایش نہیں ہے - ایسے چند ہی مضامین ہوں گے جو صحت - تفصیلی توجہ اور جانچ کرنے کی تربیت کھاتہ سے زیادہ بہتر طریقے پر دے سکتے ہوں بشرطیکہ ان کی تعلیم عمدگی کے ساتھ دیگئی ہو - کھاتہ نویسی بڑا دلچسپ اور جاذب توجہ ہوتا ہے اور ایک محنتی اور جفاکش طالب علم اسوقت سے زیادہ اطمینان بلکہ فخر شاید ہی کبھی محسوس کر سکتا ہے جتنا کہ وہ ایک طویل اور پیچیدہ عمل کے بعد اسی چھٹے یا پشواری کو (Balance Sheet) جس سے کہ کافی مقدار منافع کی تقسیم کا سوال متعلق ہو بالکل صحیح پانے پر محسوس کرتا ہے -

نظری اور عملی تجارت کی تدریس کے طریقے تقریباً اتنے ہی زیادہ ہیں جتنے کہ مدرسین اور وہ تقریباً اتنے ہی مختلف ہیں جتنا کہ مضمون کی وسعت کا اندازہ ہے - بہرحال یہ دو گروہوں میں منقسم ہیں، ایک تو اقتصادیات کے ان مدرسین کا ہے جو اس مضمون کو سیاسی اقتصادیات (Political Economy) کا نتیجہ یا ضمیمہ خیال کرتے ہیں - یا عرف عام میں جس میں ذم کا پہلو ہے اسے اقتصادیات کا ایک "ذیلی مظاہرہ" کہتے ہیں - اس گروہ کی کمزوری یہ ہے کہ اس کی تعلیم میں نظری ہونیکا امکان ہے نظری تعلیم عملی پر حاوی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ خاک کے مانند خشک اور از کار رفتہ ہڈیوں کو الفاظ کا لباس پنا دیا جاتا ہے - دوسرے گروہ میں انتہا کی طرف چلے جانیکا امکان ہے - عملی تعلیم - نظری پر حاوی ہے - اور ایسی صورت میں یہ مضمون محض واقعات اور قواعد اور ان کے عملی استعمال کا ایک مجموعہ بن جاتا ہے - ان دو انتہا پسندوں کے مابین بعض اعلیٰ درجہ کے

مدرسین بھی موجود ہیں - ان میں سے بہترین اول الذکر کی نسبت آخر الذکر کے زیادہ قریب معلوم ہوتے ہیں - ان مضمون کی دو مثالیں ایک روزمرہ کے کاروبار اور دوسری بیوپاری خط و کتابت کی، دو کامیاب مدرسین کے طریقوں کو بخوبی ظاہر کرتی ہیں طالب علموں کی تجویزوں میں سے ایک مرکزی اصول کو منتخب کرلیا گیا کہ نامہ نگار یا گاہک کی تمام خط و کتابت اور کاروبار کی ایک مکمل مثل رکھنا ضروری ہے - مختلف مقدمات کی امثلہ رکھنے کی ضرورتوں پر بحث کرتے ہوئے تھوڑے بہت اصول سے واقف کرا دیا گیا ہے - مثل قائم کرنے میں چھاپے اور کاربن کی نقول کی ضرورت ہوتی ہے - اس لئے چھاپے اور کاربن کی نقول کی نسبتی اہمیت پر بحث مباحثہ ہوا - بس یہاں عملی قانون اور اس کے نظریہ پر بھی روشنی ڈالنی پڑی - امثلہ رکھنے کے مسئلہ سے محافظ خانے کے رجسٹروں اور موصولہ کے رجسٹروں کی متعلقہ اہمیت پر ایک طرف اور امثلہ کے متعلق دوسری طرف ایک پرلطف مبحث چھڑ گیا جماعت کی آراء کا وزن آخر الذکر کی جانب بہت زیادہ تھا - لیکن اس میں بھی پھر مختلف طریقے نمودار ہو گئے جن میں سے مقبول تر طریقہ افقی مثل (Vertical file) کا تھا - امثلہ میں نتھی کرنے فہرست ترتیب دینے - درجہ بندی کرنے (Sorting) خلاصہ نویسی کی مشق کرنے اور مختلف قسم کی امثلہ مروجہ کا استعمال دیکھنے کے لئے ادھر اُدھر آنے جانے سے ایک قسم کی گہما گہمی اور جوش اور دلچسپی پیدا ہو گئی - اسی ہی دوران میں ماہرین کے مقدمات کا رجسٹر (Case-book) اور جیبی فہرست کا تختہ بھی زیر تنقید آگئے تھے - نہ کوئی لکچر دئے گئے اور نہ کسی قسم کی رسمی معلومات - مدرسین اور طالب علم سب کے سب ملکر متلاشیان حق کے مانند اکٹھے کام کرنے لگے - ان سب میں آپسمیں

ایک بے تکلفانہ ہمدردی تھی - مدرسین زیادہ اخذ کراتے اور مزید معلومات حاصل کرنیکی ضرورت ظاہر کرتے تھے اور سب کے سب ملکر ان کو اکٹھا کرتے تھے - عملی کام اور چھاپہ کے لئے مسودات وٹائپ شدہ خطوط کی نقول وغیرہ کا کام ایک دلچسپ تبدیلی پیدا کر دیتا تھا - لیکن آلات کی قلت نے جماعت کو چھوٹے چھوٹے گروہوں میں تقسیم کرنا ضروری کر دیا تھا - اور ہر گروہ کو مختلف عملی کام کرنا پڑتا تھا اس عملی کام کی تنظیم ایسی غرض تھی کہ ہر ایک طالب علم ہر ایک کام کو انجام دے سکے اور یہ جماعت کے اراکین ہی نے کی تھی -

اس مضمون کے شعبہ مسائل میں بہترین کام شاید انہی لوگوں کا ہوتا تھا جو پورا کام انجام دیتے تھے اور اُس کام کے تمام مدارج کو دیکھ لیتے تھے ہر طالب علم ہر خط کو لکھتا ہر دستاویز کو تیار کرتا اور کاروبار کے متعلقہ شخص کا ایک کام انجام دیتا تھا - مثلاً کسی دوکان سے مال خریدنے کیلئے کچھ دریافت کیا گیا جواب میں قیمتوں کی فہرست وصول ہوئی پس ان کو ایک فرمائش (order) بھیجی جو منظور کر لی گئی وغیرہ وغیرہ حتیٰ کہ حساب کتاب چکتا کرنے کا جو چک بھیجا اس کی رسید بھی حاصل کر لی - اس طرح پر نہ صرف تجارتی صورتوں اور رواج ہی سے کامل واقفیت ہو جاتی ہے بلکہ مختلف دستاویزات کا بھی علم حاصل ہو جاتا ہے - اس نظریہ میں بیمہ قیمتوں کا تعین - پانی سڑک اور ریل کے ذریعہ حمل ونقل کے نسبتی فوائد اور بلاشبہ ہر دو چیزیں شامل ہیں - جو مال کی خرید وفروخت کے متعلق کوئی غیر متوقع سوال پیدا کر دے اور جسکے متعلق ایک مشاق مدرس جانتا ہو کہ اس کا پورا استعمال کیوں کر کرے - مختلف ممالک کی دوکانوں کو چننے سے اور بھی زیادہ معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں مثلاً غیر ممالک کا سکہ بنک کی سہولتیں اور وہاں کی طویل المدت اور

ادائیوں کی مانگ وغیرہ کا حال۔

اس مثال سے مثالی دفتر (ماڈل آفس) کا سوال پیدا ہوسکتا ہے مثالی دفتر سے مطلب ہے جماعت کے کمرہ کو ایک دفتر کے مانند آراستہ و پیراستہ کرنا۔ جماعت کو دو یا زائد فریقوں میں اس طرح تقسیم کرنا کہ ہر فریق کسی کاروبار کی نمائندگی کرے۔ اس طریقہ کا خاص فائدہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک ماحول اور اس کے ذریعہ دلچسپی پیدا کرنے کی غرض سے ایک حقیقی فضا، پیدا ہو جاتی ہے۔ اس پر اعتراض یہ ہے کہ سرمایہ اور وقت کا خیر ضروری صرفہ ہے۔ دوکان کے کھیل کے احساس کے لئے جملہ وقت جو صرف ہوتا ہے وہ اس ملک میں بڑے پیمانہ پر مثالی دفتر قائم کرنے کے مانع ہے۔ اس مثالی دفتر کو ممالک متحدہ امریکہ میں انتہائی ہر دل عزیزی حاصل ہوگئی تھی لیکن اب وہاں اور متوسط یورپ دونوں جگہ یہ زوال پذیر ہے۔ متذکرہ مثال میں ایک مثالی دفتر کے مخصوص فوائد موجود ہیں۔ اور اس میں یہ فائدہ مزید بھی ہے کہ جماعت کا ہر ایک رکن کاروبار کے ہر درجہ کے دونوں پہلوؤں کو خود دیکھ لیتا ہے۔ جملہ خطوط کی نقل کرانے سے کاروبار کے ہر فریق کی طرف سے ایک ایک مثل مرتب کرنے اور متعلقہ خطوط اور دستاویزات ان میں منسلک کرنے سے طالب علم کے دو طرفہ نظریہ کو ترقی دی جاسکتی ہے۔ ایسی صورت میں تعاونی کارکردگی کو قربان کئے بغیر جماعت مثالی دفتر کی جماعت سے زیادہ بڑی ہوسکتی ہے۔

بعض مخصوص صورتوں میں مثالی دفتر کے علاوہ تلبیس یا فرض نمائندگی، فائدہ کے ساتھ اختیار کی جاسکتی ہے۔ مثلاً دور حاضر کا ایک مدرس جو کافی و وافی بیوپاری قابلیت اور تھوڑا تجربہ رکھتا تھا۔ لڑکوں کی ایک جماعت کو حساب کی تعلیم دے رہا تھا۔ تناسب (Proportion) خوب سکھا چکا تھا۔ اور بہت سی مشق کے بعد جماعت سرمایہ

اورحصص (Stock and Shares) کے قاعدے پر پہنچگئی۔ جماعت میں ایک دلچسپی پیدا کرنے اوراس مضمون کی تفصیلات سے خوب واقف کرانے کی غرض سے طالب علموں کوساہوکاروں، دلالوں (Brokers) ٹھیکیداروں (Jobbers) اور گاہکوں کے سوانگ سپرد کردئے تھے۔ بنک میں ہرایک کے نام سے علٰحدہ علٰحدہ کھاتہ کھولدیا گیاتھاسرمایہ اورحصص کے صداقت نامہ تقسیم کردئے گئے تھے۔ روزانہ کاروبار ہوتاتھا اوراس کی ایک باقاعدہ یادداشت رکھی جاتی تھی۔ بالآخرحساب کتاب ہوتا اور بینک کے تختہ آمدو خرچ (Bank balances) ترتیب دئے گئے۔ اس کاایک غیر متوقع نتیجہ یہ ہواکہ ایک لڑکے کے والدین نے شکایت کی "میں اپنے لڑکے کو اسٹاک ایکسچینج کے کام میں نہیں لگانا چاہتا ہوں اور نہ میں چاہتاہوں کہ وہ سٹہ بازی کرے آپ اس میں اس کا شوق کیوں پیدا فرمارہے ہیں۔"

مثالی دفتر کے بہت گراں ہونے کے علاوہ بھی تجارتی تعلیم کے یک مشت اخراجات زیادہ ہوتے ہیں۔ مختلف ساختوں کی ٹائپ رائٹرمشین۔ نقول نکالنے کے لئے مختلف قسموں کے آلے اور چھاپہ خانہ کے لئے مسودہ تیار کرنے کے آلے امثلہ اوران کی فہرستیں رکھنے کی الماریاں جمع کرنیکی مشین اور ٹائپ رائٹر کے لئے ہندسہ جوڑنے کے آلوں کاکم ازکم ایک نمونہ۔ بیوپاری تعلیم کیلئے اقل درجہ لازمی خیال کئے جانے چاہئیں۔ ہرطالب علم کوانہیں استعمال کرنیکے قابل ہونا چاہئے اور وقتاً فوقتاً ہرطالب علم کو انہیں استعمال کرتے رہناچاہئے۔ اگرمسلسل استعمال کی سہولت ہو تو طالب علم فہرست امثلہ (Card index) جیسی چیز کے فوائد کی قدر کرنے لگینگے۔ ایک مدرسہ میں ہرطبقہ کے طالب علموں کی فہرست

(Card index) موجود ہے - کارڈوں پر افراد کے نام - پتے - جماعت - رکارڈ اور کھیل درج ہیں - قدیم اراکین کے کارڈ موجودہ اراکین کے کارڈوں سے علٰحدہ کر دیئے جاتے ہیں - اور ہر طبقہ کے جملہ اراکین کے معائنہ کے لئے یہ فہرست ہر وقت کھلی رکھی جاتی ہے -

مزید آلات کا ہونا بھی مناسب ہے - لیکن متذکرۂ بالا سامان تو بے کم و کاست ایک تجارتی مدرسہ کیلئے اقل ترین ہے - دوسرے سامان کی کمی ایک حد تک کارخانوں - دفتروں عجائب خانوں اور مکانات پر طالب علموں کو لیجا کر پوری کی جاسکتی ہے - لندن اور اُس کے نواحی مدارس میں جغرافیہ کی تعلیم کیلئے اشیاء کے نمونے جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہے - سوتھ کنسنگٹن (South Kensington) یا امپیریل انسٹیٹیوٹ (Imperial Institute) میں جا کر ایسی اشیاء جیسے چاء - ربر - عمارتی چوبینہ - اُون اور روئی کے معائنہ کا موقع بخوبی حاصل ہے اور اکثر صورتوں میں ایک ماہر فن کی امداد بھی معلومات کے لئے حاصل ہوسکتی ہے - سیاحتیں طالب علموں کو اوقات رکھنے کے بہت سے میکانی اور دیگر طریقوں سے واقف کرانے کے لئے عموماً کافی ہوتی ہیں -

مثل ترتیب دینا اور بیضہ کرنا - نقول نکالنا اور اس قسم کے دوسرے امور کی مشق اس ادارہ کی دفتری کارروائیوں کے ذریعہ جس میں کہ تعلیم دیجاتی ہو بخوبی حاصل ہوسکتی ہے - لیکن اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ طلبہ کو کم اجرت مزدورانہ بنا دیا جائے - ٹائپ کا کام سکھانے کے بعض ادارے اس کے مجرم قرار پائے گئے ان اداروں نے طالب علم جمع کئے اور ان سے کارآموز امیدواروں کے مانند کام لیا اور مزید معلومات اور مہارت حاصل کرنے کے لئے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا

یہ تنبیہ گو پبلک اداروں کے لئے غیر ضروری ہے لیکن ایسے مدارس کے لئے بڑی ترغیب آور ہے - جو ملازمین کو تنخواہ دیتے انتظامی اخراجات برداشت کرتے اور ایسے پیمانہ پر اشتہار دیتے ہیں جس سے کہ پبلک ادارے ناواقف ہوتے ہیں اور کرایہ سرمایہ پر سود ادا کرتے اور منافع حاصل کرتے ہیں اس قسم کے کم از کم ایک ادارہ میں تو ٹائپ - مددگاری اور دفتری جملہ کام ایسے طلبہ سے انجام دلائے جاتے ہیں جو ان مراعات کے لئے خاص طور پر زیادہ فیس ادا کرتے ہیں -

بہر حال تجارتی تعلیم ابتداً لوگوں کی خانگی مساعی کی احسان مند ہے - والدین کی خواہش تھی - خانگی اشخاص نے ان مضامین کی تدریس کا بندوبست کر دیا - جنہیں کہ وہ شاید بحاطور پر مالی اور تعلیمی دونوں پہلوؤں سے اہم خیال کرتے تھے - خانگی اداروں نے والدین کی مانگ کو اس کے قبل ہی پورا کر دیا تھا کہ حکومت اُس کا بندوبست کرتی یا اسے تسلیم کرتی - ابتداً یہاں متوسط یورپ دونوں جگہ اور ممالک متحدہ امریکہ میں بھی تجارتی تعلیم خانگی اداروں ہی کے ذریعہ دلائی جاتی تھی - اور ان میں سے اکثر کو سب سے زیادہ روپیہ کمانے کا خیال ہوتا تھا - دیگر دوسرے اداروں میں جن کی ابتداء تاجروں نے کی اور جن کے وہ جزاً خود مالک تھے تعلیم منافع پر مقدم رکھی گئی تھی اول الذکر میں تدریب زیادہ، تعلیم کم تھی - طالب علم کسی خاص مہارت کو حاصل کرنے واقعات کے کسی ایک مجموعہ کو اقل ترین مدت میں سیکھنے کے لئے آتے تھے اصول اور اُن کا استعمال کسی تعلیمی خیال بغیر سیکھا اور سکھایا جاتا تھا - جو محض ایک طوطے کی طرح رٹ لیا جاتا تھا - اور اس کے سوائے کچھ نہ ہوتا تھا لیکن کچھ فائدے اس میں بھی موجود تھے - اس طریقے نے ایک حد تک افادی تعلیم سے مواد مضمون کو منظم کر رکھ،

تھا۔ مالی ضروریات کے باعث اس طریقے نے مدرسین کو فاقہ زدہ کر دیا تھا اور نااہلوں کو تدریس کے کام پر لگانے کا ذمہ دار تھا ایک مشہور اور بڑے مشتہرہ مدرسہ میں ایک مدرس کو ۴ (پنس) فی گھنٹہ اُجرت ادا کی جاتی تھی لیکن بر نیہم کامیابی کا اندازہ محض نتائج پر لگایا جاتا تھا۔ جس کے باعث انتظام موثر ترقی پذیر اور جدید ترین ہونا ضروری تھا۔

برطانیہ عظمیٰ میں تجارتی تعلیم آج کل دی جاتی ہے اس کی کوئی مطبوعہ کیفیت یا کوئی تفصیل ہمارے پاس موجود نہیں ہے۔ اس وقت جو سہولتیں مہیا تھیں اُن کا ایک مختصر خلاصہ تیار کیا گیا تھا جسے نیشنل پیٹریاٹک ارگنائزیشن (National Patriotic Organization) کی مرکزی کمیٹی نے فروری سنہ ۱۹۱۷ع میں بصدارت آنجہانی مسٹر ہنری کرسٹ شائع کرایا تھا۔ یہ بڑا ہی مایوس کن مجلہ ہے۔ جس میں نہ تو کسی قسم کی تجاویز کی گئی ہیں اور نہ کسی نظریہ پر زور دیا گیا ہے۔ اس میں صرف خشک اور خالی واقعات ہی بیان کر دئے گئے ہیں۔ جس سے کہ ملک کا بے دست و پا ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

تجارتی تعلیم جن لڑکوں اور لڑکیوں کو دی جاتی ہے دونوں اصناف کی مختلف حالتوں اور اُن کے مفاد کے اختلاف عظیم کے باعث بالکل مختلف ہوتی ہے۔ جو لڑکے بیوپار میں داخل ہوتے ہیں وہ عمر بھر کے لئے اس ہی کے ہو رہتے ہیں۔ لڑکیوں یا کم از کم انکی ایک تعداد کو محض عارضی کام کرنے والا خیال کرنا چاہیئے۔ لڑکوں کی تعداد کو بیرون ممالک اپنے کارخانوں کی نمائندگی کرنے اور بشرط ضرورت دینا کے دوسرے سرے

---

* Training for Business at Home and Overseas, Part I. A Statement of the facilities now available in the United Kingdom. The Central Committee, 62-65 Charing Cross. Sixpence net.

تک جانے - نئی راہیں نکالنے اور جدید بازار معلوم کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا ضروری ہے - خلاف ازیں لڑکیوں کی اکثریت کو وطن ہی میں کام کرنا پڑتا ہے - بیوپار - تجارتی کمپنیوں اور کارخانوں کے صدر بھی ایک عرصہ دراز تک مرد ہی رہینگے - بہرحال جدید پیشوں میں تربیت یافتہ عورتوں کے کام کرنے کے لئے بہت وسیع میدان کے آثار موجود ہیں - مثلاً بنکوں اہلکاروں اور محاسبوں کی پیشہ ور جماعتیں عورتوں کو اپنے پیشوں میں داخلہ دینے کے متعلق غور وخوض کر رہی ہیں - عورتیں بھی ان پیشوں کے امتحانوں میں شرکت کی اجازت کا بفور منظوری فائدہ اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو پہلے ہی سے تیار کر رہی ہیں -

شاگردوں کی عمر کے مطابق بھی جب کہ وہ مزدوری کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں مختلف امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے - جو ان کے مفاد آئندہ سے کم و بیش مطابقت رکھتے ہوں - بیوپار میں سولہ سالہ عمر میں لگ جاتے ہیں وہ بالعموم بغیر کسی خاص توقع اور اکثر بغیر کسی اثر کے ہوتے ہیں - اور ان کے پاس سوائے ذاتی چال وچلن پیدائشی ذکاوت اور اُس علم کے جس پر وہ بھروسہ رکھتے ہیں اور کچھ نہیں ہوتا - وہ جن کا داخلہ تاخیر سے ہوتا ہے یعنی جو اٹھارہ سال یا اُس سے زائد عمر کے بعد بیوپار میں شریک ہوتے ہیں وہ عموماً صاحب اثر ہوتے ہیں محفوظ جگہوں کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ابتدا ہی سے صدر بننا ان کی قسمت میں ہوتا ہے شاگردوں کی بھی دو قسمیں خیال کرنی چاہئیں - ایک وہ جو اپنا تمام وقت تعلیم میں صرف کرتے ہیں دوسرے وہ جو بھی تعلیم اپنے کاروباری اوقات کے بعد حاصل کر سکتے ہیں -

اس وقت تک لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کی تربیت زیادہ مخصوص رہی ہے - لڑکے

بغیر کسی تربیت کے جونیر اہلکاری پر مامور ہو سکتے تھے۔ اور نیچے سے سیڑھی پر چڑھ سکتے تھے لیکن اس کے برخلاف لڑکیاں بغیر کسی فنی تربیت کے کوئی ابتدائی ملازمت حاصل نہیں کر سکتی تھیں یہ فنی تربیت انہیں کسی (قابل) جوگا بنانے کے لئے مختصر نویسی اور ٹائپ کے کام کی کافی مشق حاصل کرنے سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور اس میں کھاتہ نویسی۔ ریاضی اور کاروبار روزمرہ کا اضافہ کر دیا گیا تھا۔ جنگ عظیم کے آغاز کے قبل ایک اچھی تعلیم یافتہ ۱۸-۱۹ سالہ لڑکی صیغہ دارہ کا متعدد کارخانوں میں بحیثیت اہلکار مامور ہونے لگی تھی۔ لیکن جنگ نے ایسی لڑکیوں کو بیحد مواقع عطا کر دئے ہیں اور بلاشبہ ان کی تعداد اور آمدنیاں بہت زیادہ بڑھ گئیں ہیں۔

ایسے لڑکوں کی تعداد جو بالکلیہ تجارتی تعلیم پا رہے ہوں اس ملک میں کبھی بھی زیادہ نہیں تھی اور اعلیٰ تجارتی تعلیم یعنی بیوپار کے رہنما بنانے کی تعلیم کا تو عملاً یہاں کبھی وجود ہی نہیں تھا۔ لندن میں تجارتی مدرسوں یا جماعتوں میں بڑی کثرت جزوقتی تعلیم پانیوالوں کی ہے۔ مرد اور عورتیں جو تیاری کے بغیر تجارت میں داخل ہو چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے کاروبار کے کسی شعبہ میں تربیت حاصل کرنے کی ضرورت کو محسوس کیا اور اس کمی کو مدارس شبینہ میں شریک کر کے پورا کرنے کی فکر کی۔ اس تعلیم کا خانگی اور اُن کے علاوہ۔ ایل۔ سی۔ سی۔ ریوینگ انسٹیٹیوٹ۔ پولیٹیکنک۔ لندن اسکول آف ایکانومکس اور سٹی آف لندن کالج میں قابل اطمینان بندوبست موجود ہے۔

پورے وقت کے نصاب اب بھی بہت کم ہیں۔ لندن کونٹی کونسل کے مرکزی مدارس ایک تجارتی رجحان رکھتے ہیں اور ان میں سے بعض (۱۵-۱۶ سالہ عمر کے طالب علموں کے لئے قابل تعریف خدمت انجام دے رہے ہیں۔ کونسل کے ثانوی مدارس

ذکوریں سے دو میں تجارتی تعلیم کا شعبہ ہے - ان میں یونیورسٹی کالج اسکول میں جو اسوقت ڈاکٹر اسپنسر کی قابل صدارت میں کام کر رہا تھا تجارتی تعلیم کا پہلے آغاز ہوا - سٹی آف لندن کالج میں ( ۱۴ تا ۲۰ ) سال کے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے دن کا تجارتی مدرسہ ہے اور اس میں ایسے لڑکوں کے لئے جن کا مستقبل محفوظ اور جو پیدائش اور تعلقات کے باعث آئندہ کی تجارت کی دنیا میں ایک مفید جگہ حاصل کرنے کیلئے ہی پیدا ہوے ہیں - اب ایک مخصوص دو سالہ نصاب کی تجویز زیر غور ہے -

اسکول آف ایکانومکس میں پورے وقت کا نصاب بھی موجود ہے لیکن اس میں مرد اور عورتوں کو بیوپاری کاموں کی نسبت زیادہ تر انتظامی امور کی انجام دہی کیلئے تیار کیا جاتا ہے -

مانچسٹر میں بھی تجارتی مدرسہ ہے - اور اضلاع کی جامعات میں تجارت کا شعبہ بھی موجود ہے - لیکن جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے - ایسی کوئی رپورٹ آج تک شائع نہیں ہوئی کہ جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ ان مجالس شعبہ جات سے کس حد تک کام لیا جاتا ہے اور یہ کہ نصاب مروجہ اضلاع کے بیوپاریوں کی ضروریات کی کس حد تک تکمیل کرتا ہے - بدقسمتی سے ایک مثال ایسی ہے کہ شعبۂ تجارت محض نظری غیر عملی اور مقامی تجارت وصنعت کے لحاظ سے بالکل بیکار خیال کیا جاتا ہے - یہ ان معلمین کے لئے ایک بے ضرر تفریح گاہ ہے جو کاروباری دنیا سے بہت دور اپنی ایک ذاتی دنیا میں علٰحدہ رہتے ہیں -

بہرحال گذشتہ چند سالوں میں تجارتی تعلیم نے بڑے بڑے قدم آگے ڈالے ہیں جو کامیابی حاصل ہوچکی ہے - اس کو محفوظ اور مزید پیش قدمی کرنے کے لئے کیا

کرنا چاہیئے؟ ایسے مدارس میں جہاں کہ ۱۶-۱۷ سال کی عمر میں پڑھائی ختم کر دی جاتی ہے تجارتی میلان پیدا کرنا چاہیئے - اس میلان کو سود مند بنانے کے لئے کامل اور ہمدردانہ طریقہ استعمال کرنا چاہیئے - اس میلان کو محض اس لئے روانہ رکھا جائے کہ والدین اس کے طالب اور خواہشمند ہیں یا اس لئے کہ طالب علموں کو مدرسہ کی سب سے آخری جماعت میں رکھنا ہے - اگر روش میں تبدیلی ہو جائے تو ما بقی تبدیلیاں تو ایک حد تک انتظامی اور بہت زیادہ حد تک مدرسین پر منحصر ہیں - وقت کافی دینا چاہیئے مثلاً مختصر نویسی سیکھنے کی سعی اسوقت تک بیکار ہے جب تک کہ روزانہ چالیس منٹ کا وقت دو سال تک نہ دیا جائے - اس عرصہ میں ایک چودہ سالہ طالبعلم کو مختصر نویسی کے نظریوں پر پوری طرح حاوی ہو جانا چاہیئے اور اتنی تیز رفتاری سے لکھنے کی مشق حاصل کر لینی چاہیئے کہ وہ کار آمد ہو سکے - جغرافیہ - تاریخ اور حساب کی تعلیم کے لئے تربیت یافتہ مدرس سب کچھ کر سکتا ہے بشرطیکہ وہ ان مالکان کے خیالات کو معلوم کرنے اور ان سے بہم باخبر رہنے کی تکلیف گوارہ کرے جن کے تحت کہ اُس کے شاگرد کام کرینگے - جدید لسانیات میں مہارت اور آج کل کی زبان کا مطالعہ اتنی ہی اہمیت رکھتے ہیں جتنی کہ ایک اسکول سے توقع کیجا سکتی ہے - موجودہ ثانوی مدارس میں یہ تبدیلی ہمیں بحیثیت ایک قوم اس منزل سے کہیں زیادہ دور پہنچا دیگی جسپر کہ ہم پہونچے ہیں - لیکن بہت کچھ مخصوص فنی تجارتی کام ایسے مخصوص سامان سے آراستہ اور مخصوص کارپردازوں سے پیراستہ اداروں میں دو سالہ نصاب سے انجام دیا جا سکتا ہے جب کہ طویل تعطیلات غیر ممالک میں بسر کیجائیں -

اس وقت سے بہتر مواقع پہلے کبھی پیدا نہیں ہوئے - رائے عامہ پیدا ہو رہی ہے - والدین بیتاب ہیں - نوجوانوں کو دلچسپی ہے اور مالکان اس کے زیادہ قدردانی ظاہر

کر رہے ہیں - کہ اس وقت تعلیم وہ کام انجام دے سکتی ہے جو پہلے کبھی انجام نہیں پایا ہے اور حکام تعلیم آئندہ کی ضرورتوں سے آگاہ ہیں - بڑی دشواری تو یہ ہے کہ قابل مدرسین ناپید ہیں - مدرسین کی سیرت و کردار صحیح ادبی اور فنی تعلیم و تربیت کے علاوہ ان کو اس کاروبار کا کافی تجربہ ہونا چاہیئے - جس کی کہ انہیں تدریس کرنی ہے *

ایسے مدرسین کا دستیاب ہونا جز آ روپیہ کا سوال ہے - اولاً موجودہ مدرسین کو نہ صرف اس مشاہرہ سے زائد دینا چاہیئے جو وہ پاتے ہیں بلکہ ان کی قابلیت سے بھی زیادہ معاوضہ دیا جانا چاہیئے - تاکہ اس پیشہ میں موزوں اشخاص آنے لگیں - روپیہ اور خوش آئند مستقبل کی موجودگی میں کافی مرد اور عورتیں فراہم ہو سکیں گی - مابعد طرز عمل کا محفوظ کرنا ضروری ہوگا اور صحیح فضا پیدا کرنی ہوگی - جو لوگ اس کام میں پہلے سے مصروف ہیں وہ مطلوبہ ضروریات کا صحیح اندازہ رکھتے ہیں - تجاویز موجود ہیں مخصوص حساب - سائینس - تاریخ لسانیات جدید کے نصابوں کا خاکہ اشخاص اور مواقع کا منتظر ہے -

قدیم ماہرین تعلیم کو ابھی قائل کرنا باقی ہے - خالص حساب داں اس جیومٹری کو جس نے اقلیدس کو معطل کر دیا ہے - بڑے استعجاب سے دیکھتا ہے - اور اب وہ ان گراف اور علم اعداد و شمار (Graphics and statistics) کو بھی بڑے حیرت سے دیکھتا ہے جنہوں نے قدیم حساب کو خطرہ میں ڈالدیا ہے - فرانسیسی زبان کا مدرس اس قدیم اور کلاسکل - فرانسیسی کو جو ترک کرنے پر پیچین ہے - جس میں کہ اس کی پرورش ہوئی ہے اس لئے کہ وہ ایسے لاپرواہی سے استعمال کی ہوئی اخبار نویسوں کی

* "Training of Teachers of commercial subjects" School World May 1916.

زبان خیال کرتا ہے۔ ماہر تاریخ آئین حکومت کی بجائے گذشتہ ایک یا دو صدیوں یا لوگوں اور ان کی ضروریات کے متعلق پڑھانے میں اپنا وقت صرف کرنے کے خیال تک سے ناک بھوں چڑھانے لگتا ہے۔ کلاسکل کتابیں مردہ زبانوں اور ایسی تہذیبوں کے لئے جو قصہ ماضیہ ہو چکی ہیں اور یہی زیادہ وقت کی طالب ہیں۔

لیکن قدیم نظام جدید کو جگہ دیتا رہتا ہے۔ قدیم ماہر تعلیم قدیم مضمونوں کے جدید پہلو بلکہ جدید مضامین پسند کرے گا۔ اور ان کی قدر و قیمت کو معلوم کرلے گا یہ مضامین عوام کی زندگی کو متاثر کرتے ہیں۔ چند کو نہیں بلکہ بہت سوں کو اور صرف منتظمین نہیں بلکہ محنت کرنے والوں کو۔ یہ مضامین قوم کی روزمرہ مشقتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور یہ ایسے نوجوان کو دلچسپی لینے کے لئے مجبور کرتے ہیں۔ جسے کہ دنیا میں اپنی راہ خود آپ تراشنی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ وہ ان سے یہ سیکھتا ہے کہ اُس کے ماقبل اور لوگ کیونکر اور کس طرح کامیاب ہوئے یہ مضامین زندہ اشخاص اور بدلتی دنیا میں ان کی کارگزاریوں سے متعلق ہیں ان کا تعلق "انسانیات" سے ہے۔

ایک مستعد کاروباری۔ لایق اور کشادہ دل مدرس کے لئے تجارتی تعلیم میں عظیم الشان مستقبل پوشیدہ ہے۔ وہ آئندہ نسلوں کی تیاری اس کے لایق اور موثر بنانے میں امداد دے گا جو مستقبل میں ایک عظیم ترین پیشہ ہوگا۔ ایک ایسا پیشہ جو اس ملک کو ایک مرتبہ پھر اس کی کھوئی ہوئی سابقہ تجارتی فوقیت کے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچا دے گا۔ فقط

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

کتب خانہ

جامعہ ملیہ اسلامیہ

۱۔ ۔۔۔

۲۔ ۔۔۔

۳۔ ۔۔۔

۴۔ ۔۔۔

۵۔ ۔۔۔

۶۔ ۔۔۔

۷۔ ۔۔۔

۸۔ ۔۔۔

۹۔ ۔۔۔

۱۰۔ ۔۔۔